TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222680
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP--67—11-1-68—5,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. A11 5 P711 Accession No. 21 577

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعونہ تعالیٰ
مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر شایع ہوا

ضروری اطلاع :- معزز ناظرین خریداران والا تمکین یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور اپنی قدامت و کثرت اشاعت کتب سے کسی تعارف کا محتاج نہیں اس مطبع میں خدا کے فضل سے جملہ علوم و فنون کی عربی فارسی اردو ہندی درسی غیر درسی قصص حکایات وغیرہ کتب کا بہت بڑا ذخیرہ ہر وقت برائے فروخت موجود رہتا ہے جن کی مفصل فہرست صرف اطلاع پانے پر روانہ ہوتی ہے۔

المشتہر منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب طب فارسی		اسم الاعلان	۲ر
اکسیر اعظم	۱۰ر	مظہر الشفاء	۸ر
قرابادین کبیر فارسی	۱۰ر	ملخص فصول بقراطی	۵ر
جامع شفائیہ	۱۰ر	انیس المعالجین	۴ر
معدن الشفا سکندر شاہی	۱۲ر	زاد غریب	۱۴ر
طب اکبر فارسی	۱۲ر	رموز حمدی	۱ر
شفاء الابدان	۱۰ر	احکام مسہلات	۰ر
خلاصۃ التجارب (از حکیم علوی خان)	۱۲ر	مجموعہ میزان الطب فارسی	۸ر
طب علوی خان	۴ر	غایۃ الشفاء	۱۲ر
علاج الامراض فارسی	۱۰ر	رسالہ تدابیر معالجہ ہیضہ	۲ر
کفایہ منصوری	۱۰ر	ضیاء الابصار فی حد السیاہ	۴ر
شرح رباعیات طب یوسفی	۱۲ر	تجربات رضائی	۳ر
دستور العلاج فارسی	۱۴ر	**کتب طب اردو**	
طب یوسفی	۱۰ر	ترجمہ شرح رباعیات اردو مع فائدہ جلد اول ہے جلد دوم	فی جلد
تحفہ علائی خلاصہ ذخیرہ خوارزم شاہی	۱۲ر	ترجمہ قصراوی — کاملہ کامل	معہ
لطیف الحکمۃ	۷ر	ترجمہ کلیات سدیدی فن اول جلد ایضاً معالجات	
قرابادین جلالی	۵ر	سدیدی فن دوم جلد ایضاً فن سوم	فی جلد ۱۲ر
تاج الخلاقت	۲ر	ترجمہ قانون شیخ الرئیس جلد اول طبع جدید دوم	طبع ۱۰ر

U571 CHECKED 1968
L891.431
M72P

دیباچہ پدماوت بھاکھا مترجم

Checked 1975

زبان کی تاریخ

محققین زبان مشاہیر کی تاریخی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ایسا بھی زمانہ تھا جب کہ انسان کی زبان بشکل الفاظ نہ تھی۔ زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ بہ مرضی خدا تعالیٰ کچھ ایسے عالم پیدا ہوئے جن کے قلوب خدا کے نورِ خاص سے منور تھے پس اُن کے دل میں ایسے خیالات پاکیزہ بصورت کلمات مدوّن ہوگئے جو نہایت نصیحت آمیز و دلکش تھے جن کو تمام عالم نے نہایت سنجیدگی اور دلچسپی سے سلیم کیا۔ اُن خیالات کی جب ترتیب دی گئی تو اُن میں نہایت سنجیدہ الفاظ نمودار ہوئے۔ پس یہی حضرت انسان کی زبان کا منبع ہے۔ اُس زبان کو خدائی کلام۔ الہام۔ علم الیقین۔ وید یا گیان وغیرہ کہتے ہیں[1]۔ اب چونکہ اُس زبان کو ناواقف اشخاص صحیح لفظ سے استعمال نہ کرسکتے تھے لہذا اُس زبان کے الفاظ میں تبدیلیاں واقع ہوگئیں یعنی اُن کے صحیح تلفظ بگڑ کر وے الفاظ بالکل نئی صورتوں میں استعمال ہونے لگے جس کو زبان عادتی (پراکرت بھاشا) کہا جانے لگا جو بلحاظ ممالک کئی طرح سے استعمال ہونے لگی۔ جن کے نام یہ ہیں شورسینی ماگدھی۔ پیشاچی۔ آونتی۔ مہاراشٹری اور پراچیا۔ اس کے بعد علماء نے برائے استعمال خواندگان مذکور چھوں زبانوں کو اصلاح دیتے ہوئے اُن میں صرف و نحو کی ترتیب دی اور وہی زبان ناشایستہ شستہ یعنی سنسکرت بن کر نہایت ہی کارآمد ثابت ہوئی جس سے معنی و مطلب اور دستور العمل میں نہایت ہی سہولیت پیدا ہوگئی۔

اسمیں کوئی شک نہیں کہ لامحدود اس اشرف المخلوقات کو مقید کرکے کسی ایک راستے پر چلانا نہایت ہی غیر ممکن ہے لہذا اتنا سب کچھ ہونے پر بھی وہی زبان شستہ بہ لحاظ آب و ہوا ممالک مختلف الفاظ کے جانے پہنکر مختلف صورتوں میں گوش گذار ہونے لگی۔ مثلاً لیٹن۔ گریک۔ فارسی۔ انگریزی وغیرہ۔ علاوہ اسکے

[1] بعض علما کا یہ قول ہے کہ الہام علم الیقین کی زبان کچھ ایسی تھی کہ عوام کی گفتگو میں اُسکے تلفظ زیادہ کارآمد ثابت ہوئے لہذا اُسے آسان بنانے کی غرض سے اُسمیں کچھ اصلاح کردی گئی جس سے وہ ایک اچھی خاصی عام فہم زبان بنگئی جو سنسکرت بھاشا کے نام سے کہی گئی۔ اسکے بعد زبان عادتی (پراکرت بھاشا) کا زمانہ آیا ۱۲

جو زبان عادتی یعنی پراکرت تھی اُس کا استعمال ناخواندہ اشخاص میں بدستور جاری رہا اور بگڑتے بگڑتے اُس کی یہانتک نوبت پہونچی کہ اب سیکڑوں طرح کی زبانیں رائج ہوگئیں۔ مثلاً۔ برج بھاشا۔ اودھی۔ اردھا اودھی۔ کھڑی بولی وغیرہ وغیرہ جن کو بگڑی ہوئی زبان یعنی اپبھرنش بھاشا کے نام سے کہا جاتا ہے۔ الغرض ہندوستان کے ہر ایک صوبے میں بہت طرح کی زبانیں مستعمل ہیں۔

ہر ایک زبان کی رفتار دو حصوں میں منقسم ہے یعنی نثر اور نظم جسمیں نظم کا استعمال اکثر نصیحت اور عبادت خدا کیلئے مخصوص ہے اور نثر کا استعمال عوام کی گفتگو وغیرہ کیلئے ہوتا ہے بعض عالم نثر کو بھی نظم کی طرح شمار کرتے ہیں۔

جس زمانہ اور جس ملک میں جو زبان بولی جاتی ہے علماء اور شعراء اُسی زبان سے نصیحت فرما کر اور حاصل کر کے زندگی کے اصل مقصد خدا کی عبادت میں دنیائے فانی سے نجات حاصل کرتے ہیں۔ اب چونکہ زمانہ حال کے کچھ صدیوں سے اپبھرنش یعنی بگڑی ہوئی زبانوں مثلاً اودھی۔ برج بھاشا وغیرہ کا چلن ہے تو علماء اور شعراء انھیں زبانوں میں کتابیں لکھکر نصیحت فرماتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے معزز شاعر ملک محمد جائسی صاحب نے بول چال کی زبان اودھی میں جو اُس زمانے میں رائج تھی۔ پدماوت نامی تصوف کی کتاب تصنیف فرما کر ہمیں مشکور فرمایا۔ اس پدماوت کے علاوہ انکے اور بھی تصنیفات شائع ہوئے ہیں مثلاً اکھراوٹ۔ آخری کلام ونیز یوستی نامہ ومیناوت نامی وغیرہ تصنیفات کے نام اور بھی سننے میں آتے ہیں

تعارف ملک محمد جائسی صاحب

مصنف کتاب ہذا جائسی صاحب صوفی مشرب کے ایک شاعر تھے۔ اس مشرب میں خدا کو معشوق تصور کر کے اسکی عبادت کی جاتی ہے۔ اس مشرب کا معتقد عیش دنیاوی کا خواہشمند نہیں ہوتا بلکہ خدا کا دیدار حاصل کر کے اُس کی وحدانیت میں ملجانے کا خواستگار رہتا ہے۔ صوفی درد محبت سے بیقرار رہتا ہے وہ تمام خلقت کے ذرّے ذرّے میں درد و محبت کی آواز سنتا ہے۔ آئینہ دل کا صاف ہونا ہی صوفی کیلئے دنیائے فانی سے نجات ملجانے کی علامت ہے۔ سوائے دیدار خدا جنت وغیرہ کی جستجو صوفی کو نہیں ہوتی اُسے ہر وقت "دریائے عشق بہہ رہا لہروں میں بیشمار" ہی نظر آتا ہے۔

جائسی صاحب کے پیدائشی مقام کا تو صحیح پتہ چلتا نہیں البتہ اُن کی کتاب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ اودھ ضلع رائے بریلی قصبہ جائس میں آکر انھوں نے سکونت اختیار کی تھی جسکی بابت وہ خود فرماتے ہیں کہ ؎

جائس نگر دھرم استھانو تہاں آئے کب کینھ کھانو

قصبۂ جائس کے باشندگان کہتے ہیں کہ ملک محمد صاحب کا مکان محلۂ کنچانا میں تھا یہاں وہ ایک گرست کسان کی حالت میں رہتے تھے اُنکی عادت تھی کہ کھانا کھیت میں ہی منگا کر کھایا کرتے اور وہ بھی تنہا نہیں بلکہ کسی اور کو بھی کھانے میں شریک کر لیتے - ایکبار اُن کے ساتھ کھانے والا کوئی دکھلائی نہ پڑا تو وہ بڑے شش و پنج میں پڑے کچھ انتظار کے بعد ایک جذامی آتا دکھلائی پڑا - جائسی صاحب نے بڑے اصرار کے ساتھ اُسے اپنے کھانے میں شریک کر لیا - نتیجہ یہ ہوا کہ جذامی کے جسم کا کچھ مواد کھانے میں گر پڑا لیکن جائسی کو ذرا بھی گھن نہ معلوم ہوئی اور یہاں تک کہ اُس پُر مواد حصے کو بھی کھانے پر آمادہ ہوئے - یہ دیکھکر اُس جذامی نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ کھانے کا صاف حصّہ کھاویں ایسے میں کھا لونگا لیکن جائسی نے ایک نہ سنی آخر کار اُس کھانے کو فوراً کھا لیا - اسکے بعد وہ جذامی غائب ہو گیا - اس عجب خیز واقعہ سے جائسی صاحب کی توجّہ خدا کی طرف بہت زیادہ بڑھ گئی - کہا جاتا ہے کہ کچھ دنوں بعد جائسی صاحب کے عیال و اطفال کسی دردناک حادثہ سے مر گئے تو انھیں اس ناپائدار دنیا سے بیحد بیزاری ہو گئی اور وے گھر چھوڑ کر گھومنے لگے -

تذکرات مقامی سے معلوم ہوا ہے کہ جائسی صاحب غازی پور کے کسی مسلمان کے لڑکے تھے بچپن میں چیچک کی سخت بیماری سے وہ قریب المرگ ہو گئے تو اُن کی ماں نے مکن پور کے مدار[1] شاہ کے مزار پر جا کر منوتی (منت) مانی خدا خدا کر کے اُن کی جان تو بچ گئی لیکن ایک آنکھ جاتی رہی - اسکے علاوہ اُنکا ایک کان بھی بیکار تھا یہ دونوں اعضاء بائیں جانب کے تھے - ان کے بیکار ہونے کی بابت انھوں نے پدماوت میں بھی اشارہ کیا ہے ؎

"محمد بائیں دِس تجی ایک سرون ایک آنکھ"
ایک نین کب محمد گنی"

جائسی صاحب صوفی خیال کے ایک کامل فقیر تھے - ان کو اپنی شخصیت کا ذرا بھی غرور نہ تھا اور نہ انمیں انانیت کی بو تھی - سُنا جاتا ہے کہ سلطان وقت شیر شاہ اُن کی شہرت سُنکر اُن کی زیارت کیلئے جائس آیا اور اُن کے بھدّے چہرے پر مذاق کیا تو اُس کا جواب انھوں نے اس طرح دیا کہ ؎

"مُہنہ کان منسس کہ کہر ہنہ"

---

[1] مدار شاہ کا مزار مکن پور مقام بی - بی - اینڈ - سی - آئی ریلوے میں اردل اسٹیشن کے پاس ہے - یہ اردل اسٹیشن کانپور انوز گنج سے ۱۴ میل ہے جہاں عرس کے زمانہ میں ہزاروں آدمی آکر شرف زیارت حاصل کرتے ہیں - ۱۲

یعنی میری صورت پر مٹتا ہے یا کہ صورت بنانے والے کمھار پر - اس سے سلطان شرمندہ ہو کر معافی قصور کا مستدعی ہوا
جائسی صاحب کے والد کا انتقال تو پیشتر ہی ہو چکا تھا - چیچک سے صحتیاب ہوتے ہی ان کی ماں بھی انہیں
لاوارثی کی حالت میں چھوڑ کر ملک عدم کی جانب سدھاریں - اس کے بعد انکی پرورش فقرا اور زاہدوں میں ہوئی
جائسی صاحب کے کچھ کرامات بھی سُنے جاتے ہیں کہ امیٹھی کے راجہ رام سنگھ کو ان کی دعا سے اولاد پیدا ہوئی
جس سے وہ اُن کے مرید بن گئے -

جائسی صاحب کی موت کا واقعہ اس طرح مشہور ہے کہ وہ کبھی کبھی شیر کی شکل اختیار کر کے جنگل میں گھوما
کرتے تھے - ایکبار کسی شکاری کی نگاہ پڑ گئی اور اُس نے اُنپر بندوق چلا دی - اسکے بعد شکاری نے جا کر دیکھا
تو وہاں شیر کے بجائے جائسی صاحب کی نعش پڑی ملی - اس کی بابت جائسی صاحب نے خود ایکبار راجا امیٹھی
سے کہا تھا کہ میری موت کسی شکاری کے ہاتھ سے ہوگی - گو کہ راجا صاحب نے بہت کچھ انتظام کر رکھا تھا کہ اس قرب
جوار کے جنگل میں کوئی شکار نہ کھیلے لیکن آخر "وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے" اس کے بعد جائسی صاحب کی
قبر راجا کی کوٹ کے سامنے بنائی گئی جو ابتک موجود ہے -

جائسی صاحب نے پدماوت میں اپنے کچھ دوستوں کا ذکر کیا ہے - جن کے نام ہیں - بڑے شیخ - سلار خادم
یوسف ملک اور سلونے میاں - کہا جاتا ہے کہ ۱۵۲۷ عیسوی یعنی ۹۴۶ ہجری میں اُن کے دو دوست
یوسف ملک اور سلونے میاں بھوجپور - غازی پور کے مہاراج جگت دیو جی کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتے
تھے - اس سے اُن کے وقت کا صحیح پتہ چلتا ہے - پدماوت کی تصنیف کا بھی یہی زمانہ ہے -

جائسی صاحب نے اپنے مشربی سلسلہ کو بھی کتاب ہذا میں بیان کیا ہے - فرماتے ہیں کہ میں محمد دم
اشرف جہانگیر چشتیہ کا خادم ہوں ؎

"سید اسر بھیہ پیم پیارا جنھہ موہہ پنتھہ دینھہ اُجیارا
"جہانگیر وے چستی نہکلنک جس چاند وے کھدوم جگت کے ہوں اوہ گھر کے باند"

اسکے علاوہ سلسلۂ بیعت کی بابت فرماتے ہیں کہ میں شیخ محی الدین صاحب کا مرید ہوں اور مرشد بزرگان کے نام یہ ہیں
شیخ برہان - شیخ اللہ داد - شیخ محمد - شیخ دانیال - حضرت خواجہ خضر اور سید راجے لیکن اہل اسلام کی تاریخی
کتابوں کے بموجب اس سلسلہ میں کچھ اختلاف ہے -

جائسی صاحب مجلس پسند فقیر تھے۔ انکا وقت پنڈتوں اور سادھوؤں میں زیادہ گزرا ہے یہ بات ان کی کتاب سے ظاہر ہے۔ مذہب ہنود اور اُس کے رسم و رواج کی بابت ان کو کافی معلومات تھے۔ جائسی صاحب کے بعد اُن کے نمونے کے اور بھی شعرا ہوئے ہیں مثلاً عالم۔ عثمان۔ قاسم۔ نور محمد۔ فاضل شاہ اور شیخ نبی وغیرہ۔ انکے چند تصنیفات دستیاب ہوئے ہیں۔ نور محمد کی اندراوتی اور عثمان کی چترا ولی ناگری پرچارنی سبھا بنارس سے شائع ہوئی ہے۔

تصنیف زبان پدماوت

یہ کتاب عام فہم زبان اودھی ہندی مثنوی یعنی دوہا اور چوپائی میں لکھی گئی ہے۔ زبان اودھی صوبہ اودھ ضلع آگرہ۔ چھوٹا ناگپور۔ بگھیل کھنڈ اور صوبہ متوسط میں بولی جاتی ہے۔ اس زبان کی پیدائش مذکور زبان پراکرت بقسم اردھ ماگدھی سے ہوئی ہے۔ یہ اردھ ماگدھی زبان گنگا جمنا کی ترائی میں استعمال ہوتی تھی۔ اس خطہ کے پوربی حصے میں زبان پراکرت کی ماگدھی رائج تھی اور پچھمی حصے میں شورسینی۔ ان ہر دو زبانوں کی درمیانی زبان کو اردھ ماگدھی کہتے ہیں۔ جو زبان اودھی کی ماں ہے۔ یہ زبان اودھی بھی پوربی اور پچھمی نام سے دو حصوں میں منقسم ہے پچھمی اودھی لکھنؤ سے قنوج تک استعمال ہوتی ہے اور پوربی اودھی گونڈہ اور اجودھیا کے قرب و جوار میں بولی جاتی ہے۔ اس پدماوت کی زبان کو ہم پوربی اودھی کا ایک پُرانا نمونہ کہہ سکتے ہیں۔

تاریخ تصنیف پدماوت

پدماوت کی تاریخ تصنیف کچھ مشتبہ ہے کیونکہ پدماوت کے عام نسخوں میں یہ چوپائی ملتی ہے کہ ؎

"سن نو سے سائیس اہے کتھا ارمبھ بین کب کہے"

یعنی جس زمانہ میں شاعر نے پدماوت کا قصہ شروع کیا اُس وقت ہجری کا ۹۲۷ھ یعنی عیسوی ۱۵۱۸ء تھا لیکن اسی پدماوت میں شاعر نے شیر شاہ کی تعریف بھی کی ہے جو اسوقت دلی کا حکمران تھا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ شیر شاہ کا زمانہ ہجری ۹۴۷ھ یعنی ۱۵۳۸ء کا ہے۔ ۹۲۷ھ ہجری میں تو دلی کا حکمران ابراہیم لودی تھا۔ اس اختلاف سے ۹۲۷ھ ہجری مشکوک ہے۔ البتہ قیاس میں آتا ہے کہ جائسی صاحب کی تصنیفات کو لوگوں نے بحرف فارسی نقل

کیا ہوا اور کچھ دنوں کے بعد لفظ سینتالیس کے بجائے ستائیس پڑھ لیا گیا ہو جس سے اس طرح کی غلط فہمی واقع ہو گئی کیونکہ سینتالیس اور ستائیس کا لفظی املا لکھنے میں بحرف فارسی کوئی زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابتدائے تصنیف ۹۲۷ھ ہو مگر کسی وجہ سے سلسلۂ تصنیف رُک گیا ہو اور شیر شاہ کے زمانہ میں یہ کتاب اختتام کو پہونچی ہو۔

علیٰ ہذا بابت مقبولیت پدماوت اس امر کا بھی ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ گوسوامی تلسی داس جی کی رامائن جو ایک بہت مشہور اور مقبول عام کتاب ہے اُس کا زمانہ تصنیف پدماوت کے بعد قریب چھتیس سال کا ہے یعنی عیسوی ۱۵۳۸ء میں پدماوت تصنیف ہوئی اور عیسوی ۱۵۷۴ء میں رامائن تلسی کرت۔ ان دونوں کی طرز تصنیف بیت میں بہت کچھ یکسانیت ہے۔ تلسی کرت رامائن میں آٹھ چوپائی کے بعد دوہا رکھا گیا ہے اور پدماوت میں ۷ چوپائی کے بعد و نیز رامائن میں چھند (بیت) بہت طرح کے آئے ہیں اور پدماوت میں دوہا و چوپائی صرف دو ہی طرح کے زبان قریب قریب یکساں ہے اور مضمون دونوں کے دو طرح پر ہیں لیکن مرکز مقصد دونوں کا ایک ہی ہے یعنی دونوں کتابیں ایک ہی پرماتما خالق کی حمد و ثنا میں لکھی گئی ہیں۔

بابت مضمون پدماوت

پدماوت کا مضمون عشق مجازی کے خاکہ میں حقیقت کا انکشاف ہے۔ داستان یہ کہ جزیرہ سنگلدیپ میں پدماوتی نامی ایک نہایت حسین شہزادی تھی۔ اُس نے ہیرامن نامی ایک طوطا پال رکھا تھا۔ جب پدماوتی جوان ہوئی تو اُس نے طوطے سے شوہر کی خواہش ظاہر کی۔ طوطے نے شوہر تلاش کرنے کا وعدہ کیا۔ دونوں کی باہم رازداری مگر کسی چغلخور نے پدماوتی کے باپ راجہ گندھرپ سین سے شکایت کر دی۔ راجہ نے طوطے کو مار ڈالنے کا حکم دیا لیکن پدماوتی نے اُسکی جان بچالی۔ ایک دن پدماوتی تالاب میں نہانے گئی اسی اثنار میں طوطے پر ایک بلی جھپٹی طوطا اپنی جان لیکر جنگل میں اُڑ گیا۔ وہاں کسی چڑیمار نے اُسے پھنسا لیا اور بازار میں بیچنے لایا۔ ایک برہمن جو چتوڑ گڑھ سے سنگلدیپ کو تجارت کے لئے گیا تھا اُس نے طوطے کو خرید لیا اور اپنے وطن کو واپس آکر چتوڑ گڑھ کے بازار میں اُس طوطے کو فروخت کرنے لگا۔ طوطے کو پڑھا ہوا دیکھکر وہاں کے راجا رتن سین نے اُسے خرید لیا اور اپنے راج محل میں رکھا۔ ایک دن راجا کی عدم موجودگی میں اُس کی رانی ناگمتی نے سنگار کر کے طوطے سے پوچھا کہ "تمام دنیا میں میرے

حسن کی اور بھی کوئی نازنین ہے؟" اس بات پر طوطا پدماوتی کے حسن کی تعریف کرکے ہنس پڑا۔ ناگمتی نے غضبناک ہوکر طوطے کو مارنے کا حکم دیا لیکن ایک دایہ نے طوطے کو چھپا دیا۔ رتن سین طوطے کا مرنا سن کر رانی کی جان لینے پر آمادہ ہوا یہ دیکھکر دایہ نے طوطے کو لاحاضر کیا۔ طوطے سے خیر و عافیت پوچھی تو اُس نے صاف صاف کہدیا اور ساتھ ہی پدماوتی کے حُسن کی بخوبی تعریف بھی کی۔ رتن سین اُس کے عشق میں بیقرار ہوا اور سولہ ہزار (۱۶۰۰۰) راجکماروں کے ساتھ مع طوطے کے جوگی بن کر سنگھلدیپ گیا اور پدماوتی سے شادی کرکے چیتوڑگڑھ واپس آیا۔ اس کے بعد دلی کے سُلطان علاؤالدین خلجی نے جس طرح پدماوتی کے حُسن کی تعریف سُنی تھی اُسی طرح رتن سین کے یہاں دعوت کے سلسلے میں چیتوڑگڑھ آکر اُس نے پدماوتی کے حُسن کو آئینے میں بھی دیکھا۔ الغرض سلطان پدماوتی کے حسن پر فریفتہ ہوا اور رتن سین کو دھوکے سے قید کرلیا۔ پھر پدماوتی کو کٹنیوں کے ذریعے ورغلانے کی بہت سی تدبیریں کی گئیں لیکن وہ اپنی عفّت پرستی پر بدستور قائم رہی۔ اس کے بعد گورا بادل نامی بہادروں نے سولہ سو نقاب پوش محافوں میں مسلح راجپوت سرداروں کو اور ایک مرصع محافے میں ایک لوہار کو بٹھا کر سلطان سے جاکر کہا کہ "پدماوتی مع سہیلیوں کے خدمت میں حاضر آئی ہے۔ وہ عرض کرتی ہے کہ خاوند سے آخری ملاقات کی اجازت بخشی جاوے اُس کے بعد محلسرا میں داخل ہوجاؤں گی۔" پس حکم کی دیری تھی کہ پدماوتی کا محافہ قید خانے میں رتن سین کے سامنے اُتارا گیا۔ اُس محافے میں پوشیدہ لوہار نے رتن سین کے پیروں کی بیڑیوں کو کاٹ دیا اور وہ قید خانے سے باہر ہوکر چیتوڑگڑھ پہونچگیا۔ پھر طرفین میں بہت بڑی لڑائی ہوئی جس میں راجہ رتن سین بھی کام آگئے۔ القصہ پدماوتی اور ناگمتی نے اپنی عصمت و عفّت کے گلے میں لپٹ کر خاوند رتن سین کے ساتھ ستی ہونے کے اصل مقصد کو سرانجام کیا۔ اس کی تاریخ بموجب فرشتہ عیسوی سن ۱۳۰۳ کے قریب کی ہے۔ پدماوت کا یہ قصہ تاریخی واقعات سے تعلق رکھتا ہے لیکن مضمون کو دلچسپ بنانے کی غرض سے مصنف نے بہت سے غیر تاریخی واقعات کو بھی حسب دستور شامل کرلیا ہے جیسا کہ داستان پردازی کا رواج ہے۔

التماس بابت ترجمہ پدماوت

پدماوت کے ترجمے منظوم فارسی حرفوں میں دو نسخے کمترین کو ملے اول پدماوت اُردو مصنفہ ملّا ابوالقاسم اور پدماوت اُردو مصنفہ ضیاءالدین عبرت اور غلام علی عشرت ان دونوں شاعروں نے آپس میں ملکر پدماوت

کا اُردو شعر میں ترجمہ کیا ہے۔ اسکی تاریخ تصنیف ۱۷۹۶ء ہے۔ مطبوعات نولکشور پریس لکھنؤ اور ترجمات اردو نثر کے بھی دو نسخے دیکھنے میں آئے۔ ایک تو نولکشور پریس لکھنؤ کا اور دوسرا کانپور کے کسی پریس کا۔ اسکے علاوہ ہندی حرفوں کے بھی دو نسخے دیکھے۔ اول کمترین کے ایک دوست رام سنگھ شرما باٹنی ڈیپارٹمنٹ لکھنؤ یونیورسٹی کی مہربانی سے مترجمہ سدھاکر دویدی ایشیاٹک سوسائٹی کا اور دوسرا جائسی گرنتھاولی ناگری پرچارنی سبھا بنارس مؤلفۂ پنڈت رام چندر شوکل کا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ پنڈت جی صاحب موصوف نے تصنیفات جائسی کی تالیف فرماکر جو احسان ادبی دنیا پر فرمایا ہے اُس کی تعریف کرنا آفتاب کو چراغ دکھلانا ہے۔ اس پدماوت کا ترجمہ زبان بنگلہ میں بھی ہونے کا پتہ چلتا ہے کہ اراکان راج کے وزیر مگن ٹھاکر نے آلو اُجالو نامی کسی شاعر سے اس پدماوت کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کرایا تھا۔ جس کی تاریخ ۱۶۵۰ء کے قریب کی ہے۔ اسکے بعد ۱۶۵۲ء میں منشی راسے گوبند جی نے پدماوتی کی کہانی پر تحفۃ القلوب نامی کتاب فارسی نثر میں لکھی اور حسین غزنوی نامی کسی شاعر نے قصہ پدماوت نامی ایک کتاب فارسی نظم میں لکھی۔

کمترین مترجم اپنے رفیقان کار مصور درد مولوی عبدالباری صاحب آسی اور مولوی جعفر علی صاحب فاضل دیوبند کا بھی شکر گذار ہے جنھوں نے ترجمے کی نظر ثانی کرکے اُردو لہجے کی موزونیت کو زینت فرمائی ورنہ میں ایک سنسکرت کا پنڈت پدماوت کی مشکوک متن والی پیچدار شاعری کا اُردو ترجمہ کرنے کی کیونکر ہمت کرسکتا تھا۔

جائسی گرنتھاولی کے سوائے جتنے بھی نسخے پدماوت کے ملے وہ سب بیحد مشکوک اور غلط ہیں۔ ایک ایک مصرعہ پر کمترین مترجم کو کافی غور کرنا پڑا ہے۔ جہاں تک ممکن تھا شاعری کے کسی بھی لفظ کا مطلب نظر انداز نہیں کیا گیا ہے تو بھی اگر علماء کی باریک بین نظر میں کوئی غلطی ظہور میں آئے تو براہ عنایت احقر کو اسکی اطلاع فرماویں تاکہ آیندہ ایڈیشن میں اُس کی صحت کردی جاوے۔ فقط

بھگوتی پرساد پانڈے ' انوج '
(موضع ہاتھی گردہ)
پوسٹ متھرا بازار (بہرائچ)

فہرست مضامین پدماوت بھاکھا مترجم

نمبر شمار	نام کھنڈ	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام کھنڈ	نمبر صفحہ
۱	استتی کھنڈ	۱	۲۰	راجا گڑھ چھینکا کھنڈ	۱۰۸
۲	سنگلدیپ برنن کھنڈ	۱۲	۲۱	گندھرب سین منتری کھنڈ	۱۱۹
۳	جنم کھنڈ پدماوت	۲۴	۲۲	سولی کھنڈ رتن سین	۱۳۰
۴	مانسرودک کھنڈ	۲۸	۲۳	بیاہ کھنڈ راجا رتن سین و پدماوت	۱۴۱
۵	سُوا کھنڈ	۳۲	۲۴	دھوراہر کھنڈ رتن سین و پدماوت	۱۴۹
۶	رتن سین جنم کھنڈ	۳۵	۲۵	پدماوت و راجا رتن سین بھینٹ کھنڈ	۱۵۱
۷	بنجارا کھنڈ	۳۶	۲۶	رتن سین ساتھی کھنڈ	۱۷۳
۸	ناگمتی سُوا سنباد کھنڈ	۴۰	۲۷	کھٹ رت بارہ ماس کھنڈ	۱۷۴
۹	راجا سُوا سنباد کھنڈ	۴۵	۲۸	(چھہ رت بارہ ماس کھنڈ)	۱۷۶
۱۰	سنگار کھنڈ پدماوت	۴۸	۲۹	ناگمتی بیوگ کھنڈ	۱۷۹
۱۱	بوہت کھنڈ	۷۰	۳۰	رتن سین بدائی کھنڈ	۱۹۶
۱۲	سات سمندر کھنڈ	۷۳	۳۱	دیس جاترا کھنڈ	۲۰۴
۱۳	سات سمندر پار بھاؤ سنگلدیپ کھنڈ	۷۸	۳۲	لچھمی سمندر کھنڈ	۲۰۹
۱۴	منڈپ گمن کھنڈ راجا رتن سین	۸۱	۳۳	چتوڑ آگمن کھنڈ	۲۲۲
۱۵	پدماوتی بیوگ کھنڈ	۸۳	۳۴	ناگمتی پدماوتی بواو کھنڈ	۲۲۷
۱۶	پدماوتی سُوا بھینٹ کھنڈ	۸۶	۳۵	رتن سین سنتت کھنڈ	۲۳۴
۱۷	بسنت کھنڈ	۹۰	۳۶	راگھو چیتن دیس نکالا کھنڈ	۲۳۴
۱۸	راجا رتن سین ستی کھنڈ	۹۹	۳۷	راگھو چیتن دلی گمن کھنڈ	۲۳۹
۱۹	پاربتی مہیش کھنڈ	۱۰۳	۳۸	استری بھید برنن کھنڈ	۲۴۲

نمبر شمار	نام کھنڈ	نمبر صفحہ	نمبر شمار	نام کھنڈ	نمبر صفحہ
۳۹	پدماوت روپ چرچا کھنڈ	۲۴۵	۴۸	بادشاہ دوتی کھنڈ	۳۰۹
۴۰	بادشاہ چڑھائی کھنڈ	۲۵۵	۴۹	پدماوتی گورا بادل سنباد کھنڈ	۳۱۳
۴۱	راجا بادشاہ جُدّھ کھنڈ	۲۶۷	۵۰	گورا بادل جُدّھ جاترا کھنڈ	۳۱۷
۴۲	راجا بادشاہ میل کھنڈ	۲۷۶	۵۱	گورا بادل جُدّھ کھنڈ	۳۲۱
۴۳	بادشاہ بھوج کھنڈ	۲۷۹	۵۲	بندھن موکش پدماوتی ملن کھنڈ	۳۲۹
۴۴	چیتوڑ گڑھ ہرن کھنڈ	۲۸۵	۵۳	رتن سین دیوپال جُدّھ کھنڈ	۳۳۲
۴۵	رتن سین بندھن کھنڈ	۲۹۵	۵۴	راجا رتن سین بیکنٹھ باس کھنڈ	۳۳۳
۴۶	پدماوتی ناگمتی بلاپ کھنڈ	۲۹۹	۵۵	پدماوتی ناگمتی ستی کھنڈ	۳۳۳
۴۷	دیوپال دوتی کھنڈ	۳۰۲	۵۶	اُپ سنگھار	۳۳۵

بعض نسخوں میں کھنڈوں کی ترتیب بموجب اضافہ ذیل پائی جاتی ہے

نمبر	نام کھنڈ	چوپائی سے	صفحہ سے	سطر سے	دوہا تک	صفحہ تک	سطر تک
۱	پریم کھنڈ	سُنتہہ راجا گا مرچھائی	۵۷	۱۷	تھہ سب سدّھہ مناوہُ	۶۱	۱۱
۲	جوگی کھنڈ	تجا راج راجا بھا جوگی	۶۱	۱۳	نین لاگ تیہ مارگ	۶۸	۱
۳	راجا گجپتی سنباد کھنڈ	ماسیک لاگ چلت تیہ باٹا	۶۸	۳	نرمل پنتھہ کینھہ تیئی	۷۰	۱۷
۴	راجا ناگمتی سندیس کھنڈ	پھر پھر رووُ کوئی نہ ڈولا	۱۸۸	۱۳	میں تھہ ہی جیو لاوا	۱۹۵	۱۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استت کھنڈ

سُمروں آدِ ایک کرتارو | جیہ جیو دیہ کینھ سنسارو
کینھس آکن پون جل کھیہا | کینھس بہتے رنگ رہیا
کینھس دن دینیر بس راتی | کینھیس نکھت تراِن پاتی
کینھیس دھوپ سیوا وچھاہاں | کینھیس مگھیر بیج تیہ ماہاں
کینھیس سپت مہی برمھنڈا | کینھیس بھون چودہ کھنڈا

کینھیس پرتھم جوت پرگاسو | کینھیس تیہ پریتم کیلاسو
کینھیس دھرتی سرگ پتارو | کینھیس برن برن اوتارو
کینھیس دھوپ سیوا وچھاہاں | کینھیس مگھیر بیج تیہ ماہاں
کینھیس بھون چودہ کھنڈا

سُمروں آدِ ایک کرتارو | جیہ جیو دیہ کینھ سنسارو
کینھیس آکن پون جل کھیہا | کینھیس بہتے رنگ رہیا
کینھیس دن دینیر بس راتی | کینھیس نکھت تراِن پاتی
کینھیس سپت مہی برمھنڈا

کینھیس پرتھم جوت پرگاسو | کینھیس تیہ پریتم کیلاسو
کینھیس دھرتی سرگ پتارو | کینھیس برن برن اوتارو

سُمروں آدِ ایک کرتارو | جیہ جیو دیہ کینھ سنسارو
کینھیس آکن پون جل کھیہا | کینھیس بہتے رنگ رہیا
کینھیس دن دینیر بس راتی | کینھیس نکھت تراِن پاتی

کینھیس پرتھم جوت پرگاسو | کینھیس تیہ پریتم کیلاسو

سُمروں آدِ ایک کرتارو | جیہ جیو دیہ کینھ سنسارو

سُمروں آدِ ایک کرتارو

دوہا

کینھ بسے اس جا کر دوسر چھاج نکاہِ | پہلے تا کرناؤں لے کتھا کروں اوگاہِ

کینھیس سات سمند اپارا | کینھیس میر کھکھند پہارا
کینھیس سیپ موت جیہ بھرے | کینھیس بہتے نگ نرمرے

کینھیس ندی نار او جھرنا | کینھیس مگر مچھ بہہ برنا
کینھیس بنکھنڈ او جر موری | کینھیس تر ور تار کھجوری

---

۱ جب خدا تعالیٰ کو نمائش قدرت کاملہ اپنی کی منظور خاطر ہوئی تو اپنے نور کو متشعشع کر کے اُس نور سے نور محمدی پیدا کیا بموجب اس بیت کے ؎
ایں نور بر کمن دل ٹھاؤں ۔ ایک کار کمن محمد نانوں ۔ اور حدیث بھی وارد ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری یعنی پہلے اللہ نے نور میرا پیدا کیا اور اُسی نور سے تمام عالم کے تئیں اور پیغمبر خاتم ظہور کے لایا ۱۲ ؎۲ آرین کتابوں میں عناصر پانچ لکھے ہیں یعنی مٹی ۔ ہوا ۔ پانی ۔ آگ اور آسمان یعنی خالی جگہ ۱۲

کینھس ساوج آرن ریھیں	کینھس پنکھ اڑہنہ جوگ جیھیں	کینھس بن سبت اوسیا ما	کینھس بھوکھ نیند بسرا ما
شکار کرنیکو جانور پیدا کئے جو جنگل میں رہتے ہیں	اور پرندے بنائے جو جہاں چاہیں اڑ کر جا سکتے ہیں	طرح طرح رنگ سفید و سیاہ پیدا کئے	بھوک پیدا کر کے نیند اور آرام عطا کئے
	کینھس پان پھول پھوگو	کینھس بہو اوکھد بہہ روگو	
	پان و پھول پھل اگر یک سامان عشرت عطا کئے	اور بہت طرح کے اوبات و امراض پیدا کئے	

دوہا

نکھ نہ لاگ کرت اوہ سبے کینھ پل ایک — گگن انتر کھ راکھا باج کھبھر بن ٹیک

اس خلقت کو پیدا کر کے ذرا ایک لحہ بھی نہ لگا اس خدا نے سب کچھ ایک پل میں بنا دیا — آسمان کو بغیر ستونوں وغیرہ کے درمیان میں روک رکھا ہے

کینھس اگر گستری بینا	کینھس بھیم سین اوچینا	کینھس ناگ جو مکھ بکھ بسا	کینھس منتر ہرے جیہ ڈسا
خدا نے مرد کے اگر اور خش وغیرہ پیدا کیا	اور کانور بھیم سینی وچینا قسم کے پیدا کئے	سانپ پیدا کئے جنکے منھ میں زہر بھرا ہے	افسوں بنائے جس سے سانپ کا زہر اثر نہ کرتا ہو
کینھس امی جیے جو پائے	کینھس بکھد میٹھ جیہ کھائے	کینھس اوکھ میٹھ رس بھری	کینھس کرویل بہہ پھری
آبحیات بنایا جس سے زندگی حاصل ہوتی ہے	اور زہر پیدا کئے جنکو کھانے سے موت آجاتی ہے	اور گنا میٹھے رس والا بنایا	اور بہت پھلنے والی کدو وغیرہ بیل پیدا کی
کینھس مدھ راوے ماکھی	کینھس بھنور پنکھ ادپا نکھی	کینھس لوبا انڈ رچانٹی	کینھس بہت رہنہ گھن مانٹی
شہد بنایا جسکو مکھیاں جمع کرتی ہیں	بھنورے اور پروانے کو پر دار بنایا	لوبڑی چوہا اور چیونٹی پیدا کئے جو بے تعداد ہیں اور مٹی کھود کر بل بناتے ہیں	
	کینھس راکس بھوت پریتا	کینھس بھوکس دیو دیئیتا	
	راکشس بھوت پلید وغیرہ شیطان پیدا کئے	اور بھوکس دیو وغیرہ بنائے	

دوہا

کینھیس سہس اٹھارہ برن برن پرکار — رنگ برنگ مخلوقات اٹھارہ ہزار قسم کے پیدا کئے — بھگت دھیس بن سبن کہنہ سکل ساجنا ساج — اور سب کو زینت عطا کی سب طرح کی آسایش کے ساتھ

کینھیس مانس دیس بڑائی	کینھس ان بھگت تیہ نپائی	کینھس راجا بھوجنہ راجو	کینھس ہست گھوڑ تیہ ساجو
ذات انسان کی پیدا کر کے اسکو عزت بخشی	اور اُن کی خوراک کیلئے اناج وغیرہ پیدا کیا	بادشاہ بنا کر اسے بادشاہت بخشی	اور اسکی آسائش کیلئے ہاتھی گھوڑے بنائے
کینھیس درب گرب جیہ ٹوئی	کینھس لوبھ اگھاسی نہ کوئی	کینھس جیون سداسب چہا	کینھس میچ نہ کوئی رہا
دولت پیدائی جس سے غرور ہوتا ہے اور جس طرح بنائی کہ کسی کو سیری حاصل نہ ہو		خدا نے حیات بخشی جسکو سب کوئی چاہتا ہے موت پیدا کی جس سے کوئی بھی نہ بچ سکا	
کینھس سکھ اوکوٹ انندو	کینھس دکھ چنتا اودھندو	کینھس کوی بھکھار کوئی دنی	کینھس سنپت بپت بن گھنی
استراحت اور کروڑ قسم کے آرائش پیدا کئے — تکلیفات — فکر اور دھندے پیدا کئے		کسی کو محتاج اور کسی کو صاحب ثروت بنایا — ثروت پیدا کیا پھر سخت مصیبت بنائی	

لہ اہل ہنود کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ۸۴ لاکھ قسم کے مخلوق ہوتے ہیں ۔

دوہا

کینھیس کوئی نبھر وسی کینھیس کوی بریار
کسی کو کمزور بنایا اور کسی کو زور آور

چھار رہنہ تیں سب کینھیس پن کینھیس سب چھار
یہ تمام خلقت مٹی سے بنائی ہے اور پھر مٹی ہی میں ملادی

دھنیت اُہے جہک سنسارو — اسے دیئی نت گھٹ نہ بھنڈارو — جاوت جگت ہست اوچانٹا — سب کہنہ بھگت راندن باٹا

دراصل دولتمند وہی ہے جسکی یہ تمام خلقت ہے۔ سکو ہمیشہ دیتا رہتا ہے اور پھر خزانہ گھٹتا نہیں — خلقت میں جو بھی باتھ ہیں کہ پیٹھی کے ہیں۔ اوپ سب کو استدان رزق پہونچایا کرتا ہے

تاکر دیٹھ جو سب اُپراہیں — ستر مر کوی بسرے ناہیں — پنکھ پتنگ بسرے کوئی — پرگٹ گپت جہاں لگ ہوئی

اُس کی نگاہ سب کسی کے اوپر رہتی ہے — دشمن اور دوست کسی کو کبھی بھولتا نہیں — پرندے اور پروانے وغیرہ کو بھی وہ نہیں بھولتا جو بھی مخلوقات ہیں ہیں ظاہر شدہ اور غیر پوشیدہ مخلوق ہیں

بھوگ بھگت بہو بھانت اپائی — اسے کھوائے آپ نہنہ کھائی — تاکر اُہے جو کھانا پینا — اسب کہنہ دیئی بھگت اوجینا

ہر طرح سے سب کو رزق اور راحت دیتا رہتا ہے — سب کو کھلا کر آپ کچھ نہیں کھاتا — اُس پروردگار کا کھانا اور پینا وہی ہے — جو سب کو رزق اور زندگی دیتا رہتا ہے

سبے آس ہر تاکر آسا — وہ نہ کاہُو کے آس نراسا

وہ سب کی اُمید رہتا ہے اور اسکی اُمید سب کرتے ہیں۔ وہ کسی امیدوار کو مایوس نہیں کرتا

دوہا

اُجگ اُجگ دیت گھٹا نہنہ آہے ہاتھ اس تیہ — اور جو دینھ جگت مہنہ سو سب تاکر دینھ

اُس کا اتنا بڑا خزانہ ہے کہ ہاتھ بھر کر ہمیشہ دیتے رہنے پر بھی کم نہیں ہوتا — تمام مخلوقات میں جو کچھ نعمتیں کھانے پینے کی ہیں وہ سب اُسی کی دی ہوئی ہیں

اِک ایک برنوں سوی راجا — آدِ نانت راج جیہہ چھاجا — سدا سر بدا راج کریئی — او جیہہ چہے راج تیہ دیئی

ہر رنگ کا بادشاہ ہو میں ایک ہی بادشاہ کو پاسکتا ہے اسکی بادشاہت ابد سے ہے اور ابد تک رہیگی — وہ ہمیشہ سے بادشاہت کر رہا ہے — وہ جسکو چاہتا ہے اسکو بادشاہت عطا فرماتا ہے

چھتر رہنہ چھیت پنچھتر رہنہ چھاوا — دوسر نا ہنہ جو سر دریاوا — پریت ڈہاہ دیٹھ سب لوگو — جا نہنہ کرے ہست سر جوگو

بغیر چھتر کے وہ بغیر چھتر کے خود اندر رہتے ہوئے سب کو چھاؤں دیتا ہے — اسکی مدد کرنے والا دوسرا کوئی بھی نہیں ہے — دیکھتے دیکھتے پہاڑوں کو ناک میں ملا دیتا ہے — اور ناچیز چیونٹی کو ہاتھی کا سا طاقتور بنا دیتا ہے

بجر نہنہ تنکہنہ مار اُڑائی — تنہنہ بجر کر دیئی بڑائی — تاکر کینھ سنجانے کوئی — کرے سوی جو چت نہ ہوئی

سخت بجلی کو تنکوں سے مار کر اُڑا دیتا ہے — اور تنکے کو بجلی بنا کر اعزاز بخشتا ہے — اسکی کارسازی کو کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا — دل میں جو بھی ہو سکا گمان ہو سکتا ہے وہ اُس سے کروڑ گنا بہتر کرتا ہے

کاہو بیبوگ بھگت سکے سارا — کاہو بیبوگ بھوکھ دُکھ مارا

کسی کو تمام عیش و عشرت اور راحت کے سامان دیتا ہے اور کسی کو سخت بھوک کی شدت مارتا ہے

دوہا

سبے ناست وہ اہتھ ایس ساج جیہہ کیر — ایک ساجے او بھانجے چہے سنوارے پھیر

جو ایک ہی طرح سے ہمیشہ قائم رہتا ہے اسکے علاوہ سب کچھ ناپائدار ہے — ایک ہی ہے جو اکراستہ کرکے مٹا دیتا ہے اور سب کچھ پھر آراستہ کر دیتا ہے

الکھ روپ ابران سو کرتا — وہ سب سوں سب اوہ سوں رتا — پرگٹ گپت سو سرب بیاپی — دھرمی چینہہ نہ چینھے پاپی

اُس خالق کی صورت اور رنگت پوشیدہ ہے۔ — وہ سب میں موجود ہے اور سب کا وجود اُس سے ہے — وہ پوشیدہ اور ظاہر سب میں موجود ہے — پر پرگار اُسے پہچانتے ہیں اور گنہگار اُسے نہیں پہچانتے

نا اوہ پوت نہ پتا نہ ماتا — نا اوہ کٹنب نہ کوی سنگ ناتا — جنا نہ کاہُ نہ کوئی اوہ جنا — جہنہ لگ سب تا کر سرجنا

نہ اُس کا کوئی بیٹا ہے نہ باپ اور نہ ماں۔ — نہ اُسکا کنبہ ہے اور نہ کوئی رشتہ دار — نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ اُسکا پیدا کرنیوالا ہی کوئی ہے۔ جہانتک جو کچھ بھی ہے سب اُسی کا کاریگری ہے

وہ سب کینھ جہاں لگ کوئی — وہ نہہ کینھ کاہُ کر ہوئی — ہُت پہلے ازاب ہے سوئی — پُن سور ہے رہے نہہ کوئی

جہاں تک کوئی بھی مخلوق ہے سبکو اُسنے پیدا کیا۔ — اور اُس کو کسی نے پیدا نہیں کیا ہے — وہ ہمیشہ سے پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے — اور جب کوئی بھی نہیں رہیگا تب اکیلے ہی ہوگا

اور جو ہوی سو باور اندھا — دن دوی چار مے کر دھندھا

اسکے علاوہ سب کوئی دیوانے اور اندھے ہیں۔ دُنیاوی کام میں پھنسکر دو چار دن بعد موت کے حوالہ ہوجاتے ہیں

دوہا

جو چاہا سو کینھس کرے جو چاہے کینھ — برجن ہار نہ کوئی سے چاہِ جیو دینھ

جو کچھ بھی مرضی ہوئی وہ کر دکھایا اور کرتا ہی ہے جو اسکی مرضی ہوتی ہے — اُس کو منع کرنے والا کوئی نہیں ہے سب کی زندگی اسکی مرضی پر منحصر ہے

یہ بدھ چینھہ کرہُ گیا نو — جس پُران مہنہ لکھا بکھانو — جیو نا ہنہ پے جیے گُسائیں — کرتا ہیں پے کرے سبائیں

اس طرح اُس کو پہچان کر سمجھو — جس طرح اسکی تعریف پُرانوں میں لکھی ہے — وہ مالک بغیر جان کے ہے لیکن ہمیشہ سے زندہ جاوید ہے۔ اُسکے بھائی نہیں ہیں لیکن کرتا سب کچھ ہے

جیبھ نا ہنہ پے سب کچھ بولا — تن نا ہیں سب ٹھاہر ڈولا — سرون نا ہنہ پے سب کچھ سُنا — ہیا نا ہنہ پے سب کچھ گنا

اُس خدا کی زبان نہیں ہے لیکن سب کچھ بولتا ہے۔ — جسم نہیں ہے لیکن سب جگہ چلتا پھرتا ہے — کان نہیں ہیں لیکن سنتا سب کچھ ہے — دل نہیں ہے لیکن سوچتا سب کچھ ہے

نین نا ہنہ پے سب کچھ دیکھا — کون بھانت اہن جای بسیکھا — سہے نا ہیں کوی تا کر روپا — نا اوہ سن کوئی آہِ انوپا

آنکھیں نہیں ہیں لیکن دیکھتا سب کچھ ہے۔ — ایسا وہ خالق کس طرح پہچانا جا سکتا ہے — اُس کی صورت کا کوئی دیکھیں بھی نہیں ہے۔ — اور نہ اُس بےمثال خالق کی تمثیل کو کوئی پہونچ سکتا ہے

نا اوہ ٹھانوں اوہ بن ٹھانوں — روپ ریکھ بن نرمل نانوں

نہ اُسکی کوئی مخصوص جگہ ہے اور نہ اُس کی کوئی جگہ خالی بچی ہے۔ وہ خالق صورت اور نشان سے بےنیاز ہے فقط اُسکا نام ہی نظر آتا ہے

دوہا

نا وہ ملا نہ بیہرا ایس رہا بھرپور — دیٹھو نت کہنہ نیرے اندھ مورکھنہ دور

نہ وہ خالق کسی میں ملا ہے اور نہ علیحدہ ہر جا بھرا ہوا البرزہ ہے — صاحب نظر کیلئے وہ خالق نزدیک ہے اندھے اور جاہلوں سے دور

اور جو دیکھیس رتن امولا — تا کر مرم نہ جانے بھولا — دیکھیس رسنا اور سبھو گو — دیکھس دسن جو ہنسے جو گو

اور جو لہرات بے بہا جو خالق نے عطا فرمائے ہیں۔ اُنکا بھید اشخاص گمراہ نہیں سمجھ سکتے — اُسنے زبان اور ذائقہ عطا فرمائے۔ وہ نعمت عطا کئے جو ہنسنے پر زیب دیتے ہیں

۵۱ پُران سے مراد مذہب کی قدیمی کتابیں جن میں خدا کی تعریف لکھی ہے ۱۲ ۵۲ یعنی اُس کی ذات کی کنہ کے ادراک سے انسان عاجز ہے ۱۲ سید جعفر علی صحح

دیکھس جگ دیکھن کہنہ نینا
دنیا دیکھنے کو آنکھیں دی ہیں

دیھیں سرون سُنے کہنہ بینا
اور آواز سننے کو کان عطا فرمائے

دیکھس کنٹھ بول جیہہ ماہاں
گلا بھی تو سخن کا منبع ہے

دیکھس کر پلو پیر باہاں
اور خوبصورت بازوؤں میں ہتھیلیاں ہیں

دیکھس چرن انوپ چلے ہیں
اُس نے ہمیں چلنے کو بے مثل پیر دئے

جوبن مرم جان پے بوجھا
جوانی کی قدر ضعیف ہی جانے

ملا نہ تُرنا پا جگ ڈھونڈھا
کہ تمام عالم میں کھوجنے پر بھی مل سکی

دُکھ کر مرم نجانے راجا
جس کو نہ دیا ہو یہ بات وہی جانے

دُکھی جان جا پر دُکھ باجا
وہ تو مصیبت زدہ ہی جانتا ہے جو آپ پر آ پڑی ہو

مصیبتوں کا حال بادشاہ زمین جان سکتا

دوہا

کایا مرم جان پے روگی بھوگی رہیں نچنت
امراض کی تکلیف مریض ہی جانتا ہے تندرست کو کیا فکر

سب کر مرم گوسائیں جانے جو گھٹ گھٹ ہی نت
اور سب کا راز خالق جانتا ہے جو ہمیشہ ذرہ ذرہ میں نہاں ہے

اتِ اپار کرتا کر کرنا
اُس کارساز کی کارگری نہایت ہی پیدا کنار ہے جسکی تعریف کرکے کوئی پار نہیں جا سکتا

برن نہ کوئی پاوے برنا
اور تمام ہمدرد روئے زمین میں دانشمندی بھی بیکار ہے

سات سرگ جو کاگد کرئی
اگر سات طبقات آسمان کے کاغذ بنائے جائیں

دھرتی سمد دہوں مس بھئی
اور تمام سمندر روئے زمین میں روشنائی بھی بیکار ہو

جاوت جگ ساکھا بڑ ڈھاکھا
تمام جنگل و درختوں کی شاخیں

جاوت کیس روون پنکھ پاکھا
اور تمام پرندوں کے پر و بال

جاوت کھیہ ریہ دُنیائی
اور دنیا میں جتنے بھی خاک ریگ کے ذرے ہیں

میگھ بوند او گگن ترائی
اور جتنے بھی ابر یا ہوا کے قطرے اور آسمان کے ستارے ہیں

سب لکھنی کے لکھ سنسارا
ان سبکی قلمیں بنا کر اگر چہ تمام عالم لکھتا رہے

لکھ نہ جائی گت سمد اپارا
تو بھی عمیق مثل سمندر کے اُس خالق کی تعریف نہیں لکھ سکتا

ایس کینھ سب گن پرگٹا
تمام عالم نے اُس کارسازکی تعریف مسلسل طور سے ظاہر کی لیکن تو بھی مثل سمندر کے ایک قطرہ بھی نہ لکھ سکا

ابہنہ سمد مہنہ بوند نہ گھٹا
ایسی جان من گرب نہ ہوئی
اس طرح اُس خالق کو جانتے والا غرور نہیں کرتا

گرب کرے من باؤر سوئی
جو شخص دل میں غرور کرے وہ دیوانا ہے

دوہا

بڑ گنونت گسائیں جیہے سنوارے بیگ
وہ مالک بہت بڑا بہتر ہنر مند ہے چاہے تو جلد سے جلد بگڑا کام درست کر دے

او اس گنی سنوارے جوگن کرے انیگ
اور اسطرح صاحب فن پیدا کردے جو طرح طرح کے فنی کمالات دکھلائیں

کینھس پرکھ ایک نرمرا
اُس خالق نے ایک نہایت پاک صاف مرد پیدا کیا جسکا نام محمد چودھویں چاند کے مانند روشن تھا

نام محمد پو نوکرا
سب سے پہلے خالق نے اپنے نور سے اُن محمد کو پیدا کیا

اوتھہ پریت سہٹ آپ راجی
اور اُنکی خوشنودی کیلئے تمام خلقت پیدا کی

دیپک لیس جگت کہنہ دیھا
بلند و روشن چراغ کے محمد کو پیدا کرکے عالم کو عطا فرمایا جس سے تمام عالم روشن ہو گیا اور اپنے کو بھی پہچانا

بھا نرمل جگ مارگ چینھا
اگر اُس نور محمدی کا اُجالا نہ ہوتا

جون ہوت اس پرکھ اُجارا
تو جہالت کی تاریکی میں راہ نہ سوجھتی

سو جھہ نہ پریت پنتھ اندھیارا

۵ بموجب حدیث۔ انا من نور اللہ و کل شئی من نوری ۱۲ ۵ بموجب آیت لولاک لما خلقت الافلاک ۱۲

دُسرے ٹھانوں دوہے لکھے
اُس خالق نے مخلوق کو اپنے ست دوہرا کر جنا

بھئے دھرمی جے پاؤ ست سکھے
ان کے کلام کو جنھوں نے سیکھا وہ دین و ایمان لے

جیہ نہنہ لینھ جنم بھر نانوں
جس نے تمام عمر متبرک نام نہ لیا

تا کہنہ کینھ نرک مہنھ ٹھانوں
اُس کا دوزخ مقام ہے۔

جگت بسیٹھ دئی اوہ کینھا
دوہی جگ ترا نانوں جیہ لینھا

اُس رسول اللہ نے تمام عالم کی پیار سے کی۔ جس نے اسکا نام پاکیا وہ دونوں جہان سے پار ہو گیا

دوہا

گُن اوگُن بدھ پوچھب ہوئیہ لیکھا او جوکھ
جب خدا تعالیٰ افعال نیک و بد پوچھیگا اور اُس کی تاپ جوکھ ہوگی

وہ بنوب آگے ہوئے کرب جگت کر موکھ
تو وہ محمد پیشوا بنکر عالم کو نجات دلانے کیلئے خدا سے شفاعت کرے گا

چار میت جو محمدؐ ٹھاؤں
محمدؐ صاحب کے جانشین چار پیارے تھے

جنہنہ دیکھ جگ نرمل ناؤں
جنکا عالم نے بہت صاف متبرک نام سے ایکیا

ابا بکر صدیق سیانے
پہلے خلیفہ ابا بکر بوجھنے اور دانا معتقد تھے

پہلے صدق دین بُی آنے
سب سے پہلے لوگوں نے ہی سچائی سے ایمان اختیار کیا

پُن سو عمر خطاب سہائے
دوسرے خلیفہ عمر خطاب ہوئے

بھا جگ عدل دین جو آئے
جب وہ ایمان لائے تو دنیا میں انصاف کا بول بالا ہوا

پُن عثمان پنڈت بڑ گئی
تیسرے عثمان بھی خلیفہ جو بڑے عالم اور پڑھے تھے۔ انھوں نے قرآن شریف کی آیتیں سنکر لکھا اور رواج دیا

لکھا پُران جو آیت سنی

چوتھے علی سنگھ بریارو
خلیفہ چوتھے علی نامی مانند شیر کے زور آور تھے

سو نہنہ نہ کو ورہا ججھارو
جسکے مقابلہ جنگ کرنیوالا کوئی بھی نہ رہا

چار یو ایک متے ایک بانا
چاروں یار مجھیالی اور ایک ہی طور طریقے کے تھے۔ ایک ہی راہ پر چلنے والے اور ایک ہی چیز پر خوش ہوتے تھے

ایک پنتھ او ایک سنھانا

بچن ایک جو سنا وہ سانچا
ایک سچا کلام جس نے سنا

بھا پروان دہوں جگ بانچا
وہ راہ راست پر آکر دونوں جہانمیں نجات پائیگا

دوہا

جو پُران بدھ پنتھوا سوئی پڑھت گرنتھ
خدا کے بھیجے ہوئے قرآن شریف کو اُن لوگوں نے الہامی کتاب سمجھکر پڑھا

اور جو بھوسے آوت سو سن لاگے پنتھ
جو کوئی گمراہ وہاں آتے تھے وہ بھی اُن کا کلام سنکر راہ راست پر لگ جاتے

سیر شاہ دِلّی سُلطانو
دہلی کا سلطان شیر شاہ

چار یو کھنڈ تپے جس بھانو
جو ربع مسکون میں آفتاب بن روشن تھا

جات سورا و کھانڈے سورا
وہ قوم کا سور پٹھان جنگ شمشیر میں بہادر تھا۔

او بدھ ھونت سبے گُن پورا
اور ہر طرح کے علم و ہنر سے بھرا تھا

سب راجے جھکیں دھر لِلاٹا
سب راجہ آکر زمین پر پیشانی رکھتے تھے

او ہی چھاج چھات او پاٹا
چھتر و تخت گویا اُسی سلطان کو سزاوار تھا

ساتو دیپ نو کھنڈ بُی سب نیُ
سورنوائے نو کھنڈ دئی

نو کھنڈ[۱] دنیا نے زمین کے بہادر و نکو سی نے تسلیم کیا۔ ساتوں[۲] جزیرہ اور ساری دنیا بادشاہ کے ساتھ تسلیم کرتی تھی

۱ نو کھنڈوں کے نام ہیں بھوت کھنڈ۔ ابابرت کھنڈ۔ کم پرش کھنڈ۔ بھارت کھنڈ۔ کیتمال کھنڈ۔ ہرکوٹ۔ ہرشیہ کھنڈ۔ رمیہ کھنڈ۔ کُش کھنڈ ۱۲

۲ سات جزائر یہ ہیں۔ جنبو دیپ۔ پلکش دیپ۔ شالملی دیپ۔ کُش دیپ۔ کروچ دیپ۔ شاک دیپ۔ پشکر دیپ ۱۲

تہنہ لگ راج کھڑگ کر لینھا — اسکندر جلکرن جو کینھا — ہاتھ سلیمان کیر انگوٹھی — جگ کہنہ دان دیتھ بھر موٹھی

شیر شاہ نے بزور شمشیر یہاں تک سلطنت قائم کی۔ یہاں تک ذوالقرنین سکندر نے کی تھی[1] اسکے ہاتھ میں سلیمان کی انگوٹھی تھی جس سے تمام دنیا کو بخشش دیکر آسودہ کر دیا

اوات کر دیھو مپت بھاری — ٹیک بھوم سب ہیٹ سنبھاری

وہ مالک تھے زمین کا ایسا باوزن اور صاحب اقبال تھا کہ ٹھے زمین کا ایک ستون بنکر تمام مخلوقات کو سنبھالا

دوہا

دیتھ اسیس محمد کرہ جگہہ جگ راج — بادشاہ تم جگت کے جگ تمہار متاج

ملک محمد جائسی دعا دیتا ہے کہ تم ہمیشہ بادشاہی کرتے رہو تم تمام عالم کے بادشاہ ہو دنیا تمہاری محتاج ہے

برنوں سور بھومپت راجا — بھوم نہ بھار سہے بیہ ساجا — بے گے سین چلے جب پوری — پرت ٹوٹ آڑہنہ بے دھوری

بادشاہ روئے زمین ہو اور شیر شاہ سلطان کی طرح عزت آرا ہوں کہ سب سامان جنگ کے بار کو یہ زمین برداشت نہیں کر سکتی جب وہ لشکر جرار لیکر چلتے ہیں اُسوقت پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اُڑنے لگتے ہیں

رین رین ہو رہنہ گراسا — مانگھ نکھ لیہنہ پھر باسا — بھیں اُڑا نتر کھ مرتندا — کھنڈ کھنڈ دھرتی پر مھنڈا

رات کا اندھیرا سورج کو گھن سا لگتا اور رات سی معلوم ہوتی۔ انسان اور پرندے گھونسلے چھوڑ کر بسیرا لینے لگتے زمین اُڑکر آسمان پر معلق ہو جاتی اور وہ ذرا سے کھنڈ ہو کر ہوا میں منتشر ہو جاتے

ڈوبے گگن اندر دُر کانپا — باسک جای پتارہ چانپا — میر دھسے سمد سکھائی — بنکھنڈ ٹوٹ کھنبھہ مل جائی

آسمان کی چھت میں آنے لگتا اور راجا اندر خوف کانپنے لگتا۔ ویسا ہی پکار اٹھتا جیسا کہ شیش ناگ کر پناہ کر پکارتے ہیں میرو سمندر سوکھ جاتا کچھ بھی نہ رہتا پہاڑ ٹوٹ پاش پاش ہو کر خاک میں مل جاتے

اگلہہ نہہ پانی لیئی بانسا — پچھلہہ نہہ کہہ نہہ کاندو انسا

جو فوج کے آگے ہوتا اُسے خالصتاً فنا کر دیتا لیکن جو پیچھے ہوتا اُسے کچھ بھی ضرر نہ پہونچ سکتا

دوہا

جو گڑھ نیو نہ کاہہہ چلت ہوئی سو چور — جب وہ چڑھے بھومپت سر شاہ جگ سور

جس قلعہ کو کوئی بھی نہ فتح کر سکا وہ بادشاہ شیر شاہ کی فوج کے چلنے سے چور چور ہو گیا جسکا مالک بہادر میدان شیر شاہ پر لڑتا ہوا کام آیا

عدل کہوں جیسی جس ہوئی — چانٹا چلت نہ دُکھوے کوئی — نوسیرواں جو عادل کہا — ساہ عدل سر سو نہ اہا

تمام عالم میں ہر طرح وہ مضمحل تھا وہ بیان کرتا ہوں کہ چلتی ہوئی پنسیری کو بھی کوئی تکلیف نہ دے سکتا نوشیرواں جو بہت بڑا منصف کہا جاتا ہے وہ بھی سلطان شیر شاہ کی ہمسری نہ کر سکا

عدل جو کینھ عمر کے نائیں — بھئی اہا سگری دنیائیں — پری ناہ کوی چھیو نہ پارا — مارگ مانگھ سون اُجھارا

مانند حضرت عمر کے جو انصاف کیا تو تمام عالم میں واہ واہ کی دھوم مچگئی راستے میں بچھی ہوئی سونے کی تھیلی کو بھی کوئی نہ چھو سکتا تھا اور راہ چلتے ہوئے لوگ سونے کا گٹھا لا کر رکھ دیتے

گوسنگھ رینگہہ ایکیا ٹا — دونو پان پیہہ ایک گھاٹا — نیر کھیر چھانے دربارا — دودھ پان سب کرے نیارا

گائے اور شیر ایک ہی راستے سے گزرتے اور دونوں ایک ہی گھاٹ پانی پیتے دربار میں نیر کھیر جدا جدا دودھ اور پانی چھانے کے احسان کرتا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ کر دیتا

[1] سکندر رکا لقب یعنی سکندر ذوالقرنین ۱۲

	دھرم نیاؤ چلے ست بھاکھا دین وایمان اور راستی کے ساتھ برتاؤ کرتا		دوبر بلی ایک سم راکھا کمزور اور شہ زور کو برابر رکھتا
دوہا	سب پرتھوی سیسہنہ نئی جو رجور کے ہاتھ تمام عالم ہاتھ جوڑے ہوئے اُس کے قدموں پر جھکتا		گنگ جمن جو لگ جل تو لگ امرنا تھ گنگا اور جمنا میں جبتک پانی رہے تب تک وہ بادشاہ زندہ جاوید رہے
پُن رُپونت بکھانوں کاہا پھر اُس شیر شاہ کی خوبصورتی کا کیا بیان کروں کہ تمام دنیا اُس کے دیدار کی خواہاں تھی	جاوت جگت سبے مُکھ چاہا	سس چودس جو دئی سنوارا چودھویں چاند جس کو خدا نے روشن کیا	تاہو چاہ روپ اُنجیارا وہ بادشاہ اُس سے بھی بڑھکر اپنے حسن سے دنیا کو روشن کیا
پاپ جاے جو درسن دیسا جسنے اُسکا دیدار حاصل کیا اُسکے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ تمام عالم چاہتا کہ اُسے دعائیں دیتا تھا	جگ جوہار کے دیت اسیسا	جیس بھانُ جگ اوپر تپا جس طرح آفتاب تمام عالم پر روشنی بنا ہوا ہے اسی طرح بادشاہ کے حسن جمال سے دنیا کی تمام خوبصورتی روشن تھی	سبے روپ اوہ آگے چھپا
اس بھا سو پُرکھ نرمرا وہ بہادر بادشاہ ایسا صاحب حسن تھا کہ آفتاب سے رس گُن بھر کر اُسکا حسن چرا لیتا تھا	سورچاہ دس آکر کرا	سونہہ ڈیٹھ کے بیر سنجائی اُسکے سامنے نگاہیں جما کر دیکھا نہیں جا سکتا	جیہہ دیکھا سور باسنائی اُس نے جسپر نظر ڈالی اُس نے سر جھکا دیا
روپ سوائی دن دن چڑھا اُس کا رعب حسن دن بدن بڑھتا رہا	بدھ سروپ جگ اوپر گڑھا خدا نے اسکو تمام عالم میں حسن بیمثال عطا فرمایا تھا		
دوہا	روپونت من ماتھے چندر گھاٹ وہ باڑھ حسینانِ جہان میں یکتا اسکی پیشانی ایسی تابناں تھی کہ نور ماہتاب بھی اسکے سامنے ماند پڑتا تھا		میدن درس لبھانی استُت بنوے ٹھاڑھ تمام مخلوقات اسکے حسن پر فریفتہ ہو کر اسکی حمد و ثنا میں کھڑے رہتے تھے
پُن داتا ردئی جگ کینھا تمام دنیا میں خدا نے اسکو سخی بے ہمتا و یگانہ بنایا ہے	اس جگ دان نہ کاہو دینھا تمام عالم میں اُسکے برابر کسی نے بھی خیرات نہیں کی	بل بکرم دانی بڑ کہے راجا بلی اور کبرا جیت جو بہت بڑے سخی کہلاتے تھے	حاتم کرن تیاگی اہے حاتم طائی اور کرن بھی بہت بڑے سخی تھے
سیر ساہ سر پوج نہ کوؤ یہ سب کوئی بھی شیر شاہ کی برابری کو نہیں پہنچ سکتے	سمد سُمیر بھنڈاری دوؤ سمندر اور کوہ سُمیر دونوں جسکے خزانہ کے محافظ تھے	دان ڈانک باجے دریارا اُس کے دربار میں بخششوں کا ڈنکا بجا کرتا تھا	کیرت گئی سمندر پارا جس کی شہرت سمندر پار تک چلی گئی
کنچن پرس سور جگ بھیوُ تمام عالم کیلئے وہ شیر شاہ مانند پارس پتھر کے تھا۔ جس سے مفلس بھاگ کر دنیا کے کسی گوشے میں چھپ گیا	دار دبھاگ دسنتر گیوُ	جو کوئی جائے ایک بیر مانگا جس کسی نے جا کر اُس سے ایک پیسا بھی کچھ مانگا	جنم نہ بھا پُن بھوکھا نانگا پھر تمام عمر وہ بھوکا اور ننگا نہ رہا
	دس اسمیدھ جگت جنی کینھا جس نے دس اشومیدھ جگ کر کے تمام دنیا کو فتح کیا	دان پنیہ سر سونہہ نہ دیھا سخاوت و خیرات کرنے میں اُسکا مقابلہ کوئی بھی نہ کر سکا	

ل منہ سے سونہ میں جو راجا ٹھالنا ہے جو کرنا چاہتا ہو وہ بطریق سانڈنی کے ایک گھوڑا اچھوڑتا ہے تو اس گھوڑے کو کوئی پکڑتا ہے تو اس سے جنگ کر کے اُسکے ملک پر قبضہ کر لیا جاتا ہے۔ اس طرح کئی بار کرنے پر جب کوئی بھی گھوڑے کو نہیں پکڑتا تو تمام راجگان کی ضیافت ہوتی ہے اور اس گھوڑے کو آگ کے کنڈ میں ہوم کے طریقہ سے جلا دیتے ہیں اور پھر روحانی طاقت سے اُس گھوڑے کو زندہ کر دیتے ہیں ۱۲

دوہا

ایس دانِ جگت اُپجا سیر ساہِ سلطان
وہ شیر شاہ سلطان تمام دنیا میں ایک ایسا سخی پیدا ہوا

نا اس بھیو نہ ہوہیہ ناکوئی دیہی اس دان
کہ اُسکا ہمسر نہ کوئی ہو اور نہ ہوگا نہ کوئی بھی اسطرح کی خیرات کر سکتا

سید اشرف پیر پیارا — جیہ مونہہ پیتھ دینھ اجیارا — لیسائیں پیم کر دیا — اُٹھی جوت بھانر مل بیا

پیر و مرشد حضرت سید اشرف صاحب — جنھوں نے میرے دل کو روشن کیا اور محبت بتلائی — جسکی صاف شفاف روشنی سے دل اور آنکھ صاف ہوا

مارگ ہُت اندھیار جو سوجھا — بھا انجور سب جاتا بوجھا — کھا رسمد ریاپ مور میلا — بوہت دھرم لینھ کے چیلا

پُر تاریک راستہ جہاں کچھ سوجھتا نہ تھا — وہاں روشنی ہوگئی اور سب کچھ کھلا دیکھنے لگا — میرے گناہوں کو دریائے عشق میں غرق کر دیا — اور مرید بنا کر ایمان کی کشتی پر سوار کرایا

اُنھ مور کر بوڑت کے گہا — پایوں تیر گھاٹ جو اہا — جا کہنہ ایس ہوئے کندھارا — ٹرت بیگ سے پاوے پارا

اُنھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر ڈوبنے سے مجھے بچایا — اور شریف چوکنا گھاٹ کا ملاح مجھ سے ملتجی ہوا — میرے کو اس طرح کا ملاح حاصل ہو — البتہ وہ بہت جلد سے جلد پار ہو سکتا ہے

دستگیر گاڑھے کے ساتھی — بُہہ اوگاہ دینھ تیہ ہاتھی

سخت مشکل میں پناہ اور مددگار ہوکر انھوں نے کنارہ پر پہنچتے ہوئے مجھے میرا ہاتھ پکڑ کر نکالا

دوہا

جہانگیر وے چشتی نہکلنک جس چاند — وے مخدوم جگت کے ہوں ادھ گھر کے باند

خاندان چشتیہ حضرت اشرف جہانگیر جہاں چاند کے تمام چشتی پاک صاف — جن کی حضوری تمام دنیا نے کی میرا انھیں کے گھر کا غلام ہوں

اوہ گھر رتن ایک نرمرا — حاجی شیخ سبے گن بھرا — شیخ محمد پونیو کرا

اُنکے گھر ایک لڑکا گوہر نایاب صفات پیدا ہوا تمام شہر کا مخزن جسکا نام حاجی شیخ تھا — دل شیخ محمد جو چودھویں چاند کی طرح روشن تھے

شیخ کمال جگت نرمرا — دینھ روپ اوجوت گوسائیں

اور دوسرے شیخ کمال جو تمام عالم میں پاک صاف تھے — اور دنیا میں گویا دو ستون کھڑے کر دیئے گئے تھے

دو اچل دھو ڈولنہ ناہیں — کینھ کھیھ دو ہی بھگت گوسائیں

یہ دونوں حضرات شیخ قطب سبزواری کے اپنی اپنی جگہ پر قائم مقام تھے — اور دونوں کو اللہ نے انھیں خوبصورتی دی اور نورِ عطا فرمایا

میر کھکھند تنہنہ اُپرا ہیں — ڈھوں کھبھہ ٹیکے سب مہی — جیہ درسے اوپر سے پایا

کوئی میر اور کوئی کشمند رہے سے بالا جلی ہوئے تھے — وہ دونوں ستون ایسے زمین کو سنبھالے ہوئے ہیں — جنھوں نے انکا دیدار اور قدمبوسی حاصل کی

دوہا

محمد تیئی پنجنت پتھ جیہ سنگ مرسد پیر — جیہ کے ناوا وکھیو بیگ لاگ سو تیر

اے محمد راہ دنیا میں وہی بے فکر ہے جس کے ہمراہ مرشد و پیر ہوں — جس کو کشتی اور ملاح میسر ہوں وہ جلد سے جلد کنارہ سے لگ جاتا ہے

گرو مہی کھیوک میں سیوا — چلے اتائیل جیہ کر کھیوا — اگوا بھیو شیخ برہانو — پنتھ لاے موہنہ دینھ گیانو

مثل ناخدا کے حضرت محمد بن عبد القادر سے مرشد میں نکلے جنکی کشتی کی باربرداری ہاتھی اور تیر مہلتی ہے — جن کے پیشوا شیخ برہان ہوئے - جنھوں نے راہ راست پر لگا کر خدا کی شناسائی کا رستہ دکھلا دیا

الہداد بھل تیہ کر گرو — دین دنی روسن سر خرو — سید محمد کے وے چیلا — سدھ پرکھ سنگم جیہ کھیلا

شیخ برہان کے مرشد اللہ داد ہوئے — جو دونوں جہان میں روشن اور سرخرو تھے — سید محمد مرشد اللہ داد کے تھے — جس نے ان کی قربت اختیار کی وہ کامل بنا

دانیال گرو پنتھ لکھائے — حضرت خواج خضر تیہ پائے — بھے پرسن اوہ حضرت خواجے — لئے مرے جہنہ سید راجے

مرشد حضرت دانیال نے سید محمد کو راہ راست بتلائی — اور دانیال کو حضرت خواجہ خضر مرشد ملے — اُن حضرت خواجہ خضر پر سید شاہ راجے خوش ہوئے اور اپنی شخصیت میں خواجہ خضر کو ملا لیا

اوہ سیوت میں پائی کرنی — اگھری جیبہ پریم کب بنی

انکی خدمت کرتے ہوئے مجھے آج یہ موقعہ ملا - کہ میری بائیکل گئی اور شاعر بنکر میں کتھا کہنے لگا

دوہا

وے سُکرو ہوں چیلا نت بنوؤں بھاچیر — اُنھ ہت دیکھے پایوں درس گسائیں کیر

وہ سب بزرگ میرے مرشد ہیں اور میں اُن کا مرید ہمیشہ خادم ہو کر رہتا ہوں - اُنھیں کی عنایت سے مجھے خدا کی معرفت حاصل ہوئی

ایک نین کب محمد کہی — سوی بھو ہا جگی کب سہی — چاند جیس جگ بدھا تارا — دینھ کلنک کنھیہ اُجیارا

ایک آنکھ والے شاعر محمد نے بخوبی سوچ سمجھ کر شاعری کو سنا ہے - جس نے اس شاعری کو سنا ہے وہ بیحد خوش ہوا - خدا نے مثل چاند کے اُسے دنیا میں پیدا کیا - اگرچہ اس میں کچھ داغ ہے تو روشنی بھی تو کافی ہوتی ہے

جگ سوجھا ایکے نینا ہاں — اُو اسوک جس نکھتنہ ہاں — جولہ اینھنہ ڈابھ نہ ہوئی — تولہ سگندھ بساسی سوئی

ایک ہی آنکھ سے تمام عالم سوجھتا ہے - جس طرح تمام ستاروں میں ستارہ زہرہ چمکتا ہے — جب تک آگ میں ہینگ نہیں ہوتی — تب تک آگ کا پھل خوشبودار نہیں ہوتا

کینھ سمدر پان جو کھارا — تواتِ بھیو اسوجھ اپارا — جو سُمیر تر سول بِنا سا — بھا کنچن گرلاگ اکاسا

خدا نے سمندر کا پانی جو کھاری بنایا ہے — تو اُس کو بہت گہرا بھی تو بنایا ہے — مہادیو جی نے کوہ سمیر کو جو ترسول سے کھودا — تو وہ سونے کا بن گیا اور آسمان میں جا لگا

جولہ گھری کلنک نہ پرا — کانچ ہوئی نہنہ کنچن کرا

جب تک گھڑیا میں داغ نہیں پڑتا — تب تک کلیجہ کو سونے کی چمک نہیں حاصل ہوتی

دوہا

ایک نین جس درپن اور نرمل تیہ بھاؤ — سب روپونتے پاؤں گہہ نکھ جو ہنہ کے چاؤ

ایک آنکھ مانند آئینہ کے ہے اور خیالات نہایت پاکیزہ — حسینان جہاں اسکی قدمبوسی کرتے ہوئے اسکے چہرے کو اشتیاق دیکھا کرتے ہیں

چار میت کب محمد پائے — جو رِ متائی سر ہو نچائے — یوسف ملک پنڈت اہ گیانی — پہلے بھید بات وے جانی

شاعر ملک محمد کے چار دوست تھے — جن کی دوستی کو بہت خوبی سے نباہا — یوسف ملک بہت بڑے عالم اور شناسا تھے — راز کی بات پہلے اُنھیں کو معلوم ہوئی

پربن سلار کا دم مت ماہاں — کھانڑے وان ابھے نت باہاں — میاں سلونے سنگھ بریارو — بیر کھیت رن کھڑگ بجھارو

پھر سلار خادم ایک بہت بڑے دشمن تھے — اور جنگ کرنے کو انکے بازو ہمیشہ پھڑکتے رہتے تھے — سلونے میاں ایک شیر دل بہادر شخص تھے — میدان جنگ میں وہ بڑی بہادری سے تلوار چلاتے تھے

شیخ بڑے بڑ سدھ بکھانا — کیئے ادیس سدھ بڑ مانا — چار یو چتر دساگن پڑھے — او سنجوگ گوسائیں گڑھے

بڑے شیخ ایک بہت بڑے مرد کامل شہور تھے — سب لوگ انکو ایک کامل فقیر سمجھ کر انکے سلام کرتے تھے — وہ چاروں دوست چودہ علم پڑھے ہوئے تھے — اُن چاروں کی دوستی گویا خدا نے بنائی تھی

برچھ ہوی جو چندن پاسا — چندن ہوی بیدھ تیہ باسا

اگر درخت سندل کے پاس کوئی درخت ہو — تو اسکی خوشبو درختوں میں پھیل جاتی ہے

دوہا

محمد چار یو میت مل بھئے جو ایکے چیت — یہ جگ ساتھ جو نبھا او وہ جگ بچھرن کیت

اے محمد چاروں دوست آپس میں مل کر اگر ایک دل ہو جاویں — اور اس دنیا میں انکی دوستی نبھ جائے تو پھر عاقبت میں بچھڑنا کہاں

جائس نگر دھرم استھانو — تہاں آئے کب کینھ بکھانو — او بنتی پنڈت سن بھجا — ٹوٹ سنوارہ میرو سجا

قصبہ جائس جو ایک متبرک جگہ ہے — شاعر ملک محمد نے وہاں آکر شاعری کی — اور علمائے دین سے عاجزی کی — کہ میری غلطیوں کی اصلاح کر کے مجھے راہ راست پر لگائیں

ہوں پنڈت کیر بچھو لگا — کچھ کہہ چلا تبل دیئی ڈگا — ہیا بھنڈار نگ اہے جو پونجی — کھوئی جیہ تا رُکے کو بنجی

میں علماء کا پیرو اور خادم ہوں — اب ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے کچھ کہنا چاہتا ہوں — دلکے خزانے میں جو کچھ سچ مچ نیکیوں کی پونجی کے ہو — اسکے ظاہر کرنے کیلئے تالو کی کنجی سے مقفل زبان کو کھولتا ہوں

رتن پدارتھ بول جو بولا — سُرس پریم مدھ بھرا امولا — جیہہ کے بول برہ کے گھایا — کہنہ تیہ بھوک کہاں تیہ مایا

وہ سخن مثل لعل وجواہرات کے ہیں — جو خوش قسمت شخص عجب سے بھرے ہوئے نہایت بیش قیمت ہیں — جسکے سخن میں زخم مفارقت کا اثر ہے — اسے بھوک پیاس اور کسی دولت وغیرہ سے کیا مطلب

پھیرے بھیکھ رہے بھاتا — دھور لپیٹا مانک چھپا

وہ بھیس بدلکر صورت بھیس بنا کر گدگری کرتا پھرتا ہے — مثل لعل وجواہر کے خاک آلودہ ہو کر پوشیدہ رہتا ہے

دوہا

محمد کب جو برہ بھانا تن رکت نہ مانس — جیئی مکھ دیکھا تیئی ہنسا سن تیہ آیو آنس

شاعر محمد کا قول ہے کہ جسکے دل میں مفارقت پیدا ہوئی پھر اسکے جسم میں خون گوشت کچھ نہیں رہتا — جو صورت دیکھتا ہے ہنستا ہے اور جو اسکی داستان سنتا ہے وہ روتا ہے

سن نو سے ستائیس اہا — کتھا رمبھ ہیں کب کہا — سنگلدیپ پدمنی رانی — رتن سین چیتور گڑھ آنی

سنہ نو سو ستائیس (ہجری) تھا — جبکہ شاعر نے اپنی داستان شروع کی — جزیرہ سنگلدیپ میں ایک رانی پدمنی تھی — جس کو راجا رتن سین چیتور گڑھ لے آیا

ال اُدین دہلی سلطانو — راگھو چیتن کینھ بکھانو — سُنا ساہ گڑھ چھینکا آئی — ہندو ترکن بھئی لڑائی

اُسوقت دہلی کا سلطان علاء الدین خلجی تھا — راگھو چیتن نے اسکے روبرو پدمنی کی خوبصورتی کی — بادشاہ نے جو سنا تو قلعہ کو آگھیرا — ہندو اور مسلمانوں میں باہم لڑائی ہوئی

آدِ انت جس گاتھا ہے — لکھِ بھاکھا چوپائی کہے — کب بیاس کنولا پوری — دور سو نیر نیر سو دوری

شروع سے آخر تک جیسا گذرا ہے — وہ بھاکھا چوپائی میں لکھ کر بیان کر رہا ہے — شاعر بیاس نے کنولا پوری کتاب میں یہ راز ظاہر کیا ہے کہ جو دور ہے وہ نزدیک ہے جو نزدیک ہے وہ دور

تیرے دور پھول جس کانٹا — دور جو نیرے جس گرچانٹا

جس طرح پھول کا کانٹا نزدیک ہے کہ پھول کی خوشبو سے دور ہے۔ اور چمبیلا دور ہو کر بھی گرلک نزدیک ہوتا ہے

دوہا — بھنور آسی بنکھنڈ سن لیئی کنول کے باس — دادُر باس نہ پاؤئی بھلہہ جو آچھے پاس

بھنورا جنگل سے آکر کنول کا رس چوستا ہے — لیکن مینڈک جو کنول کے پاس ہی رہتا ہے کنول کی خوشبو بھی نہیں سکتا

سنگلدیپ پرن کھنڈ

سنگلدیپ کتھا اب گانوں — اوسو پدمن برن سناؤں — نرمل درپن بھانت بسیکھا — جو جیہ روپ سو تیسے دیکھا

اب سنگلدیپ کا قصہ بیان کرتا ہوں — اور اُس پدمنی کے حسن کی تعریف سناتا ہوں — اُسکا حسن مثل آئینہ کے صاف شفاف تھا — جو جس طرح کی صورت کا طلبگار تھا اُسنے اُسی طرح دیکھا

دھن سو دیپ جہاں دیپک باری — اوپدمن جو دئی سنواری — سات دیپ برنے سب لوگ — ایکو دیپ نہ اوہِ سرجوگ

اُسنے سمت اُس جزیرہ کی جہاں مندر جو بنا کے وہ دوشیزہ رہتی تھی — اور کریا خوبیٔ حسن کی جسکو خود دیکھ کر آرسی شرما جائے — دنیا میں لوگ سات جزیروں کا ذکر کرتے ہیں — لیکن سنگلدیپ کی خوبصورتی کو کوئی بھی نہیں پا سکتا

دیا دیپ نہنہ تس انجیارا — سرن دیپ سرہوئی نہ پارا — جنبو دیپ کہوں تس ناہیں — لنک دیپ سرپوج نہ چھاہیں

دیوں کے سنوں میں چراغ بھی ویسا روشن نہیں ہو سکتا — سرن دیپ بھی اسکی ہمسری نہیں کر سکتا — تمام جنبو دیپ میں کوئی ایسا مقام نہیں — جو سنگلدیپ کے سایہ پر بھی پہونچ سکے

دیپ گھستھل آرن پرا — دیپ مہستھل مانس ہرا

جزیرے کے ہر چہار طرف گھنا جنگل ہے — اور آدم خوار وحشی اُس جزیرے میں رہتے ہیں

دوہا — سب سنسار پرتھمیں آئے ساتوں دیپ — ایک دیپ نہنہ اُتم سنگھلدیپ سمیپ

تمام دنیا اور روئے زمین کے ساتوں جزیرے اسکی ہمسری کرنے آئے — لیکن ایک بھی جزیرہ سنگلدیپ کی شان کو نہ پا سکا

سلہ عربستان والے لنکادیپ کو سرن دیپ کہتے ہیں ۱۲

گندھرب سین سنگھد ھر سیو
گندھرب سین ایک خوش اخلاق راجا تھا

سورا جاوہ تا کر دیسو
وہ اُس سنگھد یپ ملک کا حکمران تھا

لنکا سُنا جو راون راجو
ملک لنکا جو راون کی راجدھانی سنی جاتی ہے

تیہ سچا ہِ بڑتا کر ساجو
اُس سے بڑھکر اُس سنگھد یپ کا سامان سامان تھا

چھپن کوٹ کٹک دل جا نا
چھپن قلعے جن میں بیشمار فوج تیار رہتی تھی

سے چھتر پتِ اوگڑھ راجا
جس میں سب سردار مانند شہنشاہ کے حلقہ بگوش تھے

سورہ سہس گھوڑ گھوڑ سالا
اصطبل میں سولہ ہزار گھوڑے تیار رہتے تھے

سیام کرن اُربانک کھارا
تو کھار ملک کے بہت تیز شریف کرن قسم کے تھے

سات سہس ہستی سنگھلی
سات ہزار ہاتی سنگھلی تھے

اسو پتک سر مور کھانے
گھوڑے کی سواری میں وہ راجا لاثانی تھا

گج پتیک آنکس گج ناوے
اور ہاتی کی سواری میں مثل آنکس کے ہاتھی جھکاتا

جن کبلاس ایراوت بلی
گویا فوج بہشت کے ایراوت[۵۲] نامی ہاتھی پر

نر تیک کہنہ اور نر ندو
تمام راجاؤں میں اسکی ہمسری کوئی نہ کر سکتا

بھو تیک جگ دوسر اندو
تمام عالم میں گویا وہ ایک دوسرا اندر تھا

دوہا

ایس چکوے راجا چھوں کھنڈ بھئے ہوئے
اس چکر ورتی راجا کا رعب دنیا پر ایسا غالب تھا کہ تمام عالم اس سے ڈرتا تھا

سبے آئے سر نا دہنہ سر کرے نہ کوی
سب آکر قدموں میں سر جھکاتے تو ہمسری کرنے کی کس کو ہمت ہوتی

جبہنہ دیپ نیرا واجائی
جسوقت کہ سنگھد یپ نزدیک آیا تو ایسا معلوم ہوا۔

جن کبلاس نیر بھا آئی
گویا بہشت نزدیک آگیا

تروور سے ملیگر لائی
تمام درختوں سے صندل ملیگر کی خوشبو آتی۔

بھے جگ چھا نہہ رین ہوی آئی
اور دنیا کے سایہ تمام عالم میں گویا رات ہو گئی ہے

اوہی چھاں نہہ رین ہوی آوے
رات اُسی سایہ میں ہو کر گزرتی ہے

ہر یر سے اکاس دیکھاوے
تمام آسمان ہرا دکھلائی پڑتا ہے

جبئی وہ پائی چھا نہہ الوبا
جسنے اُس بے مثال سایہ کو حاصل کیا

گھن امراؤ لاگ چہنہ پاسا
ہر چہار طرف آم کے گنجان باغیچے لگے تھے

ملے سیر سو ہاون چھا نہاں
صندل سے عطر ہوا اور درختوں کے سایہ نہایت خوشگوار تھا

اُٹھا بھو م بُت لاگ کاسا
جو زمین سے لیکر آسمان تک لگے دکھلائی پڑتے

جیٹھ جاڑ لاگے تیہ ماہاں
جہاں جیٹھ جاڑے کا مہینہ بھی سردی معلوم ہوتا تھا

پتھک جو پہونچے سہہ کے گھامو
دھوپ کا مارا ہوا مسافر اگر اس سایہ میں پہونچ جاتا

دُکھ بسرے سکھ ہوئی بسرامو
تو تمام دکھ بھول کر نہایت راحت حاصل کرتا

پھر نہہ آئے سہے یہ دھوپا
پھر اسے اس دھوپ کی سختی نہیں برداشت کرنی پڑتی

دوہا

اس امراؤ گھن گھن برن نہ پاروں انت
وہ گنجان آم کے باغیچے ایسے راحت بخش تھے کہ انکی تعریف نہیں کی جا سکتی

پھولے پھرے چھورت جانہہ سد البسنت
چھوکرے رتوں میں وہ پھولتے پھلتے گویا ہمیشہ بسنت کی بہار ہی ہے

پھرے آنب تِ گھن سوہائے
باغیچے آم کے گنجان پھلے ہوئے نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔

اوجس پھرا دھک سہائے
اور جس طرح پھلے ہیں ویسے ہی چمکتے ہوئے بھی ہیں

کٹھر ڈار پنڈ سن پاکے
درخت کٹہل جڑ سے شاخوں تک پھل پھول کر پکا ہوا

برہر سوا نوپ اِت تاکے
اور درخت بڑہل کی خوبصورتی بے مثال تھی

---

۵۲ یہ ایک خاص نسل کا گھوڑا ہوتا ہے جسکے کان سیاہ ہوتے ہیں تیز رفتاری میں مشہور ہے ۱۲ ایراوت - اندر کے ہاتھی کا نام ہے ۱۲

کھرنی پاک کھانڑ اس میٹھی
مانند شکر کے میٹھی کھرنی پکی تیار ہے

جامن پاک بھنورا س میٹھی
جامن بھی پک گئی ہے بھنورے کے سیاہ کھلا دیتی ہے

نریر پھرے پھری پھر ہری
ناریل اور پھر ہری بھی پھلے ہیں - باغیچے اندر پری تمدن بن کی طرح خوشنما معلوم ہوتے ہیں

پھرے جان اندر اسن پری

پن مہوا چوا دھک مٹھاسو
پھر مہوہ ٹپک رہا ہے جسمیں بہت زیادہ مٹھاس ہے

مدھ جس میٹھ پہپ جس باسو
مانند شہد کے میٹھا اور پھول کی طرح خوشبودار

اور کھجا انبن ناؤن
علاوہ اسکے دیگر مختلف نام والے پھل لگے ہیں جنکو راجا راؤ کے بھی باغیچے میں دیکھا گیا ہو

دیکھا سب اون امراؤں

لاگ سبے جس امرت سا کھا
سب پھل آبحیات کے مانند شاخوں میں لٹکے ہیں جس نے چکھا وہی فریفتہ ہوا

رہے لوبھای سو جگ چاکھا

دوہا

لونگ سپاری جا پھل سب پھرے پھرے اپور
لونگ سپاری جائفل یہ تمام پھل پھلے ہوئے بخوبی پیوستہ نظر آتے ہیں

آس پاس گھن املی اوگھن تار کھجور
انار گولر املی - تاڑ اور کھجور کے درخت خوب گنجان لگے ہیں

بسہنہ پنکھ بولہنہ بھانت بھانت کھا
اُن باغیچہ میں طرح طرح کی چڑیاں اپنی اپنی بولی بولتی تھیں - اور شاخہائے پیڑ پر بیٹھکر کلول کرتی تھیں

کرہنہ ہلاس دیکھ کے ساکھا

بھور ہوت بولہنہ چہ چوہی
صبح ہوتے ہی چڑیا چہچہے بولتی

بولہنہ پانڈک ایکے توہی

ساروں سوا جو رہچہ کرہیں
مینا اور طوطا خوش ہو کر شیریں آواز سے بولتے

کرہنہ پریوا او کر برہیں
اور تمام پرندے کلولیں کرتے اور چہچہاتے تھے

پیو پیو کر لاگ پپیہا
پپیہا پیو پیو کرتا ہوا بولتا - اور گذری چڑیا کی زبان سے توہی توہی کی آواز سنائی دیتی

تہی تہی کر گڑری جیہا

کہو کہو کر کوئل راکھا
کوئل کہو کہو کی آواز بولتی

او بھنگراج بول بھانت بھانت کھا
اور بھنگراج پرندہ طرح طرح کی آواز نکالتا

دہی دہی کر مہر پکارا
مہری (گوالن نام کی) چڑیا دہی دہی پکارتی

ہارل بنوے آپن ہارا
پرندہ ہارل اپنی کمزوری بیان کرتا

کہکہنہ مور سہاون لاگا
مور کی آواز نہایت خوشگوار معلوم ہوتی

ہوی کراہر بولہنہ کاگا
کوؤں کی آواز سے شور وغل مچا ہوا تھا

دوہا

جاوت پنکھی جگت کے بھرے بیٹھے امراؤں
دنیا کے جتنے پرندے ہیں سب اس باغ میں بھرے ہوئے تھے

آپن آپن بھاکھا لیہنہ دئی کرناؤں
اور اپنی اپنی زبان سے خدا تعالیٰ کو یاد کر رہے تھے

پیک پیک کنواں باؤری
قدم قدم پر چاہ باوڑی آراستہ تھے

ساجی بیٹھک اور پانوری
جس میں تفریح کی نشستیں اور سیڑھیاں بنی تھیں

اور کنڈ بہ ٹھانو نہنہ ٹھاؤں
علاوہ اسکے بہت سے کنڈ جا بجا بنے ہوئے تھے

او سب تیرتھ تہنہ کے ناؤں
جو تمام تیرتھوں کے متبرک نام سے موسوم تھے

مٹھ مندر چہنہ پاس سنوارے
مندر اور شیوالے ہر چہار جانب بنے ہوئے تھے

تپا جپا سب آسن مارے
فقیر اور زاہد بیٹھے ہوئے یاد الٰہی میں مشغول تھے

کوئی سر کھیسور کوئی سنیاسی
کوئی زاہد رشی اور کوئی سنیاسی بنا ہوا - اور کوئی راجیتی مہنتوں منجملہ معتقد تھے

کوئی راجتی بسوا سی

کوی برمچاریہ تپھ لاگے
کوئی برہم چریہ کا متقد تھا

کوی سد گبر بھیکھ ناگے
کوئی ناگے دگمبر کی صورت میں گھومتا

کوی سُمیسور جگ جتی
کوئی مہادیو کا معتقد اور کوئی جگ جیتا تھا

کوی ایک پرکھے دیوی ستی
اور کوئی فقط ایک دیوی پر ہی ایمان رکھتا

کوی سُرستی منت کوی جوگی
کوئی ساد ھو سرسوتی[1] اور کوئی جوگی بنا ہوا

کوی نراس پتھ بیٹھ بیوگی
اور کوئی اُداسی بنکر فراق حق تعالیٰ میں بیٹھا تھا

دوہا

سیوڑا کھیوڑا بان پرسدھ ساد ھک اور دھوت
آسن مارے بیٹھ سب جارا آتما بھوت[2]

سیوڑا۔ کھیوڑا۔ جانپر۔ سدھ۔ ساد ھک اور اوُدھوت فرقہ کے فقرا
نفس کشی کرکے بیٹھے ہوئے یا مصروف مشغول تھے

مانسر ودک برنوں کا ہا
تالاب مانسر ودک کی کیا تعریف کروں

بھرا سمُد اس ات اوگا ہا
جو مانند سمندر کے نہایت عمیق ہے

پان موتِ اس مل تا سو
اُسکا پانی مثل موتی کے صاف وشفاف ہے

انبرت آن کپور سُبا سو
جسمیں کافور کی خوشبو اور ذائقہ مثل آبحیات کے ہے

لنک دیپ کے سِلا اتا ئی
جزیرۂ لنکا کے بیش قیمت پتھروں سے

باندھا سرو گھاٹ بنا ئی
اُس تالاب کا گھاٹ بنایا گیا ہے

کھنڈ کھنڈ سیڑھی پھیں گریری
ہر کھنڈ میں زینے پیچدار بنے ہوئے تھے

اُتر ہنہ چڑھنہ لوگ چہنہ پھیری
جن سے عوام ہر چہار طرف چڑھتے اور اُترتے تھے

پھولا کنول رہا ہوی اتا
کنول کے پھول نہایت خوشنمائی سے شگفتہ تھے

سہس سہس پکھرن کر چھاتا
جن کے چھتے ہزار ہزار پتوں کے تھے

اُلتھہ سیپ موت اُتراہیں
موتی سیپ سے نکل کر پانی پر تیرتے ہیں

جگہنہ ہنس اوکیل کراہیں
جن کو پرندے ہنس چگتے اور کلول کرتے ہیں

کھن پتا رپانی تہنہ کاڑھا
تالاب کا پانی گویا تیغ الٰہی کو کھوٹ کر نکالا گیا ہے

چھیر سمُد تکسا ہت باڑھا
جو مثل ہاتھ کے سمندر کے موجیں لے رہا ہے

دوہا

اوپر پال چھوندس انبرت پھل سب روکھ
دیکھ روپ سرور کے گئے پیاس اور بھوکھ

تالاب کے اوپنچے اونچے کناروں پر لگے ہوئے درختوں پر پھل مثل آبحیات کے تھے
تالاب کی خوشنمائی کو دیکھکر بھوک اور پیاس جاتی رہتی

پان بھرے آوہنہ پنہاری
اُس تالاب پر پنہاریں پانی بھرنے آتیں

روپ سروپ پدمنی ناری
جو نہایت حسین نازنین پدمنی قسم کی تھیں

پدم گندھ تنھ انگ بسا ہیں
جن کے جسم سے گل کنول کی خوشبو آتی

بھنور لاگ تہنہ سنگ ہیں
جسکے باعث بھنورے اُنکے ساتھ پھرا کرتے تھے

لنک سنگھنی سارنگ نینی
جنکی کمانند شیریں کے ابرو کھنچی ہوئی نوکیں سی تھیں

ہنس گامنی کوکل بینی
جو مثل ہنس کے چلتی اور آواز شیریں مثل کوئل کے

آوہنہ جھنڈ سو پانہ تہنہ پانتی
جو مثل جھنڈ کے پنہاریاں نہ کہہ سکتی تھیں

اگون سو ہای سو بھاتہنہ بھانتی
طرح طرح کے ناز سے بھری جنکی رفتار نہایت ہی خوب تھی

---

[1] سوامی شنکراچاریہ کا ایک فرقہ جسمیں دس فرقے ہیں مثلاً گرپتی - پربتی - بھارتی - بن - آرنیہ - سرسوتی - آشرم - تیرتھ - آنند - شاگر ۱۲

[2] آتما بھوت سے مراد روحانیت کو تکلیف دینے والے اعمال بد جو چھ ہیں مثلاً شہوت - غصہ - حرص - جہالت - دنیاوی خواہشات اور تکبر ۱۲

کنک کلس مکھ چند دپاہیں
سر پر سونے کے گھڑے ہیں جن کے چہرے کی تابانی سے چاند کو بھی رشک آتا ہے

رہس کیل سن آوہنہ جاہیں
وہ ہنسی خوشی آتی ہیں اور کھیل کی طرح ہنستی جاتی ہیں

جاسہنہ وے ہیرن چکچنا ری
وہ نازنین جس پر نگاہیں ڈالتی تھیں

بانک نین جن ہنہنہ کٹاری
وہ اُن کے غمزۂ چشم کی کٹاری سے زخمی ہو جاتا

کیس میگھا ور سر تا پائیں
انکی زلفیں مانند گھنا ابر سیاہ کے سر تا پا چمک رہی تھیں۔ اور جن کے دانت بجلی کے چمکتے تھے

چمکہنہ دسن بیج کے نائیں

دوہا

ماتھے کنک گاگری آوہنہ روپ انوپ
سر پر سونے کا گھڑا رکھے ہوئے بیمثال حسن و جمال سے روشنی پھیلاتی تھیں

جیہ کے اس یہ نہاری سو رانی کیہ روپ
اہا جس رانی کی ایسی حسین پنہاریں ہیں وہ رانی کیسی حسین ہوگی؟

تال تلاؤ بران نہنہ جاہیں
تالاب وغیرہ آبگیروں کا بیان نہیں کیا جا سکتا

سو جھے وار پار کچھ ناہیں
اُن کا وار پار کچھ سوجھتا نہیں

پھولے مکد سیت اُجیارے
سفید نیلوفر کھلے ہیں جس سے وہ مقام روشن ہو گیا ہے

مانہنہ اوے گگن مہنہ تارے
گویا آسمان میں ستارے اُگے ہیں

اُتر ہنہ میگھ چڑہنہ لیئی پانی
بادل آسمان سے اتر کر پانی لیتے ہیں اور پھر چڑھ جاتے ہیں

چمکہنہ مچھ بیج کے بانی
جسمیں مچھلیاں مانند بجلی کے چمکتی ہیں

پونر ہنہ پنکھ سو سنگہنہ سنگا
پرندے اپنے اپنے جوڑے کے ہمراہ تیرتے ہیں

سیت پیت راتے بہہ رنگا
وہ سفید اور زرد وغیرہ طرح طرح کے رنگوں سے رنگین تھے

چکئی چکوا کیل کراہیں
چکئی اور چکوے آپس میں کلول کر رہے ہیں

نس کے بچھوہ نہنہ مل جاہیں
رات کی جدائی برداشت کر کے جن سے ملتے ہیں

کر رہنہ سارس کرہنہ بلاسا
پرندے سارس شادماں ہو کر کلول کرتے ہیں

جیون مرن سو ایکہنہ پاسا
جن کی زندگی اور موت ایک ساتھ ہے

بولہنہ سون ڈھیک بگلیدی
پرندے سون ڈھیک (بگلا) بگلیدی بھی بولتے ہیں لیکن آپس میں ہمیشہ خاموش رہتے ہیں

رہی ابول میں جل بھیدی

دوہا

انگ امول تیہ تالہنہ ونہنہ برہنہ جس دیپ
اُن تالابوں میں جن کی قیمت بیشمار ہے جو دن میں مانند چراغ کے روشن ہیں

جوم جیا ہوئی تہنہ سو پاوے وہ سیپ
جو غواص ہوگا وہی اُن جواہرات کو حاصل کر سکے گا

اُس پاس بہہ انبرت باری
تالاب کے آس پاس ہمیشہ راحت بخش باغیچے لگے تھے

پھریں ایو رہوی رکھواری
جو پھلے پھلے سرسبز تھے جنکی حفاظت کا معقول انتظام تھا

نارنگ نیبو سرنگ جنبیرا
نارنگی۔ لیمو اور خوشرنگ جنبیری لیمو

اود بادام بہہ بھید انجیرا
اور بادام و انجیر طرح طرح کے لگے تھے

گلگل ترنج سدا پھر بھرے
اس باغ کے لیمو ترنج و سدا پھل پھلے ہوئے رہتے تھے

کسمس سیو پھرے نو پاتا
کشمش اور سیب نئی بہار کے ساتھ پھلے ہیں

داریوں اکھ دیکھ من راتا
انار اور انگور کی زیبائش دیکھ کر دل فریفتہ

لاگ سہائی ہر ہیارہ یوڑی
ہر فرد روپڑی نہایت سہانی معلوم ہوتی ہے

راہی کرونداہیرا جرد نجی
کیلے کی گود (تنکی) ہوئی نہایت خوشنما ہے

پھرے نوت کمرکھ اونیوجی
شہتوت۔ کمرکھ اور لیموں

راہی کرونداہیرا اور جرد نجی پھلے ہیں

۱؎ غواص غوطہ خور۔ تناور۔ پیڑ۔ ۱۲ منہ

سنگترا و چھوہارا دیکھے
سنگترہ و چھوہارے کا منظر نہایت خوشنما تھا علاوہ اسکے اور بھی کھٹے اور میٹھے بہت طرح کے میوے پھل لگے تھے

اور کھجا کھاجے میٹھے

دوہا

پان دینھہ کھنڈوانی کو ہنہ کھانڈ بھرے میل
پانی ان کنوؤں میں شکر کا ڈلا کر یا عیسے کی آبپاشی آب شیریں کرتے تھے

لاگی گھری رہٹ کے سینچہنہ انبرت بیل
کنوؤں پر رہٹ کی گھڑی لگی رہتی جس سے باغیچہ پر آبیاری کا سینچا جاتا تھا

بُن پھلوار لاگ چہنپاسا
باغیچوں کے ہر چہار طرف خوشبودار پھولوں کی پھلواری لگی تھی جسکی خوشبو سے باغیچے کے تمام حصے مشل صندل کے مہکتے تھے

برچھ بید دھ چندن بھیسا

بہت پھول پھولین گھن بیلی

کیوڑا اچنیا کُند چمیلی
کیوڑا - چنیا - کُند اور چمیلی

سُرنگ گلال کدم اوکوجا
خوش رنگ گلال، کدم اور جرائی گلاب

سگندھ بکاولی گندھ رب اور پوجا قسم کے پھول

جاہی جوہی بکین لادا
جاہی جوہی کے پھول بکثرت تھے

چُہپ سُدرسن لاگ سُہاوا
اور سدرشن کے پھول نہایت خوشنما معلوم ہوتے تھے

ناگیسر صدبرگ پنواری
ناگیسر گیندا - پنواڑی

اوسنگار ہار پھلواری
اور ہر سنگار کی پھلواری تھی

سون جرد پھولیں سیوتی
گل سیوتی کی رنگت مثل زردی طلائی کے تھی

روپ منجری اور مالتی
روپ منجری اور مالتی بھی کھلی تھی

مولسری بیل اوکرنا
بولسری - بیلا اور کرنا وغیرہ

سبے پھول پھولے بنہ کرنا
سب طرح کے پھول طرح طرح کی رنگت سے کھلے تھے

دوہا

تہنہ سر پھول چڑھنہ وے جیہ ماتھے من بھاگ
وہ پھول اسکے سر پر چڑھتے ہیں جسکی قسمت مثل لعل اگر کے درخشاں ہوتی ہے

آچھہنہ سدا سُگندھ بھرے جن بسنت اوپھاگ
اُن پھولوں میں ہمیشہ بہترین خوشبو موجود رہتی ہے گویا ہر وقت موسم بہار ہی بہار ہے

سنگھل نگر دیکھ پُن بسا
پھر شہر سنگلدیپ کی آبادی کا منظر نہایت تماشا دیدہ ہے

دھن راجا اس جے کے دسا
مبارک ہو اُس راجا کو جس نے اُس شہر کو ایسی زیبائش دی

راو رنگ سب کھر گھر سکھی
امیر غریب سب اپنی اپنی حالت میں خوشحال تھے

جو دیکھے سو ہنستا مکھی
جو بھی کھلائی پڑتا ہے وہ ہنستا ہوا

سب چوپار ہنہ چندن کھنبھا
تمام چوپاریں صندل کے ستون لگے تھے

اوٹھنگھ سبھا پٹ بیٹھے سبھا
جسکے سہارے مسند پر صدر مجلس ٹھکرا جلاس کرتے تھے

سبے گنی اوپنڈت گیاتا
سب صاحب دانا عالم فاضل تھے

اوچی پوری اونچ اوساسا
محل خاص کے اونچے اونچے بالاخانے

جن کیلاس اندر کر باسا
مانند بہشت محل احاطہ اندر کے معلوم ہوتے تھے

رچ رچ ساجے چندن چورا
صندل کے چوپالے نہایت خوبصورتی سے آراستہ کئے گئے تھے جو اگر اور گوا وغیرہ عطر بیز خوشبوؤں سے لیپے گئے تھے

پوتیں اگر مید اوگورا

منہنہ سبھا دیوتھ کر جُری
معلوم ہوتا تھا کہ دیوتاؤں کی مجلس لگی ہے

پری ڈیٹھ اندر اسن پُری
جس کا منظر اندر کا ملک یعنی بہشت کی یاد دلاتا تھا

سنسکرت سب کے مکھ باتا
سب لوگ زبان سنسکرت بولتے تھے

دوہا

اس کے مندر سنوارے جن سیو لوک انوپ
تمام مندر دنکی زیبائش ایسی بیمثال تھی جیسے شیو لوک کی

گھر گھر ناریں مدنی موہنہ درسن روپ
اور گھر گھر مستورات پدمنی اپنے حسن و جمال سے دلکو فریفتہ کرتی تھیں

پُن دیکھی سنگھل کے ہاٹا
پھر سنگلدیپ کا بازار دیکھا

نوڈندھ لچھمی سب باٹا
کہ ہر جگہ کبیر کی تمام دولت نظر آتی تھی

کنک ہاٹ سب کنکہنہ لیپی
سونے کا بازار زعفران سے لیپا ہوا

بیٹھ مہاجن سنگلدیپی
جس میں سنگلدیپ کے سوداگر رونق افروز تھے

رچہنہ ہتھوڑا روپن ڈھاری
نہایت خوبصورت نقرئی سوداگری کے استعمال کے ہتھوڑے جن میں طرح طرح کی تصویریں و نقشے بنے تھے

چتر کٹاؤ انیک سنواری
سونے اور چاندی کی اتنی افراط تھی - کہ ہر مکان میں ہول سری مینی مینڈی اور سرخ نشانات کئے

سون روپ بھل بھیو پسارا
سونے اور چاندی کی اتنی افراط تھی - کہ ہر مکان میں ہول سری مینی مینڈی اور سرخ نشانات کئے

دھول سری پوتہنہ گھر بارا
دھول سری پوتہنہ گھر بارا

رتن پدارتھ مانک موتی
موتی وغیرہ بیش قیمت جواہرات - الماس لعل وغیرہ کی روشنی سے وہ مقام روشن تھا

ہیرالال سوانبن جوتی
ہیرالال سوانبن جوتی

اوکپور بینا کستوری
اوکپور بینا کستوری

چندن اگر رہا بھرپوری
کافور - خس - مشک - صندل - اگر وغیرہ خوشبودار اشیاء سے تمام بازار معطر تھا

جنھہ یہہ ہاٹ نہ لینھہ بیسا ہا
جنھوں نے اس بازار میں سوداگری نہیں کی

تا کہنہ آن ہاٹ کت لاہا
انھیں دیگر بازاروں سے کیا منافع ہو سکتا ہے

دوہا

کوئی کرے بساہنی کا ہو کیر بکائے
کوئی سوداگر مال خریدتا اور کوئی فروخت کرتا تھا

کوئی چلے لابھ سن کوئی مور گنوائے
کوئی منافع لیکر جاتا تو کوئی زر اصل ہی کھو دیتا تھا

پُن سنگار ہاٹ بھل دیسا
پھر بازار حسن کی خوبی کو دیکھا -

کئے سنگار بیٹھیں تہنہ بیسا
کہ رنڈیاں سنگار کئے ہوئے بیٹھی تھیں

ہاتھ بین سُن مرگ بھلاہیں
ہاتھ میں بین کا باجا جسکی آواز سے ہرن بیخود ہو جاتے ہیں انسان کی کیا ذات کہ ایک قدم بھی نہیں چل سکتا

نرموہنہ سُن پیگ نہ جاہیں
نرموہنہ سُن پیگ نہ جاہیں

الک کپول ڈول ہنس دیہیں
زلفوں کو گالوں پر حرکت دیتی ہوئی پرناز تبسم سے - غمزہ تیر کو چلا کر جان لے لیتی تھیں

لای کٹاچھہ مار جیو لیہیں
لای کٹاچھہ مار جیو لیہیں

کیت کھلار ہار تلیہ پاسا
کتنے ہی کھلاڑی اُن گوٹوں کی کھیل میں ہار گئے

پُن سنگار ہاٹ بھل دیسا
پھر بازار حسن کی خوبی کو دیکھا -

کئے سنگار بیٹھیں تہنہ بیسا
کہ رنڈیاں سنگار کئے ہوئے بیٹھی تھیں

ہاتھ بین سُن مرگ بھلاہیں
ہاتھ میں بین کا باجا جسکی آواز سے ہرن بیخود ہو جاتے ہیں انسان کی کیا ذات کہ ایک قدم بھی نہیں چل سکتا

نرموہنہ سُن پیگ نہ جاہیں
نرموہنہ سُن پیگ نہ جاہیں

الک کپول ڈول ہنس دیہیں
زلفوں کو گالوں پر حرکت دیتی ہوئی پرناز تبسم سے - غمزہ تیر کو چلا کر جان لے لیتی تھیں

لای کٹاچھہ مار جیو لیہیں
لای کٹاچھہ مار جیو لیہیں

کیت کھلار ہار تلیہ پاسا
کتنے ہی کھلاڑی اُن گوٹوں کی کھیل میں ہار گئے

دوہا

چٹیک لای ہرنہ من جب لہہ ہوئی گتھ چھینٹ
جادو ڈالکر دلکو کھینچ لیتی تھیں اور کمریں بندھی ہوئی سب دولت چھین لیتی تھیں

سانٹھ نا ٹھاؤ ٹھ بھیے بٹاؤ نا پہچان نہ بھینٹ
مسافر بغیر کسی شناسائی و ملاقات کے تمام مال و متاع کھو کر خالی ہاتھ اپنی راہ پکڑتے

۵۱ نو ندھ یعنی کبیر کی نو دولت جن کے نام یہ ہیں - مہاپدم - پدم - شنکھ - مکر - کچھپ - مکند - کند - نیل - کھرب ۱۲

۵۲ اکثر دوکاندار لوگ اپنی دوکان میں سیندور اور روئی کے نشانات بناتے ہیں ۱۲

لیئی کے پھول بیٹھ پھلہاری
مالن پھول لے کر بیٹھی ہیں

پان اپورب دھرے سنواری
پان قرینے سے سجائے ہوئے رکھے ہیں

سوندھا سے بیٹھے گاندھی
گندھی لوگ تمام خوشبودار چیزیں راستہ کے بیچ

پھول کپور کھوری باندھی
پھول کا نوالہ اور کپور سے معطر کتھے کی ٹکیاں

کتہوں پنڈت پڑھہنہ پرانو
کہیں پنڈت لوگ پران پڑھتے ہوئے

دھرم پنتھ کر کرہنہ بکھانو
دین ایمان و مذہب کی تشریح کر رہے ہیں

کتہوں کتھا کہے کچھ کوئی
کہیں کچھ لوگ حکایات بیان کرتے ہیں

کتہوں ناچ کود بھل ہوئی
کہیں پر ناچ اور رنگ ہو رہا ہے

کتہنہ چیر پہنٹا پنکھی لادا
کہیں چڑیا رچڑیاں دکھلا رہے ہیں

کتہنہ پکھنڈی کاٹھ نچاوا
تو کہیں کٹھپتلی والے کاٹھ کی پتلیاں نچا رہے ہیں

کتہوں نادسبد ہوی بھلا
کہیں گانے خوش الحانی سے ہوتے تھے تو کہیں ناٹک اجا دوگری کا کمال دکھلایا جا رہا تھا

کتہوں ناٹک چیٹک کلا

کتہنہ کاہ ٹھگ بدیا لائی
کہیں پر کوئی ٹھگی کر رہا ہے

کتہنہ لینہ مانس پورائی
اور کہیں انسان کو دیوانہ بنایا جا رہا ہے

دوہا

چرپٹ چور گنٹھ چھورا لے رہنہ اوہ ناچ
اُس بازار کے ناچ تماشوں میں مکار چور اور گرہ کٹ پوشیدہ پھرتے تھے

جو اوہ ہاٹ سجگ بھا گنٹھ تاکر پے بانچ
جو شخص اُس بازار میں خبردار رہا اُسی کا مال اسباب بچ سکا

پُن آئے سنگھل گڑھ پاسا
پھر سنگلدیپ قلعہ کے نزدیک آئے

کابرنوں جُن لاگ کاسا
اسکی تعریف کیا کیجائے گویا آسمان میں لگا تھا

ترہنہ کر نکھ باسک کے بیٹھی
زمیں دا قلعہ کی گویا دیوار یا اسکی ناگ کی پیٹھ پر جمی تھی۔

اوپر اندر لوک پر دیٹھی
اور اونچائی میں بہشت تک پہونچا تھا

پر اکھو چہندر اس بانکا
ہر چار طرف چوڑی گہری خندق بنی تھی جسمیں کھانکنے سے پیر پھو لجاتے ہیں اور ہوش اڑ جاتا ہے

کانپے جانگھ جانہنہ جھانکا
دشوار گزار چوڑی عمیق خندق کو دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی اسمیں گرے تو تحت الثری میں جا پڑے

اگم اسوجھ دیکھ ڈر کھائی
پرے سو سپت پاتار نہ جائی

نو پوری بانکی نو کھنڈا
پیچدار نو پھاٹک اور نو طبقات

نو جو چڑھے جای بر ھنڈا
اُنپر جو چڑھے تو ہفت اقلیم پر جا ہو پہنچے

کنچن کوٹ جڑے نگ سیسا
طلائی قلعوں میں نگینے اور آئینے جڑے ہیں گویا ستاروں سے بھرے آسمان میں بجلی کی چمک ہو

نکا چاہ اونچ گڑھ تاکا
گڑھ لنکا سے بھی وہ قلعہ بلند تھا

نکتہنہ بھری بیچ جُن دیسا
اور دیکھنے سے نگاہیں اور دل تھک جاتے ہیں

نر کھ نہ جای ڈیٹھ من تھاکا

دوہا

ہیہ نہ سمای ڈیٹھ نہنہ جانہنہ ٹھاڑھ سمیر
اسکی بناوٹ سے دل اور آنکھ دونکو سیری نہیں ہوتی گویا کوہ طلائی کھڑا ہے

کہنہ لگ کہوں اونچائی کہنہ لگ برنوں پھیر
کہاں تک اسکی اونچائی بیان کروں اور کہاں تک اسکی پھیلاری

رت گڑھ باونچ چلے سس سورو
آفتاب و ماہتاب اُس قلعہ کو بچا کر چلتے ہیں۔

ناہنت ہوی باج رتھ چورو
ورنہ رتھ اور گھوڑے چور چور ہو جاویں

پوری نوو بھرکے ساجی
نو بھاٹک تھے جو نہایت سخت پتھر کے بنے تھے

سہس سہس تہنہ بیٹھے پاجی
جن پر ہزار ہزار پہرے دار بیٹھے رہتے

پھر پہنہ پانچ کوتوار سجونی
اور پانچ کوتوال گرد اگر گھومتے تھے[1]

کانپے پاؤں چپت وہ پوری
اُن پھاٹکوں پر پہونچ جانے سے ہاتھ پاؤں پر ہوائی اڑتی تھی

ڈر پہنہ لوگ دیکھ تہنہ ٹھاڑھے
جن کو دیکھکر لوگ خوف زدہ ہوجاتے

بہُہ بدھان وے ناہر گڑھے
وہ شیر سنگی ایسی خوبصورتی سے گڑھکر بنائے گئے تھے

جنُ گا جہنہ چاہہنہ سر چڑھے
گویا کھڑے گرج رہے ہیں اور سر پر پہنچا چاہتے ہیں

ٹار پہنہ پونچھ لپسار پہنہ جیہا
ہاتھی اُن شیروں کو دیکھکر دم کو ٹٹولتے اور زبان نکالدیتے ہیں۔ اس خوف سے کہ ابھی شیر گرجکر کھا لیگا

کنک سلا گڑھ سیڑھی لائیں
بیش قیمت رنگ طلائی کو گوھکر نئے بنائے گئے تھے

جگمگا پہنہ گڑھ اوپر تائیں
جو قلعہ کے سر سے تک تاں برق روشن تھے

دوہا

نو[2] کھنڈ نو پوری اوتہنہ بجر کیوار
نو طبقات پر نو پھاٹک تھے اور انہیں پتھر کے سخت کیواڑ لگے تھے

چار بسیرے سون چڑھے ست سوں اُترے پار
چار مقامات پر قیام کرکے قلعہ کی بلندی پر پہونچنا ہوا ہے اور اترتے ہوئے کئی مقامات

نو پوری پر دسوں دوارا
نو پھاٹکوں کے علاوہ ایک دسواں دروازہ تھا

تیہ پر باج راج گھریارا
اُس پر راجا کا گھڑیال بجا کرتا

گھری سو بیٹھے گنے گھریاری
گھڑیال بجانے والے بیٹھکر گھڑی گنا کرتے

پہر پہر سو آپن باری
ہر ایک پہر پر باری باری تبدیل ہوا کرتے

جیہیں گھری پوج تیئں مارا
جیوں ہی ایک گھڑی پوری ہوئی کہ گھڑیال پر چوٹ پڑتی

اس طرح گھڑیال سے ہر ایک گھڑی پر آواز آیا کرتی تھی

گھری گھری گھریار پکارا
پراجو ڈانڑ جگت سب ڈانڑا
ذرا بھی اگر غلطی ہوگئی تو تمام دنیا کی سزا میں بجاتی ہیں

کا نچنت ماٹی کر بھانڑا
اے مٹی کے گھڑے انسان تو کیوں غافل ہے

تمھ تیہ چاک جڑھے ہو کانچے
تو ایسے کچے چاک پر چڑھے ہو کر بھی۔ چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ مستقل ہونگا آخر کار یہ گل تو ہو کر رہیں گے

آیہہ رہے نتھر ہوی بانچے
گھڑی جو بھری کھٹی تمھ آؤ
گھڑی کا کٹورا بھرا نہیں کہ تیری زندگی میں کمی واقع ہوئی۔ پھر اے مسافر غفلت میں کیا سو رہا ہے

کا نچنت ہوی سو بٹاؤ

پہر پہنہ پہر گجرنت ہوئی
ہمیشہ ہر ایک پہر پر گجر بجا کرتا ہے۔ تو بھی دل پر پتھر پڑے ہیں ذرا بھی تو بیدار نہیں ہوتا

ہیا بجر من جاگ نہ سوئی

دوہا

محمد جیون جل بھرن رہنٹ گھری کے ریت
اے محمد یہ زندگی مثل گھڑی رہٹ کے ہے جسمیں پانی بھرتا اور ڈھلتا رہتا ہے

گھری جو آئی جیون بھری ڈھری جنم گا بیت
گھڑی کا پانی بھرنا گویا زندگی ہے اور پانی کا ڈھلنا گویا موت

گڑھ پر نیر کھیر دوی ندی
قلعہ پر پانی اور دودھ کی دو ندیاں تھیں

پنہاری جیسے دُرپدی
دو کی پنہارنیں مثل دروپدی کے خوبصورت تھیں

اور گنڈ ایک موتی چورو
اور وہاں موتی چور نام کا ایک کنڈ ہے

پانی انبرت کیچ کپورو
جسکا پانی آبحیات اور کیچڑ مانند کافور کے ہے

---

[1] پانچ کوتوال سے مراد جسم کے حواس خمسہ - سامعہ - باصرہ - شامہ - ذائقہ - لامسہ ۱۲ [2] نو کھنڈ سے مراد جسم کے نو سوراخ - کیوار سے مراد بردے - چار مقامات شریعت - طریقت - حقیقت - معرفت - ست یعنی صداقت ۱۲ [3] ایک کٹورے میں سوراخ کرکے پانی میں ڈال دیا جاتا ہے جو ٹھیک ایک گھڑی میں پانی بھر کر ڈوب جاتا ہے۔ پرانے زمانے میں وقت جاننے کے لئے یہ بھی ایک ترکیب تھی ۱۲

اوہاک پانِ راجا پے پیا
وہاں کا راجا اُسی کا پانی پیتا تھا

بردھ ہوئی نہنہ جوانہ جیا
جو تا حیات ضعیف نہیں ہوا

کنچن برچھ ایک تیہ پاسا
اُس کے پاس ایک سونے کا درخت ہے

جس کلپتر اندر کیلاسا
جس طرح اندر کے ملا کیسخت میں کلپ برکش

مول پتار سرگ وہ ساکھا
اُس درخت کی جڑ تحت الثریٰ میں اور شاخیں آسمان پر

امر بیل کو پاؤ کو چاکھا
اُس امر بیل کو حاصل کر کے کون چکھ سکتا ہے

چاند پات اور پھول تراہیں
اُس امر بیل کا پتا ماہتاب ہے اور پھول ہر تارہ سا ہے

ہوی اُجیار نگر جہنہ تاہیں
تمام شہر اُس بیل کی بھیات کے عکس سے روشن تھا

وہ پھل پاوے تپ کوئی
اُس پھل کو پا سکتا ہے کوئی ایک شخص جو بہت ریاضت کرے ضعیف اگر اُس پھل کو کھائے تو جوان بن جائے

بردھ کھائے تو جوبن ہوئی

دوہا

راجا بھئے بھکھاری سن وہ انبرت بھوگ
اُس خورش آبحیات کی شہرت سن کر راجا فقیر بن گئے

جیئی پاوا سو امر بھانا کچھ بیادھ نہ روگ
جسکو وہ پھل ملا وہ زندہ جاوید ہوا پھر اُسے کوئی درد اور بیماری نہ رہی

گڑھ پر بسہنہ جھار گڑھ پتی
قلعہ پر صرف تمام راجا ہی راجا رہتے تھے

اسٹپت بجپت بھونرپتی
جو ہاتھی گھوڑے۔ زمین اور رعیت کے محافظ تھے

رو پونت دھنونت سبھاگے
سب لوگ حسین دولتمند اور خوش قسمت تھے

پرس پکھان پور تنہہ لاگے
پارس پتھر اُن کے دروازے میں لگے تھے

مندر مندر سب کے چوپاری
ہر ایک محل میں تفریح خانے آراستہ تھے

بیٹھ کنور سب کھیلنہہ ساری
جس میں شاہزادے بیٹھکر چوسر کھیلا کرتے

بھانٹ برن کہہ کیرت بھلی
بھانٹ لوگ اُن کے اوصاف بیان کرتے

سب دھوراہر سونے ساجا
تمام محل سامان طلائی سے آراستہ تھے

بھوگ بلاس سدا سب ماتا
ہمیشہ سب لوگ عیش و عشرت میں رہتے

پاسا ڈھر ہنہ کھیل بھل ہوئی
چوسر کے پانسے ڈھلتے رہتے اور کھیل جاری رہتا

پاو ہنہ ہست گھوڑ سنگھلی
جنکو سنگھلی ہاتھی اور گھوڑے خلعت میں ملتے تھے

اپنے اپنے گھر سب راجا
اپنے اپنے گھر سب کوئی راجا تھے

دُکھ چنتا کوی جنم نہ جانا
دُکھ درد و فکر و تشویش تمام عمر کسی کو نہ ہوا

کھڑگ دان سر لوج نہ کوئی
اُن کی شمشیر کا مقابلہ کوئی بھی نہ کر سکتا

دوہا

مندر مندر پھلواری چوا چندن باس
ہر ایک محل سے چوا اور صندل کی خوشبو آتی رہتی

فسدن رہئے بسنت تہنہ چھورت بارہ ماس
چھوں رُت اور بارہوں مہینے رہتے وہاں بسنت کی سی بہار رہتی

پُن چل دیکھا راج دوارا
پھر جا کے راجا کا دروازہ دیکھا

مانس پھر ہنہ پای تہنہ بارا
لوگ ڈھونڈھنے سے بھی اُس دروازہ کو نہیں پاتے

جن سجیو سب ٹھاڑھ پہارا
گویا بہت سے زندہ پہاڑ کھڑے تھے

کو نو سیت پیت رتنارے
کوئی سفید کوئی زرد اور کوئی سرخ

کو نو ہرے دھوم اوکارے
کوئی سبز کوئی بھورے اور کوئی سیاہ تھے

ہست سنگھلی باندھے بارا
دروازے پر سنگھلی ہاتھی بندھے تھے

اونتھ گگن بیٹھ جن دیکھا
اُن ہاتھیوں کی رنگت مثل گھٹا بادل کے تھی اور آسمان گویا اُنکی پیٹھ کے سہارے رُکا تھا

برنہنہ برن گگن جس دیکھا

سنگھل کے برنوں سنگھلی
سنگلدیپ کے ہاتھیوں کی کیا تعریف کروں

ایک ایک چاہ ایک ایک بلی
وہ ایک سے ایک بڑھکر طاقتور تھے

گرہپا روے پیگہہ سیلہنہ
ٹیلے اور پہاڑوں کو وے ہاتھی پیر سے روند دیتے

برچھ اُجاڑ ڈار کھ میلہنہ
- اور درختوں کو اکھاڑ کر پھینک جاتے

ماتے تیئی سب گرہنہ باندھے
وہ سب ہاتھی بندھے ہوئے اپنی مستی میں گرجتے تھے جنکے کندھوں پر پدماوت رات دن سوار رہتے

فسدن رہہنہ مہاوت کاندھے

دوہا

دھرتی بھار نہ انگوے پانوں دھرت اُٹھ ہال
روے زمیں اُن ہاتھیوں کے بوجھ کو برداشت کر سکتی پیر رکھتے ہی زمین ہلنے لگتی

گرم ٹٹے بھئیں پھاٹے تیخ بستنہہ کے چال
اُن ہاتھیوں کے چلنے سے کھیوے کی بیڑھ ٹوٹنے لگتی اور زمین پھٹنے لگتی تھی

بن باندھے رجبار ترنگا
جھرشاہی طویلے میں بندھے ہوئے گھوڑے دیکھے

کا برنوں جس اُٹھ کے رنگا
اُنکے رنگ جسطرح تھے اسکی تعریف کیا لیجائے

لیل سمند چال جگ جانے
نیلے باد صبا کے گھوڑوں کی چال تمام دنیا میں مشہور ہے

ہانسل بھونر گیاہ بکھانے
سفید و سیاہ قسم کے گھوڑے بھی قابل تعریف ہیں

بن باندھے رجبار ترنگا
جھرشاہی طویلے میں بندھے ہوئے گھوڑے دیکھے

کا برنوں جس اُٹھ کے رنگا
اُنکے رنگ جسطرح تھے اسکی تعریف کیا لیجائے

لیل سمند چال جگ جانے
نیلے باد صبا کے گھوڑوں کی چال تمام دنیا میں مشہور ہے

ہانسل بھونر گیاہ بکھانے
سفید و سیاہ قسم کے گھوڑے بھی قابل تعریف ہیں

ہرے کرنگ مہوا بھبھانتی
ہرے نیلے کمیت، کرنگ مہوہ بہت قسم کے تھے

کرر کوکاہ بلاہ سپانتی
سفید کرخی ابلق سفید گردن اور دم زرد والے قطا قطا

تیکھ تکھار چانڑ اوبانکے
وہ گھوڑے ایسے خوبصورت وچالاک اور تیز تھے

سنچر ہنہ پوہ رتاج بن بانکے
کہ بغیر چابک لگائے ہوا سے باتیں کرتے

من تیس اگمن ڈولہنہ باگا
خیالات سے آگے اُن گھوڑوں کی باگ ہلتی

لیت اوساس گگن سر لاگا
سانس لیتے ہی اُنکا سر آسمان سے لگ جاتا

پون سمان سمدر پر دھاوہنہ
سمندر پر وہ گھوڑے ہوا کی طرح دوڑتے تھے

بوڑنہ پانوں پار ہوی آوہنہ
اُن کا سُم بھی نہ ڈوبتا اور پار ہو جاتے

تھر نہ رہہنہ رس لوہ چیاہیں
مارے غصے کے ٹاپتے رہتے اور لگام چبایا کرتے

بھا نجہنہ پونچھ سیس اُپریہیں
اور دُم سر کے اوپر پھٹکارتے

دوہا

اس تکھار سب دیکھے جن من کے رکھواہ
ایسے ہی سب گھوڑے دیکھے گویا دل کے رکھیان ہیں

نین پلک پہونچا وہنہ جہنہ پہونچا کوئی چاہ
جہاں بھی کوئی پہونچنا چاہتا پلک مارتے پہونچاتے تھے

راج سبھا پن دیکھ بیٹھی
پھر شاہی محفل بیٹھی ہوئی دیکھی

اندر سبھا جن پرگے دیٹھی
وہ منظر گویا اندر کی بہشت کا تھا

مکٹ باندھ سب بیٹھے راجا
تمام راجگان سر پر تاج رکھے بیٹھے تھے

درسان نت جنھ کے باجا
جنکی ڈیوڑھیوں پر ہمیشہ نوبت بجتی اور جھنڈے لہراتے

مانہنہ کنول سرو ور پھولے
گویا تالاب میں کنول کھلے ہیں -

سبھا ک روپ دیکھ من بھولے
اُس محفل کی زیبائش دیکھکر دل فریفتہ ہو گیا

دھن راجا اس سبھا سنوارہی
اس طرح کی محفل جسنے آراستہ کی اُس اہا کو بھی چاہئے کہ حاضرین محفل کو گویا پھلواری میں پھول کھلے ہیں

جانہنہ پھول رہی پھلواری

رہو نت من دے للا ٹا
صاحب جمال اُنکی قسمت پیشانی پر چمکتی

ماتھے چھات بیٹھ سب پاٹا
شاہی تخت نشین اُنکے سر پر چھتر لگا تھا

پان کپور مید کستوری
کافور مشک وغیرہ اشیائے خوشبودار معطر پان استعمال ہو رہے

سگندھ باس بھر رہی پوری
جسکی خوشبو سے تمام محفل معطر تھی

مانجھ اوسنچ اندر اسن ساجا
درمیان میں ایک اونچا تخت شاہی آراستہ تھا

گن دھرب سین بیٹھ تہنہ راجا
جہاں راجا گن دھرب سین رونق افروز تھا

دوہا

چھتر گگن لگ تا کر سورتو سے جس آپ
چھتر مثل آسمان کے اونچا تھا اور راجا خود مثل آفتاب کے روشن تھا

سبھا کنول اس بگسے ماتھے بڑ پرتاپ
محفل مثل گل کنول شگفتہ رہتی پیشانی سے جسکے اقبال چمکتا تھا

ساجا راجمندر کیلاسو
راج محل کی آراستگی شش بہشت کے تھی

سونے کرسب دھرت اکاسو
جسکی چھت اور فرش سونے کے بنے تھے

سات کھنڈ دھورا پر ساجا
جس کا بالاخانہ سات منزل کا تھا

اُہے سنوار سکے اس راجا
ایسا ہی راجا اُسے آراستہ کر سکتا ہے

ہیرا اینٹ کپور گارا دا
جسکی اینٹیں الماس کی اور گارا کافور کا تھا

اونگ لای سرگ لے لاوا
اور جڑے ہوئے نگینے آسمان تک روشن تھے

جاوت سبے اُرہیہ اُریے
جتنے قسم کی مصوری ممکن ہو سب بنی تھیں

بھانت بھانت نگ لاگ اُہیے
بیبدہ نگینے ہر طرح کے جڑے ہوئے مزین تھے

بھاکٹا وسب انبن بھانتی
ہر قسم کی نقاشیاں ہیبل منقش تھیں

چتر کور کے پانتہہ پانتی
قطار قطار تصویریں کھود کر بنائی گئی تھیں

لاگ کھمبہ من مانک جرے
ہیرا جواہرات سے مرصع ستون لگے تھے

نسدن رہہنہ دیپ جن بُرے
جو مانند چراغ کے شب و روز روشن رہتے

دیکھ دھور ہر کر اُنچیارا
اُن بالاخانوں کی روشنی کو دیکھ کر

چھپ گئے چاند سُرج اوتارا
سورج چاند اور تارے چھپ گئے

دوہا

سُنا سات بیکنٹھ جس تس ساجے کھنڈ سات
جس طرح سات بہشت سنے جاتے ہیں اسی طرح ساتوں منزل بالاخانہ کا آراستہ تھیں

بیہر بیہر بھاؤ تس کھنڈ کھنڈ اُپرات
یکے بعد دیگرے ہر بالاخانے کی اوپری منزل ایک ایک کھنڈ زائد دلفریب تھی

برنوں راجمندر رنوا سو
پھر راج محل کے اندر نواس کی تعریف کرتا ہوں

جن اچھر نیہہ بھرا کیلاسو
گویا بہشت حوروں سے بھرا تھا

اتِ سُروپ واتِ سُکنواری
وہ بیحد حسین اور بیحد نازکبدن تھیں

پان پھول کے رہہنہ دھاری
نزاکت سے قدر کہ صرف پان پھول کی خوشبو سے سیر ہو جاتی تھیں

پاٹ بیٹھ رہ کئے سنگارو
سنگار کئے ہوئے تخت پر بیٹھی رہتی

سب رائی اوہ کرہنہ جوہارو
اور سب رانیاں اُسکی آداب بجا لاتی تھیں

سکل دیپ مہنہ جیتی رانی
جزیرہ سنگل دیپ میں جتنی رانیاں تھیں

سورہ سہس پدمنی رانی
پدمنی قسم کی رانیاں سولہ ہزار تھیں

تنہہ اوپر چنپاوتِ رانی
اُن سب رانی چنپاوت بڑی تھی - جو نہایت حسین اور تمام رانیوں کی صدر تھی

نت نو رنگ سُرنگم سوئی
ہمیشہ نئی رنگت کے لباس وغیرہ پہنتی رہتی

تنہہ مہنہ دیپک بارہ بانی
اُن سب میں وہ مثل آفتاب کے روشن تھی

ایک ایک تیں روپ بکھانی
وہ ایک سے ایک بڑھکر حسن میں قابل تعریف تھیں

مہا سُروپ پاٹ پردھانی
نوعمر والی ناز نین کوئی بھی اسکی ہمسری نہ کر سکتی

دوہا

کنور بتیسو لچھنی اس سب مانہہ انوپ
وہ رانی ہمیشال خوش نصیبی کے بتیسوں علامات سے منور تھی

جاوت سنگھل دیپ کے سب بکھانیں روپ
جتنے بھی سنگلدیپ کے باشندے تھے سب اُس رانی کی تعریف کرتے

جنم کھنڈ پدماوت

چنپاوت جوروپ سنواری
رانی چنپاوت کا حسن جو اور زیادہ نکھرا

سنگھلدیپ بھیو تب ناؤں
سنگلدیپ کا نام عالم میں مشہور ہوا۔

پُن وہ جوت ماتُ گھٹ آئی
پھر وہی نور ماں کے جسم میں آیا۔ اور اُسکے شکم میں ہونیکی وجہ سے کافی عزت افزائی حاصل ہوئی

جس آنچل مہنہ چھپنے دیا
جس طرح آنچل میں چراغ نہیں چھپ سکتا

پدماوت چاہے اوتاری
تو معلوم ہوا کہ پدماوت کی ولادت ہونیوالی ہے

جو اس دیا برا تیہ ٹھاؤں
جو پدماوت مثل چراغ کے وہاں روشن ہوئی

تیہ اودر آدر بہہ پائی
اور اُسکے شکم میں ہونیکی وجہ سے کافی عزت افزائی حاصل ہوئی

تس آنچیار دکھاوے سیا
ویسے ہی دل کی روشنی صاف ظاہر ہو رہی تھی

بھے چاہے اس کتھا سلونی
اور اس طرح دلچسپ قصہ بننے والا ہے

پر تھم سو جوت گگن نرمئی
پہلے نور جو آسمان سے اُترا

جس اودھان پورہے ماسو
حمل کے جیسے جیسے مہینے پورے ہوتے

تس آنچیار دکھاوے سیا
ویسے ویسے شب و روز دل روشن ہوتا جاتا

میٹ سنجای لکھی جس ہونی
جو ہونہار ہوتا ہے وہ مٹائے نہیں مٹتا

پُن سو پتا ماتھے من بھئی
تو وہ اسکے والد کی پیشانی میں روشن ہوا

دِن دِن ہئے ہوئے پرکاسو
ویسے ویسے شب و روز دل روشن ہوتا جاتا

دوہا

سونے مندر سوار رہہ اوچندن سب لیپ
محل طلائی آراستہ کئے گئے اور اُنھیں صندل سے لیپا گیا

دیا جو من سیو لوک مہنہ اُپنا سنگلدیپ
جو نور شیو لوک (بہشت) میں چمکا وہ سنگلدیپ میں آکر نمودار ہوا

بھے دس ماس پورے گھری
دس مہینے گزرے اور ساعت پوری ہوئی

بھانس مہنہ دِن کر پرگاسو
رات میں دن کی طرح اُجالا ہو گیا

گھٹتہ گھٹت اماوس بھئی
چاند ایسا گھٹا کہ اماوس کے عین غلبہ ہی ہو گیا۔

پدماوت کنیا اوتری
تو پدماوت نام کی لڑکی پیدا ہوئی

سب اُجیار بھیو کیلاسو
اور تمام سنگلدیپ بہشت کی مانند روشن ہوا

دِن دوی راج گاڑ بھیئں گئی
یہاں تک شرمندہ ہوا کہ دو دن تک زمین میں چھپا رہا

پدم گندھ بیدھا جگ باسا
اُسکے جسم سے کنول کی خوشبو آتی جس سے تمام عالم معطر ہو گیا تھا بھنورے دن بھر اُسکے ارد گرد چکر لگاتے پھرتے تھے

جانو سور کرن ہت کاڑھی
گویا وہ آفتاب کی کرنوں سے نکالی گئی ہے

اتے روپ مورت پرگٹی
اُس کا حسن ایسا روشن ہوا۔ کہ اسکی رشک میں چودھویں کا چاند گھٹ کر چھوٹا ہو گیا

پُن جو اُٹھی دوج ہوی نئی
پھر اگر دوج کو چاند نکلا بھی تو خمدار ہو گیا کیونکہ خدا نے ایک دوسرا چاند بے داغ پیدا کر دیا

سورج کلا گھاٹ وہ باڑھی
آفتاب کی کرنیں تو کم اور وہ اُس سے زیادہ نور تھی

پونو سسی چھین ہوئی گھٹی
اُس کے سامنے چاند کی روشنی ماند پڑ گئی

نہکلنک سس بدھ نرمئی
بھورے تپنگ بھیئے چھنہ پاسا

دوہا

اِتے روپ بھے کنیا جینہ سرپوچ نکوی
اُس لڑکی کا حسن ایسا تھا جس کی ہمسری کوئی بھی حسین نہ کرسکتی تھی

دھن سو دیس رُپوتا جہاں جنم اس ہوی
زہے قسمت اُس صاحب حسن ملک کی جہاں ایسی ولادت ہو

بھے چھٹھی رات چھٹھیں سکھمانی
چھٹھی کی رات آئی تو چھٹھی کو بہت خوشی حاصل ہوئی

رہس کو دسوں رین بہانی
بہت کھیل کود ہنسی خوشی میں رات گزری

بھا بہاں پنڈت سب آئے
صبح ہوئی تو سب پنڈت بخوشی جمع ہوئے

کاڑھ پُران جنم ارتھائے
پوتھی پتر نکال کر ثمرۂ ولادت بیان کرنے لگے

اُتم گھری جنم بھاتا سو
کہ لڑکی کی پیدائش نہایت عمدہ ساعت میں ہوئی ہے

چاند اُو ابھیں دیا کاکاسو
گویا چاند نے زمین سے نکل کر آسمان کو روشن کیا

کنیا راس اودے جگ کیا
علم نجوم سے اسکی راشی کنیا ہے جو تمام عالم میں مشہور ہوگی۔

پدماوتی نام اس دیا
اس طرح نجومیوں نے اُسکا نام پدماوتی رکھا

سور پرنسے بھیو پھیرا
آفتاب اسکی تعریف کرتا ہوا طواف کرتا ہے

کرن جام اُپنا نگ ہیرا
اُسکی شعاعیں جگمگ الماس کے نگینے ننگیں

رتن جوگ اُپنا نرمرا
وہ گویا بنا بنایا بیش قیمت جواہر ہے بھی زیادہ نور بھی جسکے مقابلہ کا ایک خصلت شفاف رتن پیدا ہوا ہے

تیہ تین ادھک پدارتھ کرا
سنگلدیپ بھے اوتارو
سنگلدیپ میں یہ پیدا ہوئی ہے۔

جنبو دیپ جائے جم بارو
اور ہندوستان میں اسکی زندگی ختم ہوگی

دوہا

رام اُجدھیا اوتے لچھن بتیسو سنگ
اسکا شوہر خوش نصیبی کے بتیسوں علامات کامل راجمندر کے جو دھیا میں پیدا ہوا ہے

راون روپ سوں بھولہہ دیپک جیس پتنگ
جو مانند پروانہ چراغ کے راون کی طرح اسکے حسن پر فریفتہ ہو جائے گا

اُکھن جنم پتری جو لکھی
نجومیوں نے زائچہ ولادت کا ثمرہ مفصل بیان کیا۔ اور دعائیں دیکر پھرے

دے اسیس ہمرے جو سی
بھے پدماوت پنڈت گنی
پدماوت تعلیم حاصل کرکے صاحب علم اور صناع ہوئی

چھوں کھنڈ کے راجھ سُنی
ہر چہار طرف کے راجاؤں نے اسکی شہرت سُنی

ایک پدمنی او پنڈت پڑھی
اوّل تو پدمنی قسم کی دوسرے پڑھی ہوئی پنڈت۔ معلوم نہیں کس خوش نصیب کیلئے خدا نے اسکو پیدا کیا ہے

دہنہ کیہ جوگ گو سائیں گڑھی
جسکے گھر دولت بیشمار آنے والی ہوگی

پانچ برس مہنہ بھے سوہاری
وہ لڑکی پانچ برس کی ہوئی

سنگلدیپ راج گھر ہاری
شہنشاہ سنگلدیپ کی شہزادی کو

جا کہنہ لکھی لچھ گھر ہوئی
سو اس پاؤ پڑھی اودوئی

سات دیپ کے بر جو اوناہیں
ساتوں جزیرہ کے راجا اسکی خواہش کرتے ہیں

اُتر پاو ہنہ پھر پھر جاہیں
لیکن کورا جواب پاکر پھر جاتے ہیں

دینھ پُران پڑھے بیساری
تو پڑھنے لکھنے کا انتظام کیا گیا

مہا سروپ دئی اوتاری
خدا نے نہایت ہی خوبصورت پیدا کیا ہے

دوہا

راجا کہے گرب کے اہوں اندر سیو لوک
راجا اپنی دولت کی گھمنڈ میں کہتا ہے میں مثل اندر کے بہشت کا راجہ ہوں

کو سر ورہے مورے کا سو کردوں بروک
میرا ہمسر کون ہے جس سے اپنی لڑکی کی شادی کردوں

بارہ برس ماہنہ بھے رانی
پدماوت جب بارہ برس کی ہوئی تو اجا

راجیں سُنا سنجوگ سیانی
پتلایا گیا کہ اب یہ قابل شادی کے ہو گئی ہے

سات کھنڈ دھورا ہر تا سو
اُسکے بالاخانے پر سات درجے تھے

سو پدمن کہنہ دیہ نو سو
وہیں پدماوت کی بود و باش کا انتظام کیا گیا

اودیھی سنگ سکھی سہیلی
اور ساتھ میں بہت سی خواصیں مضامنہ تعینات کی گئیں۔ جن سے ہنسنا کھیلنا راز و نیاز حاصل رہے

جو سنگ کریں رہس رس کیلی
سب خواصیں کمسن ناکتخدا تھیں

بسے نول پوسنگ سوئیں
جو کنول پدماوت کے پاس مثل گل نیلوفر شگفتہ رہتی تھیں

کنول پاس جن بگسی کوئیں
سوا ایک پدماوت ٹھاؤں
پدماوت نے ایک طوطا پال رکھا تھا

مہا پنڈت ہیرامن ناؤں
جو بہت بڑا عالم ہیرامن نام والا تھا

دئی دیہ پنکھ اس جوتی
خدا نے اُس مینہ مذے کو بھی ایسا حسن بخشا تھا کہ اسکی آنکھیں مثل الماس کے

نین رتن مکھ مانک موتی
کنچن برن سُوات لونا
وہ طوطا سنہرے رنگ کا نہایت خوبصورت تھا

مانہنہ ہلا سوہا گہنہ سونا
گویا سونے میں سہاگہ مل گیا

دوہا

رہنہ ایک سنگ دوؤ پڑھنہ سا ستر بید
پدماوت اور طوطا ساتھ رہتے ہوئے بید و شاستر پڑھتے تھے

برمھا سیس ڈولا وہیں سُنت لاگ تس بھید
جس کا مطلب سمجھ کر برھما سر ہلاتا تھا

بھے اُنت پدماوت باری
رفتہ رفتہ اڑھی پدماوت نوجوان ہوئی

رچ رچ بدھ سب کلا سنواری
اس طرح کہ گویا قدرت نے اپنے ہاتھوں اسکو کمال سے سنوارا ہے

جگ بید ھا تیہ انگ سُبا سا
اُسکے جسم کی خوشبو پر تمام عالم فریفتہ ہوا

بھنورا ای لبدھے چنہ پاسا
بھنورے آکر چاروں طرف گونجنے لگے

بینی ناگ ملیگر پیٹھی
اسکی صندلی پشت پر چوٹی سنگ ناگن لپٹی ہے

سس ماتھے ہوی دوج بیٹھی
چاند کی پیشانی پر گویا ہلال بیٹھا ہے

بھونہہ دھنک سادھے سر پھیرے
سر کو گھماتی تو معلوم ہوتا گویا اندر کمان سے شکار کر رہی ہے

نین کرنگ بھول جن ہیرے
اسکی آنکھوں کو دیکھا ہرن خود ہو جاتا تھا

ناسک کیر کنول مکھ سوہا
ناک طوطے کی سی اور منھ مثل کنول کے

پدمن روپ دیکھ جگ موہا
ایسی پدمنی کا حسن دیکھکر تمام عالم فریفتہ ہوا

مانک دھر دسن جن ہیرا
لب مثل مونگے کے اور دانت مثل الماس کے

ہیہ ہلسے کچ کنک جنیرا
طلائی کچلیں سینے پر اُبھری ہوئی

کیہر لنک گون گج ہارے
کمر مانند شیر نی کے اور رفتار مثل فیل مست کے جسکو دیکھکر دیوتا و انسان پشیمانی رکھتے

سُر نر دیکھ ماتھ بھیئں دھارے

دوہا

جگ کوئی ڈیٹھ نہ آوے آہنہ نین کا س
دنیا میں اُسکا جوڑ کوئی نظر نہیں آتا اس لئے نگاہیں آسمان پر لگی ہیں

جوگ جتی سنیاسی تپ سادھنہ تیہ آس
جوگی جتی اور سنیاسی اُس کے پانے کی امید میں ریاضت کر رہے ہیں

ایک دوس پدماوت رانی
ایک دن شاہزادی پدماوت نے سیانی ہو چکی تھی

ہیرامن تین کہا سیانی
ہیرامن طوطے سے کہا

سُن ہیرامن کہون بجھائی
اے ہیرامن سن سنجیدہ ہو کر تجھے کہتی ہوں

دِن دِن بدن ستاوے آئی
کہ دن بدن مجھے جوش جوانی ستا رہا ہے

پتا ہمار نہ چالے باتا — ترا سہ بول سکے نہنہ ماتا — دیس دیس کے بر موہنہ آوہنہ — پتا ہمار نہ آنکھ لگاوہنہ

میرا باپ میری شادی کی بات بھی نہیں چلاتا — اور میری ماں خوف کے مارے کچھ نہیں کہہ سکتی — ہر ایک ملک کے شاہزادے میری خواہش میں آتے ہیں — لیکن میرا باپ اُنپر نظر بھی نہیں ڈالتا

جوبن مور بھیو جس گنگا — دیہہ دیہہ ہمھ لاگ انگا — ہیرامن تب کہا بجھائی — بدھ کر لکھا میٹ نہنہ جائی

میری جوانی نشل گنگا ندی کے لہر کی سی ہے — میرے عضو عضو میں جوش جوانی بھرتا جا رہا ہے — تب ہیرامن طوطے نے سمجھا کر کہا — کہ قسمت کا لکھا مٹایا نہیں جا سکتا

اگیا دیو دیکھو پھر دیسا — توہ جوگ بر ملے نر دیسا — توہ جوگ بر ملے نر دیسا

تو اگر حکم دے تو میں تمام ملکوں میں پھر کر دیکھوں — تیرے لائق کوئی نہ کوئی شاہزادہ ضرور ملیگا

دوہا

جو لگ میں پھر آؤں من چت دھرہُ نوار — سُنت رہا کوئی دُرجن راجہ کہا بچار

جبتک میں گھوم پھر کر واپس آؤں تب تک تو دل تھام کر صبر کر — پدماوت اور طوطے کی یہ گفتگو کوئی بدخلق درمیان میں سن رہا تھا اُسنے جا کر راجا سے کہدیا

راجہ سنا ڈیٹھ بھے آنا — بُدھ جو دیہہ سنگ سو سیانا — بھیو رجا یس مارہُ سوا — سور سنا و چاند جہنہ اُوا

راجہ نے جو یہ بات سُنی تو غصہ سے اسکی آنکھ بدلگئی — گمان ہوا کہ اس طرح عقل سیانے طوطے نے سکھادی ہے — پس حکم دیا کہ طوطے کو مار ڈالو اور جہاں ملتا ہے ابھی ٹھنڈک ہو وہاں آفتاب کی تپش کا انتظام کرو

ستر سو کے ناؤ باری — سُن دھائے جس دھاؤ منجاری — تب لگ انی سُوا چھپاوا — جب لگ بیا دہ نہ آوے پاوا

ناؤ باری وغیرہ خدمتگار طوطے کو ڈھونڈھنے کو دوڑے ہیں — یہ حکم سنکر بلّی کی طرح طوطے پر جھپٹے — جب تک کہ صیاد نہ پہونچ سکا

پتا کا آئیں ماتھے موے — کہہ جا ہی بنوں کر جوڑے — پنکھ نکوئی ہوی سُجانو — جانے بھگت کہ جان اُڑانو

پدماوت نے کہا باپ کا حکم سر پر ہے — دست بستہ عرض کرتی ہوں جا کر انکو سمجھاؤ — کہ کوئی پرندہ با شعور نہیں ہوتا — وہ صرف کھانا جانتا ہے اور اُڑنا

سُوا جو پڑھے بڑھائے بینا — تیہ کت بُدھ جہنہ ہئے نہ نینا — سُوا جو پڑھے بڑھائے بینا — تیہ کت بُدھ جہنہ ہئے نہ نینا

طوطے کا پڑھنا محض الفاظ کا رٹنا ہوتا ہے — اُسکو عقل کہاں جسے دل کی بینائی نہیں

دوہا

مانک موتی دیکھ وہ ہیئے نہ گیان کریئ — داریوں داکھ جان کے ابہنہ ٹھور بھریئی

مونگا موتی وغیرہ دیکھکر طوطا پہچان نہیں سکتا کہ یہ کھانیوالی چیز نہیں ہے — انار کے دانے اور چھوہارا سمجھکر اُسے فوراً چونچ میں بھر لے گا

وے تو پھرے اُتراس پاوا — بنوا سُوا ہیئے ڈر کھاوا — رانی تم جگ جگ سُکھ پاؤ — ہوی اگیا بن باس تو جاؤ

اس طرح کا جواب پاکر صیاد پھر گئے — خوف زدہ طوطا پدماوت سے عاجزی کرنیلگا — اگر حکم ہو تو میں جنگل کو بھاگ جاؤں

موتہنہ ملن جو ہوے گے کالا — تیہ سیوک کر کہاں اُبارا — ٹھاکر اُنت چھے جیہ مارا — تیہ سیوک کر کہاں اُبارا

موتی کی آب جب ایک بار زائل ہوگئی — تو پھر اس میں وہ آبداری اور روشنی کہاں آسکتی ہے — مالک کی نیت جب خواہ مخواہ مارنے کی ہوگئی — تو پھر اس خادم کا بچنا کہاں ممکن ہے

جیہ گھر کال مجاری ناچا
جس گھر میں بلی ملک الموت کی طرح ناچا کرے

پنکھیرو ناؤں جیو نہہ بانچا
پھر پرندہ نامی کوئی بھی جاندار ہرگز نہیں بچ سکتا

میں تمہرا راج بہت سکھ دیکھا
میں نے تمہارے سایہ عاطفت میں بہت سکھ پایا

جو پوچھہ دیسی جاے نہ لیکھا
جس کا عدد و حساب بیان نہیں کیا جا سکتا

جو اچھا من کینہ سو جینوا
دل میں جو کچھ بھی خواہش ہوئی وہی دیکھا نیکو ملا۔

یہ پچھتاوا چلیوں بن سیوا
افسوس کہ اسکی عیوض میں بغیر خدمت کئے سدھارا ہوں

دوہا

مارے سوی نسو گا دُرے نہ اپنے دوس
جو اپنے بداعمال سے نہیں ڈرتا وہی بے رحم جان مار سکتا ہے

کیرا کیل کرے کا جوں بھا بیر پروس
خاردار درخت بیر کی ہمسائیگی میں کیلے کو راحت کہاں مل سکتی ہے

رانی اُتر دیہہ کے مایا
پدماوت نے بھیت سے لہجے میں جواب دیا

جو جیو جای رہے کم کایا
کہ جب جان ہی نکل گئی تو جسم کس کام کا

ہیرا من تو پران پریوا
اے میرے ہیرامن تو میری جان ہے

دھوکھہ نہ لاگ کیرت تو ہنہ سیوا
تیری پرورش کرنے میں میں نے ذرا بھی کمی نہیں کی

تو ہنہ سیوا بچھرن نہہ کھوں
تیری پرورش کرنا میں چھوڑنا نہیں چاہتی

پینجر ہیئے گھال کے راکھوں
تجھے اپنے دل کے پنجرے میں بٹھا کر رکھوں گی

ہوں مانس تو پنکھ پیارا
میں ذات انساں ہوں اور تو پرندہ الفت

دھرم کی پریت تہاں گیی مارا
پاک محبت کرنے والوں کو کس نے مارا

کا سو پریت تن ماہنہ بلائی
وہ محبت کس کام کی جو جسم میں ہی جذب ہو جائے

سوی پریت جیو ساتھ جو جائی
اصل محبت وہ ہے جو جان کے ہمراہ جاتی ہے

اوہ پنتھ بھل ہوی کہ پوچھ
راستہ وہ اچھا ہے جس سے منزل مقصود پر جلد پہنچ جائے

پریت پہار بھار جو کاندھا
جس نے محبت کے پہاڑ کا بوجھ کندھے پر لیا

سو کس چھیڑے لای جیو یاندھا
پھر اُس کو کس طرح چھیڑا یا ہے وہ تو جی کے ساتھ ہے

دوہا

سُوٹا رہے کھرک جیوا بہنہ کال سو آو
طوطے کی جان اندیشہ میں ہے کہ ابھی موت آنا چاہتی ہے

ستر اہے جو کریا کبہنہ سو بورے ناؤ
اگر ناخدا ہی دشمن بن گیا تو کبھی نہ کبھی کشتی منزل پر ڈوبے گا

مانسرودک کھنڈ

ایک دِوس پونو تتھ آئی
ایک دن جبکہ پورنماسی کی تتھ آئی

مانسرودک چلی نہائی
تو پدماوت مان سرور نامی تالاب میں نہانے گئی

جن پھلوا ری سبے چل آئی
مثل پھلواڑی کے سب حاضر ہوئیں

پدماوت سب سکھی بولائی
پدماوت نے سب سکھیوں کو بلا لیا

کوئی چنپا کوئی کُند سہیلی
کوئی چنپا کوئی کند سہیلی

کوئی سُکیت کرنا رس بیلی
کوئی گل کیتکی کوئی کرنا اور کوئی رس بیلی کی مانند

کوئی سو گلال سُدرسن راتی
کوئی گلال اور کوئی گل سُدرسن کیطرح سرخ

کوئی سو بکا دری بکچن بھانتی
کوئی سہیلی بکاؤلی اور کوئی گل بکچ کی مانند

کوئی سو مولسری پیپاوتی
کوئی مولسری اور کوئی پیپاوتی کے مانند

کوئی جاہی جوہی سیوتی
کوئی سہیلی جاہی کوئی جوہی اور کوئی سیوتی کے مانند

کوئی سون جرد کوئی کیسر
کوئی گل سوسنجرد اور کوئی زعفران

کوئی سنگار ہار ناگیسر
کوئی سنگار ہار اور کوئی ناگیسر کے مانند

کوئی کوجا صد برگ چمیلی
کوئی گلاب صد برگی سفید کوئی گلینہ اور کوئی مانند چمیلی کے کوئی مشل کدم اور کوئی رس بیلی کی مانند سہیلی

کوئی کدم سرس رس بیلی

دوہا

چلیں سبے مالت سنگ پھولیں کنول کمود
کنول و نیلوفر کے مانند شگفتہ سب سہیلیاں مثل گل مالتی پدماوت کے ساتھ چلیں

بیدھ رہے گن گندھرب باس پرم دامود
جس کے حسن و خوشبو پر بہشت کے سب گندھرب فریفتہ ہوئے

کھیلت مانسرور گئیں
وہ سب سہیلیاں کھیلتی مانسرور تالاب پر گئیں

جاے پال پٹھاڑھی بھئیں
اور جا کر ایک کنارے کھڑی ہوئیں

دیکھ سرور ہنس کلیلی
تالاب میں ہنسوں کو کلیل کرتے دیکھکر

پدماوت سوں کہہنہ سہیلی
سہیلیاں پدماوت سے کہنے لگیں

اے رانی من دیکھ وچاری
اے رانی ذرا دل میں سوچو

یہ نیہر رہنا دن چاری
کہ ماں کے گھر کا رہنا صرف چار دن کا ہے

جو لگ اہے پتا کر راجو
جب تک باپ کا راج ہے

کھیل لیہہ جو کھیلہ آجو
تب تک جو کھیل آج کھیل رہی ہو کھیل لو

پُن سائر ہم گونب کالی
کل جب ہم لوگوں کو سسرال چلا جانا ہوگا

کت ہم کت یہ سرور پالی
تو پھر کہاں تالاب کا منظر اور کہاں ہم لوگ

کت آون پن اپنے ہاتھا
پھر یہاں آنا اپنے بس کی بات نہیں

کت مل کے کھیلب ایکساتھا
پھر ایک ساتھ مل کر کھیلنا کہاں ہو سکتا ہے

ساس نند بولینہہ جیو لیہیں
ساس اور نند بولیاں مار مار کر جان ہلاک کر لینگی

دارُن سسر نہ نرے دیہیں
سسر سخت پردہ سے نکلنے نہ دینگے

دوہا

پیو پیار سراور پُن سوکرے دہنہ کاہ
پھر سب سے پیارے شوہر کی حکومت سر پر ہوگی معلوم نہیں وہ کیا ایذا دے

دہنہ سکھ رکھے کی دکھ دہنہ کس جیہم نباہ
نہ جانے سکھ سے رکھے یا دکھ سے کس طرح زندگی بسر ہوگی

ملہنہ رہس سب چڑھنہ ہنڈولی
سب سہیلیاں آپس میں ہنستی کھیلتی ہنڈولے پر چڑھیں

جھول لیہنہ سکھ باری بھوری
کہ آج تو ہم لوگ آزاد ہو کر سکھ سے جھولا لیں

پُن سائر لئی راکھہنہاں
پھر سسرال میں وہاں لیکر رہے گا

یہ نیہر چاہ نہ پاؤب جہاں
جہاں میکے کی خبر بھی نہیں مل سکتی

گن پوچھہ اولا یہ دوکھو
پہلے تو ذرہ ذرہ بات کریگا پھر الزام دے گا

کون اُتر پاؤب تہنہ موکھو
اُس وقت رہا ہونگا کیا جواب دوں گی

جھول لیہنہ نیہر جب تائیں
کہ جب تک میکے میں ہو تب تک جھولو

پھر نہ جھولن دیہہ سائیں
پھر خاوند اس طرح ہنڈولے پر جھولنے نہیں دیگا

رہب سکھی بن مندر ماہاں
اندر محل بغیر سہیلیوں کے رہنا ہوگا

رہب سنکوچ دوؤ کر جوڑے
میں دست بستہ سکوچ کر عاجزی کروں گی

ساس نند کے بھونہہ سکوڑے
ساس نند کے بھوں کی شکن دیکھ کر

کت یہ رہس جو آوب کرنا
پھر یہ ہنسی کھیل کرنے کو کہاں آنا ہو سکتا ہے

سسرے انت جنم دکھ بھرنا
تمام زندگی سسرال میں ہی گزار کر ختم کرنی ہوگی

دوہا

کت نیہر پن آوب کت سسرے یہ کھیل
پھر کیونکر میکے میں آنا ہوگا اور کیونکر سسرال میں یہ کھیل نصیب ہوگا

آپ آپ کہنہ ہو یہ پرب پنکھ جس ڈیل
خود داری محض خودی پر ہی ہوگی مثل پرندہ بہلیے کے ڈلے میں پڑ جاؤں گی

سرور تیر پدمنی آئی
پدماوت تالاب کے کنارے آئی

کھونپا چھور کیس مکلائی
گچھا چوٹی کا کھول کر بال کھولے ہیے

سس کھ انگ ملیگر باسا
ماہتابی چہرہ جسم خوشبو صندل سے معطر بکھرے بال مثل ناگن کے چہرہ کیوجہ چاروں طرف سے گھیرے ہیں

ناگن جھانپ لینہ چہنہ پاسا

اونئی گھٹا پری جگ چھاہاں
گویا اُبلی ہوئی گھنگھور گھٹا نے تمام دنیا میں سایہ کر دیا

سس کے سرن لینہ جن راہاں
اور گویا خسوف نے چاند کی پناہ لی

چھپ گئے دنہہ بھان کے دسا

بھول چکور دیٹھ مکھ لاوا
چاند کے دھوکے میں چکور ماہتابی چہرہ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ بادل کی گھٹا میں گویا چاند چمک رہا ہے

میگھ گھٹا مہنہ چند دیکھاوا
دانتوں کی چمک مثل بجلی کے اور خوش گلوئی مثل کوئل کے بھویں کمان مثل قوس قزح کے

دسن دامنی کوکل بھاکھی

نین کھنجن دوی کیل کریہیں
آنکھیں مثل دو مورے کھیلتے ہوئے کیپل مثل ناگنی اور سیاہ بھنسی مثل بھنورے کیگویا رس سے بسرے ہیں

کچ نارنگ مد بھر رس لیہیں

لیئی نس نکھت چاند پر گسا
گویا آفتاب دن میں ہی چھپ گیا۔ اور گویا چاند ستاروں کو لیکر شب کی تاریکی میں ظاہر ہوا

بھونہیں دھنکھ گگن لیئی راکھی
بھونہیں مثل قوس قزح کے

دوہا

سرور روپ بھوہا ہیئے ہلورہ لیئی
تالاب اس کی صورت پر فریفتہ ہو کر اپنے دل میں ہلوریں لینے لگا

پاؤں چھوے مکپا ووں ایہہ مس لہرہ دیئی
شاید مجھے بھی قدمبوسی حاصل ہو جائے اس لئے لہرا رہا ہے

دھری تیر سب کنچک ساری
تالاب کے کنارے سبز محرم اور ساڑیاں کھدر

سرور مہنہ پیٹھیں سب باری
اور سب لڑکیاں نہانے کو تالاب میں اتل ہو گئیں

پائے نیر جانوں سب بیلی
مانند بیل کے پانی پا کر سب خوشی میں سرور ہیں

ہلسہنہ کرہنہ کام کے کیلی

کرل کیس بسہر بس بھرے
سیاہ بال گویا زہریلے سانپ ہیں

لہریں لینہ کنول مکھ دھرے
اور مثل کنول چہرہ کو منہ میں دبائے لہرا رہے ہیں

نول بسنت سنواری کری

اٹھی کونپ جس داریوں داکھا
مثل انار اور انگور کے اٹھتی ہوئی کونپل

بھئی انمنت بیم کے ساکھا
محبت کی شاخ میں لگ کر اسے جھکا رہی ہے

سرور نہنہ سمائے سنسارا

دھن سو نیر سس تر ئی ائیں
ذرہ بقیمت اس پانی کی جس میں چاند مع ستاروں کے طلوع ہوا اب کنول اور بیلا فریفتہ نگاہ کیونکر جا سکتی ہے

اب کت دیٹھ کمل اد کوئیں

ہوی پرگٹ جانہ رس بھری
اور گویا رس سے بھری ہوئی ظاہر ہوئیں

چاند نہای پیٹھ لیئی تارا
چاند معہ ستاروں کے اسمیں نہا رہا ہے

دوہا

چکئی بچھڑ پکارے کہاں ملوں ہو نا ہنہ
چکوی اپنے جوڑے سے جدا ہو کر پکارتی ہے اے پیارے اب تم سے کہاں ملوں

ایک چاند نبس سرگ منہ دوسر چاند ہنہ
ایک چاند تو رات میں آسمان پر چمکتا ہے اور دن میں یہ دوسرا پانی میں آ گیا

لاگیں کیل کرے منجھ نیرا
سب اُس تالاب میں کھیلنے لگیں۔ اُسے دیکھکر ہنس کنارے پر بیٹھکر سنورنے ہونے لگا

ہنس لجائے بیٹھ اوہ تیرا
پدماوت کو تماشا ہی بنا کر کہا

تم سس ہو ترا نیہہ ساکھی
اے چاند تم ستاروں کے منحست ہو

بادمیل کے کھیل پسارا
بازی لگا کر کھیل کھیلنا شروع کیا۔ اس طرح کہ جو کھیل میں ہار جائے وہ اجرا میں دے

ہار دیئی جو کھیلت ہارا
سنورہ سانو رگورہ گوری
سانولی کے ساتھ سانولی اور گوری کے ساتھ گوری

آپن آپن لینہ سو جوری
اپنی اپنی جوڑی مقرر کر لی

بوجھ کھیل کھیلہ ایک ساتھا
سب لوگ ایک ساتھ بہت سمجھ بوجھکر کھیلو

ہار نہ ہوئی پرائے ہا تھا
دیکھنا ہار کہیں غیر کے ہاتھ نہ چلی جائے

آجہہ کھیل بہرکت ہوئی
جو کچھ کھیلنا ہے آج ہی کھیل لو پھر کھیلنا اک

کھیل گئے کت کھیلے کوئی
بازی ختم ہونے پر کوئی کیا کھیلے گا

دھن سو کھیل کھیل سر پیما
کیا خوب وہ کھیل ہے جو محبت سے کھیلا جائے

روتائی او کوسل کھیما
جسطرح مالک کے تحت میں خیر رعایت نمخوار بنتی ہے

دوہا

محمد باجی پیم کے جیون بھاوے تیوں کھیل
اے محمد محبت کی بازی جس طرح اچھی لگے کھیل

تل پھوہ کے سنگ جیون ہوئے پھلائل تیل
جس طرح پھول میں بسے ہوئے تل کا تیل چنبیلی بن جاتا ہے

سکھی ایک تیئی کھیل نہ جانا
ایک سہیلی جس سے کھیلتے نہ بن پڑا

بھے اچیت من ہار گنوانا
اُس نے بے خبر ہو کر بیش قیمت ہار کھو دیا

رت کھیلے آیوں یہ ساتھا
اس طرح ساتھ میں پڑ کر ناحق کھیلنے آئی

ہار گنوائے چلیوں لیئی ہاتھا
کہ ہار رکھو کر خالی ہاتھ جا رہی ہوں

نین سیپ آنسو تس بھرے
آنسوؤں سے بھری آنکھیں مانند صدف کے ہے قطرے آنسو کے مثل موتی کے بھر رہے ہیں

جانو موت گرہنہ سب دئے ڈھرے
ہار گنوائے سو ایسے روودا
ہار کھو کر وہ سہیلی زار زار رونے لگی

کنول ڈار گہ بھے بیکرارا
کنول کی شاخ پکڑ کر بیقرار ہوئی

گھر بیٹھت پونچھب یہ ہارو
گھر پہونچکر جب ہار کی بابت پوچھا جائیگا

سکھن کہا بوری کو کلا
سہیلیوں نے کہا او باؤلی کوکلا

ہیر ہیرائے لیئی جوں کھودا
تاکہ سب مل اُسے کھوج دیں

کاسوں پکاروں آپن ہارا
کہ اپنی شکست کس سے کہوں

کون اُتر پاؤب پیارو
تو پھر کیا جواب دیکر گھر میں رہنے پاؤنگی

کون پان جیہ پون نہ ملا
وہ کون سا پانی ہے جہاں ہوا کا دخل نہ ہو

دوہا

لاگیں سب مل ہیرے بوڑ ایک ساتھ
سب سہیلیاں مل کر ایک ساتھ غوطہ لگا لگا کر ہار ڈھونڈھنے لگیں

کوئی اٹھی موتی لئے کاہو گھونگھا ہاتھ
کوئی موتی لیکر نکلی تو کسی کے ہاتھ میں محض گھونگھے تھے

کہا مانسر چاہ سو پائی — پارس روپ یہاں لگ آئی — بھانرمل تنہ پانیہہ پرسے — پاوا روپ روپ کے درسے
مانسرور تالاب کے کنارے جو خواہش تھی پوری ہوئی — سنگ پارس بنکر وہ یہاں آئی ہے — اسکی قدمبوسی سے میں صاف و شفاف ہوگیا — اُسکے دیدار حسن سے مجھکو کامل تسکین حاصل ہوئی
ملے سمیر باس تن آئی — بھا سیتل گے تپن بجھائی — بنجنوں کون پون لئی آوا — پیتنیہہ درساہے پاپ گنواوا
میرے بدن سے صندل کی خوشبو آرہی ہے — گرمی فرو ہوکر طراوت حاصل ہوئی — معلوم نہیں اُسے کون ہوا یہاں لائی — عذاب فنا ہوگئے ثواب سے راحت ملی
تنکھن ہار بیگ اُترانا — پاوا سکھنیہ چند ہنسانا — بگسا کمد دیکھ سس رکھا — بھے نہنہ روپ جہاں جے دیکھا
فوراً اسی وقت گم شدہ بار اوپر تیر آیا — سہیلیوں کو وہ ہار ملا تو چاند ہنسنے لگا — چاند کے تبسم سے نیلو فر شگفتہ ہوا — جہاں جسنے دیکھا وہ وہیں باغ باغ ہوگیا
جسطرح حسن ممکن ہے ویسا ہی سے حاصل بھی تھا — سس مکھ جن درپن ہوئی بھا — چاند پدماوت کا چہرہ مانند آئینہ کے روشن تھا

دوہا

نین جو دیکھا کنول بھا نرمل نیر سریر — ہنست جو دیکھا ہنس بھا دسن جوت نگ ہیر
آنکھوں نے جو اسکی صورت دیکھی تو وہ کنول بنگئیں اور جسم صاف و شفاف پانی بنگیا — ہنستے ہوئے دیکھا تو ہنس بنگئے اور دانتوں کی روشنی الماس و ہیرہ بن گئی

سُوا کھنڈ

پدماوت تہنہ کھیل دُلاری — سُوا مندر رہنہ دیکھ منجاری — کہیس چلوں جو لہہ تن پاکھا — جیو لے اُڑا تاک بن بھانکھا
دلاری پدماوت مانسرور میں کھیل رہی تھی — اُدھر راج محل میں طوطے پر بلی کی نگاہ پڑی — دلیس چاہتا جسکا جسم ہیرے جان بچانی چاہیے — بلی ڈھاک کا جنگل دیکھ اپنی جان لیکر اُڑا
جای پرا بنکھنڈ جیو لیہیں — ملے پنکھ بہہ آدر کینہیں — آن دھرن آگے پھر ساکھا — بھگت بھینٹ جو لہ بدھ راکھا
اپنی جان لیکر جنگل میں جا پڑا — پر نہ دے سکا اور بہت ہی عزت کی — پھلی ہوئی شاخیں لاکے نذر کیں — خدا کی دی ہوئی کھانیوالی جو چیز ہیں مل سکیں پیش کیں
پائے بھگت سکھ تیہ من بھیو — دُکھ جو اہا بسر سب گیو — اے گسائیں تو ایس بدھاتا — جاوت جیو سبنہہ بھگ داتا
خوشی پاکر طوطے کے دل کو بہت تسلی ہوئی — جو کچھ مصیبت تھی وہ سب جاتی رہی — اے مالک تو ایسا رزاق ہے — کہ تمام مخلوقات کو رزق دینے والا ہے
پاہن رہنہ نہنہ تینگ بسارا — جہنہ تو ہُمر دیہنہ تہیں چارا — جیوں ہی تیری یاد آئی کہ فوراً تو نے رزق بھیجا
تو لہہ سوگ بچھوہ کر بھوجن پرا نہ پیٹ — پُن بسرن بھا سُمرنا جب پیت بھے بھینٹ
مفارقت کا غم تبھی تک رہتا ہے جبتک کہ پیٹ میں کھانا نہیں پہونچتا — پھر اُس خالق کی نوازش یاد آجاتی ہے جو دوستوں ہی کو دولت سے ملاقاتہ ہوئی

پدماوت پہنہ آئے بھنڈاری
خواص پدماوت کے پاس آئی

رانی سنا سبنھ سکھ گیوؤ
پدماوت سنجیوں ہتی سنا تمام سکھ چین فنا ہو گیا

ٹوٹ پال سرور بہہ لاگے
گویا بند ٹوٹ گیا اور تالاب امنڈ چلا

کمیس مندر مہنہ پری منجاری
عرض کیا کہ محل میں بلی گھس آئی ہے

جن نس پری ہت دن بھیوؤ
جس طرح دن گذرنے پر رات ہو جاتی ہے

کنول بوڑ مدھکر اڑ بھاگے
کنول ڈوب گیا اور بھنورے اڑ کر بھاگ گئے

پھر چہیں موتن کے مالا
باروں سے موتی کی مالا ٹوٹ کر گرنے لگی

سوا جو اُتر دیت رہ پوچھا
طوطا جو پوچھنے پر جواب دیتا تھا

گہنے گہی چاند کے کرا
گویا چاند کو گہن لگ گیا اسطرح آفتاب ہاتھ ہی ملنے زار زار رونے لگی آنسو جیسے آسمان میں ستارے چمک رہے ہوں

یہ بدھ آنس نکست ہوی جوئے
آنسو مانند ستاروں کے گرنے لگے

اب سنگیت باندھا چہنہ نالا
اب غم کی تنگی سے رونا بند ہوا گویا آبگیر کا باندھ ٹوٹ گیا

اُڑ گا پنجر نہ بولے چھو نچھا
وہ اُڑ گیا اب خالی پڑا ہوا پنجر انہیں بولتا

آنس گگن جس نکھتنہ بھرا
گویا آسمان سے گر کر تالاب میں لگے ہوں

اُگن چھا نڑ سرور مہنہ اوئے

دوہا

اُڑیہ سوٹا کہنہ بسا کھوج سکھی سو باس
کہا کہ اے سہیلی طوطا کہاں اُڑ گیا وہ مقام تلاش کر

دہنہ ہے دھرتی کی سُرگ پون نہ پاوے تاس
آیا زمین پر ہے یا آسمان پر کہ ہوا بھی اُس کی خبر نہیں لا سکتی

جہوں پاس سمجھاونھ سکھی
چاروں طرف سے سہیلیاں پدماوت کو سمجھا رہی ہیں

کہاں سو اب پاؤب گا پنکھی
کہاں گیا وہ پرندہ اب کس طرح مل سکتا ہے

تیہ بندنہت چھٹے جو پاوا
جب اُسے قید خانہ سے چھوٹنے کا موقع لگا

بن پھر بند ہوی کت آوا
پھر وہ قیدی بننے کو کیونکر واپس آ سکتا ہے

پینجر جیہک سونپ تیہ گیوؤ
پنجر جس کا تھا اُسی کے سپرد کر کے گیا ہے

جو جا کر سو تا کر بھیوؤ
جو جس کا تھا وہ اُسی کے پاس رہ گیا

یہ دھرتی اس کیہتن لیلا
یہ زمین اس طرح کتنوں کو نگل گئی ہے

جوا پنجرہ پینجر ماہاں
جس پنجرے میں دس دروازے ہیں

دس دوار جیہ پینجر ماہاں
اسکا مکمل اتنا گہرا اور مشکل ہے کہ کوئی چھوٹ کر جا نہیں سکتا

کیسے باچ منجاری پاہاں
اسمیں وہ پرندہ بلی کے پنجے سے کس طرح بچ سکتا ہے

پیٹ گاڑھ اس بُھر نہ ڈھیلا

دوہا

جہاں نہ رات نہ دوس ہے جہاں نہ پون نہ پان
جہاں نہ رات ہے نہ دن اور جہاں ہوا ہے نہ پانی

تیہ بن سوٹا چل بسا کون ملاوے آن
ایسے جنگل میں وہ طوطا جا بسا ہو اُس سے کون ملاقات کرا دے

سوے تہاں دن دس کل کاٹی
طوطے نے وہاں دس دن چین سے گذر کیا تھا

آئے بیاد ھد ڈھکا لیئی ٹاٹی
صیاد نیتی کہ شکار کی تاک میں آ پہنچا

پیگ پیگ بھیں چاپت آوا
صیاد قدم قدم زمین کی پیمایش کرتا آ رہا تھا

پنکھ نہ دیکھ ہے ڈر کھاوا
جس کو دیکھکر تمام پرندے خوف کھا گئے

دیکھے کچھ اچرج انبھلا
دیکھو ایک زبوں حیرت انگیز منظر

ترور ایک آوت ہے چلا
کہ ایک درخت چلا آرہا ہے

یہ بن رہت گئی ہمھ آؤ
اس جنگل میں رہتے ہوئے ہماری عمر گذر گئی

ترور چلت نہ دیکھا کاؤ
مگر درخت کو چلتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا

آج جو ترور چل بھل ناہیں
آج جو درخت چلتا پھرتا نظر آرہا ہے تو ضرور نہیں

آوہ یہ بن چھانڑ پراہیں
آؤ ہم سب اس جنگل کو چھوڑ کر بھاگ چلیں

وی تو اڑے اور بن تاکا
اُن پرندوں نے اُڑ کر تو ایک سرے جنگل کی پناہ لی

پنڈت سوا بھول من تھاکا
اور عقلمند بہر امن ہو طاغفلت میں پڑ کر گمراہ ہو گیا

بیٹھ نچنت چلاوہ آوا
اُسی پر بے فکر بیٹھا تھا کہ سیادا آپہنچا

دوہا

پانچ بان کر کھونچا لاسا بھرے سو پانچ
کھونچا پانچ تیر کا تھا جو پانچوں پرندہ پھنسانے والا لاسا سے بھرے تھے

پانکھ بھرے تن اُرجھا کت مارے بن بانچ
جسمیں طوطے کی بازو اُلجھ گئے اب بغیر ہلاک ہوئے بچ نہیں سکتا

بندھ گا سوا کرت سکھ کیلی
گھومتے ہوئے طوطا صیاد کے دام میں پھنس گیا

چور پانکھ میلیس دھر ڈیلی
صیاد نے اُسکے پر توڑ کر پھٹکی میں بند کر دیا

تھواں بہت پنکھ گھر بھریں
اُس پھٹکی میں بہت سے پرندے پھر بھرے ہیں

آپ آپ مہنہ رُدن کریں
اور اپنی اپنی حالت پر رو رہے ہیں

بکھدا ناکت ہوت انگورا
زہریلا دانا انگور کیونکر ہو سکتا ہے

جیہ بھا مرن ڈہن دھر چورا
جس سے موت نے آکر باز و چونچ کو پکڑا

کت چہ بار ڈھکت لیئی لاسا
تو پھیکے سے صیاد کیونکر لاسے سے پھنسا کر قید کرتا

یہ بکھ چارے سب بُدھ ٹھگی
اس زہریلے چارے سے تمام عقل ماری گئی

او بھا کال ہاتھ لیئی لگی
اور ہاتھ میں کانپا لیکر موت نے غرض مار لیا

جیوں پنکھی تیسے تن پھولا
اس طرح کہ جیسے پرندہ پھولا سمایا

یہ من کٹھن مرے نہ مارا
یہ سخت دل مارنے سے نہیں مرتا

کال نہ دیکھ دیکھ پے چارا
موت تو نظر نہیں آتی صرف چارا دکھلائی پڑتا ہے

دوہا

ہم تو بدھ گنوا وا بکھ چارا اس کھائے
پہلے کے جانوروں نے طوطے سے کہا ہم سب تو زہریلا دانا کھا کر ہلاک ہو چکے

یمن سوٹا پنڈت ہوئے کیسے باچھا آئے
اور اے طوطے تو دانشمند ہو کر کیسے اس بلا میں آپھنسا

سوئے کہا ہمھوں اس بھولے
طوطے نے کہا میں بھی اسطرح غفلت میں گرفتار

ٹوٹ ہنڈول گرے جیسے جھولے
ٹوٹے ہوئے ہنڈولے پر غرور میں پڑ کر جھولنے لگا

کیرا کے بن لیتہ بسیرا
کیلے کے جنگل میں آکے بسیرا لیا

پرا ساتھ تہنہ بیری کیرا
وہاں دشمن درخت بیر کی ہمسایگی ملی

۱؎ جمڑ یا ایک پانی کے سرے پر پانچ تیلیاں لگا کر ہیں ایک بہت لسدار چیز جو گدگدا کر اور غوطے کے دودھ میں گندوبیروزہ اور تیل وغیرہ ملا کر بنایا جاتا ہے اور لگا دیتے ہیں اُسے کھونچا کا نپا یا لاسا کہتے ہیں

سُکھ کروا رِ پھر ہری کھانا — اوہُ بِکھ بھا جب بیادہ تُلانا — کاہیک بھوگ برچھ اس پھیرا — آڑ لائے پنکھ کہنہ دھرا
بڑے ہلیمان سے چونچ مار مار کر بھی کھا رہا تھا — وہ بھی زہریلا ہو گیا جب صیاد آ دھمکا — یہ درخت خورش کا کس اسلم سطرح پھلا — کہ ٹہنی کی آڑ لگا کر پرندوں کو گرفتار کر لیا
سُکھی نچنت جور دھن کرنا — یہ نہ چنت آگے ہی مرنا — بھولے ہمہنہ گرب تیہ ماہاں — سو بسرا یا واجیہ پاہاں
اپنے کو سکھی اور بے فکر جانا کہ دولت جمع کر تا رہا — یہ فکر مطلق نہ ہوئی کہ آگے مرنا ضرور ہو گا — میں بھی اُسی غرور میں بھولا رہا۔ اور اُس پروردگار کو بھلا دیا جس سے یہ دولت حاصل ہوئی
ہوئے پُنچنت بیٹھے تیہ آڑا — تب جانا کھونچا ہیہ گاڑا — تو معلوم ہوا کہ دل میں کھونچا گڑ گیا ہے
دوہا — چرت نہ کھُرک کینہ جیو تب سے چرا سُکھ سوے — اب جو چھاند پر آ کیو تب روئے کا ہوے
چرتے ہوئے دل کو ذرا بھی اندیشہ نہ ہوا اسلیئے خوب سبزے میں چرا کیا سکھ کی نیند سوتا رہا۔ اب جو گلے میں پھندا پڑا تو پھر رونے سے کیا ہو تا ہے

سُن کے اُتر آنس پُن پوچھے — کون پنکھ باندھا بُدھ اوچھے — پنکھ جو بُدھ ہوئے اجاری — پڑھا سُو الکت دھرے منجاری
اس طرح جواب پا کر تسلی حاصل ہوئی — غور کیا کہ میں کیسا پرندہ کہ عقل ہو — اگر پرندوں کو عقل کامل ہوتی — تو پڑھے ہوئے طوطے کو تلی کیوں پکڑتا
کت تیتر بن جیہ او گھیلا — سو کت ہنکار پھاند گیو میلا — تا دن بیادھ بھیو جیو لیوا — اٹھے پانکھ بھاناؤں پریوا
بگلی تیتر نے زبان کیوں کھولی — کہ گھیر کر گلے میں پھندا ڈال دیا گیا — جس دن کہ پرچھے اور پرندہ نام پڑا
بھے بیادھ تسنا سنگ کھا جھو — سوجھے بھگت نہ سوجھ بیادھو — ہمہنہ لوبھوے میلا چارا — ہمہنہ گربوے چاہے مارا
کھانے والی بلا ہوا حرص تو ساتھ ہی لگی رہی — ایسی حالت میں بھی عشرت ہی سمجھتی ہوں اس لالچ نے مجھ کو — حرص نے ہم کو چارے پر مائل کیا — اور غرور نے ہمیں برباد کیا
ہم نچنت وہ آو چھپانا — کون بیادھہ دوش اپانا — صیاد کا کیا قصور قصور تو اپنا ہی ہے
ہم بے فکر ہو گئے اور صیاد آ چھپا
دوہا — سوا و گُن کت کیجئے جیو دیجئے جیہ کاج — اب کہنا ہے کچھ نہیں مسٹ بھلی پنکھراج
سیکڑوں تقصیر ہیں کیوں نہ کہا ئیں امر مقصودہ پر جان دیدینی چاہیئے — اسکے علاوہ کچھ کہنا باقی نہیں ہے اجھ حضرت طائر خاموش رہنا اچھا

رتن سین جنم کھنڈ

چتر سین چتوڑ گڑھ راجا — کے گڑھ کوٹ چتر سم ساجا — تیہ کُل رتن سین اجیارا — دھن جنتی جنما اس بارا
شہر چتوڑ گڑھ میں چتر سین نامی ایک راجا تھا — شہر کو قلعہ سے محفوظ بنا کر نہایت عمدگی سے آراستہ کیا تھا — اسکے ایک لڑکا رتن سین نامی مانند چراغ کے روشن ہوا ہے اُسکی ماں جنے ایسی اولاد جنی

پنڈت گن سامدرک دیکھا
پنڈتوں نے زائچہ و علم نجوم سے معلوم کیا

دیکھ روپ ولکھن بسیکھا
اور اُس کی صورت و قسمت کی تعریف کی

رتن سین یہ کُل ترا مرا
یہ شاہزادہ رتن سین آپکے خاندان کو روشن کریگا

رتن جوت من ماتھے پرا
پیشانی جواہرات کے مانند روشن ہے

پدم پدارتھ لکھی سوجوری
اسکی قسمت میں پدماوت جیسی بے بہا جوڑی لکھی ہے

چاند سورج جیس ہوئے انجوری
جس طرح چاند اور سورج روشن رہتے ہیں

جس مالت کہنہ بھنور بیوگی
جس طرح بھنورا گل مالتی کے فراق میں مرتا ہے

تس اوہ لاگ ہوئے یہ جوگی
اُسی طرح پدماوت کیلئے رتن سین جوگی بنے گا

سنگھلدیپ جائے یہ پاوے
سنگھلدیپ جاکر پدماوت کو حاصل کریگا

سدھ ہی چور لیئی آوے
اور کمال کے ساتھ سکہ چتور گڑھ لے آویگا

دوہا

بھوگ بھوج جس مانا بکرم ساکا کینھ
جس طرح راجا بھوج کو بعیش و عشرت حاصل تھی اور بکرماجیت نے شاکا قائم کیا

پرکھ سو رتن پارکھی سے لکھن لکھ دینہ
اس طرح کے اقبال مند رتن سین کے نصیب کی پیشینگوئی نجومیوں نے لکھدی

بنجارا کھنڈ

چتور گڑھ کر ایک بنجارا
چتور گڑھ کا ایک سوداگر

سنگھلدیپ چلا بیپارا
سنگھلدیپ کو تجارت کے لئے گیا

باھن ہت ایک نپٹ بھکھاری
ایک برہمن جو بہت محتاج تھا

سو پُن چلا چلت بیپاری
وہ بھی اُسی سوداگر کے ساتھ ہولیا

رن کاہو سن لینھیس کاڑھی
کسی سے کچھ قرض لے لیا

ٹک تہنہ گئے ہوئے کچھ باڑھی
شاید سنگھلدیپ جانے پر کچھ نفع ہوجائے

مارگ کٹھن بہت دُکھ بھوؤا
سفر کی سختی سے بہت تکلیفات برداشت کیں

ناگھ سمدر دیپ اوہ گیوؤ
سمندر کو پار کرکے اُس جزیرے میں پہونچا

دیکھ ہاٹ کچھ سوجھ نہ اورا
بازار کو دیکھکر اس برہمن کو کچھ سجھائی نہ پڑا

سب بہت کچھ دیکھ نہ تھورا
ہر چیز بافراط دیکھی کچھ کمی نہ تھی

پے سُٹھ اونچ بنج تہنہ کیرا
وہاں کی تجارت بہت اونچے درجے کی تھی

دھنی پاؤ ندھنی ٹکھ ہیرا
دولتمند کو دولت ملتے دیکھکر محتاج نہ کچھ کہا کرتے ہیں

لاکھ کرور رہھ بست بکائی
لاکھوں اور کروڑوں کی چیزیں بکا کرتی تھیں

سہسن کیر نہ کو ڈاونائی
ہزار کی تو کوئی بات بھی نہ سنتا

دوہا

سبھیں لینھ بیسا ہنا اوگھر کینھ بہور
سبھی لوگ سودا کرکے اپنے گھر واپس ہوئے

باھن تہواں لیئی کاکانٹھ سانٹھ سٹھ تھور
اور برہمن بیچارا وہاں کیا خریدتا جبکہ اسکے پاس بہت تھوڑی پونجی تھی

جھوٹھے ٹھاڈھوں کاہیک آوا
بے سود کھڑا ہوا میں کسوا سطے آیا

بنج نہ ملا رہا پچھتاوا
سودا تو کچھ ملا نہیں کف افسوس ملتا رہگیا

لابھ جان آیوں یہ ہاٹا
نفع سمجھکر اس بازار میں آیا تھا

مور گنوا ے چلیوں تیہ باٹا
اور زر اصل بھی کھوکر واپس جارہا ہوں

کاہیں مرن سکھاون سکھی — آیوں مرے میچ ہت لکھی
میں نے کیا مرنے کی نصیحت حاصل کی کہ یہاں مرنیکو آیہو نچا افسوس میری قسمت میں یہی لکھا تھا

کاہیں بوواجنم اوہ بھونجی — کھوی چلیوں گھر ہوکے پونجی
افسوس میں نے بھون کر بیج بویا کہ زندگی بھر بھونونگا۔ گھر کی بھی پونجی کھو کر خالی ہاتھ چلا

گھر کیسے مٹھ میں چھو چھے
خالی ہاتھ گھر میں کس طرح داخل ہونگا

اپنے چلت سو کینھ گہانی
اپنے آپ میں نے تجارت جیسا اختیار کی

جیسہ بیوہر یا کر ہیو ہارو
جس مہاجن سے میں نے قرض لیا تھا جیسے دوسرا نہ گھیر لیگا تو کیا دیگر قرض ادا کرونگا

کون اُتر دیوں تیہ پوچھے
اور سوال کرنے پر کیا جواب دوں گا

لابھ نہ دیکھ مورکھ بھے بانی
نفع پر تو غور کیا نہیں اس لئے زر اصل بھی کھو گیا

کالے دیب جو چھینکھ بارو
جیسے دیوا کی بتی ہوا کے جھونکے سے بجھ جاتی ہے

دوہا

ساتھ چلے سنگ بیچھرا بھے بیچ سمدر پہار — آس نراساہوں پھروں تو بدھ دسیہ ادھار
ہمراہی چلدئے ساتھ بچھڑ گیا درمیان میں دشوار گذار سمندر اور پہاڑ ہیں — اُمیدیں قطع ہو گئیں مایوس پھر رہا ہوں یا الٰہی تو ہی ایک سہارا ہے

تبہیں بیادھ سُوالیئی آوا — کنچن برن انوپ سُہاوا
اُسی وقت صیاد ایک طوطا لیکر آیا — جس کا رنگ سونے کا سا نہایت خوشنما تھا

سوہنہ کو پوچھ پنگ منداری — چل نہ دیکھ آچھے من مارے
پرندوں کی پنچایت میں طوطے کو کون پہچانتا ہے — طوطا بے حس و حرکت خاموش بیٹھا ہوا تھا

کہہ پربتے گُن تو ہ پاہاں — گُن نہ چھپائی ہردے ماہاں
اے پہاڑی طوطے جو ہنر تیرے پاس ہو بیان کر — ہنر کو دل میں پوشیدہ نہ رکھنا چاہئے

پنڈت ہو تو سُناوہُ بیدو
اگر تم پنڈت ہو تو بید سناؤ

بینچے لاگ ہاٹ لے اویں
بیچنے کے لئے بازار میں فروخت کیلئے

مول رتن مانک جہنہ ہویں
جہاں موتی لعل و جواہرات بیش قیمت فروخت ہوتے ہیں

باھمن آئے سُواسوں پوچھا
نزدیک آکر برہمن نے طوطے سے پوچھا

دھنہ گُونت کہ نرگُن چھوچھا
آیا تجھمیں کچھ ہنر بھی ہے یا خالی بے ہنر

ہم تم جات براھمن دوؤ
ہم اور تم دونوں برہمن ذات کے ہیں

جاتہ جات اپ چھو سب کوؤ
اپنی اپنی ذات والے کو پوچھنا کیا ضرور ہے

بِن پوچھے پائی نہنہ بھیدو
بغیر پوچھے بھید ظاہر نہیں ہوتا

دوہا

ہوں باھمن او پنڈت کہہ آپن گُن سوی — پڑھے کے آگے جو پڑھے دون لابھ تیہ ہوی
میں بھی برہمن اور پنڈت ہوں تو بھی اپنا علم بیان کر — پڑھے ہوئے کے آگے جو پڑھتا ہے اسکی علمیت دوبالا ہو جاتی ہے

تب گُن موہنہ ابا ہو دیوا — جب پنجر مُت چھوٹ پریوا
تب تک ہمارا ہنر تو ہمیں تب تک تھا — جب تک کہ میں پنجرے سے آزاد پرواز کر جاؤں

پنڈت ہوئے سوہاٹ نہ چڑھا
جو پنڈت ہوگا وہ بازار میں کیسے کیوں جانے لگا

اب گُن کون جو بنج جھانا
اسی ہمارا ہنر کیا دکھلاؤں جبکہ قدر ہی نہ رہی

چھوں بکای بھول گا پڑھا
اب تو بکتے بکتے رہا ہوں پڑھنا بھول گیا

گھال منجوسا بیچے آنا
پھنکی میں بند کر کے بیچنے کو لایا گیا ہوں

دوی مارگ دیکھوں یہ ہاٹا
اس بازار میں دو راستے دکھلائی پڑتے ہیں

دئی چلائے دہنہ کیہ باٹا
معلوم نہیں قسمت کس راستے پر چلا دے

روودت رکت بھیو مکھ راتا
لہو کے آنسو روتے روتے منہ سرخ

تن بھا پیر کہوں کا باتا
اور تمام جسم زرد ہو گیا اب کیا بات کہوں

راتے سیام کنٹھ دوے گیوا
میری گردن میں طوق سرخ اور سیاہ پڑ گئے۔ انھیں دونوں پھندوں کے خوف سے میری نیند کافور ہے

تیہنہ دوے پھند ڈروں سٹھ جیوا

اب ہوں کنٹھ پھند دوے چینھا
گلے کے دونوں پھندوں کو اب میں نے پہچانا

وہنہ اہی پھند چاہ کا کینھا
معلوم نہیں یہ پھندے کیا کرنا چاہتے ہیں

دوہا

پڑھ گن دیکھا بہت میں ہے آگے ڈر سوے
پڑھا اور سوچ سمجھ کر بخوبی دیکھا کہ آگے اُسی کا ڈر ہے

دُھندھ جگت سب جان کے بھول رہا بدھ کھوے
دنیا کو تاریک جان کر بھی عقل کھو کے اُسی میں بھول گیا

سُن بامھن بنوا چر مارو
یہ سن کر برہمن نے چڑیا مارنے سے منع کیا

کھس پنکھ کا دوس جنا ہو
تم بیکار پرندوں کے مارنے کا الزام مجھ پر لگاتے ہو۔ یہ تو اُن بیرحموں کا کام ہے جو دوسرے کا گوشت کھاتے ہیں

او جا نہنہ تن ہو یہ ناسو
اور یہ بھی جانتے ہیں کہ جسم ایک دن مٹ جائیگا۔ تو بھی دوسرے کے گوشت سے اپنے گوشت کی پرورش کرتے ہیں

جو نہ ہو ہنہ اس پنکھ ادھیو
اگر دنیا میں گوشت خور نہ ہوتے

جو بیادھا نت پنکھ دھریٔ
چڑیا مار جو چڑیوں کو پکڑتا ہے

کرپ پنکھ کہنہ میا نہ مارو
کہ پرندوں پر رحم کرو انکو مارو نہیں

ٹھر تیتی جے پر مس کھاوا
تم تیتر کا گوشت کھاتے ہو

بوکھیں مانس پرائے مانسو
دوسرے کے گوشت سے اپنے گوشت کی پرورش کرتے ہیں

سکت پنکھ کہنہ دھر بیادھو
تو چڑیا مار چڑیوں کو کیوں پکڑتا

ٹھر ہوئی جیو بدھس پراوا
بے رحم ہو کر دوسرے کی جان ہلاک کرنے سے

آوہ روے جات پُن رونا
لوگ روتے ہوئے اس دنیا میں آتے ہیں اور روتے ہوئے جاتے ہیں۔ تو بھی خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے

جو نہ ہو ہنہ اس پنکھ ادھیو
اگر دنیا میں گوشت خور نہ ہوتے

سو بیچت من لوبھ نہ کریٔ
تو اس قسم کے کرتوت ہوتے کچھ لالچ نہیں کرتا

ہتیا کیر نہ توہ ڈر آوا
کیا تو خون ناحق کے عذاب کا تھیر خوف نہیں ہے

تیہنہ نہ تجہنہ بھوگ سکھ سونا

سکت پنکھ کہنہ دھر بیادھو
تو چڑیا مار چڑیوں کو کیوں پکڑتا

دوہا

بامھن سُوا بسا ہا سُن مت بید گرنتھ
طوطے کی عقل و بید گونتھ کی علمیت دیکھکر برہمن نے اُسے خرید لیا

ملا آسے کے ساتھنہ بھا چتوڑ کے پنتھ
اور اپنے ہمراہیوں سے آکے ملا پھر چتوڑگڑھ کی راہ لی

تب لگ چترسین سر راجا
اُس وقت چترسین اس دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔ اور رتن سین چتوڑگڑھ کا راجا بنا

ہیں لچھمی بھری سب سیپی
اسکے پاس سیپیوں بھرے گجموتی ہیں۔ اسکے علاوہ سنگھلدیپ کی بہت سی چیزیں انکے پاس ہیں

راتے سیام کنٹھ دوے کا نٹھا
گلے میں سرخ اور سیاہ دو دھاریاں ہیں

رتن سین چتوڑ بھا راجا
رتن سین کے سامنے اس بات کا ذکر ہوا کہ سوداگر بازار میں آئے ہیں

ہم کنچن برن انوپ سوہاوا
جس کا رنگ طلائی نہایت خوشنما بیمثال ہے

راتے ڈھن لکھا سب پاٹھا
سرخ باندھ اور پیدا طرح طرح کی نفیس تحریریں

اودوے نین سہاون راتا
دونوں آنکھیں خوشنما اور سرخ ہیں

آئے بات تیہ آگے چلی
اس بات کا ذکر ہوا

بامھن ایک سوا لیئے آوا
ایک برہمن ایک طوطا لایا ہے

راتے ٹھوڑ امی رس باتا
چونچ بھی سرخ اور باتیں مانند آبحیات کے

سلہ یعنی ان بارہوں برسوں میں بھی حضرت دورت سے کچھ نہ گیا بلکہ پہلے سے کہیں بڑھ گیا

مستک ٹیکا کاندھ جنیوؤ — اکب بیاس پنڈت سہدیوؤ
اسکی پیشانی پر قشقہ اور کندھے پر جنیو ہے وہ بیاس کی طرح شاعر اور سہدیو کے مانند پنڈت ہے

دوہا

بول ارتھ سوں بولے سنت سبس سب دول — راج مندر منہہ چاہیہ اس وہ سوا امول
گفتگو ایسی بامعنی کرتا ہے کہ جسے سنکر سب کا سر ہل جاتا ہے — وہ طوطا راج محل میں رہنے کے قابل نہایت بیش قیمت ہے

بھے رجائے جن دس دورائے — باممن سوا بیگ لیئے آئے — بپر بیس بنت اودھارا — سوا جیو نہہ کروں نارا
حکم ہوتے ہی دس آدمی دوڑائے گئے — جنھوں نے فوراً برہمن کو رسم طوطے کے لا حاضر کیا — برہمن نے دعا دیکر نصیحت کرنی شروع کی کہ طوطے کو اپنی جان سے جدا کرنا نہیں چاہتا

پے یہ پیٹ مہا بسواسی — جیئی سب ناؤ تپا سنیاسی — ڈاسن سیج جہاں کچھ ناہیں — بھئیں پر رہے لائے گیو ہیں
لیکن پیٹ بہت بڑا دھوکے باز ہے — جس نے فقیر و سنیاسی سبکو جھکا ڈالا — جہاں پلنگ و بستر وغیرہ کچھ میسر نہیں — وہاں بارہ گھنٹہ تکیہ دیکر زمین پر پڑا رہنا ہو سکتا ہے

آندھر رہے جو دیکھ نہ نینا — گونگ رہے مکھ آو نہ بینا — بہر رہے جو سرون نہ سنا — پے یہ پیٹ نہ رہ نر گنا
آنکھ سے دکھلائی نہ دے تو اندھا ہو کر گذر کریگا — زبان سے آواز نہ نکلے تو گونگا رہ سکتا ہے — کان سے سنائی نہ دے تو بہرا ہو کر رہیگا — لیکن یہ پیٹ بے کام ہو کر نہیں رہ سکتا

لے کے پھیرا نت یہ دوکھی — بار رہنہ بار پھرے نہ سنتو کھی
یہ کمبخت پیٹ ہمیشہ کتنی کتنی پھیرے کرکے — بے صبر و قناعت در در مارا مارا پھرا کرتا ہے

دوہا

سو موہنہ لیئی منگاوے لاوے بھوکھ پیاس — جو نہ ہوت اس بیری کیئہ نہ کیئہ کے آس
وہی پیٹ مجھے لیکر گداگری کرا کے بھوکھ پیاس پیدا کرتا ہے — جو ایسے دشمن کا مقابلہ نہ ہوتا تو کوئی کسی کی پروا نہ کرتا

سوا اسیس دینہ بڑ ساجو — بڑ پرتاپ اکھنڈت راجو — بھاگونت بدھ بڑ اوتارا — جہاں بھاگ تہہ رہ وہ چھبارا
طوطے نے دعا دی کہ دولت کی زیادتی ہو — اقبال بلند اور سلطنت بے زوال رہے — خدا نے آپکو صاحب نصیب اور عظیم الشان پیدا کیا جمال الہی کی عرش نصیبی وہاں جس پر بھی آپکے سلام کرتا ہے

کوی کیہہ پاس آس کے گونا — جو نر اس ڈرہ آسن دونا — کوی بن پوچھے بول جوبالا — ہوئے بول ماٹی کے مولا
کون کس کے پاس امید کرکے جاتا ہے — جو نا امید بے حس و حرکت خاموش بیٹھا ہو — بغیر پوچھے اگر کوئی کسی سے بولے — تو اسکی بات مٹی کی طرح کم قیمت ہوتی ہے

پڑھ گن جان بیدمت بھیوؤ — پوچھے بات کہیں سہدیوؤ — گنی نہ کوئی آپ سراہا — جو بکاے گن کہا سوچا ہا
بیدوں کے مقولے کو پڑھ اور گن کر سمجھ لینا چاہیئے — پھر پوچھنے پر مانند سہدیو کے بات کہے — کوئی عالم اپنی تعریف آپ نہیں کرتا — جو علم بکتا ہو اُس کی خواہش بیکار ہے

جو لہہ گن پرگٹ نہہ ہوئی — تو لہہ مرم نہ جانے کوئی
جب تک ہنر ظاہر نہیں ہوتے — تب تک کوئی شخص کچھ نہیں بتا سکتا

دوہا	چتر بید ہوں پنڈت ہیرامن موہنہ نانوں میں چاروں بیدوں کا عالم ہوں اور ہیرامن میرا نام ہے	پدماوت سوں میروں سیو کرں تیہ ٹھانوں پدماوت سے ملاقات کراؤں گا اور وہیں خدمت کروں گا

رتن سین ہیرامن چینھا راجا رتن سین نے ہیرامن کے اوصاف کی تعریف کی	ایک لاکھ باھن کھنہ دینھا اور برہمن کو اس طوطے کی قیمت ایک لاکھ کوڑی	پیر اسیس جو کینھو پیانا برہمن دعا دیکر اپنے گھر چلا گیا	سو اجور اجمندر مہنہ آنا اور طوطا راج محل میں داخل کیا گیا
برنوں کاہ سو اکے بھاکھا زبان طوطے کی کیا تعریف کروں	دھن سوناؤں ہیرامن اکھا زہے وہ شخص جسنے اسکا نام ہیرامن رکھا	جو بولے راجا مکھ جو وا طوطے کے منہ سے آواز نکلتے ہی راجا اسکا منہ دیکھنے لگتا - اس طرح جیسے موتیوں کا ہار پرتا ہے	جانو موتن ہار پرو وا
جو بولے تو مانک مونگا گویا تو گویا موتی اور مونگے جھڑتے	تا ہینہ تو موں باندھہ گونگا ورنہ وہ خاموش رہ کر گونگا بنا رہتا	منہنہ مار مکھ انبرت میلا نفس کشی کر کے شیریں زبانی کا مثل آبحیات پیتا پایا - آپ مرشد بنا اور جہاں کو مرید کیا	گرو ہوئے آپ کینھو جگ چیلا
	سرج چاند کے کتھا جو کہیو سورج اور چاند کے اکثر قصے کہا کرتا	پیمک کہن لای چت گہیو الفت کی کہانیاں سنا سنا کر دلکو قبضہ میں کر لیا	

دوکا	جو جو سنے دھنے سر راجا ہینہ پریت اگاہ رتن سین جوں جوں طوطے کی باتیں سنتا ہر صفت راجا کا دل میں بطرح محبت پیدا ہوگئی	اس گنو تا ناہینہ بھل باور کرہے کاہ ایسا صاحب ہنر طوطا اچھا نہیں جو راجا کو دیوانہ بنا رہا ہو

ناگمتی سو اسنبا دکھنڈ

دن دس پانچ تہاں جو بھئے طوطا اور رتن سین کی تقریر کو دس پانچ یوم گذرے	راجا کتہنہ اہیرے گئے کہ راجا رتن سین کہیں شکار کھیلنے گئے	ناگمتی رپونتی رانی رتن سین کی رانی ناگمتی نہایت خوبصورت تھی جو محل کی سب رانیوں میں خاص الخاص تھی	سب نو اس پاٹ پردھانی
کے سنگار کر درپن لینھا نفیس پوشاک زیور سے آراستہ ہو کر ہاتھ میں آئینہ لیا - اور اپنا حسن دیکھکر جی میں غرور لائی	درسن دیکھ گرب جیو کینھا اور اپنا حسن دیکھکر جی میں غرور لائی	بولہہ سو اپیارے ناہاں اے میرے شوہر کے پیارے طوطے ذرا بتلاؤ تو تمام دنیا میں میرے حسن کی اور بھی کوئی نازنین ہے	مورے روپ کو جگ ماہاں
ہنست سو اپہنہ آے نوای ہنستی ہوئی وہ ناگمتی طوطے کے پاس آئی	دینھہ کسوٹی اوپ نواری اور طوطے کو طیش میں لانے والی طعنہ زنی کی	سو ابان کس کہہ کس سو نا اے طوطے سونے کو کسوٹی پر کسکر بتلاؤ کیسا ہوتا ہے - تمہارا انگدیپ کیسا خوبصورت ہے	سنگھلدیپ تو رکس لونا
	کون روپ توری رپیٹی تمہارے یہاں کی پدمنیاں کس شکل کی ہیں	دہنہ ہوں لوں کہے پدمنی آیا میں حسین ہوں یا وہ پدمنیاں	

دوہا

جو نہ کہس ست سوٹا تو ہِ راجا کے آن
اے طوطے اگر تو سچ سچ نہ کہے تو تجھے راجا کی قسم

ہے کوئی یہ جگت مہنہ مورے روپ سمان
ہے کوئی میرے سن کی مقابل اس دنیا میں؟

سُمر روپ پدماوت کیرا
پدماوتی کا حسن یاد کرکے

ہنسا سوار انی ٹھگ ہیرا
طوطا نا گمتی کے چہرے کو دیکھکر ہنسا

جیہ سرور مہنہ ہنس نہ آوا
جس تالاب میں ہنس نہیں آیا

بگلا تیہ سر ہنس کہاوا
وہاں بگلا ہی ہنس کہلاتا ہے

دئی کینھ اس جگت انوپا
خدا نے اس خلقت کو ایسا بیمثال بنایا

ایک ایک تیں آگر روپا
کہ حسن میں ایک ایک سے بڑھکر فائق ہیں

کے من گرب چھا جا کاہو
دل میں غرور کرتا کسی کے حق میں اچھا نہوا

چاند گھٹا اولا گیو راہو
دیکھو چاند گہن گیا اور خسوف کا شکار ہوا

لون بلون تہاں کو کہے
حسین اور غیر حسین کی تشریح کرنا فضول ہے

لونی سوئی کنت جیہ چہے
حسین وہی ہے جسکو خاوند چاہے

کا پوچھہ سنگھل کے ناری
نازنین سنگلدیپ کی بات کیا پوچھتی ہو۔ وہاں کی اندھیری رات کو کہیں کا دن بھی نہیں پہونچ سکتا

دنہنہ نہ پوجے نس اندھیاری

پھپ سباس سو تنھ کے کایا
اُن کا جسم مانند پھول کے خوشبودار ہے

جہاں ماتھہ کا برنوں پایا
جہاں سر ہے وہاں پیر کا کیا ذکر

دوہا

کڑھی سو سونے سوندھے بھری سروپے بھاگ
اُنکی پیدائش مثل ڈلا خوشبودار کے ہوا اور نصیبے سے بھری ہوئی خوش روپے کے

سُنت رو کھ بھے رانی ہئے لون اس لاگ
یہ سنکر رانی ناگمتی سوکھ سی گئی اور دل میں نمک ایسا لگا

جو یہ سُو امندر مہنہ اہئی
ناگمتی نے سوچا اگر یہ طوطا محل میں رہیگا

کبہنہ بات راجا سوں کہئی
تو کبھی نہ کبھی یہ بات راجا سے ضرور کہیگا

چھانڑے راج چلے ہو جوگی
اور راج پاٹ چھوڑ جوگی بنکر چلا جائیگا

سُن راجا پُن ہوئے بیوگی
جس کو سن کر راجا عاشق ہو جائے گا

بکھ راکھی نہنہ ہوے انکورو
زہر پلے مار دیگو کھانا نہیں چاہیئے ورنہ انکو اگلکر جرور پڑیگا ۔ اور کہیں مرغ صبیح کی بانگ نہ دے

دھائے امنی بیگ ہنکاری
دامنی نام کی دایہ کو جلد بلا لا

سبد نہ دیئی بھور تم چورو
اور کہیں مرغ صبیح کی بانگ نہ دے

اوہ سونپا ہیئے رس بھاری
اور بیحد غصہ میں آکر طوطے کو اُس دایہ کے سپرد کیا

دیکھ سُوا یہ ہے مند چالا
کہا کر دیکھو یہ طوطا نہایت بداخلاق ہے

بھیو نہ تا کر جا کر پالا
یہ تو اُسکا نہوا جس نے اس کی پرورش کی

لیئی تہنہ مار جہاں نہنہ سانکھی
اسکو لیجا کر وہاں ہلاک کر جہاں کوئی دیکھ نہ سکے

تیہ اوکن دس ہاٹ بکانا
اسی جیسے دس بازار میں فروخت ہوا

دوہا

جیہہ دن کہنہ میں ڈرت ہوں رین چھپاؤں سور
جس دن کیلئے میں ڈرتی ہوں کہ آفتاب کو رات میں چھپا رہی ہوں

لے چہنہ دینھ کنول کہنہ موکہنہ ہوی میور
اُسے لیجا کر کنول (پدماوت) کو دینا چاہتا ہو اور مجھ ناگمتی کیلئے اندھیرا رہیگا

۱۵ آگے دیکھو یہ طوطا کس طرح سے پدماوتی کے حسن کی تعریف کرتا ہے اور اس کا حسن سنکر راجا کس طرح اسکے عشق میں گرفتار ہوتا ہے

دھای سُوالیئی مارے گئی
دایہ طوطے کو لیکر مارنے گئی

سمجھِ گیان ہئے متِ بھئی
اور عاقبت اندیشی سے دل میں خیال آیا

سُوا سوراجا کر بسرامی
یہ طوطا راجا کا باعث تفریح ہے

مارِ نجائے چہے جیہ سوامی
لہذا وہ مارا نہیں جا سکتا ہے نا کاٹ جاتا ہے

یہ پنڈت کھنڈت بیرا گو
عبادت خدا میں غلطی کھانیوالا یہ طوطا پہلے جنم کا پنڈت تھا

دوکھ تاہِ جیہ سوجھ نہ آگو
اسمیں تو اسی کا قصور ہے جسکو پیش بینی نہ سوجھی

پرے دھوکھ پاچھے پچھتانا
وہ دھوکا کھا کر پیچھے پچھتاتا ہے

ناگمتی ناگن بُدھِ تاؤ
ناگمتی کی عقل ناگنوں سی ضرور ہے

سُوا میو رہوے نہنہ کاؤ
لیکن طوطا کبھی طاؤس نہیں بن سکتا

جو تریا کے کاج نہ جانا
جو عورتوں کے مکر کو نہیں جانتا

کون بھروس نار کے ہاہیں
اُس کی حمایت کا شوہر کو کیا بھروسہ

مک یہ کھوج ہوے نس آئے
شاید رات ہونے پر راجا طوطے کی تلاش کرے

تُرے روگ ہر ماتھے جائے
تو پھر گھوڑے کی بلا بندر کے سر جائے گی

جو نہ کنت کے آئیس ماہیں
جو البتہ شوہر کے حکم میں نہ رہے

دوہا

دوی سو چھپائے نا چھپے ایک ہتیا ایک پاپ
یہ دو باتیں چھپائے نہیں چھپتیں اول خون ناحق اور دوم بُرائی

انتہکر ہنہ بناس لیئی سئی ساکھی دئیں آپ
آخر کار وہ بُرائیاں خود گواہ بنکر بدکار کو نیست و نابود کر دیتی ہیں

راکھا سُوا دھای متِ ساجا
دایہ دانشمند تھی طوطے کو مارا نہیں چھپا لیا

بھیو کھوج نس آیو راجا
شام کو راجا آیا تو طوطے کو تلاش کیا

پنڈت سُوا مجاری لینھا
کہ عقلمند طوطے کو بلی لے گئی

رانی اُتر مان سوں دینھا
رانی ناگمتی نے غرور کے ساتھ جواب دیا

میں پوچھا سنگھل پدمنی
میں نے سنگھلدیپ کی پدمنیوں کی بابت پوچھا

اُتر دینھ تم کو ناگنی
تو جواب دیا کہ ناگن کیا پیسہ ہے

وہ جس دن تم نس اندھیاری
وہ مانند دن کے اور تو مثل اندھیری رات کے

کہاں بسنت کریا بٹ ری
بسنت کی بہار میں درخت کریں کی کیا زیبائش

کاتو پُرکھ رین کر راؤ
تیرا شوہر اندھیری رات کا راجا ہے

اُلو سنجان دوس کر بھاؤ
اُلو دن کی قدر کیا جانے

اس بڑ بول جیبھ مُکھ چھوٹے
اس بڑبولے کو کیا کہوں جس کے منہ میں زہر کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ کہ چھوٹا منہ اور زبان سے اتنی بڑی بات

زہر چوے جو جو کہہ باتا
جوں جوں بات کرتا زہر ٹپکتا تھا

اس ہتیارے مُکھ راتا
ایسا ہتیارا کہ منہ اُسکا لال تھا

دوہا

ماتھے نہنہ بیساری جون سُٹھ سُوا سلون
طوطا کتنا ہی خوبصورت اور پڑھا ہو لیکن اُسے سر پر نہ بٹھانا چاہیئے

کان ٹوٹیں جیہ پہرے کالیئی گرب سوسوں
جس سے کان ہی پھٹ جائے اُس دیور طلا کو لیکر کیا کرنا

راجے سُن بیوگ تس مانا
طوطے کا مرنا سنکر راجا اسکی فرقت میں ایسا بیحال ہوا جیسے راجا بکرماجیت کو بیتال ملا تھا[1]

وہ ہیرامن پنڈت سووا
وہ ہیرامن طوطا عالم تھا

جو بولے مُکھ انبرت چووا
جو بولتا تو اسکے مُنہ سے گویا آبحیات ٹپکتا تھا

(1) فٹ نوٹ صفحہ ۳۴ پر دیکھئے

پنڈت ٹھگھن ہٹ نہ دوکھا
بے قصور عالم طوطے کو تو نے کیوں کھو دیا

پنڈت ہتیں کہی نہ دھوکھا
عالم سے کبھی دھوکا نہیں ہو سکتا

پنڈت کیر جیہ بگھ سودھی
عالم کے منہ سے نکلی ہوئی بات شاستر سے تولی ہوئی ہوتی ہے

پنڈت بات نہ کہے برودھی
عالم کبھی ناجائز بات نہیں کہتا

پنڈت سمت دیئی پھر لاوا
عالم اچھی راے دیکر راہ راست پر لگا دیتا ہے

جو کنتھہ تیہ پنڈت نہ بھاوا
جو بدکار ہو اُسے عالم کی بات اچھی نہیں لگتی

پنڈت راتا بدن سریکھا
عالم کی شخصیت سرخروئی اور دانشمندی کی ہے

جو ہتیار رُہر سو دیکھا
جو خوبی ہوتا ہے اُسے سنون ہی دکھلائی دیتا ہے

دوہا

کی جانہہ کے اوگن مندر ہوی شکھراج
کیا تو یہ جانتی ہے کہ اتنا بڑا قصور کرکے راج محل پر شکھر سین سے راج کر سکیگی

کی چل ہؤہ سوا سنگ ستی
یا چل طوطے کے ساتھ تو بھی جلکر خاک میں مل

آیس میٹیں کنت کر کا کر بھانہ اکاج
خاوند کے حکم کو مٹا کر کس کی زندگی برباد نہ ہوئی

کی پران گھٹ آنہہ متی
یا در کھہ یا تو میری جان میرے جسم میں نہ رہیگی

چانہ جیس دھن اوجیارہی
جو رانی ناگمتی مثل چاند کے روشن تھی

بھا پیو روس گہن اس کہی
وہی خاوند کے غضب سے خسوف گرفتہ سی ہوگئی

پرم سو ہاگ نباہ نہ پاری
شوہر پرستی کے اصل مقصد کو میں نہ پہونچ سکی

بھا دو ہاگ سیو جب ہاری
میری بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ ستیہ دھرم کو کھو بیٹھی

ایتنک دوس برچ پیو روٹھا
یہی دُکھ کہ تو بالا شوہر ایک معمولی قصور پر خفا ہوگیا

جو پیو آپن کہے سو جھوٹھا
جو شوہر کو اپنا سمجھے وہ جھوٹا

ایسے گرب نہ بھولے کوئی
اس طرح غرور کرکے غفلت میں نہ پڑے

جیہ ڈر بہت پیاری سوئی
جسکو خاوند کا خوف زیادہ ہو وہی کی پیاری ہوتی ہے

رانی آی دھای کے پاسا
رانی ناگمتی دایہ کے پاس آئی

سوا مو اسینور کے آسا
جیسے طوطا بامید سینبھل کے پاس جا کر موت کا مقابلہ کرتا ہے

پرا پریت کنچن مہنہ سیسا
خالص محبت طلائی ہے گو یا سیسہ پڑ گیا ہے کہ میل سے نہ بچکر کالا ہو جاتا ہے

بُہر نہ ملے سیام پے دیسا
شوہر کہاں سونا پاس جیہہ جاؤں
ایسا سونا کہاں ہے کہ اُس کے پاس جاؤں

دیئی سو ہاگ کری ایک ٹھاؤں
اور وہ سہاگ سے صاف کہدے کہ تو ہمارے لائق نہیں ہے

دوہا

میں پیو پریت بھروسے گرب کینھ جیو ما نہنہ
میں نے اپنے جی میں غرور کیا تھا محض خاوند کی ہی محبت کے بھروسے پر

تیہ رس ہوں پر ہیلی رو سیو ناگرنا نہنہ
اور اُس نے غضب میں آکر مجھے ٹھکرا دیا افسوس کہ دانشمند خاوند روٹھ گیا

فٹ نوٹ صفحہ ۴۲ (۱) راجا بکرماجیت کے پاس بھی ایک ہیرامن نامی طوطا تھا۔ ایکدن طوطے نے راجا کو ایک پھل یہ کہکر دیا کہ اس پھل کو کھانے سے انسان جوان ہو جاتا ہے القصہ راجا نے اُس پھل کو باغیچے میں بو دیا جب اُس کے درخت میں پھل لگا تو اُسے راجا نے رانی کو دیا رانی نے امتحاناً ایک کتے کو کھلایا وہ مر گیا۔ غضب میں آکر راجا نے اُس طوطے کو مروا ڈالا جب دوسرا پھل لگا تو باغبان کی عورت نے روٹھ کر رہنے کے لئے اُس پھل کو کھایا تو وہ جوان ہو گئی۔ یہ دیکھکر راجا کو سخت افسوس ہوا۔ کتے کی موت کا باعث سانپ کا زہر تھا جو کسی طرح پھل میں لگ گیا تھا ۱۲

اُتر دھای تب دینھہ رسائی
یہ سنکر راجہ نے غصہ میں آکر جواب دیا۔ کہ غصہ اپنے کو کھاتا ہوا اور عقلمندی دوسرے کو کھاتی ہے

رس آپہُہ بُدھ اور کہ کھائی
غصے نے تو کہا تھا کہ اے لڑکی غصہ نہ کر

میں جو کہا رس جن کر بالا
ایسا کون ہے جو اس غصہ سے برباد نہ ہو گیا ہو

کو نہ گیو یہ رس کر گھالا

تو رس بھری نہ دیکھیس آگو
غصہ میں بھری ہوئی تو نے اپنا انجام نہ دیکھا

رس مہنہ کا کر جیو سو ہاگو
غصے میں کس کا سوہاگ آرام سے رہا

جیہ رس جوگے نجائی
جہاں غصہ ہو وہاں محبت محفوظ نہیں رہ سکتی

برس برودھہ رسہ پے ہوئی
بے عزتی اور دشمنی غصہ کرنے سے ہی ہوتی ہے

رس مارے تیہ مارنہ کوئی
جو غصہ کو مارے اُسے کوئی مار نہیں سکتا

جیہ رس کے مریئے رس جیجے
بس غصہ کی باعث موت ہو جائے اور رس نہ جیت (مرنے مارنے کا سوال ہی نہ ہو) ایسے مردگی حالت میں اُس کو چھوڑ کر غصہ کبھی نہ کرنا چاہیئے

سو رس تج رس کہنہ نہ کیجئے

نست سو ہاگ کہ پائیہ سادھا
کیا شوہر کا سہاگ محض خواہش کرنے سے ملتا ہے

پاوے سوی جواوہ چیت باندھا
ملتا اُسے ہے جو جیسا حالات کو اسی میں پیوست کر دے

دوہا

رہے جو پیہ کی آئس اُوبرتے[1] ہوئے ہین
جو عورت عاجزی سے شوہر کی اطاعت کرے اور کفیہ ناچیز بن کر رہے

نرمل دیکھے چاند اس جنم نہ ہوے ملین
وہ ہمیشہ چاند کی طرح صاف اور روشن رہے عمر بھر اُداس نہ ہو

جوا ہار سمجھی من رانی
رانی نے سمجھا اور انجام پر غور کر کے

سیو اکرے بوبارہ مانسا
جو آپ کی بارہ مہینے خدمت کرے

ملتہ مہنہ جن اہو نرارے
ظاہر میں ملے ہو مگر باطن میں جدا ہو

سوا دینھہ راجا کہنہ آنی
طوطا دایہ کے ذریعہ سے راجہ کے حوالے کر دیا

اتنک اوگن کرہ بنا سا
کیا اتنی سی خطا پر اُسے برباد کر دیجے گا

تمھسوں اہے اندیس سیارے
اور آپ کی یہ روش اندیشہ میں ڈالنے والی ہے

کارائی کا چیری کوئی
چاہے رانی ہو خواہ لونڈی

مائن پیہ ہون گرب کینھا
اور کہا کہ یہ میرا فعل غرور سے نہ تھا

جو تمھ دیئی ناے کے گریوا
جو تمھارے آگے اپنی گردن جھکائے

میں جانیو تم موہے ماہاں
میں تو یہ سمجھی تھی کہ آپ میرے ہی ہیں

جا کہنہ میا کرہ بھل سوئی
بس سے آپ محبت کریں ہی اچھی ہے

کنست تمھار مرم میں لینھا
بلکہ میں آپ کا راز معلوم کرنا چاہتی تھی

چھانڑہ نہنہ بن مارے جیوا
کیا اُسے جیتا نہ چھوڑے گا؟

دیکھوں تاک تو ہو سب پاہاں
مگر جب غور کیا تو سب جگہ (ہر جائی) ہو

دوہا

تمھسوں کوئی نہ جیتا ہارے برریج بھوج
تم سے کوئی نہیں جیتا۔ برریج اور راجہ بھوج بھی ہار گئے

پہلے آپ جو کھودے کرے تمھار سو کھوج
پہلے جو اپنے کو کھودے وہی تمھاری کھوج کر سکتا ہے

[1] بعض نسخوں میں بجائے اُبرتے کے اُوترتے ہے یعنی جو عورت اپنے شوہر کی مطیع ہو اور اُس کو جواب نہ دے وہ ہمیشہ سرخرو رہتی ہے ۱۲ جعفر علی مصحح

راجا سواسنبادکھنڈ

راجے کہا ستیہ کہہ سوآ
راجا نے طوطے سے کہا سچ سچ بتا

باندھی سرسٹ اہے ست کیری
تمام خلقت سچ ہی سے وابستہ ہے

ست کہہ ستی سنوارے سرا
سچائی ہی سے پارسا عورت چتا بناتی ہے

بن مست جس سنیور کر بھوآ
کیونکہ جھوٹی بات مثل سنیول کی ٹوٹی کی ہے

پچھمی اہے ستیہ کی چیری
اور دولت سچ کی کنیز ہے

آگ لاے چہنہ وس ست جرا
اور آگ لگا کر سچائی پر جل جاتی ہے

سوست چھاڑ جودھرم بناسا
راوطوطے جس نے سچائی کو چھوڑ کر دھرم برباد کیا

ہوئے مکھ رات ستیہ کے باتا
سچ بات سے سرخروئی حاصل ہوتی ہے

ستیہ جہاں ساہس سدھر پاوا
جہاں سچ ہو وہاں سیکڑوں کمال ہوتے ہیں

دوی جگ تر استیہ جس لیکھا
جسنے سچائی اختیار کی وہ دونوں جہاں سے نجات پاگیا۔ اور سچا ہی ہر دلعزیز ہوتا ہے

جہاں ستیہ تہنہ دھرم سنگھاتا
جہاں سچ ہو وہیں دھرم (ایمان) بھی ہے

آوست بادی پرکھ کہاوا
اور سچا شخص ہی مرد کامل کہلاتا ہے

اور پیار دیہہ ست بھاکھا
اور سچا ہی ہر دلعزیز ہوتا ہے

کامت کینتھ بیس ست ناسا
وہ شخص گیا گزرا ہے جس کی راستی میں فتور آیا

دوہا

تمنہ سیاں او پنڈت ست نہ بھاکھوں کاؤ
ستیہ کہو سو موسوں اِنہہ کا کرانیاؤ

تم ہوشیار اور دوراندیش ہو اور کبھی جھوٹ نہیں کہہ سکتے
مجھ سے سچ سچ کہو کہ اس میں کس کی خطا ہے۔

ستیہ کہت راجا جیو جاؤ
(اے راجا) سچ کہنے میں جان کا خطرہ ہے

یدماوتِ راجہ کے باری
یدماوتی نام راجہ کی لڑکی

اہیں جو یدمن سنگھل ماہان
سنگلدیپ میں جتنی بھی تاکیدیں دیدینی ہیں

پے مکھ ست نہ بھاکھوں کاؤ
مگر میں اپنے منھ سے ذرا بھی جھوٹ نہ بولونگا

پدم گندھ سس بدھ اوتاری
جو مثل کنول کے خوشبو اور چاند کی طرح روشن خلقت ہے

سگندھ روپ سب تہنھ کر چھاہیں
وہ سب خوشبو اور صورت میں اسکی چھائیں ہیں

اوپایوں مانس کی بھاکھا
اور اسی سلسلہ میں انسان کی زبان بھی

ہوں سیتہ نے نسرہ میں
سچ ہی کی بدولت میں اس سے نکل آیا ہوں

سس مکھ انگ ملیگرانی
اُس رانی کا چاند سا مکھڑا اور صندل کا جسم ہے

ہیرامن ہوں تہک پے یوا
میں ہیرامن اُسی کا پالو طوطا ہوں

نانہت پنکھ موڑھ بھر پاکھا
ورنہ میں ایک مٹھی پر کا جانور ہوں

سنگھل دیپ راج گھر ہیتی
سنگلدیپ کے راج گھرانے کی بیوا سے

کنک سو گندھ دادس باسی
کندنی رنگ خوشبودار اور مثل آفتاب کے ہے

کنٹھا پھوٹ کرت تہ سیوا
اور جب سے بولنا شروع کیا اسی کی مدحت میں

جولہہ جیون رات دن سنورون وہ کرتانوں
کھر راتا تن ہریہ دو ہوں جگت لے جانوں

جب تک زندہ ہوں رات دن اُسی کا نام لوں گا
(اور) اُسی کی بدولت سرخروئی اور نیکنامی دونوں جہان کی حاصل کرونگا

ہیرامن جو کنول بکھانا
طوطے نے جو کنول یعنی راجہ پدماوتی کی تعریف کی

سن راجا ہوئے بھنور بھلانا
تو سنکر راجہ مثل بھنورے کے فریفتہ ہو گیا

آگے آؤ پنکھ اُجیارے
اور کہا اے خوبصورت طوطے آگے آ۔ تو نے کس روشن چراغ کا ذکر کیا ہے جسپر پروانے نثار ہوتے ہیں

کہے سُدیپ پتنگ کیہ بارے

اہا جو کنک سو باسک ٹھانوں
اور چونکہ تو کندنی رنگ معطر کے پاس رہا ہے

کس نہ ہوے ہیرامن نانوں
تو تیرا نام ہیرامن کیوں نہ ہو؟

کور اجا کس دیپ اُتنگو
وہ کیسا راجا ہے اور کیسا پُر فضا ملک ہے

جنہہ رے سنت من بھیو پتنگو
کہ جس کے سنتے ہی سے دل فریفتہ ہو جاتا ہے

سن سو سمند چکھو بھے اُکلکلا
اُس بحر حسن کا حال سُن کر آنکھیں ہچکچین میں

کنولہنہ چھوں بھنور ہوئی ملا
چاہتا ہوں کہ اُس کنول پر بھونرا بن کر نثار ہو جاؤں

کہہ سگند دھد دھن کس نلی
قصیدہ بیان کر کہ وہ دولت سُن اب تک کیسے پھوٹی ہے؟ بھونرے نے اُسے چوسا یا ابھی کچی کلی ہے

بھا آل سنگ کی ابہیں کلی

اوکہہ تہاں جو پدمن لوٹی
اور یہ بھی بیان کر کہ وہاں کی عورتیں میں

گھر گھر سبک ہوں ہتھ جس ہوتی
اُن کے اخلاق و رسوم کیسے ہیں

دوہا

سبے بکھان تہاں کر کہت سو موسوں آؤ
وہاں کے جس طرح جو حالات مجھ سے تو نے بیان کئے ہیں اُسی طرح دل میں

چھوں دیپ وہ دیکھا سُنت اٹھا اس چاؤ
بہت اشتیاق ہے کہ اُس جزیرہ کو جا کر دیکھوں

کا راجا ہوں برنوں تا سوٗ
میں راجہ کا حال کیا بیان کروں

سنگھلدیپ آہ کیلاسوٗ
سنگھلدیپ تو ایک بہشت ہے

جو گا تہنا بھلا نا سوئے
جو وہاں گیا وہیں پھنس گیا

گے جگ بیت نہ بہورا کوئے
زمانہ گزر گیا کہ کوئی بھی لوٹ کر نہیں آیا

گھر گھر پدمنیں چھتیس جاتی
وہاں ہر قوم میں گھر گھر پدمنیاں ہیں

سدا بسنت دوس اُررائی
دن رات بہار ہی بہار ہے

تنہ تنہ برن سو گندھ ہتوری
ویسے ہی وہاں مزاج و خوبصورتی ہر مختلف پدمنیاں میں

گندھرب سین تہاں گڑ راجا
وہاں کا مہاراجا گندھرب سین ہے

اچھر تہہ منہ اندر اسن ساجا
جیسے کہ پریوں میں راجا اندر

سو پدماوت تہ کر باری
اور یہ ماوتی اُس کی بیٹی ہے

جو سب دیپ ماتھ اجیاری
جس سے سارا جزیرہ روشن اور منور ہے

چھوں کھنڈ کے برجا ہیں
تمام دنیا سے جو اُسکے خواستگار آئے ہیں

گر بہنہ راجا بولنہ ناہیں
بوجہ غرور حسن کے کسی سے بات تک نہیں کرتی

دوہا

ادوت سو رجس دیکھیہ چاند چھپے تہ دھوپ
جیسے آفتاب کے نکلنے سے چاند دھوپ میں چھپ جاتا ہے

ایسئی سبے جانھ چھپ پدماوت کے روپ
ویسے ہی پدماوت کے حسن کے سامنے سب کا حسن پھیکا پڑ جاتا ہے

سُن رب نوں رتن بھا راتا
راجہ رتن سین آفتاب (پدماوتی) کا نام سنکر دیوانہ ہو گیا اور کہا اے دانشمند طوطے پھر وہی تذکرہ کر

پنڈت پھیرا ہے کہو باتا

تین سرنگ مورت وہ کہی
تو نے اُس ماہوش کی تصویر ایسی کھینچی ہے

چت منہ لاگ چتر ہو رہی
کہ میرے دل میں نقش (کالنجر) ہو گئی ہے

جن ہوی سرج آئے من بیسی
مثل آفتاب کے وہ میرے دل میں بسگئی ہے

سب گھٹ پوریہے پرگسی
رگ رگ میں سما کر دل میں ظہور کیا

اب ہوں سرج چاندہ چھایا
اب میں سورج ہوں اور وہ سایہ یعنی چاند ہو گئی

جس بن میں رکت بن کایا
جیسے ماہی بے آب کے اور جسم نیر خوں کے

کرن کران بھا پیم انگورو
میری رگ رگ میں محبت کے کانٹے بھوک رہے ہیں

جو سس سرگ چڑھوں ہوئے سورو
اگر وہ پیارا (آفتاب) آسمان پر چاند بکا نمودار ہو گی تو میں سورج ہو کر

سہس کران روپ من بھولا
اُس پیارے کرن (آفتاب) میں میرا پنا کو فراموش کر چکا

جنھ جنھ درسٹ کنول جن پھولا
اور جدھر نگاہ ڈالتا ہوں مثل کنول کے کھلا جاتا ہے

تہاں بھنور جنھ کنولا گندھی
جہاں کنول کی خوشبو ہو وہاں بھونر ضرور پہنچتے ہیں

بھئی سیس آہ کیر بن بندھی
اور چاند کے لئے گہن ضروری ہے

دوہا

تین لوک[1] کھنڈ چودہ سبکی پرے مونہہ سوجھ
تینوں لوک اور چودہ طبق مجھے نظر آرہے ہیں

پیم چھانڈ کچھ اور نہ جو دیکھوں من بوجھ
جب دل میں سوچا تو سوا سے عشق و محبت کے اور کچھ نظر نہ آیا

پیم سنت من بھول نہ راجا
محبت کا نام سنکر اے راجہ غالطی میں نہ پڑ

کٹھن پیم سرسئی تو چھاجا
اسلئے کہ محبت ایسی سخت ہے کہ بغیر سر دیئے نباہ نہیں

پیم پھند جو پرا نہ چھوٹا
جس کے گلے میں محبت کا پھندا پڑ گیا

جیو دیہہ پے پھاند نہ ٹوٹا
جان تو گئی مگر پھندا نہ چھٹا

گرگٹ چھند دھرے دکھ تیتا
جیسے گرگٹ رنگ بدلتا ہے ایسا ہی سیطرح عشق بھی مبتلوں کو ستاتا ہے

کھن کھن سات پیت کھن بیتا
ذرا دیر سر اور ذرا دیر نیر دونو مفید

جان پچھار جو بھے بن باسی
جس عشق کے خوف سے لوگ بن میں جا بسے وہاں بھی بچا نہیں۔ کیونکہ اسکے پرمیں پھندے کی شکل بنی ہے

رؤں رؤں پھاند کو آسی
جیسے گرگٹ رنگ بدلتا ہے عشق بھی مبتلوں کو ستاتا ہے

پانکھ پھریرا سوئی پھاندو
پروں میں جو پھریرا ہے وہی انکا پھندا ہے

اڑ نہ سکہنا رجھے بھئے باندو
اور ایسا اُلجھا دیا ہے کہ قیدی بن گیا ہے

میوں میوں نسدن چلائے
اور اپنی بولی میں رات دن چلاتا رہتا ہے

دہی روش ناگن دھر کھائے
اور اسی غصہ میں زہریلا سانپ کو کھا جاتا ہے

پانڈک سو آکنٹھ وہ چیتھاں
فاختہ اور طوطے کا کنٹھا بھی عشق کی علامت ہے

جنہ گیں پرا چاہ جیو دیتھاں
اور یہ پھندا جسکے پڑا اُسی کی جان گئی

دوہا

تیتر گیں جو پھاند ہے تہہ پکارے دوکھ
تیتر کے گلے میں جو پھندا ہے تو اسی لئے ہمیشہ زور سے چیختا ہے

سکت ہنکار پھاند گیں میلے کت مارے بن موکھ
اُس کی چیخ سے دوسرے تیتر بھی پھنس جاتے ہیں اور بلا جان گئے نجات نہیں ہوتی

راجا لینھ اوب کے سواسا
راجا نے آہ سرد بھر کے کہا اے طوطے

ایس بول نہہ بول نراسا
ایسی نا امیدی کی باتیں نہ کر

پہل پیم ہے کٹھن دوہیلا
عشق کی ابتدائی منزل نہایت مشکل ہے

دو دو جگ ترا پیم جیں کھیلا
اور جسنے عشق حقیقی ہو گیا وہ دونو جہاں کا بادشاہ ہو گیا

[1] راجہ رتن آپ کو سورج قرار دیکر پدماوتی کو چاند سے تشبیہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جیسے مچھلی بے پانی کے اور جسم بغیر خون کے نہیں ہو سکتا اُسی طرح میں بھی بلا پدمنی کے زندہ نہیں رہ سکتا رتن اپنے جوش عشق میں باوجودیکہ پدماوتی کو سورج مان چکے ہیں مگر پھر بھی اپنے کو سورج قرار دیتے ہیں اور پدماوتی کو چاند مانا [2] تین لوک - یعنی پاتال - مرت - اکاس ۱۲ سیہ جنھ جنھ

دُکھ بھیتر سُکھ مدرا کھا شراب محبت سختی ہی میں مضمر ہے اب میں پیم پنتھ سر میلا اب میں نے راہ محبت میں سر دیا ہے	کنچن مرن چہے سو چاکھا جو سختی جھیلے وہی اس کو چکھ سکتا ہے پانوں نہ ٹھیل راکھ کے چیلا مجھے پاؤں سے نہ ٹھکرا اور اپنا خادم بنا تب لگ دکھ پیتم نہ بھینٹا جب تک وصل محبوب نہ ہو تب تک دُکھ ہی	جینھ نہنہ سیس پیم پتھ لادا راہ عشق میں جس نے سر نہ دیا پیم بار سو کہہ جو دیکھا عشق کا دروازہ جسنے دیکھا ہو وہی کہہ سکتا ہے ملا تو گا جرمک دُکھ میٹا اور جب وصل ہو گیا تو ساری پریشانیاں دُور ہو گئیں	سو پرتھمی منہنہ کا ہیک آوا وہ زمین پر کس لئے آیا جینھ دیکھ کا جان بسیکھا اور جس نے دیکھا ہی نہیں وہ اسکا راز کیا جانے
دوہا	جس انوپ تیں برنس نکھ سُکھ برن سنگار جس طرح تو نے اُسکو بے مثال کہا ہے اُسی طرح اُسکا سراپا بھی بیان کر		سہے موہے آس ملے کئی جون مرے کرتار اس لئے اگر خدا کو منظور رہے تو مجھے اُس کے ملنے کی امید ہے

سنگار کھنڈ پدماوت

کا سنگار اوہ برنوں راجا اور راجا اُسکی زیبائش کا کیا بیان کروں بھنور کیس وہ مالت رانی بال مثل بھونرے کے ہیں اور وہ مثل گل مالتی کے ہے کو نورکٹل کیس نگ کارے اُسکے پیچدار اور طائر دال مثل کالے ناگ کے	وہ ہک سنگار وہی پے چھاجا اُس کی زیبائش اُسی کے لئے زینت بخش ہے بسہر اُرے لینھ ارگھانی گویا سانپ اپنے پیر جھکے ہوئے خوشبو لے رہے ہیں لہرن بھرے بھونگ بیارے بھنورے نکالے پھنکار رہے ہیں گھنگرو ارا لکیں بس بھری گھونگرو والی زلفیں زہر سے بھری ہوئیں	پرتھم سیس کستوری کیسا پہلے سر کا بیان کرتا ہوں کہ اُسکے بال مثل مشک کے ہیں اور سانپوں کا راجا بالکی بھی مثل ہے اور سانپوں کا کیا ذکر ہے بینی چھور جھار جوں بارا جب وہ جوڑا کھول کر جھاڑتی ہے بیدھے جنوں ملیگر بارا گویا اُس صندل پر سانپ لوٹ رہے ہوں سنکریں پیم جہیں گیو پری گویا محبت کی زنجیریں گلے پڑنا چاہتی ہیں	بل باسک کا اور نریسا اور ساپوں کا راجا بالکی بھی مثل ہے سرگ پتار ہوئے اندھیارا تو آسمان سے تحت الثری تک اندھیرا چھا جاتا ہے سیس چڑھے لوٹھ چھپ پاسا اور اُسکے سر پر چڑھکر چاروں طرف لوٹ رہے ہیں
دوہا	اس پھندوار کیس وے پرا سیس گیو پھاند اُس کی زلفیں ایسی خونخوار ہیں کہ جن میں گلا اور سر خواہ مخواہ پھنس ہی جاتا ہے		اسٹو کری ناگ سب ار جھ کیس کے باند اور گویا آٹھوں قسم کے ناگ زلفوں کے حسد میں جا بجا تو غیں لغو نکے پھندے میں پڑ گئے
برنوں مانگ سیس اُرا پیں اب اُس کی مانگ کی تعریف کرتا ہوں	سیندُر ابہنہ چڑھا جا ہیں جس میں ابھی تک سیندور نہیں بھرا گیا	بن سیندُر اس جانو دیا مگر بغیر سیندور کے بھی مثل چراغ کے تابان ہے	اجیر پنتھ رین منہ کیا اور ایک راہ روشن اندھیری رات میں نظر آتی ہے

کنچن ریکھ کسوٹی کسی
کسوٹی پر کسنے سے جیسے سونے کی لکیر پڑتی ہے
کھانڑے دھار رُہر جُن بھرا
جیسے تلوار کی دھار پر خون بھرا ہے

جَن گھن منہ دامن پر گسی
اور ابر تاریک میں بجلی چمکتی ہے
کروت لئی بینی پر دھرا
اور آرے کو گویا چوٹی پر لا رکھا ہے
کروت[1] تپا لینھ ہوئی چُورو
جیسے کوئی فقیر کاشی کروٹ لیکر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے

سُرج کرن جُن گگن بسیکھی
اور جیسے آسمان پر سورج کی کرنیں دکھائی دیتی ہیں
تہ پر پور دھرے جو موتی
اور اُس مانگ میں جو موتی پروئے گئے ہیں
کُنڈ سور سُہرے دیئی سیندورو
شاید اُسی کا خون بشکل سیندور مانگ پر لگا ہے

جمنا ماہ سُرستی دیکھی
اور جمنا میں سرستی کی لکیر نظر آتی ہے
جمنا ماہ گنگ کے سوتی
وہ ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے جمنا میں گنگا کا سوتا

دوہا

کنک دوا دس بان ہوے چہ سُہاگ وہ مانگ
خالص کندن بھی چاہتا ہے کہ میں اُس مانگ کی زینت بنوں
سیوا کریں نکھت سب اُوے گگن جس گانگ
اور ستارے (موتی کی لڑیاں) ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے کہکشاں گگن

کہوں للار دوج کے جوتی
اگر اُس کی پیشانی کو ہلال سے تشبیہ دوں
کاسیر ورتہ دیون مینکو
میں اُسے چاند سے کیا تشبیہ دوں
تہ للار پر تلک بیٹھا
اور جب پیشانی پر قشقہ لگاتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہلال کے قریب قطب تارا طلوع ہوتا ہے

دیکھہ جوت کہاں جگ اوتی
تو غلط ہے کیونکہ ہلال میں اسقدر چمک کہاں
چاند کلنکی وہ نکلنکو
چاند میں جھائیں ہے اور اُس میں نہیں
دوج پاٹ بانہ دیوٹھا
کوئی اُس کے آگے ٹھہر نہ سکا

سہس کرن جو سُرج دپائی
سورج جو ہزار کرنوں سے چمکتا ہے
اوچاندہ پُن راہُو گراسا
اور پھر چاند میں تو گہن لگتا ہے
کنک پاٹ جُن بیٹھا راجا
اور قشقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ راجہ سونے کے تخت پر

دیکھہ للار سو چھپ جائی
وہ بھی اسکی پیشانی کی چمک میں چھپ جاتا ہے
وہ بن راہُو سدا پرکاسا
اور وہ پیشانی گہن سے پاک ہے
سبکی سنگار استرے ساجا
سب اسلحہ سے آراستہ ہو کر بیٹھا ہوا ہے

دوہا

کھرگ دھنک چک باں دوی جگ مارن تہ نانوں
اُسکی ناک، ابرو اور دونوں آنکھیں قتالۂ عالم ہیں

سنکی پرا مورچھ کے موکہنہ ہئے کو ٹھانوں
راجہ کو یہ سن کر غش آگیا اور کہا افسوس بے موت مارا گیا

بھو نہیں سیام دھنک جن تانہں
سیاہ بھویں مثل کمان کے کھنچی ہیں
جا سہنہ سیر مار بکھ بانہں
جس طرف پھرتی ہیں مثل تیر زہر آلود اثر کرتی ہیں

ہنے دھنے اُنھ بھنوہن چڑھے
اور جس پر اثر کرتی ہیں اسکو ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں
کئی ہتھیار کال اس گڑھے
کیا موت نے ان کو اپنا ہتھیار بنا لیا ہے

[1] کاشی میں ایک مقام ہے جس کو کاشی کروت کہتے ہیں اور زمانہ قدیم میں اُس مقام میں جوگی یہ پیشہ اختیار کرکے اپنے جسم کو آرہ سے ریزہ ریزہ کرا دیتے تھے ۱۲ مصحح

واہی دھنک کرشن پہنایا
گویا یہی کمان کرشن جی کے پاس تھی
وہی دھنک بیدھ ہت رامہو
گویا اُسی کمان سے راہو مارا گیا۔ اور

وہی دھنک راگھو کر گہا
اور یہی کمان رامچندر جی نے لی تھی
مارا اوہ سہسرا باہو
وہی کمان تھی جس نے راجہ سہسرا باہو ارجن راباز و کو خم کیا

وہی دھنک اون سنگھارا
اور گویا اُسی کمان سے راون مارا گیا
وہی دھنک میں تاپر چھیاں
میں نے اسی کمان کو پر ماوتی کے پاس دیکھا

وہی دھنک کنسا سُر مارا
اور وہی کمان تھی جس نے کنس کو فنا کیا
دھانک آپ بیدھ جگ کینھاں
خود تیر انداز بنکر سارے جہان کو نشانہ بنا رہی ہے

دوہا

بھوہن دھنک دھن دھانک دے سر سر نکرائے
اُس کی بھویں کمان تھیں اور وہ بے مثل کماندار تھی

اَٹھ بھو نہن سر کوئی نہ جیتا
اُن بھوؤں کے تیر کا کوئی مقابل نہ ہوا

اچھرین چھپیں چھپیں گو پیتا
پریاں شرمندہ ہیں اور گویا چھپ گئیں

گگن دُھنک جو اُگوے لاجہ سُو چھپ جاے
آسمانی قوس قزح بھی اُس کے سامنے نادم ہے

نین بانک سر یوج نہ کوؤ
آنکھیں ایسی بنکی ہیں کہ کوئی تاب نہیں لا سکتا

اُٹھہنہ ترنگ لینہہ نہنہ پاگا
مثل گھوڑے بے لگام کے

جگ ڈولے ڈولت نیناہاں
آنکھوں کے ہلتے ہی زمانہ ہل جاتا ہے

مان سرو دک اُ لتھیں دُو دُو
گویا مان سر لہریں مار رہا ہے

چاہہنہ اُٹھ گگن کیں لاگا
آسمان پر جست کرنا چاہتی ہیں

اُلٹ اڑا رجا نہہ پل ماہاں
اور پلٹ کر پلک میں سما جاتی ہیں

سمد بلور بھر نہہ جن جھولے
گویا سمندر کی لہروں میں جھولتی پھرتی ہیں

راتے کنول کرنہہ ال بھواں
انہیں مثل کنول سرخ کے ڈورے کرنیں بھونرے منڈلا رہے ہیں اور متوالے ہو کر گھوم اور رچ رہے ہیں

پون جھکورہنہ دیہنہ بلورا
جیسے گھٹا کی تیز رفتاری سے ہوا میں آندھی پیدا ہو جاتی ہے اور اسی طرح وہ آنکھیں کبھی آتی ہیں کبھی جاتی ہیں اور کبھی نہیں ہیں

جوہ پھرائے گگنہہ بورا
اور جب وہ نگاہ گردش کرے تو آسمان ڈوب جائے

کھنجن لرنہہ مرگ جن بھولے
گویا ہرنوں کے بچے ہیں جو ہرن چوکڑی بھول گیا ہے

گھو مہنہ بات چھپیں انپسوں
سرگ لاے بھوئیں لاے بھورا
اس دے بھوہنہ بھونر کی جورا
اس طرح مثل چکوی چکوے کے چکر کاٹتی ہیں

دوہا

سُبھر سر و رنین وے مانک بھرے ترنگ
وہ آنکھیں ایک ایسا سمندر (دریا) ہیں جس کی لہریں جواہرات سے بھری ہیں

آوت تیر پھرا وہیں کال بھنور تیہ سنگ
اور دو کالے بھنورے دنکولے ہوئے نزدیک آتے ہیں اور پھر واپس چلی جاتی ہیں

بُرنی کا برنوں اِم بنی
بلکوں کا بیان کیا کروں وہ اس طرح ہیں

وار نہہ پار بنا دو رساندھے
اس جانب سے اُس جانب تک ایسی تیز مسلح کھڑی ہیں

سادھے بان جان دوے رانی
کہ گویا دو فوجیں آمنے سامنے تیر انداز کی کر رہی ہیں

جاسوں ہیر لاگ بکھ باندھے
کہ جو کوئی بھی کھلائی پڑا تیر نہ کمان کا نشانہ بنا

جرسی رام راون کے سینا
اور گویا رام اور راون کی فوج جنگ کے لیے تیار ہیں اور دونوں پلٹنیاں بیچ میں مند مند کے مرا ہی ہیں

اوٹھ بانٹھہ اس کون نہ مارا
ایسا کون ہے جو اُن تیروں سے مجروح نہ ہوا ہو

بیچ سمد رہا سگرا سنسارا
بیدھ رہا سگرا سنسارا
غرضکہ تمام زمانہ اُسکا شکار بن رہا ہے

گگن نکھت جس جا ہینہ نہ گنے
آسمان میں جو بیشمار ستارے دکھلائی دیتے ہیں

وے سب بان وہی کے ہنے
وہ سب اُنھیں تیروں کے مارے ہوئے ہیں

دھرتی بان بیدھ کے راکھی
اُنھیں تیروں سے بیدھی ہوئی یہ زمین قائم ہے

ساکھا ٹھاڑھ دیسی سب ساکھی
اور سب درخت اسکا ثبوت دے رہے ہیں

روؤں روؤں مانس تن ٹھاڑھے
انسان کے جسم پر جو روئیں کھڑے ہیں

سو تہنہ سوت بیدھ اس گاڑھے
گویا وہی تیر ہیں جو انسان کے جسم میں پیوست ہیں

دوہا

برن بان جس اوپنہ بیدھی رن بن ڈھنکھ
ابر کے بال مانند تیر کے اُگے ہیں جن سے جنگ گاہ جنگل غیرہ سب بیدھے ہوئے ہیں

سو جھنہ تن سب رواں پنکھہ تن سب پنکھ
وہی تیر بصورت بال انسان اور پرندوں کے جسم پر پر کی صورت میں نظر آتے ہیں

ناسک کھرگ دیوں کہہ جوگو
اُس کی ناک کو تلوار سے کیا تشبیہ دیجاوے

کھرگ کھین وہ بدن سنجوگو
تلوار تو خود کھلی جا رہی ہے پر اسکے جیسی نہیں ہے کیسے

ناسک دیکھ لجانیو سو آ
ناک کی خوبصورتی کو دیکھ کر طوطا شرمندہ ہو جاتا ہے

سوک آی بیسر موہی اوا
اور گویا ہر اُسکی ناک میں بیسر پنکھ پیدا ہو گئے ہیں

سو اجو پیر ہرامن لاجا
میں ہیرامن بھی مارے شرم کے زرد ہو گیا

اور بھاو کا برنوں راجا
اس سے زیادہ بیان کر سکنا ہوں

سُوا سُناک ٹھور نواری
طوطے کی ناک ٹیڑھی اور سخت ہے

وہ کو نول نل پُپ سنواری
اور اُسکی ناک مانند گل کنجدلا کے خوبصورت ہے

پُپ سگندھ کر بہنہ بہہ آسا
تمام خوشبودار پھول اس امید میں ہیں

ماک ہر کای لیئی ہم پاسا
کہ شاید ہمکو بھی اسکی خدمت کرنیکا کبھی موقع

ادھر دسن پر ناسک سو بھا
ہونٹھ اور دانتوں پر ناک کی کیا نئی بیاض ہے

داریوں بمب دیکھ سُک لوبھا
کہ گویا انار اور کندرو کو دیکھکر طوطا للچا رہا ہے

کھنج دُہنہ دِس کیل کرا ہیں
دُہنہ وُہ رس کو پاؤ کہ ناہیں
معلوم کیطرح دونوں آنکھیں کلول کرتی ہوئی اس فکر میں ہیں کہ دیکھیں اس کا وصل کس خوش قسمت کو نصیب ہوتا ہے

دوہا

دیکھا میہ رس ادھر نھہ بھیو ناسکا کیر
ہونٹوں کو آب حیات سمجھکر ناک سراپا طوطا بن گئی ہے

پون باس پہونچاوے اس رم چھانڑ نہ تیر
ہوا اُس کو خوشبو پہونچا رہی ہو اس لئے ناک اُن لبوں کا قریب سے چھو رہی ہے

ادھر سُرنگ امی رس بھرے
اُسکے لب لعلیں کو دیکھکر جو آبحیات سے بھرے ہیں

بمب سُرنگ لاج ین پھرے
کہ رُنے زلست سے جنگل میں بھلا شرم کو نوا ہے

پھول دُپہری جانہہ اتا
گل دوپہر کی طرح اُن لبوں کا رنگ سرخ ہے

پھول جھرہنہ جو جو کہہ باتا
اور سب باتیں کرتی ہو تو گویا پھول جھڑتے ہیں

ہیرالئی سو بدرُم دھارا
ہیرے (دانتوں) نے موتی کے (لب) کا بار پہن لیا ہے

بھنست جگت ہوئے اُجیارا
اور اُسکے ہنسنے سے تمام جہان روشن ہو جاتا ہے

کسم رنگ تھہر رہے نہ آگے
کسم کا رنگ اُس کے آگے ٹھہر نہیں سکتا

بھئی مجیٹھ باتہنہ رنگ لاگے
اُس کی رنگین باتیں مجیٹھ بن گئی ہیں۔

اس کے ادھر امی بھرا کھے
اُسکے لب آبحیات سے بھرے ہوئے ہیں

ابہنہ اچھوت نہ کاہو چاکھے
اور ابھی تک اُن کا مزہ کسی نے نہیں چکھا

کیہہ مکھ چوگ سو امرت بسا
دیکھئے یہ آبحیات کس کو نصیب ہوتا ہے

مکھ تنبول رنگ دھارنہہ سا
اُسکے مُنھ (لب) نے پان کا سا رنگ اختیار کر لیا تھا

راتا جگت دیکھ رنگ لاتے
ان کے سرخ رنگ سے تمام جہان محو شگفتہ ہے

اُدھر بھرے اچھہنہ ہنساتے
اور وہ لب لعلیں پر یوں پر ہنستے ہیں

دوہا

امی ادھر اس راجا سب جگ آس کریئے
اے راجا اُسکے لبوں کا جو مثل آبحیات کے ہیں سارا جہان متمنی ہے

کا کہتہ کنول بکاسا کو مدھکر رس لیئی
معلوم نہیں کہ یہ کنول شگفتہ کسکے مقدر میں ہے اور کونسا بھونرا اسکا رس لیگا

دسن چمک بیٹھے جن ہیرا
دانتوں کی قطاروں میں گویا ہیرے جڑے ہیں

وہ سو جوت ہیرا اپرا ہیں
اُسکے دانتوں کی چمک ہیرے سے بڑھکر ہے

رب سس نکھت دیکھ وہ جوتی
اور انھیں دانتوں کے عکس سے سورج چاند اور ستارے

اوج بیچ رنگ سیام گمبھیرا
اور درمیان میں سیاہ مسی کی رنگ جھلکی ہے

ہیرا دپہتہ سوتیہہ پرچھاہیں
بلکہ ہیرا اُنکے عکس سے چمکتا ہے

رتن پدارتھ مانک موتی
جواہرات لعل ہیرا موتی وغیرہ چمکتے ہیں

دامن چمک نہ سرور پوجا
جب بجلی بھی اُن کی چمک کو نہیں پہونچ سکتی تو پھر دوسری روشنی اُنکے کب ہمسر ہو سکتی ہے

جس بھادوں نس دامن بسی
جیسے بھادوں کی اندھیری میں بجلی کوندتی ہے

جیہہ دن دسن جوت نرمئی
جس دن سے دانتوں میں چمک پیدا ہوئی ہے

جنہہ تنہہ ہنس بھاوہ ہنسی
اور جب وہ مسکراتی ہے

پن وہ جوت ہوے کو دوجا
تو پھر دوسری روشنی اُنکے کب ہمسر ہو سکتی ہے

چمک اُٹھے تس بنی بتیسی
اسی طرح اُس کی مسی کی سیاہی میں دانتوں کی چمک ہے

بجلی جوت جوت وہ بھئی
ترے اُنکے صدقہ میں بجلی چیز ہی چمکنے لگی ہیں

تنہہ تنہہ چھٹک جوت پرگسی
تو ہر طرف اُن دانتوں کی چمک ظاہر ہوتی ہے

دوہا

ہنست دسن اس چمکے پاہن اُٹھے چھرکت
ہنسی کے وقت دانت ایسے چمکے کہ پتھر میں سترارے اٹھنے لگے

داریوں سر جو نہ کے سکا پھاٹو ہیا درکت
اور انار جب ہمسری نہ کر سکا تو وہ بھی پھٹ گیا

رسنا کہوں جو کہہ رس باتا
اُسکی شیریں زبانی کو میں بیان نہیں کر سکتا

امرت بین سنت من راتا
جو اُسکی باتیں سنتا ہے محو ہو جاتا ہے

چاتک کوکل رہنہہ جو ناہیں
پپیہا اور کوئل اس لئے خاموش ہو جاتے ہیں

سن وے بین لاج چھپ جاہیں
کہ اُس کی باتیں سن کر شرمندہ ہو جاتے ہیں

چترُ بید مت سب وہ پاہاں
وہ چاروں بید کا لب لباب جانتی ہے

رگ ججو سام اتھربن ماہاں
یعنی جو کچھ کہ رگوید یجروید سامویدہ اتھروید میں ہے

امر بھاگوت بنگل گیتا
امر کوش بھاگوت بنگل اور گیتا کا عالم بھی

ہرے سو سُر چاتک کو کلا
اسکی خوش آواز سے کوئل اور پپیہا بھی مات ہے

بین بنس دے بین جیہ بلا
بین اور بنسی کو بھی اس کی آواز سے حصہ ملا ہے

بھرے پریم رس بولے بولا
اُس کی محبت آمیز باتوں کو جو سنتا ہے

سُنے سو مات گھوم کے ڈولا
وہ متوالا ہو کر بیہوش ہو جاتا ہے

اِک اِک بولی ارتھ جو گنا
اُس کے ایک ایک کلمہ کا مطلب جو سمجھے

اندر موہ بر مھا سر دُھنا
تو اندر عاشق ہو گئے اور برھما سر دھننے لگے

ارتھ جو جھ پنڈت نہہ جیتا
مباحثے میں بدھاوت سے بازی نہیں لیگیا

دوہا

بھاسوتی اور بیاکرن پنگل پڑھے پُران
کتاب علم نجوم بھاسوتی اور بیاکرن اور پنگل اور پُران وغیرہ کی وہ علم ہے

بید بھیدسوں بات کہہ جُن لاگیں ہیہ بان
جب وہ بید کا راز بیان کرتی ہے تو دل میں نشتر سا لگتا ہے

پُن برنوں کا سُرنگ کپولا
میں اُسکے دمکتے رخسارہ کی کیا تعریف کروں

اِک نا رنگ دوی کیے امولا
گویا ایک خوشرنگ نارنگی کے دو ٹکڑے ہیں

تیہہ کپول بائیں تِل پرا
بائیں رخسارہ پر جو تِل ہے

جیئی تِل دیکھ سو تِل جرا
جو اُس کو دیکھتا ہے ہر دم جلتا ہے

اگن بان جانوں تِل سوجھا
وہ تِل مثل تیر آتشین کے نظر آتا ہے

ایک کٹاچھ لاکھ دس جوجھا
اس کے ایک غمزہ سے دس لاکھ مرجاتے ہیں

دیکھت نین پری پرچھا نہیں
کسی کی نظر بدلگ گئی ہے جس سے

پُہپ سُرنگ رس امرت سانڈھے
گویا خوشرنگ، پھول سے آبحیات ٹپکتا ہے

جن گھنگچی وہ تل کرھاں
گویا گھنگچی پر سیاہ نشان ہے

سو تِل گال میٹ نہنہ گیئو
اُس رخسارہ کے تل کو کوئی مٹا نہیں سکتا

تہ تیمن رات سیام اُپراہیں
وہ تل سیاہی پر شب تاریک سے نزدیکی ہے

کے اس سُرنگ کھورا بانڈھے
معلوم نہیں ایسے خوشرنگ منہ کس نے بنائے ہیں

برہ بان سانڈھا سا نہان
اور گویا مفارقت کا تیر تانے نظر آتی ہے

اب وہ گال کال جگ جیئو
اور وہی تل زمانہ کیلئے ملک الموت سا بنگیا ہے

دوہا

سو تِل دیکھ کپول پر گگن رہا دھو گاڑ
اُسکے رخسارہ کے تل کو دیکھکر آسمان پر قطب تارا بھی گر پڑگیا ہے

کھنہہ اُٹھے کھن بوڑے ڈوبے نہنہ تل چھاڑ
کبھی ملتی کرتا ہوا اور کبھی غروب ہوتا ہے مگر تل کو چھوڑکر نہیں جاتا

سرون سیپ دوئے دیپ سنوارے
سیپ کے مثل دونوں کان چراغ کی طرح چمکتے ہیں

کُنڈل کنک رچے اُجیارے
جن میں طلائی بالی چمک رہی ہے

مِن کُنڈل جھلکیں رات لونے
جواہرات کی بالیاں ایسی جھلکتی ہیں

جُن کو ندھا لو کہنہ دی کسنے
جیسے دونوں جانب بجلی کوند رہی ہے

دُہنہ دِس چاند سُرج چمکاہیں
وہ بالیاں معنوں جانب مثل چاند سورج کے چمکتی ہیں

نکھت بھرے نرکھ نہنہ جاہیں
اور نہیں ایسے ستارے موتی ہیرے یاقوت کانہیں ٹھیک سکتی

تیہہ پر کھونٹ دیپ دوے باری
اُن بالیوں میں ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے دو چراغ روشن ہیں اور گویا دو قطب ستارے دونوں جانب جڑے گئے ہیں

دوے دُھوُ دُھوں کھونٹ بلیہاری
گویا دونوں طرف بجلی چمکتی ہے

پہرے کھونٹی سنگھلدیپی
اور اُسکے کان میں سنگھلدیپی گوشوارہ

جنوں بھری کچیلیا سیپی
ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مٹھیوں میں مچھلی بھری ہوں

کھن کھن جوہ چیر سر گہا
لحظہ بلحظہ جو سر کا دوپٹہ سرکاتی ہے

کانپت بیج دُھوں دس رہا
تو گویا دونوں طرف بجلی چمکتی ہے

ڈر پہنہ دیو لوک سنگھلا
سنگھلدیپ کے سب دیوتا خائف ہیں

پرے نہ بیچ ٹوٹ تیہہ کلا
کہ کہیں بجلی نہ گر پڑے

دوہا

کرہنہ نکھت سب سیو اسرون دینھ اس دوؤ
خدا نے اسکو ایسے کان دیئے ہیں کہ جنکے زیور سے ستارے خدمت کرتے ہیں

چاند سُرج اس کھینیں اور جگت کا کوؤ
اور گویا چاند سورج بھی بے حقیقت ہیں اور چیزوں کا کیا ذکر ہے

برنوں کیو کمبھ کے ریسی
اس کی گردن کا کیا بیان کروں کنگھی کی پیٹھ سے حسد کرتا ہے جیسے کہ شیشے میں سونے کے تار گوندھے ہوئے ہوں

کنچن تار لاگ جنو سیسی

گنڈے پھیر جان کیو کاڑھی
گویا وہ کھرا پر چڑھا کر بنائی گئی ہے

ہری پچھار ٹھگے جنو ٹھاڑھی
اور طاؤس سبز بھی جسکے سامنے متحیر ہے

جنو ہیہ کاڑھ پریو اٹھاڑھا
اور ایسی ہے جیسے کبوتر سینہ تانے کھڑا ہو

متیہ تے ادھک بھاؤ کیو باڑھا
بلکہ اس کبوتر سے بھی زیادہ گردن خوشنما ہے

باگ ترنگ جان گہیو نھاں
اور گویا گھوڑے کی باگ کھینچ لی گئی ہے

گئے میور تجو رجو ہارے
چونکہ طاؤس اور مرغ اسکی گردن کا مقابلہ نہیں کر سکتے

اُسے پکار نہر سا بجھ سکارے
اس لئے صبح و شام فریاد کرتے ہیں

گھونٹ جو پیک لیک تن دیکھا
جن سے پان کی پیک جھلکتی ہے

دھن وہ کیو دینھ بدھ بھاؤ
سبحان اللہ خدا نے وہ گردن کیسی خوبصورت بنائی ہے

دوہا

کنٹھ سری مکتاولی سوہے ابھرن کیو
بیش بہا موتیوں کی مالا اس گردن میں کیا خوب سج رہی ہے

لاگے کنٹھ ہار ہوی کو تپ سادھا جیو
کون خوش نصیب ہے جو ریاضت سے اس کا ہار بنے

کنک ڈنڈ دوئی بھجا کلائی
اس کے دونوں بازو اور کلائیاں گویا سونے کی لٹھ ہیں

جانوں پھیر کندیر ے بھائی
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کھراد سے کریر کھراد رہے ہیں

اوراتی زوہ کنول ہتھیری

کدل گابھ کے جانوں جوری
اور گویا دونوں بازو کیلے کی دو گابھیں ہیں

جانو رکت ہتھوری بوڑی
اور گویا کہ ہتھیلیاں خون میں ڈوبی ہیں

رب پر بھات تات وے جوڑی
اور گویا صبح کا آفتاب ہیں کہ فرق یہ ہے کہ وہ گرم ہوتا ہے یہ ٹھنڈا

رُہر بھری انگری تہ ساتھاں

ہیا کاڑھ جنو لینھس ہاتھاں
گویا کسی کا خون دل نکال کر ہاتھ رنگے ہیں

اوپر ہیں نگ جڑی انگوٹھی
ان انگلیوں میں جڑاؤ انگوٹھی ہے

جگ بن جیو جیو وہ موٹھی
جس نے زمانہ بیجان ہے اور سبکی جان اسکی مٹھی میں ہے

بانہوں کنگن ٹاڈ سلونی
اور نفیس بانک و کنگن اور پہونچی پہنکر جب بازو کو حرکت دیتی ہے تو نہایت اچھی معلوم ہوتی ہے

ڈولت بانہہ بھاؤ گت اونی

جانہہ گت بیڑن دکھرائی
اور جیسے کہ طوالت بھاؤ بتلاتی ہے

بانہہ ڈلائے جیو لے جائی
اور بازوؤں کی حرکت سے لوگوں کا دل کھینچ لیتی ہے

دوہا

بھجہنہ اُپم پونار نپو جی کھین بھئی تہہ چنت
چونکہ کنول بازوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتا اسلئے اسکی نال اسی فکر میں پتلی ہو گئی ہے

ٹھانو نہہ ٹھانوں بھید بھے بھرین اوب سانس نہ نست
اور اُس میں جا بجا سوراخ ہو گئے ہیں اور اسی فکر میں ہمیشہ ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہے

ہیا تھار یچ کنچن لارد
اسکا سینہ مثل تھالی کے ہے جسمیں دو انار خالیں ہیں

کنک کچور اُٹھے جنو چارو
جیسے خوشنما طلائی کٹوریاں اُلٹ کر رکھ دی گئی ہوں

بید ھے بھنور کنٹ کیتکی

چا ہہنہ بید ھ کنیہہ کنچلی
جیسے بھونرا پنا نیش (ڈنک) کیتکی میں چبھو تا ہے اسی طرح اسکی کچلیاں مردم آگیا نے نکلنا چاہتی ہیں

گُندن بیل ساج جن کوندے — امرت بھرے رتن دوی موندے
اسکی انکھا نہری بیل سے آراستہ ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دو جواہر بیمانے کے نگینے ہیں

اگن بان دوی جا تہنہ سامھے — جگ بید ہنہ جو ہو ہنہ نا سامھے
گویا دو آتشی تیر تانے ہوئے کھڑی ہے — اگر وہ بندے نہ ہوں تو تمام زمانہ کو گھائل کر دیں

دارِیوں دُو آکھ پھر ہنہ انچا کھے — جوبن بان لینہنہ نہنہ باگا
انار اور انگور موسم اچھے تو پھر رہے ہیں — اُس کی جوانی کی مستی مثل بے لگام گھوڑے کے ہے

آنگ جنبھیر ہوی رکھواری — چا ہہنہ اُلس ہئے ہیٹھ لاگا
بڑھتے ہوئے لیموں کی کانی حفاظت کیجاتی ہے — اُسنگ سے اچانک دل کھینچا جاتے ہیں

اس نارنگ دہنہ کا کہنہ راکھے — چھوی کو سکے راجا کے باری
ایسی نارنگیاں معلوم نہیں کسکے لئے حفاظت کیجاتی ہیں — اور کون انکو چھو سکتا ہے جبکہ وہ راجا کی ہے

دوہا

راجا بہت مُئے تپ لای لای بھُئیں ماتھ — کاہو چھوے نپائے سکے مردت ہاتھ
بہت سے راجا اس ہوس میں زمین پر پچھاڑ کھا کھا کر مر گئے — لیکن انمیں کوئی نہ چھو سکا۔ اور ہاتھ ملتے چلے گئے

پیٹ پرت جن چندن لادا — کہنہ کہنہ کیسر بن سُہادا
اُس کے پیٹ کی شکنیں مثل صندل کے ہیں — جو رنگ اور عطریت میں مثل عنبر اور کیسر کے ہیں

سام بھونگن رو مادلی — نا بھی نکس کنول کہنہ چلی
پیٹ کے روئیں مثل کالے ناگ کی ہیں — جو ناف سے نکلکر سینہ کی طرف مائل ہیں

منہنہ چیونٹی بھونر نہنہ کے پانتی — چندن کھا بھہ باس کے ماتی
گویا بھونروں کی قطار نے — صندل کے ستون کی خوشبو سے مست ہو کر پرورش کی ہے

نابھ کنڈ سو بانارسی — سونہہ کو ہوی سیج تیہ لکھی
اسکی ناف مثل گرداب بنارس کے ہے — اُس کا سامنا وہ کرے جس کی قضا آئی ہو

چھیرا ہار نکر سکوارا — پان پھول کے رہے ادھارا
جو جیر نزاکت کے دودھ بھی اسکو گرانی کرتا ہے — پان کھا کر اور پھولوں کو سونگھ کر جیتی ہے

آسی دُو دُونارنگ بیچ بھئے — دیکھ میور ٹھمک رہ گئے
وہ روئیں دونوں آنچلوں کے بیچ میں — گردن طاؤس (آنچل کو) دیکھکر رک گئے ہیں

کے کالندی برہ ستائی — چل پراگ اربل بیچ آئی
وہ نیلگوں روئیں ایسے جنابرہ کی ستائی دردمند — پراگ سے چلکر اربل میں جا ملی ہے[1] سینہ پر آکر ٹھہرتے ہیں

دوہا

سر کروت تن کاسی لے لے بہت سیچھ تیہ آس — اُتر ندیئی نراس
بہتوں نے مقام کروت میں سر کٹایا بہت سے کاشی میں مرے — بہتوں نے ریاضت کرکے دھونیں میں جان دی مگر اُس طرف سے کچھ جواب نہ ملا

بیرن بیٹھ لینھ وہ پاچھے — جن پھر چلی اپچھرا کاچھے
اسکی چوٹی کے پچھلے حصہ کی زیبائش کو دیکھکر — اور بھی باوجود حسد کے مقابلہ کرسکی

ملیا گر کے بیٹھ سنواری — بینی ناگن چڑھی جو کاری
اُس کی پیٹھ کو صندل سے زینت دیگئی ہے — جس پر کالی ناگن (الف) چڑھی ہوئی ہے

[1] مطلب یہ ہے کہ دو مین سینہ پر آکر ختم ہوگئے ہیں اور ان سے آگے کا حصہ بالکل صاف ہے اور ان دو کا یہانتک پہونچنا ایسا ہے جیسے یہ کہنا کہ ستائی جنابرہ پراگ سے چل کر اربل میں جا ملی ہے صحیح

لہریں دیت پیٹھ جن چڑھی
وہ زلف پیٹھ پر لہرا رہی ہے
کرشن کرا چڑھا وہ ماتھے
زلفیں کرشن جی کی طرح نہایت خوبی سے ماتھے پر چڑھ گئی ہیں

چیرا وہار کینچلی مڑھی
اور باریک دوپٹہ مثل کینچلی کے ساتھ ہوتا ہے
تب تو چھوٹ اب چھوٹ ناتھے
اگر یہ چھوٹ بھی گیا تھا اگر اب بھی چھوٹ سکتا

دہنہ کا کہنہ اس بینی کنہیں
معلوم نہیں یہ زلف کس کے مقدر میں ہے
کارے کنول کہیں مکھ دیکھا
گویا سانپ نے کنول کو منھ میں لے رکھا ہو
سو دیکھے پاوے وہ ناگو
اُس زلف کو کون دیکھ سکتا ہے

چندن باس بھونگہ لینہیں
جو صندل کی خوشبو لیے کوشش سانپ کے چڑھی ہیں
سیس پاچھین جن راہو لیکھا
یا راہو نے چاند کو پیچھے سے آکر گھیرا ہے

دوہا

پنگ پنچ گھٹ گے کھنجن تہاں بیٹھ
گویا سانپ کنول کو اپنے منھ میں لئے ہو اور سو لا بھی بیٹھا ہے
چھتر سنگھاسن راج دھن تا کہنہ ہوی جو ڈیٹھ
ایسا منظر جو دیکھے اُس کو تخت و تاج اور سلطنت نصیب ہو

لنک پھوم اس آہ نہ کاہو
تمام دنیے زمین پر ایسی پتلی کمر کا بھلا کسی کی ہو سکتی ہے

کیہر کہوں او وہ سرتا ہو
اگر چیتے کو کہوں تو اُس پر بھی نہیں جمتیں

بسا لنک برنے جگ جھینی
اگرچہ دنیا بھر کی کمر کو نازک کہتی ہے

تہ تیں ادھک لنک وہ کھینی
مگر یہ پدماوت کی کمر تو اس سے بھی زیادہ نازک ہے

پرہنس پیر بھئے یتہ پیسا
بھڑ اسی حد میں زرد ہو گئی ہے

لئے ڈنک لو گنھ کہنہ ڈسا
اور ندامت سے وہ لو گو ڈنک مارتی ہو

دہنہ بیچ لنک تا رہ گئے
اسکی کمر ایسی معلوم ہوتی ہو جیسے کنول کے دو ٹکڑے ہو گئے ہوں۔ اور بیچ میں ایک تار رہ گیا ہو

ہیئہ کے مرے چلے وہ تاکا
دل کے اشارہ سے وہ کمر کو موڑ کر چلتی ہے

پیگ دیت کٹ سہسک لاگا
اور اگر پاؤں سے چلے تو اسکے ٹوٹنے کا نہایت اندیشہ ہے

مانہنہ بین گئے کامنی
گویا ایک نازکبدن بین لئے ہوئے ہے کہ جس سے مختلف قسم کے راگ راگنی کے سُر پیدا ہوتے ہیں

مانہ نال کھنڈ دوی بھئے
اسکی کمر ایسی معلوم ہوتی ہو جیسے کنول کے دو ٹکڑے ہو گئے ہوں

جھُدر گھنٹ موہہنہ نر راجا
اسکی کمر دھنی کی آواز سے بڑے بڑے راجہ فریفتہ ہوتے ہیں اور اسکی آواز ایسی معلوم ہوتی ہو کہ اندر کے اکھاڑے کی گھنٹیاں بج رہی ہیں

اندر اکھاڑ آئے جن باجا
لاگہنہ سبے راگ راگنی

دوہا

سنگھ نہ جیتا لنک سر ہار لینہو بن باس
چیتا بھی اُس کی نازک کمر سے ہار کر بن میں جا بسا

تہ رس مانس رکت بی کھائے مار کے ماس
اداسی غصہ سے انسانوں کا خون پیتا ہے اور گوشت کھاتا ہے

نابھ کنڈ سو ملے سمیرو
اُس کی ناف جس میں صندل کی سی خوشبو نکلتی ہو۔

سمند بھونر جس بھونیں گنبھیرو
ایسی ہو جیسے سمندر میں عمیق بھنور ہوتا ہو

چندن مانجھ کرنگن کھوجو
گویا صندل کے تختہ پر برہمن نے پاؤں رکھا ہو

دہنہ کو پاؤ کو راجا بھوجو
دیکھنا چاہیئے کہ کون راجہ اُسکو پاتا ہے

بُتتے بھنور بونڈر بھئے
بہت سے گرداب جب اسکی برابری نہ کر سکے

کو وہ لاگ ہیو نچل سیجھا
ایسا کون ہے جسے اُسکے لئے ہمالیہ میں اپنے کو گلانا ہو اور کون ایسا خوش قسمت ہے جو فریفتہ ہو کر اُسے

پہونچ نہ سکے سرگ کہنہ گئے
تو بگولہ بن کر آسمان پر چلے گئے

کا کنھہ لکھی ایس کو رچھا

تیوے کنول سُگندھ سریرو
اُس (بدھ) کا تمام جسم معطر ہے

سُمند لہر سو ہے تن چیرو
اور اُسکی ساری ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے خوشبو کی لہر

جھولن رتن پاٹ کی جھونپا
اسکا مرصع ازار بند جب ہلتا ہے

ساج بدن دُہنہ کا کنہہ کو پا
تو دیکھئے فضل مارہ کس پر دعا دالتا ہے

ابھہ سوا ہے کنول کی کری
ابھی وہ غنچہ ناشگفتہ ہے

نجنوں کون بھنورا کہنہ بھری
دیکھئے کون بھونرا اُسکو پاتا ہے

دوہا

بید ھرہی جگ باسنا پرمل سُمند سُگندھ
اُس کی خوشبو سے تمام جہان معطر ہے

تیہہ ارگھان بھنور سب لُبدھے تجھنہہ تاکر بندھ
اور اسی کی خوشبو سے سب بھونرے (عشاق) اپنے ہوئے ہیں اور عجز انہیں ہوتا ہے

(نرمل سات)

برنوں تنب لنک کی سوبھا
اسکی سرخی و کمر کی زینت کا کیا کہنا؟

اوج گون دیکھ سب لوبھا
کہ جس کی مستانہ چال دیکھکر سب فریفتہ ہیں

جرمے جنگھ سوبھات پائے
اسکی دونوں رانوں نے وہ زینت پائی ہے

کیلا کھانب پھیر جن لائے
کہ جسکے کیلے کے ستون کھڑا کر لگائے گئے ہیں

کنول چرن رت رات بسیکھی
اُسکے قدم مثل کنول کے نہایت خوشنما ہیں

رہیں پاٹ پر بھوم نہ دیکھی
جو ہمیشہ تخت پر رہتے ہیں اور زمین پر نہیں رکھتے

دیوتا ہاتھ ہاتھ پگ لیہیں
اسکے قدم کو ملائک ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں

جہنہ پگ پرہنہ سیس تہنہ دیہیں
جہاں اُسکے قدم پڑتے ہیں وہاں فرشتے سر رکھتے ہیں

ماتھے بھاگ نہ کوؤ اس پاوا
کوئی ایسا خوش نصیب نہیں ہے

چرن کنول لے سیس چڑھاوا
جسکے سر پر اسکے قدم (مثل کنول کے) رکھے گئے ہوں

پائل بیچ کرہنہ جھنکارا
اُس کے پاؤں میں اُسکی جھنکار رہے

چرا چاند سُرج اُجیارا
چرا چاند (زیور) جو مثل سورج کے روشن ہے

انوٹ بچھیا نکھت ترائیں
انوٹ اور بچھیا (زیورات) کی زیبائش کو

پہونچ سکے کو پائیں تائیں
عقد ثریا کہاں پہونچ سکتی ہے

دوہا

برن سنگار سنجانیوں نکھ سکھ جیس ابھوگ
اُس کے سراپا کی زیبائش کا مفصل بیان میں نہیں کر سکتا

تس جگ کچھو نپاوئں ایہان دیئیں اوہ جوگ
اس لئے کہ جہاں میں کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس سے اُسکو تشبیہ دوں

سُنتہہ راجا گا مرچھائی
راجا نے جب یہ سنا تو اسکو غشی طاری ہوئی

جانوں لہر سرج کے آئی
ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سورج کی لہر ہو

حیہہ لاگے جانے پے سوئی
ہاں جسکے یہ زخم ہوتا ہو وہی اسکو سمجھ سکتا ہے

پرا سو پیم سمُدا پارا
اور راجہ دریائے محبت ناپیدا کنار میں پڑ گیا

لہر نہہ لہر ہوئے بسنبھارا
اور بار بار بے ہوش ہو جاتا تھا

پیم گھاؤ دُکھ جان نکوئی
زخم محبت کا درد کوئی نہیں جانتا

کھن کھن جیو ہلورہنہ لیئی
لمحہ لمحہ دل بیقرار و بیتاب ہوتا تھا

کھنہہ اُٹھے نسرے بورائی
اور لحظہ میں دیوانہ وار نظر آتا تھا

کھنہہ پیت کھن ہوی مکھ سیتا
اور لحظہ میں اُسکا چہرہ زرد ہو جاتا تھا

کھنہہ چیت کھن ہوی اچیتا
اور لحظہ میں ہوش میں آتا اور لحظہ میں بیہوش ہو جاتا تھا

	کٹھن مرن تیں پیم پنتھا محبت کی راہ موت سے بھی سخت ہے		ناجیو جیئے نہ دسوں اوستھا انسان نہ اس میں جیتا ہے نہ مرتا ہے
دوہا	جن لنہار نہ لینہہ جیو ہر نہہ ترا سہنہ تاہ جیسے قاتل جلدی قتل نہ کرے اور رفتہ رفتہ رہتے		استنے بول آؤ مکھ کرے تراہِ تراہِ اسی طرح راجہ کی زبان سے صرف رحم کرو رحم کرو نکلتا تھا
جہنہ لگ کٹم لوگ اونیگی (بیسکر) تمام کنبے اور قبیلے والے اوجھل	راجا راے آئے سب بیگی اور راجہ اور متعلقین جلد حاضر ہوئے		جاوت گنی گاروڑی آئے اور جس قدر جھاڑ پھونک والے یکجا ہوئے
چرہ چیستا پرکھہنہ ناری سبھوں کے مرض کی تشخیص کیلئے نبض دیکھنے کو	نیر ناہنہ او کھدیہہ باری اور بجز اسکے کہ اسکی دوا اسوقت نہیں ہوسکتی		راجہ آہ لکھن کے کرا راجہ کا حال مثل لچھمن جی کے ہے
نہنہ سو رام ہنونت بڑوری اسوقت رامچندر جی اور ہنومان جی بہت دور تھے	کوئے آو سنجیون موری اور سنجیونی حیات بخش بوٹی کون لائے		بنے کر ہنہ جیتو گڑھ پتی جتنے قلعدار راجہ تھے وہ سب منت کرتے تھے
	کہو سو پیر کاہ پن کھانگا اپنی تکلیف بتلایئے اور آپکو کس چیز کی کمی ہے		سمد سمیر آو تمہ مانگا آپ اگر فرمائیں تو سمندر اور ہمالہ بھی حاضر کیا جاسکتا ہے
دوہا	دھاون تہاں پٹھاویں دیہنہ لاکھ دس روک قاصد کو ابھی دس لاکھ دے کر روانہ کریں		ہوے سو بیل جیہہ باری آنہنہ سہے بروک اور وہ بوٹی جس بلا میں ہو فوراً حاضر کی جائے
جب بھاچیت اٹھا ہیرا گا راجہ کو جب ہوش آیا تو عالم یاس کا یہ حال تھا	بار جیوں سوے اٹھ جاگا کہ جیسے کوئی دیوانہ سو کر اٹھا ہے		آوت جگ بالک جس روا جیسے دنیا میں آکر بچہ روتا ہے اسی طرح
ہوں تو اہا امر پر جہاں مجھے تعجب ہے کہ ابھی تو میں عالم بقا میں تھا	اہاں مرتیو آیوں کہاں یہاں میں دنیاے فانی میں کیسے پہونچ گیا		کیں اپکار مرن کر کینھا میرے مرنے کی کس نے کوشش کی ہے
سوورت اہا جہاں سکھ ساکھا جیسا میں سکھ کی نیند سو رہا تھا	کش تہاں سوورت بدھ راکھا فلک کجرفتار نے کیوں نہ ہونے دیا		اب جیو اہاں اہاں تن سونا اب جان تو وہاں ہے اور خالی جسم یہاں ہے
	جو جیو گھٹے کال کے ہاتھا اگرچہ جان موت کے ہاتھ ہے		کٹھن نیک پے جیون ساتھا مگر بہتر ہے کہ یہ جان بھی راحت کے ساتھ رہے

			اٹھا روی ہا گیان سو کھووا روتے ہوئے بھگت نے کہا کہ افسوس میرا سارا زہد و تقوی
			سکت جگاے جیو ہر لینھا کہ عالم خاموشی سے جگا کر میرا ان لے لیا
			کب لگ رہے پران بھونا تو یہ جسم بے جان یہاں کب تک رہیگا

دوہا

اٹھ ہاتھ تن سرور ہیا کنول تہ ماہ
ہمارا جسم ایک تالاب ہے اور دل مثل کنول کے اور ہاتھوں میں طاقت بھی ہے

نینہہ جانہہ نیڑیں کر پہونچت اوگاہ
وہ رہچہ ال آنکھوں کے پاس ہو ہے مگر افسوس وہاں تک ہاتھ نہیں پہونچتا

سبھن کہا من مجھہہ راجا
سبھوں نے کہا اے راجہ ذرا غور تو کیجئے

کال سیتت کیے جوجھ نہا جا
موت سے جنگ اچھی نہیں ہے

تاسوں جوجھ جات جوجیتا
لڑے اُس سے جس پر فتح کی اُمید ہو

جانت کرشن نجہ گوپیتا
حال کرشن جی سے پوچھئے جنھوں نے گوپیوں کو کچھ کیا

اوتہہ نیہہ کا ہوسوں کیجے
محبت کرنا کسی سے بھی اچھا نہیں ہے اور اس محبت میں

نانوں مٹے کا ہے جیو دیجے
نام و نشان مٹ جاتا ہے اپنے آپ جان کو دیدیتے ہیں

پہلینہ سکھ نہا جب جورا
محبت کی ابتدا تو بہت بھلی معلوم ہوتی ہے

پُن ہوئی کٹھن نباہت ورا
لیکن اس کا نباہنا سخت مشکل ہے

رہت ہاتھ تن جیس سریرو
اگرچہ ہاتھ جسم کا ایک جزو ہے

پہونچ نہ جائے پرا تس پھیرو
لیکن وہ بھی ہر جگہ نہیں پہونچ سکتا

گگن دشٹ سو جائے پہونچا
نگاہ بلا تکلف آسمان تک پہونچ سکتی ہے

پیم اُدشٹ گگن تیں اونچا
مگر محبت کا پایہ آسمان سے بھی اونچا ہے

دُھوئیں اونچ پیم دھواوا
قطب ستارہ سے بھی محبت کا مطلع بلند ہے

سرے پانوں دیئے سو چھوا
جو اپنے کو فنا کردے وہی اسکو چھو سکتا ہے

دوہا

تمھ راجا اوسکھیا کرہ راج سکھ بھوگ
آپ تو راجہ ہیں اور ناز و نعمت کے پلے ہوئے ہیں

یہ رے پتھ سو پہونچے سہے جو دُکھ بیوگ
یہ راستہ تو وہ اختیار کرے جو تکلیف ہجر بھی برداشت کرسکے

سُوے کہا من بوجھو راجا
طوطے نے کہا کہ اے راجہ آپ غور فرمائیں

کرب پریت کٹھن ہے کاجا
محبت کا کرنا نہایت دشوار کام ہے

تمھ راجا جیئیں گھر پوئی
اے راجا آپ نے تو گھر کی بکری ٹٹیاں کھائی ہیں

کنول نہ بھینبو ڈر بھینبو کوئی
بھنورے کو کنول سے ملاقات نہ ہو تو کنول سے تو ملاقات ہوتی ہے

جانہہ بھونر جو جہ پنتھ لوٹے
کنول کی راہ تو بھونرا ہی جانتا ہے

جیو دیہہ اودیئہ نہ جھوٹے
جس نے اپنی جان دی تب بھی نجات نہ ملی

کٹھن آہ سنگھل کر راجو
اور سنگدیپ کا راج بھی نہایت خطرناک ہے

پائے نا نہہ جو جہ کر ساجو
اگرچہ سامان جنگ بھی کیا جائے تو بھی نہیں ملتا

کرت سو بھوگ کوئی کرت بیوگو
جوگی جتی تپی سنیاسی
خواہ جوگی ہو یا سادھو ہو یا سنیاسی

جوگ کئے پاوت وہ بھوگو
تپسیا کرکے ہی عیش دائمی ملتا ہے

تج سو بھوگ کوئی کرت بیوگو
اور جو عیش دنیا کی مل گیا تو کوئی ضمانت نہیں کرتا

تمھ راجا چاہہہ سکھ پاوا
آپ مہاراجہ ہیں آپ تو عیش ہی چاہیں گے

جوگہہ بھوگ کرت نہہ بھاوا
البتہ جو لوگ جوگ اختیار کرتے ہیں انکو عیش پسند نہیں

دوہا

سادھہ نہہ سدھ نپائے جو لگ سدھے نہ تپ
محض جتنا ریاضت سے ہرگز کمال حاصل نہیں ہوسکتا جبتک کہ ریاضت میں تکلیف نہ اٹھائے۔ اُسکی قدر وہی بیچارہ جان سکتا ہے جو اپنا سر نچھاور کردے

سوپے جانہہ پاپُر اکرے جو سیس کلپ

کابھا جوگ کتھن کے کتھے
جوگ کے صرف قصے (بلا عمل) بیکار ہیں

نکسے گھیو نہ بناوے متھے
جیسے دہی میں سے بلا متھے گھی نہیں نکلتا

تولہہ ہیرت پاؤے سوئی
تب تک اُس کو کوئی تلاش نہیں کر سکتا

جولہہ آپ ہرائے نہ کوئی
جب تک کہ خود فراموش نہ ہو جائے

پیم پہاڑ کٹھن بدھ گڑھا
محبت کے پہاڑ کو خدا نے نہایت دشوار گزار بنایا ہے

سوپے جائے سیس سو چڑھا
اور اُسپر وہی چڑھ سکتا ہے جو سر سے چلے

چوڑ چڑھے کے چڑھ منصورو
اُسپر یا تو چڑھ سکتا ہے یا منصور

پنتھ سو ر کر اُٹھا نکورو
یہ مثل سولی کے جو راہ محبت نمودار ہوئی ہے

تورا جاکا پہرس کنتھا
اے راجا تو نے گدڑی کیا پہنی ؟

تورے گھر نہہ مانجھ دس پنتھا
تیرے جسم میں تو دس راستے (حواس) ہیں

پانچوں چور نچھاڑہ کایا
یہ پانچوں راہزن جسم کو آزاد نہ چھوڑیں گے

کام کرودھ تشنا مایا
شہوت غصہ حرص گھمنڈ ثروت

نو سیندھیں گڈھ کے منجھیارا
اور تیرے اس جسم کے قلعہ میں نو نقب لگا دیئے ہیں

گھر موسنہہ نس کے اُجیارا
اور راتوں رات مشعل جلا کر گھر کو لوٹ رہے ہیں

دوہا

ابہوں جاگ ایا نے ہوت آؤنس بھور
اے غافل اب بھی خواب غفلت سے جاگ ایسلئے کہ صبح ہو رہی ہے

پین کچھ ہاتھ نہ لاگے موسن جانے جب چور
جب چور سب لوٹ لیجائیں گے تو کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا

سن سو جات راجا من جاگا
سلطے (درشد کامل) کی یہ باتیں سنکر راجہ کو ہوش آیا اور محبت میں محو ہو کر ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا

پلک نہ مار پیم چت لاگا

ہی کی جوت دیپ سو جھا
دل کی روشنی میں وہ نورانی بشت جگمگا دینے لگی

یہ جو دیپ اندھیرا بوجھا
دنیا اور اس تاریک دنیا میں بالکل اندھیرا تھا

جوپی نا ہیں استھر دسا
جب اپنا محبوب ہی اپنے تبعہ میں نہیں ہے

جگ اُجار کا کیجے بسا
تو چاہے دنیا آباد ہو یا ویران ؟

اب کر پھینگ بھرنگ کے کرا
اب مثل پتنگا بھونرے کی صورت اختیار کرونگا

نینہہ دُھر نہہ موت او موگا
اور آنکھوں سے مثل موتی کے آنسو جاری ہوئے

جس کر کھائے رہا ہو گونگا
اور حیران تھا جیسے کہ گونگا مٹھائی کا ذائقہ نہیں بتلا سکتا

اُلٹ دشٹ یا سوں روٹھی
راجہ کی نگاہ اس دولت دنیا سے فوراً پھر گئی

پلٹ نہ پھری جان کے جھوٹی
اور پھر اس دنیا کو ناپائدار سمجھکر نہ پھری

گرو برہ چنگی جو میلا
مفارقت کی چنگاری مرشد کامل نے ڈالدی ہے

جو سلگائے لیئی سو جیلا
جو اسکو بڑھائے وہی مزہ و مستفید ہے

بھنور ہو ہنہ جہ کارن جرا
بھونرا بنکر جس تک پہونچنا چاہے اُسکے لئے جلا جلا

اب کر پھینگ بھرنگ کے کرا

---

۵۱ ہاتھ - پاؤں - آواز - اعضا تناسل - مقعد - آنکھ - کان - زبان (چکھنا) ناک - چمڑہ (چھونا) یہ افعال ہیں اور حواس خمسہ بھی اس میں یعنی پانچ ظاہری - ذائقہ باطنہ - شامہ - لامسہ - سامعہ اور پانچ باطنی - حس مشترک - خیال - متصرفہ - واہمہ - حافظہ ۱۲

۵۲ - ۲ آنکھ ۲ کان - ۲ ناک - منہ - اعضاء تناسل - مقعد - جملہ ۹ - ۱۲

۵۳ ہے جو کسی بھی کیڑے کو پکڑ کر اپنا ہی سا بنا لیتا ہے -

دوہا

پھول پھول پھر پوچھوں جو پہونچوں کیت
اور ہر ہر پھول سے پوچھتا ہوا اسکے گھر تک جب پہونچا جا کر

تن نیو چھاور کر ملوں جیوں مدھکر جیوں ریت
تو اپنا جسم نچھاور کر دوں جیسے بھونرا اپنی جان دیدیتا ہے

بندھو میت بہتے سمجھاوا
راجہ کے احباب نے بہتیرا سمجھایا

مان نہ راجا کو وُ بھلاوا
لیکن راجا بھلا کب ماننے والا تھا

اُپجی پیم پیر جیہیہ آئی
جو محبت کے درد میں مبتلا ہو جاتا ہے

پر بودھت نہ رہے اوسک سوآئی
اسکو سمجھانا اور زیادہ درد پیدا کرنا ہے

انبرت بات کہت بکھ جانا
اور آب حیات کو زہر قاتل سمجھتا ہے

پیم کو بچن میٹھ کے مانا
صرف محبت کی باتیں اسکو شیریں معلوم ہوتی ہیں

جو وہ[1] بکھے مار کے کھائی
جس نے زہر عشق کا کھایا ہے

پوچھو تا ہی پیم مٹھائی
اُس کی لذت و شیرینی اُسی سے پوچھنا چاہیے

پوچھو بات بھر تھرہ جاے
راجہ بھرتری سے زہر عشق کی لذت پوچھنا چاہیے

انبرت راج جوگ بکھ کھاے
جنھوں نے زہر کھا کر آبحیات راج کو چھوڑ دیا

اوُ مہیس بڑ سِدھ کہاوا
مہادیو جی جو بڑے کامل کہلاتے تھے

اُنہوں بکھے کنٹھ پے لاوا
انھوں نے بھی زہر عشق اپنے گلے میں رکھا

ہوت آو رب کرن نکلسا
آفتاب طلوع کے قریب ہوا

ہنونت ہوئے کو دیئی سوآسا
ہنومان جی کی طرح کو تسکین دینے والا ہے

دوہا

تمھ سب سِدھ منا وہُ ہوے گنیس سدھ لیو
تم سب کا مل ہو گیا اسپر بھی گنیش جی سے اپنی خیر مقدم چاہو

چیلا کی نچلا وے ملے گرُو جیہہ بھیو
چیلے کی (میری) فکر نہ کیجیے جس طرح ہو گا کوئی کامل گرو مل ہی جائیگا

تجا راج راجا بھاجوگی
راجہ نے راج پاٹ چھوڑ کر فقیری اختیار کی

اوکنگری کر گیو بیوگی
اور در و فراق میں کنگری لے لی

تن بسنبھر من باور لٹا
دیوانہ دل وہ راجہ زہر عشق سے بے تاب ہو کر سمجھ گیا

اُر جھا پیم پری سر جٹا
محبت کے جال میں پھنسکر سر پر جٹا بنا لی

چندر بدن اوچندنی بیہا
راجہ نے چاند سے اور صندل میں مطر

بھسم چڑھاے کینھ تن کیہا
جسم کو بھبوت سے خاکستری کر لیا

میکھل سنگھا چکر ڈھنڈھکا[2]
مرگ چھالا اور قرنا (نرسنگا) اور چکر کو ڈھنڈھا اور ترسول ہاتھ میں لے لیا

کنتھا بھر دنڈ کر گہا
گدڑی پہن کر سونٹا ہاتھ میں لیا

سِدھ ہوے کہنہ گورکھ کہا
اور حصول مطلب کیلئے گورکھ ناتھ کی صدا لگائی

مُدرا سرون کنٹھ جب مالا
کانوں میں بالے اور گلے میں مالا ڈال کر

کرُ دپان کاندھ بگھ چھالا
ہاتھ میں کشکول لیا اور کاندھے پر شیر کی کھال ڈالی

پانو ر پانوُں لینھ سر چھاتا
پاؤں میں کھڑاؤں پہنی اور چھتری لگائی

کھپر لینھ بھیس کے راتا
گیروا رنگ کپڑے پہنے اور چمکیلا کپڑا جامہ میں لیا

دوہا

چلا بھگت مانگے کہنہ سادھ کیا تپ جوگ
میں عشرت کا سامان مانگتے چلا ہوں نفس کو قابو میں کر کے اور جوگ سادھ کے

سِدھ ہوے پدماوت جہ کر ہیئے بیوگ
اور اس کا حصول پدماوت کے لئے پر موقوف ہے جس کا عشق دل میں بھر رہا ہے

[1] دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اوگھی نے اپنی جوگ کی لاٹھی سے سانپ کو مار کر کھا لیا اور [2] ڈھنڈھکا کے معنی ہیں ڈھونڈھنا یعنی جوگی نے اپنی جوگ کی لاٹھی سے سانپ کو مار کر کھا لیا اور اگر ڈھنڈھکا کے معنی ڈھونڈھنا کے لیے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ جوگی نے اپنی جوگ کی لاٹھی سے سانپ کو ڈھونڈھا

گنک کہیں گن گون نہ آجو
نجومی شمار کرکے کہتے ہیں کہ آج کا دن اچھا نہیں

جیہ تن پیم کہاں تیہ مانسو
جس جسم میں محبت ہوگی اُس پر گوشت کہاں

ستی کہ بوری پوچھہ پانڈے
ستی ہونیوالی ہے یا نہیں پنڈت کو پوچھنے جاتی ہے

دن لیئی چلہو ہوئے سدھہ کاجو
کسی اچھے دن چلنا کہ طلب حاصل ہو جائے

کای نہ رکت نین نہہ آنسو
جسم میں خون نہیں ہو سکتا اور آنکھ میں آنسو نہیں ہو سکتا

او گھر پیٹھ کہ سینتے بھانڈے
اور گھر بیٹھکر گھر کی کام نہیں کر سکتی

میں گھر بار کہاں کر پاوا
میں نے گھر بار کہاں سے پایا

پیم منیھ دن گھری نہ دیکھا
محبت کی راہ میں دن اور گھڑی نہ دیکھنا چاہئے

پنڈت بھول نہ جانے چالو
پنڈت تو بھولتا ہے تو یہ حال سمجھ نہیں سکتا

مرے جو چلے گنگ گت لیئی
مرا ہوا (یعنی مردہ) جو گنگا کی طرف جاتا ہے

گھری کا آپن انت پراوا
گھر والا اور گھر آخر کار دوسرے کا ہے

تب دیکھے جب ہوئے سر یکھا
یہ تو جب دیکھی جائے جب کوئی ہوش میں بھی ہو

جیو لیت دن پوچھ نہ کالو
جان لیتے وقت قضا ساعت اور دن نہیں پوچھتی

تہ دن کہان گھری کو دیئی
اُس دن اُس کو گھڑی کون بتاتا ہے

دوہا

ہون رے پنچھ پکھیرو جیہیں مور نباہ
میں ایک پردار پرندہ ہوں جس جنگل میں میرا نباہ ہو

کھیل چلا تہ بن کہنہ تم اپنے گھر جاہُ
چلتا پھرتا میں اُسی جنگل میں پہونچوں گا تم لوگ اپنے اپنے گھر جاؤ

چھہُ دس آن سہائی پھیری
چاروں طرف آگ دی پھوائی

سنگھلدیپ جای سب چاہا
سنگلدیپ سب کو جانا ہے

راجا چلا ساج کے جوگو
راجا جوگ سادھ کر چلا ہے

بھے کٹکائی راجا کیری
تیار ہوئی راجہ کی فوج اس طرح

مول نہ پاب جہان بسا ہا
جہاں سودا سلف بھی مول نہیں ملتا

ساجہُ بیگ چلہُ سب لوگو
تم سب بھی ساز و سامان سے علیحدہ ہو کر چلو

منتر الیہہُ ہوہُ سنگ لاگو
صلاح و مشورہ کر لو اور سب ساتھ ہو

جاوت اہیں سکل ارکانا
جتنے فوج کے بڑے بڑے سردار ہیں

سب نہیے پُن آپن سانٹھی
سب کو اپنی گرہ کے سامان سے بنا ہا ہوگا

گرب جو چڑھے تری پیٹھی
غرور کے ساتھ جو گھوڑے کی پیٹھ پر چڑھتا تھا

گدر جاے سب ہوہُ آگو
دربار کی حاضری کے بعد سب لوگ آگے چلو

سانبھر لیہہُ دور ہے جانا
وہ تیار ہو جائیں کہ جانا دور ہے

سانٹھی پن سوں رہ کھمبھاٹھی
بغیر اپنے سامان کے چہرے پر خاک اُڑتی ہے

اب بھئیں چلہُ سرگ کی ڈیٹھی
اب پیدل چلو بہشت کی طرف جاتا ہے

دوہا

کانچنت رے منئی اپنی چینتا آچھ
کیا غافل ہے اے انسان اپنی بہتری کی فکر کر

لیہہُ سجگ ہوی اگمن پُن پچھتاس نہ پاچھ
ہوشیار ہو کر آگے کی فکر کر پھر پچھتانے سے کیا فائدہ

بنوے رتن سین کے مایا
خوشامد کرتی رتن سین کی ماں آئی کہ دیکھا

ماتھے چھات پاٹ نت پایا
باوجودیکہ تو تخت و تاج کا مالک ہے

بلسہہُ نو لکھ لیجہ پیاری
عیش و آرام کر و بیشمار دولت سے

راج چھاڑ جوگ ہوہُ بھکھاری
راج پاٹ چھوڑ کر فقیری نہ اختیار کرو

نت چندن لاگے جیہ دیہا
ہمیشہ جسکے بدن میں صندل ملا جاتا تھا
کیسے دھوپ سہب بن چھاہاں
بغیر چھاؤں کے دھوپ کیسے برداشت کروگے

سو تن دیکھ بھرت اب کھیہا
اُس جسم میں اب مٹی بھری دکھائی دیتی ہے
کیسے نیند پرے بھئیں ماہاں
اور زمین پر نیند کیسے آئے گی
کیسے سہب کھنہہ کھن بھونکھا
دمبدم بھوک کی تکلیف کیسے سہوگے

سب دن رہیہ کرت تم بھوگو
ہمیشہ تم نے عیش و آرام کیا ہے
کیسے اوڑھب کانتھ گنتھا
چھوٹی گدڑی کیسے اوڑھو گے
کیسے کھاب کرکٹا رونکھا
کیسے روکھی سوکھی روٹی کے ٹکڑے کھاؤ گے

سو کیسے سادھب تپ جوگو
اب جوگ کیسے سادھنے بنے گا
کیسے پائیں چلب بھئیں پنتھا
اور کیونکر پیدل راستہ طے کروگے

دوہا

راج پاٹ دربر گہہ تمہیں سوں اُجیار
راج پاٹ فوج اور نوکروں کی تمہیں سے رونق ہے

بیٹھ بھوگ رس مانہہ کے نہ چلہہ اندھیار
بیٹھ کے عیش کرو اور اُن کو مصیبت میں چھوڑ کے نہ جاؤ

موہنہ یہ لوبھ سنا و نہ مایا
اے ماں مجھے دولت کا لالچ نہ دو
کا بھولوں یہ چندن چووں
اس چندن کے چولے سے کون خوش ہو
سوت سوت تن بولہہ دیکھا
ایک ایک سام جسم کے اعمال بکا نبوت ہے

کاکر سکھ کا کریہ کایا
کیسا یہ آرام اور کیسا یہ جسم
بیری جہان انگ کے روواں
جب جسم کا ایک ایک رواں دشمن ہے
کہہ کیسے ہو یہ کت موکھا
بھلا بتاؤ ایسے میں جسم سے کیسے بچا سکتی ہے
انہہ سہٹ جو دیکھ پریوا
انھوں نے جو دنیا کو ناپائدار اور بیگانہ دیکھا

جو تن آن تن ہواہ چھارا
جب آخر کار یہ بدن خاک ہو جائیگا
ہاتھ پائیں سرون او آنکھی
ہاتھ پاؤں کان اور آنکھ
جو بھل ہوت راج او بھوگو
جو بیش و آرام اور راج اچھا ہی ہوتا
تو راج کو تج کر کمری بن چلے گئے

ماٹہہ پوکھر مرے کو بھارا
تو مٹی کی پرورش کر کے اسکے بوجھ سے کون بچے
یے سب بھرمہہ آی پن ساکھی
یہ سب اعمال کی آکر گواہی دینگے
گو پچندر نہہ سادھت جوگو
تو راجہ گوپی چند بھرتھری جوگ کیوں لیتے

دوہا

دیکھ انت اس ہواہ گرو دینھ اُپدیس
دیکھا آخر کو ایسا ہوگا تو مرشد نے ہم کو یہ نصیحت کی

سنگلدیپ جاب میں ماتا تم سوں مورا دیس
میں سنگلدیپ جاتا ہوں اے ماں تمکو میرا سلام

روویں ناگمتی رنواسو
روتی ہے ناگمتی محل کے اندر
کی ہم لاوہ آپن ساتھاں
یا تو مجھے اپنے ساتھ لے چلیے

کہئی تمہ کنت دینھ بن باسو
کہ اے پیارے تم کو کس نے بن باس دیا
کی اب مارچلہ سے ہاتھاں
یا مجھے اپنے ہاتھوں سے قتل کر کے جائیے

اب کو ہمہہ کرہ بھوگتی
اب میرے لئے عیش کا سامان کون مہیا کریگا
تمہ اس بچھرے پیو پریتا
تمہارا پیارا شوہر بچھڑ رہا ہے

ہم ہو ساتھ ہوب جوگنی
میں بھی تمہارے ساتھ جوگن بنکر رہونگی
جہواں رام تہاں سنگ سیتا
جہاں رام رہیں گے وہیں سیتا رہے گی

جولہہ جیو سنگ چھانڑ نہ کایا
جب تک جسم کو روح نہ چھوڑے گی

کرہوں سیو بکھ ہوں پایا
اُسوقت تک آپکی خدمت کرونگی اور پھر موکھ پاؤنگی

بھلی پدمنی روپ انوپا
رانی پدمنی کو جو آپنے بمثیل خوبصورت جانا

ہمتے کوی نہ اگر روپا
ہم سے بڑھ کر کوئی بھی حسین نہیں ہے

دوہا

دیہہ آسیس سبے مل تمھ ماتھے نت چھات
سب نے ملکر یہ دعا دی ہے کہ آپ کے سر پر ہمیشہ تاج رہے

راج کرہ چت اُدگڑھ راکھوپی اہ بات
راج کیجئے چتوڑ گڑھ میں اور میرا سہاگ قائم رکھئے

تمھ ترِیا مت ہیں تمھاری
تم عورت ذات ہو تمھاری عقل ناقص ہے

مُورکھ سو جو متے گھر ناری
وہ احمق ہے جو عورت کی بات پر عمل کرے

راگھو جو سیتا سنگ لائی
رام جو سیتا کو ساتھ لیگئے تھے

راون ہری کون سدھائی
اُن کو کیا پھل ملا راون مر لیگیا

یہ سنسار سپن کر لیکھا
یہ دنیا ایک خواب کی طرح ہے

بچھر گئے جانوں نہ دیکھا
بچھڑ جانے کے بعد کچھ نہ دیکھا

راج بھرتھ ہر نہ سُنی ایانی
اے نادان کیا تمنے راجہ بھرتری کو نہیں سنا ہے

جہہ کے گھر سورہ سے رانی
جنکے گھر میں سولہ سو راشیاں تھیں

کچ لینھے ترو اسہرائی
بھٹنی سے اُوسکے تلوے سہلاتی تھیں

بھاجوگی کو سُنگ نہ لائی
جب وہ جوگی ہوا تو کسی کو ساتھ نہیں لگایا

جوگی کا وہ بھوگ سوں کاجو
نہ اُسے عورت چاہئے نہ راج چاہئے

جوڑ کر کٹا بھیکھہ چاہا
فقیر کو تو بھیک کی ہی سیر رہنی کہ ٹکڑے چاہئیں

جوگہہ تات بھات سوں کاجو
تازے تازے پلاؤ سے جوگیوں کو کیا

دوہا

کہا نہ مانی راجا بجی سبائیں بھیر
راجہ نے کسی کی کوئی بات نہ سنی غرضکہ سنکھ گھڑیال وغیرہ بجنے لگے

چلا چھانڑ کے روت پھر کے دین نہ دھیر
اور سب کو روتا چھوڑ کے چلدیا لوٹ کر کسی کو تسلی بھی نہ دی

روت مائے نہ بہرت بالا
ماں روتی ہو کہ بائے لوکا دیس نہ ہوتا ہو

رتن چلا گھر بھا اندھیارا
رتن سین کے چلے جانے سے گھر میں اندھیرا ہے

روویں رانی تجہنہ پرانا
رانیاں رو رو کے جان دے رہی تھیں

نو جہنہ بار کرہنہ کھرہانا
اور بال نوج فوج کر ڈھیر لگا رہی تھیں

جا کہنہ کہی رہس کے پیئو
جسکو بڑے بڑے ناز سے میں نے پالا ہے ایسا کہتی تھی

سوئے چلا کا کریہ جیئو
جب وہی چلا تو اب زندگی کا کون سہارا

بار مور جور اجہہ رتا
میرا لاڈلا بیٹا جو بڑے ناز سے شادی ہوئی تھی

چور رہنہ کیئو ابھرن اُبارا
گھر کے زیور اور ہار کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھیں

مرے چہیں پے مرے نہ پاویں
مرنا چاہتی تھیں پر مر نہ سکتی تھیں جب آگ بجھ گئی تھی تو سب لوگ بجھا دیتے تھے

سو لیچلا سُوا پر بتا
اس کو ایک پہاڑی طوطا ور غلا لیگیا

اب کا پر ہم کرب سنگارا
اور کہتی تھیں کہ اب ہم کسکے اور سنگار کرینگے

اُٹھے آگ سب لوگ بجھاویں

گھری ایک سُٹھ بھیو انڈورا
ایک گھڑی بہت متوحش ہوا

پن پاچھے بیتا ہوئے رورا
پھر بعد کو تھوڑا سا رونے کا اثر رہا

دوہا

ٹوٹے من نو موتی پھوٹے من دس کانچ
بیشمار موتی کی لڑیاں اور منوں کانچ کی چوڑیاں ٹوٹیں

لیٹھ سمیٹ سب ابھرن ہوئیگا دُکھ کرنا نچ
بعد کو سب زیورات سمیٹ لئے گئے اور یہ دردناک منظر ختم ہوا

نکسا راجا سنگی پوری
راجا نکلا اور نر سنگھے کو بجایا

چھانڑا نگر میل کے دھوری
اور تمام مسم میں خاک ملکر شہر کو چھوڑ دیا

رائے ران سب بھیلے بیوگی
جتنے راجہ کے بھائی بند تھے سب بے ہمت ہو گئے

سورہ سہس کنور بھے جوگی
سولہ ہزار راجکمار جوگی بن کر ساتھ چلے

مایا موہ ہری سین ہاتھا
دنیا کی دولت اور محبت چھوڑ دی

دیکھ نہ بوجھ نآن سنا تھا
آخر کار نہ کسی نے دیکھا نہ پوچھا نہ کسی سے سنا

بھئے نرارُ دکھ سکھ تج دُوُو
رنج و راحت دونوں سے قطع نظر کر دیا سب کو یکساں سمجھنے لگے

سنو رنہہ راجا سوئے اکیلا
صرف اُسی واحد برحق کو یاد کرتے ہوئے راجہ اکیلا

جہہ رے پنتھ کھیلے ہوئے جیلا
جہاں بیکنٹھ کا رستہ جیلا نے بتایا تھا اُسی راستہ سے

چھانڑ چلے سٹھا نو نہہ ٹھانواں
سب کو اپنی اپنی جگہ پر چھوڑ کر چلا

نگر نگر اور گانو نہہ گانواں
شہر بشہر اور گاؤں گاؤں

کاکر مڑھ کاکر گھر مایا
کسکی حویلی کس کے گھر اور کسکی دولت

تاکر سب جاکر جیو کایا
یہ سب اُسی کے ہیں جس نے روح اور جسم دیا ہے

دوہا

چلا آٹھ جوگن کے کرکے گیروا بھیس
جوگیوں کا لشکر گیروا لباس پہنے چلا

کوس بیس چار نہہ دس جانو پھولا ٹیس
بیس بیس کوس چاروں طرف (گویا) ٹیسو پھولا معلوم ہوتا تھا

آگے سگن سگینئے تاکا
آگے بڑھکر شگون دیکھنا نیو الوں نے

دہنے ماچھ روپ کے ٹانکا
سیدھی طرف چاندی کے برتن میں مچھلی دکھائی

مالن آؤ مورے گانتھے
مالن پھولوں کا تاج بنا کر لائی

کھنجن بیٹھ ناگ کے ماتھے
مولا سانپ کے سر پر بیٹھا ہوا نظر آیا

برکھ سنو ریا داہن بولا
برنگ سیاہ خوابوت گانے لگا سانڈا داہنی طرف بولا۔ اور

بائیں دس گیدر نہہ ڈولا
بائیں طرف سیار خاموش رہا

بھرے کلس ترنی جل آئی
نئی عمر کی لڑکیاں کلس میں پانی بھر کر لائیں

داہن مرگ آئیگا دھائیں
داہنی طرف ہرن دوڑتا نظر آیا

بائیں کراری داہن کوچا
بائیں طرف زاغ اور داہنی طرف کبوتر

بائیں اکاسی دھوری آئے
بائیں طرف فضا میں چیل بولی

بہو بنجی مجھگت بیس مرو چا
حسب دلخواہ شگون میسر ہوا

دہیو لیو گوالن گہرائی
اور گوالن نے دہی لو کہکر پکارا

پرہتار بولا گھر بائیں
اور پیتر گھر کے بائیں طرف بولا

لوا در سن آئے دکھرائے
لومڑی سامنے آئی

دوہا	جا کہنہ سگن ہوئے اس اوگونے جہ آس جس کو ایسے شگون ملیں وہ جس کام کے لئے جائے	اسٹ[۱]، صاسدھ تیہ کہنہ جس کب کہا بیاس آٹھ طرح کے کمال اُس کو حاصل ہوں جیسا کہ بیاس جی نے کہا ہے

بھیو پیان چلا پُن راجا کوچ ہوا اور راجہ چلا	سنگنا دجوگن کر باجا اور جوگیوں کا سا نقارہ بجا	کہن آج کچھ تھور پیانا اور کہا کہ آج منزل کم کرنا چاہیئے	کا لھِ پیان دور ہے جانا کل پر زیادہ چلنا موقوف رکھئے سفر دور کا ہے
وہ ملان جو پہونچے کوئی وہ شخص جو منزل مقصود پر پہونچ جائے گا	تب ہم کہب کھ بھل سوئی تب ہم کہیں گے کہ یہ مرد کامل تھا	ہے آگے پربت کے باٹ پہاڑ کے آگے راستہ ہے	بکھم پہار اگم سُٹھ گھاٹا مخدوش پہاڑ اور دشوار گزار گھاٹی
بیچ بیچ کھوہ ندی اونارا بیچ بیچ میں کھوہ ندی اور نالے ہیں	ٹھانو نہہ ٹھانوں بیٹھ بٹپارا جگہ جگہ راہزن بیٹھے ہوئے ہیں	ہنمت کیر سُنت پُن ہانکا پھر بیچ بیچ میں بندروں کی آواز سنائی دیتی ہے دیکھئے مزاج کون بہوپ سکتا ہے اور کون جھک مارتا ہے	دُہنہ کو پار ہوئے کو تھانکا رہنما بنا کر پیچھے پیچھے چلو
	اس من جانِ سنبھارو آگو ان باتوں کو سوچ کر انتظام کی فکر کرو		اگو اکیر ہوہُ پچھو لاگو

دوہا	کرہنہ پیان بھور اٹھہ نہہ کوس دس جانہہ روزانہ صبح اٹھکر وے لوگ دس کوس منزل کرتے تھے	پنتھی پنتھا جو چلنہہ تے کت رہنہ اٹھانہہ اسی طرح جو مسافر راہ پر چلے گا وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا	

کرُہ دشٹ تھہ ہوئے بٹاؤ راجہ نے کہا کہ اے مسافرو مطمئن ہو کر غور کرتے چلو	آگے دیکھ دھرہ بھوئیں پاؤ آگے راستہ دیکھ کر زمین پر پاؤں دھرو	جو لے اُبٹ بھئیں پری بھلا جو کوئی بے راہ چلے گا وہ رستہ بھول جائیگا	گئی مارے پتھ چلے نہ جانے اور وہ مارا جائیگا اس لئے کہ رستہ چلنا نہیں جانتا
پائن پہر لیہہ سب پوزی پاؤں میں سب کھڑاؤں پہن لو	کانٹ نہ سنے کرڑے انکوری جس سے کانٹا کنکر نہ چبھے	پرے آی بن پربت ہاں پربت اور بن کے بیچ میں آئے	ڈنڈ اکرن بجھ بن جاہاں ڈنڈا کرن نامی سنسان بن میں پہونچے
سگھن دُھانکھ بن جہنہ نہ پیچھ لا گنجان خاک کا بن جہاں دور دور تک پیڑ پودے نہ ہوں	دہنے بدر چندیری بائیں داہنی طرف بدر اور بائیں طرف چندیری ہے	جھانکھر جہاں سُجھاڑ دھ پنتھا پرخار راستہ کو چھوڑ دو	بلاگ مکوے نہ پھاڑ کنتھا مکوے کے کانٹوں میں اُلجھ کر گدڑی نہ پھاڑ لو
		دُہنہ کہنہ ہوب ماٹ دی بھاہیں دیکھئے دونوں میں کس راستہ پر چلنا چاہیئے	

[۱] آٹھ طرح کے حماسہ دیدہ ہیں (۱) اڑنا باریک سے باریک (۲) ہمار بڑے سے بڑا (۳) اگرا زنی سے دفنی (۴) اگھما دھکے سے ہلکا (۵) پراپتی (حسب خواہش چیزوں کا ملنا (۶) پراکامیہ (خواہشوں کا پورا ہونا) (۷) ایشتو (مالک ہو جانا) (۸) بشتو (سب چیزوں پر قابو پانا) ۱۲

دوہا

ایک باٹ گئی سنگھل دوسر لنک سمیپ
ایک راستہ سنگلدیپ کو گیا ہے اور دوسرا لنکا کو گیا ہے

ہیں آگے پتھ دوؤ دہنہ گونب کہہ دیپ
اور آگے دو راستہ ہیں معلوم نہیں کس جزیرہ میں پہونچا ہوگا

تت کھن بولا سُوا سر کھیا
اُس وقت ہوشیار طوطا بولا

اگو اسوے پنتھ جے دیکھا
رہنما وہی ہو سکتا ہے جسنے اسکو کھایا

سو کا اُڑہ نہ جہ تن پانکھو
وہ کیا اُڑے گا جسکے پر ہی نہیں ہیں

نیسو پراسہ بوڑے ساکھو
جیسے پتے کو شاخ نے ڈوبتی ہے

جس اندھا اندھے کر سنگی
جیسے اندھا اندھے کو اپنے ساتھ لیکر

پنتھ نہ پاؤ ہوئے سہلنگی
راستہ نہیں پاتا ہے اور اسی کی طرح رہتا ہے

سُن مت کاج چہنجوں ساجا
جو بات طے شدہ ہو اسکو سنو اگر کا بنانا چاہتے ہو

پوچھو نگر بجے گر راجا
پوچھو راستہ بجے گڑھ کے راجا سے

پوچھو جہاں کنڈاو بولا
جہاں اونچے اور نیچے مقامات ہیں وہاں میں دریافت کیا

رنج بائیں اندھیار کھنڈولا
اُسنے بتایا) اندھیار کھنڈولا مقام کو بائیں طرف چھوڑو

دکھن داہنے رہے تلنگا
دکھن اور داہنی جانب ملک تلنگاں ہے

اُتر ما نجھ ہوئے کرہا کٹنگا
اتر کی طرف اندیشہ کا مقام ہے

ما نجھ رتن پور مو نہہ دوارا
رتن پور ایک مقام پڑیگا جس کا دروازہ سامنے ہے

جھار کھنڈ رے بائیں پہارا
اور جھار کھنڈ کا پہاڑ بائیں طرف چھوڑنا چاہیئے

دوہا

آگے باؤں اُڑیسا بائیں دیہہ سو باٹ
آگے اُڑیسہ بائیں جانب پڑے گا وہ راستہ بائیں طرف چھوڑنا چاہیئے

دہنا ورت لائی کے اُتر سمند کی گھاٹ
داہنی طرف گھومتے ہوئے سمندر کا گھاٹ اُترنا چاہیئے

ہوت پیان جائے دن کیرا
سورج ڈوبنے تک چلتے رہے

مرگا رن مہنہ کینھ بسیرا
ہرن کے جنگل میں رات کو ٹھہرے

کس سانتھر بھئی سور سیتی
کس گھاس کا بچھونا اور سر کنڈے کا اوڑھنا

کروٹ آئی بنی بھوؤں سیتی
اور تکیہ مٹی کے ڈھیلوں کا بنایا

کیا ملی جس بھوم لیجا
سوتے وقت سلامے ہوں میں خاک لگ گئی۔ روزانہ دیکھو کی منزل ہوتی ساراجسم اوس میں بھیگ جاتا

چل دس کوس اوس تن بھیجا
جگہ جگہ سب چلے سوتے تھے

ٹھانوں ٹھانوں سب سو نہنہ چیلا
بن اندھیار رین انہیاری
جنگل تیرہ و تاریک اور رات اندھیری

راجا جاگے آپ اکیلا
اور راجا اکیلا اپنے آپ جاگتا تھا

جہہ کے ہئے پیم رنگ جاما
جس کے دل میں محبت کا رنگ جما ہوا ہے

کنگری گہے ہاتھ بیرا گی
کنگری یا جاپا ہاتھ میں لئے تھا بیراگی راجا

بھادوں برن بھئی نس کاری
گویا بھادوں کی طرح اندھیری رہتی تھی

پانچ تنت اِیکہہ دُھن لاگی
جسمیں پانچ تار تھے مگر ایک ہی دھن بجتی تھی

---

۱ جیسے پتا شاخ کا سہارا ڈھونڈھتا ہے تو شاخ کے ساتھ ڈوب جاتا ہے ۱۲

۲ یعنی حسرت پدماوت ہی کی دھن لگی تھی۔ اسی طرح عارف کامل نداہی کی طرف خیال رہتا ہے ۱۲

دوہا

نین لاگ تہہ مارگ پدماوت جہ دیپ
جیس سواتہہ بوند کنہ بن چاتک جل سیپ

نگاہیں اُدھر ہی لگی تھیں پدماوت جس جزیرے میں تھی
جیسے سواتی (کنوار) کے پانی کے پپیہا اور سیپ خطرہ رہتے ہیں

ماسیک لاگ چلت تیہ باٹا
جوگی آپ کٹک سب چیلا
سُنہہ گجپتی اُتر ہمارا

اُس رستہ کے چلنے میں ایک مہینا لگا
(اُسنے پوچھا) آپ جوگی ہیں اور ساری فوج چیلے ہے
سنواے گجپتی ہمارا جواب

اُترے جاہی سمدر کے گھاٹا
کون دیپ کہنہ جاہنہ کھیلا
ہم تم ایکے بھاؤ نرارا
اِہے بہت جو یوہت پاؤں

اور سمندر کے گھاٹ پر جا اُترے
بتائیے آپ کس ملک جانیکا ارادہ رکھتے ہیں
ہم تم ایک ہی درجہ کے ہیں (ہمارا نصیب الگ ہے)
یہی بہت ہو کہ پار جانیکے لئے کشتی مل جاوے

رتن سین بھا جوگی جتی
آئے بھلہنہ میا اب کیجے
پُہنائی کہنہ آیس دیجے
جو سز اس تہہ لاڈ نساوا

راجہ رتن سین کے جوگی ہونے کا حال
آپ خوب آئے اب اتنی مہربانی کیجئے
کہ میری دعوت قبول کرنے کا حکم فرمایئے
جو خواہشمند نہیں ناز کا سامان اسکو برباد کرنا ہی ہے

سُن بھینٹے آوا گجپتی
سنکراقات کے لئے راجہ گجپتی آیا
سوتہہ کہنہ جہہ مہنہ یہ بھاؤ
تھوتے سنگلدیپ سدھاؤں
یہ سب سامان اسکے لئے ہونا چاہیئے جسکو اچھا سمجھو
اور تمسے رخصت ہو کر سنگلدیپ کو چلا جاؤں

دوہا

جہاں موہنہ بچ جانا کٹک ہوؤں لے پار
جول رے جیہؤں تو بہرؤں مروں تو اوہ کے بار

جس مقام پر مجھے جانا ہو تو وہاں مع لشکر کے پار ہو جاؤں
اگر زندہ رہوں گا تو واپس آؤنگا اور مرونگا تو اُسکے دروازہ پر مرونگا

گجپت کہا سیس پر مانگا
پے گسائیں سُن ایک بناتی
اٹھیں ہلور نہ جائیں سنبھای

گجپت نے کہا کہ آپکا یہ حکم سر و چشم قبول ہے
لیکن حضور سے ایک عرض ہے
ایسی لہریں اٹھتی ہیں جو قابل برداشت نہیں ہیں

بوہت ناؤ نہ ہو یہہ کھانگا
مارگ کٹھن جاب کیہ جانتی
بھا گہہ کوے نہیے بیپاری
سنگلدیپ جائے سو کوئی

بڑی کشتیوں کی کوئی کمی نہیں ہے
سنگلدیپ کا رستہ دشوار ہے کس طرح آپ جانیگے
قسمت سے کوئی سوداگر زندہ پہنچ جاتا ہے

اے سب یوں آن نوگڑھے
پھول سوے جو میسر چڑھے
مارہنہ مگر مچھ گھر یارا
اتے دُکھ جو سہو کہہ کاجا

یہ سب کشتیاں نئی بنی ہوئی حاضر کروں گا
پھول وہی اچھا ہے جو دیوتا پر چڑھے
جس میں مگرمچھ اور گھڑیال مارڈالتے ہیں
اتنی زحمتیں کس کے لئے اُٹھائے گا

دوہا

کھار کھیر ددھ اُدھ سر اجل بن کلکلا اکوت
کو چڑھ ناگ سمندلے ساتوں ہے کا کراس پوت

دریائے شور، دودھ کا سمندر، کالا پانی، شراب، پھر شہد کا سمندر، اکوت (بے انتہا)
ان ساتوں سمندروں کو کون پار جاسکے کس کا ایسا بیٹا ہے

۵ گجپتی ایک خطاب ہے جو زیادہ تر مگدھ وغیرہ کے راجاؤں کے ساتھ مخصوص ہے ۱۲ مصحح

گجپت یہ من سکتی سیئو
اگجپتی اس دل کی طاقت کا کوئی اندازہ نہیں
سُکھ سنکلپ دُکھ سابھر لینھا
آرام کو تصدق کرکے تو نے مصیبت ہزار لی
اوجین سمند پیم کر دیکھا
اور جس نے بحر محبت دیکھا ہے

پے جیہ پیم کہاں تیہ جیو
لیکن جہاں پر محبت ہو زندگی کا کیا سوال
تو پیاں سنگھل کہنہ کینھا
تب سنگلدیپ جانے کا قصد کیا
تیں یہ سمند بوند بر لیکھا
اسکے لئے یہ ناچیز سمندر ایک قطرہ کے اندر
جوں پے جیو باندھ دست سیرا
جسنے اپنے نفس کو سیکڑوں بار قابو میں کیا ہے

جو پہلے سر دے پاگ دھری
جو سر کو نثار کرکے آگے پیر رکھے
بھنور جان یہ کنول پر تیتی
بھونرے کو اپنے پیارے کنول کی محبت کی قدر ہے
سات سمند ست لینھ سنبھارو
جو شخص کہ سات سمندر طے کرکے اسکے مصائب برداشت کر چکا ہو اُسکے لئے یہ زمین اور مخمد وش بہار کیا چیز ہے
بُرجیو جای پھرے نہنہ پھیرا
اگرچہ اسکی جان بھی جاتی ہو مقصد سے باز نہ آویگا

موئے کیر میچ کا کری
تو وہ گویا مردہ ہو قضا کی کوئی اسکو پروا نہیں
جیہ مہنہ بتھا پیم کی بیتی
جسکو درد محبت برداشت کرنا پڑا ہے
جو دھرتی کا گرو بھارو

دوہا

رنگنا تھ ہوں جا کر ہا تھ وہی کے ناتھ
میں جس مرشد زنگناتھ کا مرید ہوں اسیکے ہاتھ میں میری باگ ڈور ہے
گہے ناتھ سو کھینچے پھرے نہ پھیرے ہاتھ
جس طرف وہ باگ ڈور کو کھینچتا ہے چلا جاتا ہوں پھر نہیں سکتا

پیم سمند جو اِت اوگاہا
محبت کا سمندر بہت گہرا ہے
ہوں یہ ماوت کر بھکھنگا
میں یہ ماوت کا بھکھاری ہوں
اب یہ سمند پروں ہوئے مرا
اب مردہ بنکر سمندر میں گرتا ہوں

جہاں نہ وار نہ پار نہ تھاہا
جس کا اور چھور ہے اور نہ تھاہ
دشٹ نہ آوے سمند اوگنگا
مجھے سمندر اور گنگا نظر نہیں آتے
مُئے کیر پانی کا کرا
مردہ کو پانی سے کیا اندیشہ
اس من جان سمند مہنہ پروں
یہی سمجھکر میں سمندر میں پڑا ہوں

جو وہ سُمند گاہ مہنہ پریا
جو اس سمندر میں پڑے ۔ مانند ہنس کے تیرجاتا ہو چاہے کتنا ہی گہرا ہو
جیہ کارن گیو کا تھر کنتھا
جسکے واسطے گلے میں مالا اور گدڑی و قبا کی ہو میں اُس راستے سے دیس دیس جاؤں چاہے بھیک
مرجھا کوی کہنوں لیجاؤں
میں مثل مردے کے ہوں کوئی کہیں لیجائے
جو کوی کھای بیگ نسترؤں
اگر کوئی مجکو کھائے تو جلدی نجات پاؤں

جو اوگاہ ہنس ہوئے ترئی
جو اس سمندر میں ہنس کے تیر جاتا ہو چاہے کتنا ہی گہرا ہو
جہاں سو مئے جاؤں تیہ پنتھا
جسکے راستے میں مرجاؤں اسی راستے سے دیس دیس جاؤں چاہے بھیک
وہ کے پنتھ کو ؤ دھر کھاؤ
معشوقہ کے راستے میں مجکو کوئی کھالو تو بہتر ہے

دوہا

سرگ سیس دھر دھرتی ہیا سو پیم سمند
آسمان پر میرا سر اور دھرتی پر دل مانند سمندر کے
نین کوڑیا ہوے رہے لے اُٹھہنہ سو بند
نظریں کوڑیلا بند کے بن کر قطرہ پانی کا لیے ہوئے اُٹھتی ہیں

کٹھن ہیو گ جوگ دُکھ واہو
فراق کا رنج بہت مشکل ہے اور جوگ کی تکلیف اسسے بھی زیادہ ہے۔ تمام زندگی گزر گئی انتہا نہ ملی
جنم جرت ہوں اور نہ پاہو
ڈر لجیا تہنہ دو ؤ گنوانی
خوف اور شرم دونوں کھو دیں
دیکھے کچھو نہ آگ نہ پانی
آب آگ اور پانی کچھ دکھائی نہیں دیتا

آگ دیکھ وہ آگیں ہاوا
آگ دیکھکر اُس میں جل جانا چاہتا ہوں

پان دیکھ وہ سونہنہ دھنساوا
پانی دیکھکر اسمیں بے تحاشا غرق ہو جانا چاہتا ہوں

جس باُر نہ بُجھائے بوجھا
جیسے دیوانہ سمجھانے سے نہیں سمجھتا

کون بھانت جاتی کا سوجھا
اُسے کس طرح سمجھایا جا سکتا ہے

مگر مچھ ڈر ہیئے نہ لیکھا
مگر اور مچھلیوں کا کچھ ڈر نہیں ہے

آپہہ چہوں پار بھاد دیکھا
سمندر پار جاکر دیکھنا چاہتا ہوں

اونہ کھای وہ سنگھ سندورا
اور نہ اس کو شیر اور سیمرغ کھا سکتا ہے کیونکہ وہ چوب خشک سے بھی زیادہ خشک ہوجاتا ہے

کاٹھے چاہ اِدھ کے وہ جھورا

کایا مایا سنگ نہ آتھی
یہ جسم اور دولت ساتھ نہیں دے سکتے

جیہ جیو سو نیا سوئی ساتھی ہا
یہ جان جسکے سپرد کردی وہی ساتھی ہے

دوہا

جو کچھ درب اہا سنگ دان دیہہ سنسار
جو کچھ دولت تھی وہ دنیا کو خیرات میں دیدی

کاجانوں کیہ کی ست دئی اُتارے پار
معلوم نہیں کس کی بدولت خدا بیڑا پار کرے گا

دھن جیون اوتا کر جیا
مبارکباد اُس کی زندگی اور جان کو

اوچ جگت مہنہ جا کر دیا
سخی کا بخت اونچا درجہ ہے

دیا سو سب جپ تپ اُپراہیں
خیرات کرنا ہر قسم کی عبادت سے بلند ہے

دیا برابر کچھ جگ ناہیں
سخاوت کے برابر دنیا میں کچھ نہیں

ایک دیا تین دس گن اہا
ایک حصہ دے کر دس گنا حصہ ملتا ہے

دیا دیکھ سب جگ مکھ چاہا
سخاوت کا دیدار سب لوگ چاہتے ہیں

جہاں نہ دیا تہاں اندھیارا
جہاں سخاوت کا چراغ نہیں وہاں اندھیرا ہوتا ہے

دیا مندر نس کرے اجورا
بخشش مکان ہر رات کو اُجالا کرتی ہے

دیا نا ہنہ گھر موسہنہ چورا
اگر چراغ نہ ہو تو گھر کو چور لوٹ لیں گے

دیا رہا دھر من مہنہ لکھا
اس لئے اُن کا نام سخیوں میں لکھا گیا

حاتم کرن دیا جو سکھا
حاتم اور راجہ کرن نے جو سخاوت اختیار کی

دیا سو کاج دُہوں جگ آوا
جسنے سخاوت کی وہ اُسکے دونوں جہان میں کام آئی

اہاں جو دیا اُہاں سب پاوا
جو یہاں دیا اس جہان میں وہ سب اسکو مل گیا

دوہا

نرمل پنتھ کینھ تنہ چھورے دیا کچھ ہاتھ
اُسنے اپنے رستے کو پاک صاف کرلیا جس نے کچھ اپنے ہاتھ سے دیا

کچھ نہ کوئی لے جا اہ دیا جای پے ساتھ
کوئی شخص اپنے ساتھ کچھ نہیں لیجاتا صرف سخاوت ساتھ جاتی ہے

لوہت کھنڈ

ست نہ ڈول دیکھا گجپتی
گجپتی نے دیکھا کہ سچ جسنے اپنے ایمان کو نہ ڈگمگایا

راجادت ست دہنہ سنتی
اس نے فوراً کہا کہ راستی فضل خیر اور ایمان

آپن ناہنہ کیا او کنتھا
اپنے اختیار میں مضبوط ہے نہ گودڑی

جیو دینھ اگمن تیہ پنتھا
پیشتر ہی سے اس راہ میں جان قربان کردی ہے

نہچے چلا بھرم جیو کھوئی
یقین کامل کرکے اور خوف چھوڑ کے جلن کو کر چلا ہے

ساہس جہاں سدھ تہنہ موئی
کامیابی جرأت اور دلیری ہی سے حاصل ہوتی ہے

نہچے چلا چھانڑ کے راجو
یقینی طور پر راج کو چھوڑ کر چلا ہے

بوہت دیہہ دیہہ سب ساجو
کشتی دی اور سب سامان دیدیا

چڑھا بیگ او بوہت پیلے
بہت جلد سوار ہوا اور کشتی کو تیزی سے چلایا

دھن وہ پرکھ پیم جہی کھیلے
اچھا ہے وہ آدمی جو محبت میں جی پر کھیل جائے

پیم پنتھ جو پہونچے پارا
محبت کا رستہ جس نے طے کر لیا

بہر نہ آئے ملے یہہ چھارا
پھر لوٹ کر یہاں خاک چھاننے کو نہیں آتا

تنہ پاوا اُتم کیلاسو
جس نے عمدہ بہشت کو پالیا

جہاں نہ میچ سدا سکھ باسو
جہاں موت نہیں اور ہمیشہ عیش و آرام سے گزرتا ہے

دوہا

یہ جیون کی آس کا جیس سپن تل آدھ
اس زندگی کا کیا بھروسہ کہ آدھے تل کے برابر ایک خواب ہے

محمد جیتہ نہ جو مُئے تے پوچھ سدھ سادھ
اے محمد جائسی جو زندگی میں مر گئے ہیں وہی کامل لوگ ہیں

جس بن رینگ چلے کج ٹھاٹی
جس طرح بن میں ہاتھیوں کی قطار چلتی ہے

بوہت چلے سمدر گا پاٹی
اسیطرح سمندر میں کشتیاں چلیں کہ سمندر ڈھک گیا

دھاوہنہ بوہت من ارا ہیں
کشتیاں دوڑتی ہیں خیال سے زیادہ

سہس کوس ایک پل مہنہ جاہیں
ایک پل میں ہزاروں کوس جاتی ہیں

سمد اپار سرگ جنُ لاگا
تا پیدا کنار سمندر آسمان سے لگتا معلوم ہوتا ہے

سرگ نہ گھال گنے بیراگا
بیراگی اس خیال سے کہ کوئی روانہیں کرتے

تنکھن چالھہ ایک دکھرائی
اسوقت ایک بڑی مچھلی سمندر میں دکھائی دی

جنُ دھولاگر پربت آئی
جیسے دھولاگر پہاڑ سامنے دکھائی دے

اُٹھی ہاول جو چالھ نراجے
ایک لہر اٹھتی تھی جب وہ چال چلتی تھی

لہرا کاس لاگ بھئیں باجے
لہر آسمان سے لگ کر زمین پر آتی تھی

اس اس مچھ سمند مہنہ ہیں
کہ تعجب ہے ایسی ایسی مچھلیاں سمندر میں ہیں

تیہ رے پنتھ ہم چاہنہ گونا
اُسی رستہ سے ہم سفر کرنا چاہتے ہیں

ہوہ سمیت بہر نہنہ اونا
سب لوگ ہوشیار ہو جاؤ واپس آنا نہیں ہے

دوہا

کرہار تم راجا ہم چیلا تم ناتھ
راجا تم ہمارے گرو اور ہم چیلے ہیں تم مالک ہو

جہاں پانوں گر راکھے چیلا راکھے ماتھ
جہاں گرو پانوں رکھے چیلے وہاں اپنا سر رکھتے ہیں

کیوٹ ہنسے سو نیت گویجا
ملاح ان سب کی گفتگو سنکر ہنسا

سمند نہ جان کنواں کر مجا
کہ سمندر کے جانور کنوئیں کی مینڈکی نہ جانو

سوا بہیں تم دیکھیو ناہیں
سوا اسکو آپ لوگوں نے دیکھا نہیں ہے

جیہ مکھ ایسے سہس سماہیں
جس کے منھ میں ایسی ایسی ہزار سما جائینگی

یہ تو چالھ نہ لاگے کوئی
یہ چالھ مچھلی تو کسی کو نہیں ستاتی

راج پنکھ تیہ پر منڈراہیں
سیمرغ اُس کے اوپر منڈلاتا ہے

کاکہو جب دیکھو روہو
جب تم رو بو دیکھو گے تو کیا کہو گے

سہس کوس تن کی پرچھائیں
اور ہزار کوس تک اس مچھلی کی پرچھائیں ہے

تے وے مچھ ٹھور گہہ لیہیں
وہ یکبارگی ان مچھلیوں کو اپنی چونچ میں پکڑ لیتا ہو

ساوک مکھ چارا دیہیں
اور اپنے بچوں کو اُن سے چارا دیتا ہے

گرجے گگن پنکھ جو کھولہنہ
یہ مرغ جب بازو کھولتا ہو تو آسمان گرجنے لگتا ہی

ڈولے سمُند ڈہن جو ڈولہنہ
سمندر میں اُسکے پروں سے تلاطم ہو جاتا ہے

تہاں نہ سُرج نہ چاند اسوجھا
ایسے عالم میں نہ سورج دکھائی دیتا ہی نہ چاند

چڑھے سوئی جو اگمن بوجھا
جو عاقبت اندیش ہو وہ ہنکا سفر کر سکتا ہے

دوہا

دس جہنہ ایک جاہی کوئی کرم دھرم تپ نیم
دس آدمیوں میں ایک آتا ہی جس میں وصف ریاضت اور عمل تو ہی

بوہت پار ہوی جب تہہ کُسل او کھیم
کشتی جب کنارے ہو جائے تب ہی خیر و عافیت سمجھنی چاہیئے

بات کہت بھے دیس کہاری
بات کہتے دیر لگی کہ سب جگہ یہ بات مشتہر ہو گئی

کیو ٹہہ چالہ سمند مہہ ناری
کہ ملاحوں نے چال مچھلی کو سمندر میں ماڈالا

کیوٹ لاگ لاگ سب بلی
طاقتور ملاح گھسیٹنے کے لئے مستعد ہوے

پھرے نہ چال جلے پہ چلی
لیکن وہ پھری نہیں بلکہ آگے ہی چلی

سُن کے آپ چڑھا سین راجا
یہ سنکر راجا نے مع لشکر خود چڑھائی کی

اوسب دیس لوگ مِل باجا
اور سب ہمراہی مدد کو موجود رہے

ہستی لائے سست سب ڈھیلا
ہاتھیوں سے شست سب سمندر میں ڈلوائی

بوہت سہس جاہنہ چہنہ اورا
ہزاروں کشتیاں چاروں طرف دوڑ رہی ہیں

بھال بانس کھانڈے بُہہ پریہیں
تم کو بانس بنیادہ تباہ ایسے ہی بانس گھس گئیں

چارا لیل جو مانجھر بھاجی
چارا نگل کر جو مچھلی بھاگی

دور آئے اک چالہہ لیلا
جس کو دور کر چال مچھلی نے ایکدم نگل لیا

ہوئے کلول جاہنہ ترِ بورا
مگر وہ سب موج کے اُٹھنے سے غرق ہو گئیں

جان کپھال باج کے چرہیں
جان پر کھیل کر اُس کو کھینا شروع کیا

کہاں جائے جو جاکر کھاجی
کہاں جائے گی اور اپنے چارے کو کھائیگی

دوہا

ماچھر کر بھگ ہر دیں تہہ ساندھے بکھ بان
مچھلی بہت بھوکی اور اس کے اوپر زہریلے تیر

سبنہہ پہو نچکر مارا چالہہ تجا پران
سب نے پہونچکر اُس کو مارا اور چال نے جان دیدی

جس دھو لاگر پربت ہوئی
جس طرح سے دھواں گرپہاڑ دکھائی دیتا ہی

تہی بھانت اُترانیو سوئی
اُسی طرح وہ پانی کے اوپر اُتر آئی

سبے دیس مِل تیر نھ آنا
سب لوگ تیر کر کنارے گھسیٹ لائے

لیئے کلھاڑی لوگ جہانا
اور ہر ایک کے ہاتھ میں کلھاڑی تھی

جس پربت کہنہ لاگہنہ چانٹی
معلوم ہوتا تھا پہاڑ پر چیونٹیاں لپٹی ہیں

لے گے مانس ہی سب کانٹی
سب گوشت بیگئے اور مچھلی کے کانٹے رہ گئے

مانجر پری کوس دس ہینڈی
مچھلی جسم کی ہڈی دس کوس میں بکھری پڑی ہے

مانجر کس جس سیت برینڈی
ہڈی کیسی جیسے سفید بتیاں پڑی ہوئی ہیں

نین سوجان کوٹ کی پوریں
دونوں آنکھیں گویا قلعے کے پھاٹک ہیں

کرت اس گے پھریں تہہ بھونریں
ایسے بھونر میں پڑکر کون واپس آسکتا ہے

رتن سین سون سنگھی کہین
رتن سین سے ساتھی یہ کہہ رہے تھے

اس اس مچھ سمند مہہ ناہیں
کہ ایسی ایسی مچھلیاں سمندر کے اندر ہیں

	راجا تم چاہو تہنہ گونا اے راجا تم ایسی جگہ جانا چاہتے ہو	ہوئے نہ مینوگ بہر نہنہ اونا پھر ملاقات نہیں ہو سکتی اور نہ واپس آسکتے ہیں	
دوہا	تم راجا اوگرو ہم سیوک اور چیر تم راجا اور گرو ہو ہم آپ کے خدمتگار اور چیلے ہیں	کینھ چہیں سب آئیں اب گونی تیہ پھیر ہم آپ کے سب حکموں کو مانیں گے مگر جانیکا ارادہ ملتوی کیجئے	
راجے کہا کینھ میں پیما راجہ نے کہا در آنحالیکہ میں نے محبت کی ہی	جہاں پیم کہنہ کوسل کھیما تو محبت کی راہ میں خیر و عافیت کہاں ہے	تم کھیوہ جو کھیو ہنہ پار ہنہ تم کشتی کو کھے کر پار لگا دو	جیسے آپ ترہنہ موہنہ ترا ہنہ جیسے تم پار جاؤ گے اسیطرح مجھے پار لگانا
موہنہ کوسل کر سوچ نہ اوتا مجھے خیر و عافیت کی اتنی فکر نہیں ہے	کوسل ہوت جو جنم نہ ہوتا خیر و عافیت تو جب تھی کہ پیدا ہی نہ ہوتا	دھرتی سرگ جانت اہ دوؤ زمین و آسمان دو چکی کے پاٹ ہیں	جو یہ بچ جیو راکھ نہ کوؤ جو اُن دونوں کے بیچ میں آیا کیا کیونکر بچ سکتا ہے
ہوں اب کوسل ایک پے مانگوں میں خیر و عافیت میں ایک ہی چیز مانگتا ہوں	پیم پنتھ ست باندھہ نہ کھانکو کہ محبت کے رستہ میں صداقت کی کمی نہ ہو	جو ست ہئے تو پنتھہ دیا جسکے دل میں سچائی ہو تو اسکا رستہ ہیبتناک نہیں ہے	سمندر نہ ڈرے دیکھ مرجیا سمندر کو دیکھکر شیر اک نہیں ڈرتا
	تہنہ لگ ہیروں سمندھ ہنڈھوں میں اُسوقت تک سمندر کو چھانکوں کر تلاش کرتا رہونگا	جہنہ لگ تن پد ارتھ جوؤں جب تک جواہرات ہاتھ نہ لگیں گے	
دوہا	سپت پتال کھوج کے کاڑھوں بید گرنتھ زمین کے ساتوں پردے تلاش کرکے بید گرنتھ کو نکالوں گا	سات سمندر چڑھ دھاؤں پدماوت جیہ پنتھ سات سمندر کودکے کرکے وہیں پہونچوں گا پدماوت جس راستہ پر ہے	

سات سمندر کھنڈ

سائر ترے ہئے ست پورا صداقت سے بھرا ہوا دل الٰہی سمندر کو تیر سکتا ہے۔ صداقت سے نا ممکن بھی ہموار ہو جاتا ہے	جو جیو ست کا یر پُن سورا صداقت سے نامور بھی بہادر ہو جاتا ہے	تیئی ست بوہت کری چلائے جہاں صداقت ہو کشتی وہاں خوب چلتی ہے	تیئی ست پون پنکھ جن لائے وہی صداقت ہوا کے پر لگا دیتی ہے
ست ساتھی ست کر سنسارو صداقت ہی ساتھ دیتی ہو اسی سے دنیا قائم ہے	ست کھیئی لے آوے پارو صداقت ہی کھے کر پار لگا دیتی ہے	ستی ناک سب آگو پاچھو ستین مچھلی اور ناگ سب آگے پیچھے	جہنہ تہنہ مگر مچھ اوکا چھو جہاں تہاں مگرمچھ اور گھڑیال
اُٹھے لہر جن ٹھاڑھ پہارا لہریں ایسی اُٹھتی ہیں جیسے آگے پہاڑ کھڑا ہے	چڑھے سرگ اوپرے تارا چڑھے تو آسمان پر پہونچے اور گرے تو تحت الثریٰ تک	ڈولہنہ بوہت لہریں کھاہیں چلتی ہوئی کشتیاں لہریں کھاتی تھیں	کھن ترہو ہنہ کھنہنہ پراہیں دم بھر میں نیچے جاتی تھیں دم بھر میں اوپر آتی تھیں

راجے سوت ہرے باندھا
راجہ نے جو اپنے دل میں صداقت اختیار کی ہے

جیہ ست ٹیک کرے گرکا ندھا
اسی کے بھروسے پہاڑ کو بھی اپنے کندھے پر اٹھا سکتا ہے

دوہا

کھار سمُد سونا نگھا آئے سمُد جہنہ کھیر
کھاری سمندر پار کر کے دودھ کے سمندر میں آئے

ملے سمُدوے ساتو بہر بہر نیر
اسی طرح ساتوں سمندر ملے جو پانی کے رنگ سے الگ الگ معلوم ہوتے تھے

کھیر سمُد کا برنوں نیرو
دودھ کے سمندر کے پانی کا کیا بیان کروں

سیت سروپ پیت جس کھیرو
سفید رنگ پینے میں دودھ کا سا مزا

مَنوَاں چاہ درب اوبھوگو
دل دولت اور عیش کی خواہش کرتا ہے

پنتھ بھلاے بناسے جوگو
جوگی سے بھٹکا کر جوگ کو خراب کر دیتا ہے

درب لیئی جو اِستھر راجا
خزانے کی بقای راجا کو ضرورت ہوتی ہے

جو جوگی تہ کے کیسہ کاجا
اور جو جوگی ہے دولت اُسکے کس کام کی

پنتھی سوئی درب سوروسے
مسافر ہے کہ خزانہ سے علیحدہ رہے

اُتھہنہ مانِک موتی ہیرا
موتی ہیرا جواہرات سمندر میں بھی ہوتے ہیں

جوگی منہنہ اُہی رِس مارہنہ
اسی لئے جوگی اپنے دل کو مارتے ہیں

پنتھہ پنتھہ درب بِپ ہوئی
مسافر کو مسافرت میں دولت دشمن ہو جاتی ہے

درب سمیت بہت اَس موسے
خزانے کے ساتھ بہت لوگ جان کھو چکے ہیں

درب دیکھ من ہوئے نہ دھیرا
ایسا خزانہ دیکھکر دل کو چین نہیں آتا

درب ہاتھ کے سمند پیارہنہ
کہ خزانہ ہاتھ میں لیں یا سمندر کو تیر جائیں

ٹھگ بٹ مار چور سنگ سوئی
ٹھگ اور راہزن اور چور تنگ کرتے ہیں

دوہا

کھیر سمند جو نگھا آئے سُمند ددھ مانہنہ
دودھ کا سمندر جوں ہی پار کیا تو دہی کے سمندر میں داخل ہو گئے

جو ہیں پنتھ کے باورنا تیہ دُھوپ چھانہنہ
جو رستے کے دیوانے ہیں وہ دھوپ چھاؤں نہیں دیکھتے

دُدھ سمُند دیکھیت تس دادھا
دہی کا سمندر آگ کیطرح جلتا دکھائی دیتا تھا

پیمک لبُدھ دگدھ پے رہا
جو محبت کا جلا ہوا ہے وہی اسکو برداشت کر سکتا ہے

پیم جو دَادھا دھرن وہ جیو
جو محبت سے جلا ہوا اُس عاشق کو آنچ نہیں

کانجی بوند بنس ہوئی نیرو
اگر کانجی کا ایک قطرہ دودھ کو بگاڑ دیتا ہے

سو اس ڈانڑ من متھی گلاوی
سانس کی رسی اور لگاؤ ہی گلی کی متھانی ہے اگر محبت کے دودھ کو بلونا چاہیے تو دل کی چوٹ فقیر بلائی نہیں نکل سکتی

پیم بھون پھر دُرہنہ نہ بھاگی
محبت کے عمل میں داخل ہو کر کسی ڈر کر نہیں بھاگ سکتا

تا کر دُکھ نہ اَبر تھا ہوئی
اُس کی تکلیفات کبھی ختم نہیں ہوتیں

جو جانہنہ مست آپنہ جاری
جو راستی کی قدر کرتا ہے وہ اپنے کو جلاتا ہے

نست ہئیں مست کرے نہ پاری
ویسے جو صادق نہیں ہے صداقت حاصل نہیں کر سکتی

دَدھ جمائے متھہ کاڑھے گھیو
ایسا ہی آدمی دودھ جما کر گھی نکال سکتا ہے

ہئے چوٹ بن پھوٹ نہ ساڑھی
چوٹ کھائے بغیر دل کی چوٹ فقیر بلائی نہیں نکل سکتی

دوہا

دَدھِ سمُندر پُن پار بھے پیمہ کہاں سنبھار
وہی کا سمندر تو پار کر لیا مگر محبت سنبھالے نہیں سنبھلتی

بھاوے پانی سر پرے بھاوے پرہ انگار
خواہ سر پر پانی پڑے اور خواہ انگارے عاشق کو دونوں برابر ہیں

آئے اُدَدھِ سمُندا پارا
اب آب گرم کے بے تھاہ سمندر میں پہونچے

دَھرتی سرگ جرے تہ جھارا
زمین و آسمان جسکے شعلے سے جل جاتا تھا

آگ جو اُپنی اوہِ سمُندا
اسی سمندر سے جو آگ پیدا ہوئی

لنکا جری وہی اِک بُندا
اسی کی ایک چنگاری سے لنکا جل گئی

بَرہ جو اُپنا اوہی کاڑھا
جدائی کی آگ کو وہی برداشت کر سکتا ہے جسنے پیدا کیا ہو

کھِن نہ بجھائے جائے تن باڑھا
کوئی خوشی دیر کو بھی نہیں بجھتی ہر وقت بڑھا کرتی ہے

جِہ سو برہ تہہ آگ نہ ڈیٹھی
جدائی کے جلے ہوئے کو آگ نہیں دکھائی دیتی

سو نہہ جرے پھر دیہ نہ بیٹھی
سر سے پیر تک گھس کر جل جاتا ہے دیکھنے نہیں دکھائی دیتا

جگ مہہ کٹھن کھڑگ کی دھارا
دنیا میں تلوار کی دھار بہت تیز و خوش ہوتی ہے

اگم بنتھ جو ایس نہ ہوئی
اگر یہ ایسا دشوار گزار راستہ نہ ہوتا

ساد ھُکہیں پاوے سب کوئی
تو درویش کہتے ہیں کہ سب اُس کو پالیتے

تہ سمند مہہ راجا پرا
اسی سمندر میں راجا پڑا ہے

جرَ اچہے پے روؤں نہ جرا
جلنا چاہتا ہے مگر ایک رونگٹا بھی نہیں جلتا

دوہا

تلپھے تیل کراہ جم ام تلپھے سب نیر
جیسے کڑاہ کا تیل کھولتا ہوا ایسے ہی سمندر کا سارا پانی کھول رہا ہے

وہ جو ملیگر پیم کا سُبند سمُند سریر
جو محبت کا صندل پہاڑ ہے اُسکے سامنے یہ سمندر ایک قطرے کے برابر ہے

سُرا سمُندہِ راجا آوا
پھر راجہ شراب کے سمندر میں داخل ہوا

مہوا مد چھایا دِکھراوا
شراب مہوہ نے اپنا جاہ و جلال دکھلایا

پیم سُراجیہ کے جیہ ماہاں
جس کا دل شراب محبت سے لبریز ہے

کت بیٹھے مہوا کی چھاہاں
وہ مہوہ کے سایہ میں کب بیٹھ سکتا ہے

برہن دگدھ کینھ تن بھاٹھے
جدائی مانند آگ کے اور جسم مانند بھٹی تپنگیا

ہاڑ جرا اے دیہ جس کاٹھے
اور ہڈیاں لکڑی بن گئیں بس جلکر خاک ہوگیا

جو تیہ پیئے سو بھا نور لیئے
جو شخص اُسے پیوے وہ نشے میں جھومنے لگے

پرہ سراگیں بھو بنجھا نسو
جدائی کی سلاخ سے جسم کا گوشت بھنا گیا

سیس پھرے تہہ پیک ندیئے
سر گھومنے لگے اور پھر اُس راستہ میں ایک قدم بھی نہ رکھے

گرُ کے پاس دا کھ رس سا
جس نے مرشد کے پاس انگور کی شراب چکھی ہے

نین نیر سوں پوتے کیا
آنسوؤں سے تمام جسم کو لیپا پوتا

بیری بیر مار من گسا
وہ بیر اور جھول کے ذائقہ میں کیسے پھنس سکتا ہے

گر گر پرہنہ رکت کے آنسو
خون کے آنسو آنکھوں سے جاری ہیں

تس مدھُ چوے جرے جس دیا
ایک ایک قطرہ شراب محبت مانند چراغ کے جلتا ہے

دوہا

محمد مدھُ جو پیم کا ہیئے دیپ تیہ راکھ
اے محمدؐ جو محبت کی شراب ہے اُسے دل کے چراغ میں روشن کر

سیس ندیئی تنگ جیون تب لگجاے نہ جاکھ
مثل پروانہ جبتک سر نہ دیدیا وے تب تک اُسکے پاس کیسے پہونچا جا سکتا ہے

پُن کلکلا سمند مہنہ آئے
پھر راجہ سمندر کلکلا میں پہونچا
اُٹھے لہر پربت کی نائیں
لہریں مثل پہاڑ کے اُٹھ رہی تھیں
نیر ہوے تراو پر سوئی
پانی سمندر کا ایسا تہ و بالا ہو رہا تھا

گا دھیر ج دیکھت ڈر کھائے
اُسے دیکھتے ہی صبر جاتا رہا اور خوف سے بھر گیا
پھر آوے جو جن سوتائیں
جو چار چار سو کوس تک دھاوا کرتی تھیں
مہا ارمبھ سمُند مہنہ ہوئی
گویا سمندر میں ایک قیامت برپا ہے
بھا پر لو نیرا نا جہیں
نزدیک پہونچا تھا کہ ساما ج محشر نمودار ہے

بھا کلکل اس اُٹھے ہلورا
لہروں کا طوفان ایسے زور و شور سے اُٹھتا تھا
دھرتی لیئی سرگ لہہ باڑھا
طوفانی لہروں سے زمین و آسمان ایک ہو رہا تھا
پھرت نیر جو جن لکھ تاکا
لاکھوں کوس سمندر کا پانی اسطرح گرداب بنتا تھا
مرے سوتا کہنہ پر لو تہیں
پس جو دم تک موت کے سپرد نہیں ہوتا اُسی دم تک زندہ نہیں رہتا

جن اکاس ٹوٹے چہنہ اورا
گویا ہر چہار جانب آسمان ٹوٹ رہا ہے
سکل سمُند جانہہ بھاٹھارا
معلوم ہوتا تھا کہ تمام سمندر مجسم کھڑا ہو گیا ہے
جیسے پھرے کمھار کا چاکا
جس طرح کمھار کا چاک تیز رفتار گھوم رہا ہو

دوہا

گے اوسان سبن کر دیکھ سمند کے باڑھ
سمندر کی طغیانی کو دیکھکر سب کے ہوش و حواس غائب ہو گئے
نیر ہوت جن لیلے رہا نین اس کاڑھ
نزدیک ہوتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا نگل جانے کو آنکھیں نکالے گھور رہا ہے

ہیرا من راجا سوں بولا
ہیرامن طوطے نے راجا رتن سین سے کہا
یہ کلکلا سمند گنبھیر و
یہ کلکلا سمندر نہایت مخدوش ہے
تیس سہس کوسن کی بانٹا
یہ راستہ تیس ہزار کوس کا لمبا ہے

ایہی سمند آہی ست ڈولا
اگر اسی سمندر کو دیکھکر بے صبر ہو رہے ہیں
جیہ گُن ہو کسو پاوے تیرو
جو نیک اعمال ہوگا وہی شخص پار جا سکتا ہے
اس سانکر چل سکے نہ چانٹا
اور ایسا تنگ ہے کہ چیونٹی بھی نہیں چل سکتی
وہی پنتھ سب کا ہو جانا
اسی تنگ اور ایک راستہ پر سب کو جانا ہے

سنکھلدیپ جو نا ہنہ نبا ہو
تو سنکلدیپ جیسے دشوار گزار مقام پر کیسے پہونچ سکے
اہی سمند پنتھ منجدھارا
اسی سمند کی بیچ دھار میں ہو کر راستہ گیا ہے
کھانڈے چاہ بین بینائی
تیری میں تلوار کی دھار سے تیز ہے
ہوے دُسرے بسواس نداتا
جو شخص دوسرے بھروسے رہیگا وہ نادان ہے

یہی ٹھانوں سانکر سب کا ہو
یہ مقام تو سب کے لئے دشوار گزار ہے
کھانڈے کے اس دھار نبارا
جسپر چلنا ہو بہو تلوار کی دھار پر چلنا ہے
بار چاہ پا تر پترائی
اور بال سے بھی زیادہ باریک ہے

دوہا

مرن جئیں یہ پنتھہ ایہی آس نراس
اسی راستہ پر مرنا اور اسی پر جینا ہو اسی پر اُمید و نا امیدی ہے
پر اسو گیو پتارہ ترا سو گا کیلاس
جو گر گیا وہ تحت الثریٰ کو چلا گیا اور جو تیر گیا وہ بہشت کو پہونچا

راجے دیکھ کٹک کہنہ بیرا
لشکر کو راجہ نے بیچ سمندر میں بیڑا ڈالنے کا حکم دیا
سُپر کھ ہوہ کرہ من دھیرا
اور نصیحت کی کہ مردانگی اختیار کر صبر کرو

ٹھاکر جیہک سور بھا کوئی
جس فوج کا سردار بہادر ہوتا ہے۔ تو اسکی فوج خود بخود بہادری اختیار کر لیتی ہے
کٹک سو رپن آہہ ہوئی

جولہہ ستی نہ جیؤست باندھا
جبتک ن یار ساتھ دینے کی پرتیش پر ایمان نہیں لاتی

تولہہ دیئی کہارنہ کاندھا
تب تک کہار کندھا نہیں لگاتے

پیم سمند مہنہ باندھا بیرا
جس نے بحر محبت میں کشتی ڈالدی

یہ سب سمند بند جیہ کیرا
اُسکے سامنے سمندر کیا چیز ہے

ناہوں سرگ نہ چاہوں راجو
نہ مجھکو بہشت کی خواہش نہ راج کاج کی

ناموہنہ نرک تیں کچھ کاجو
نہ مجھے دوزخ ہی سے کچھ کام ہے

چاہوں وہ کر درسن پاوا
صرف اُس محبوب کا دیدار چاہتا ہوں

جیہ مو آن پیم پتھ لاوا
جسنے مجھے محبت کی راہ میں لاکر ڈالا ہے

کا ٹھکاہ گاڑھ کا ڈھیلا
سوکھی لکڑی کچی زمی اور سختی کا کیا اندیشہ

بوڑ نہ سمند مگر نہنہ لیلا
اگر وہ دریا میں بھی پڑے تو نہ ڈوب سکتی ہے اور نہ اُسے مگرمچھ کھا سکتا ہے

دوہا

کان سمند دھنس لینھس بھاپاچھے سج ہی
بھری لشکر کے پیشوا نے جو سمندر میں بیڑا ڈالا تو سب اسکے پیچھے پیچھے چلے

کوی کا ہو نہ سنبھارے آپن آپن ہوئے
لیکن کوئی کسی کا مددگار نہ تھا اپنی اپنی سب کو پڑی تھی

کوئی بوہت جہن لوجن گاڑہیں
کوئی جہاز ہوا کے مانند تیز چل رہا تھا

کوئی چمک بیجہ اس جاہیں
تو کوئی مانند بجلی کے کوند جاتا تھا

کوئی بھل جس دھاؤ کھاوہ
کوئی تیز رفتار گھوڑے کی طرح دوڑ رہا تھا

کوئی جیس بیل گریارو
تو کوئی گھیسٹا بیل کی طرح چل رہا تھا

کوئی ہرو جان رتھ ہانکا
بوجہ نیک اعمالی کے کوئی ہلکے رتھ کے مانند

کوئی گرو بھار بھاتھ انکا
اور کوئی بوجھ سے زیادہ ہونیسے تھکا ہوا سا تھا

کوئی رینگہنہ جانہنہ چانٹی
کوئی مانند چیونٹی رینگتے ہوئے چلتا تھا

کوئی ٹوٹ ہو ہنہ سر مانٹی
اور کوئی ہنس ہنس کر مٹی میں مل گیا تھا

کوئی کھا ہنہ پون کر جھولا
کوئی ہوا کے جھونکے برداشت کرتا

کوئی گرہنہ پات جیوں ڈولا
تو کوئی پتیوں کے مانند گر پڑتا تھا

کوئی پرہنہ بھنور جل ماہاں
کوئی سمندر کے گرداب میں پڑجاتا

پھرت ہیں کوئی دیئی نہ باہاں
اور اسمیں چکر کاٹتے ہوئے اسے کوئی پناہ نہ ہوتی

راجا کر بھا اگمن کھیوا
راجا کی سواری سب سے آگے تھی

کھیوک آگے سُوا پریوا
اور اُس کے آگے آگے طوطا تھا

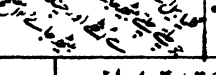

کوئی دن بلا سبیرے کوئی آدا پچھیرات
کوئی کسی روز قبل شام ہونے کے پہونچا اور کوئی پچھلی رات کو آیا

جاکر ہت جس سا جو سوا ترا تیہ بھانت
جسکے پاس جیسا ساز و سامان تھا اُسی طرح وہ منزل طے کرکے قیامگاہ میں پہنچا

ستئیں سمند مانسر آئے
اب مانسر نامی ساتویں سمندر میں داخل ہوئے

ست جو کینھ سمس سدھ پائے
جیسے راستی جنتا کی تھی اُسے ہر طرح کی آسایش حاصل ہوئی

گا اندھیا رین مس چھوٹی
رات کی اندھیری دور ہوئی

بھا بھنسار کرن رب پھوٹی
آفتاب کی شعاعوں نے صبح کا حسن کھولا

دیکھ مانسر روپ سہاوا
مانسر سمندر کی زیبا لہر کو دیکھکر

ہیہ ہلاس پُران ہوئے جیاوا
دل مانند برگ کنول ہرا و باغ باغ ہو گیا

است است سب ساتھی بولے
ہر لہر پر سنکے سب نے واہ واکیا خوبی کے فرط بلند ہوا

اندھ جو اہے نین بدھ کھولے
جو اب تک اندھے تھے اُنکی آنکھیں قدرت نے کھولدیں

کنول بگس تس بھنسی دیہیں
ہر ایک کا جسم مانند کنول شگفتہ ہوا

بھنورد سن ہوئے کے رس لیہیں
اور بھنورے رس لینے کیلئے جسم پر بیٹھنے لگے

ہنسنہہ ہنس اوکرہنہ کرپرا
پرندے بہت نہایت خوش و خرم کلیل کر رہے ہیں

چنہنہ رتن مکتا ہل ہیرا
اور موتیوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر چگ رہے ہیں

جو اس آوسادھ تپ جوگو
اسیطرح جو شخص ریاضت اور عبادت کرکے آویگا

یوجی آس مان رس بھوگو
اسکی سب مراد بر آئیگی اور سامان عشرت میسر ہوگا

دوہا

بھنورجو منسا مانسر لینھ کنول رس آئے
بھونرے نے کافی ہمت باندھی ہے جبھی مانسرور پہونچا اور کنول کا رس لیا

گھن جو ہیاؤ نہ کے سکا جھور کاٹھ تس کھائے
لکڑی کا کیڑا گھن لیری نہ کر سکا اس لئے اُسے سوکھی لکڑی کا پیانا نصیب ہوا

سات سمندر پار بھاؤ سنکھلدیپ کھنڈ

یونچھا راجے کہنہ گرسوآ
راجہ نے طوطے سے کہا اے مرشد طوطے

نجنوں آج کہاں دن اوا
معلوم نہیں آج کیسے آفتاب کھلائی پڑا

پون باس سیتل لے آوا
سطر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آرہی ہے

کیا وہت چندن جن لاوا
جلتے ہوئے جسم پر جیسے صندل کی مالش ہوگئی ہو

کیہنہ نہ ایس جڑان سریرو
ابتک جسم کو ایسی ٹھنڈک نصیب نہیں ہوئی تھی

پرا اگن مہنہ مانہنہ نیرو
جلتی ہوئی آگ میں جیسے پانی پڑ گیا ہو

اُٹھے میگھ جن جانہہ آگے
آگے بادل کی گھٹا سی دکھلائی پڑ رہی ہے

نکست آو کرن رب دیکھا
آفتاب کی کرنیں جیوں ہی نمودار ہوئیں کہ تمام تاریکی زائل ہوگئی اور دنیا صاف نظر آنے لگی

چمکے بیج گگن پے لاگے
جس کے درمیان کچھ بجلیاں سی کوند رہی ہیں

تمر گئے نرمل جگ دیکھا
تمام جگ نرمل دیکھا

تیہ اوپر جن سس پرگاسا
اُسکے اوپر کچھ چاند سا روشن دکھلائی پڑتا ہے

اوسو گچھہ بھیو نراسا
اور اسکے آس پاس ثریا تارے سے چمچما رہے ہیں

اور نکھت چھہ دس اُجیاری
چہار طرف ستارہ کی چمک نہایت ہی خوشگوار ہے

ٹھانو نہنہ ٹھانوں دیپ اپاری
معلوم ہوتا ہے جا بجا چراغ روشن ہیں

دوہا

اور دکھن دس نیرے کنچن میرُ دیکھاؤ
اور نزدیک ہی دکھن کی طرف طلائی پہاڑ سا کچھ نظر آرہا ہے

جس بسنت رُت آوے تس باس جگ آوو
ہر چہار جانب سے ایسی خوشبو آرہی ہے گویا موسم بہار آگیا ہو

توئیں راجا جس بکرم آدی
طوطے نے کہا اے راجہ تو تو اقبال میں بکرم سے بھی بازی لیگیا ہے

توئیں ہر چند بین ستبادی
اور راجہ ہر چندر کی طرح دست باز

گو کچھند توئیں جیتا جوگو
تو تو ریاضت میں راجہ گوپی چند سے بھی بڑھ گیا

گورکھ سدھ دیکھنہ تیہ ہاتھو
باوجودیکہ تجھے گورکھناتھ نے کمال عطا فرمایا تھا

تاری گرہ مچھندر ناتھو
اور گرو مچھندر ناتھ نے دستگیری قبول کی تھی

او بھر تھری نہ پوج بیوگو
اور درد مفارقت میں بھرتھری سے بھی بازی لیگیا

دسٹ پرانگھل کیلاسو
یہانتک کہ نوشتہ سنکھلدیپ کھلائی پڑنے لگا

دے جو میگھ گڑھ لاگ اکاسا
وہ ابر کے مانند آسمان سے باتیں کرتا ہو قلعہ دکھائی پڑتا ہے جسکے اوپر چاروں طرف برج بنگلیں نظر آتے ہیں

بجری کُٹی کوٹ چہنُ پاسا
اور نکھت وہ کے چہنُ پاسا
اور ستاروں کی طرح جو چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں

سب اِنن کی اہیں اُڈاسا
وہ سب رانیوں کے محل ہیں

تیہ پر سس جو بیچہنہ بھرا
راج مندر سونے نگ جڑا
اُسکے اوپر بیچ تریا ستارے کے جو چاند سا نظر آتا ہے
وہ راجہ کا مرصع طلائی محل ہے

دوہا

گگن سرووَر سس کنول کمُدُ پُرائیں پاس
تو ئیں رب اُو ابھوَر ہوے یوں ملاوے باس
آسمان مانسرووَر تالاب ہے اور چاند کنول ہے کل نیلوفر ستارے ہیں
اسی احادیث سے ماخوذ ہے آفتاب بھوتر انبکر آیا ہے اور مطر ہوا استقبال جیسی ہے

سو گڑھ دیکھ گگن تیں اونچا
تین دیکھ کرنا ہنہ پہونچا
وہ قلعہ آسمان سے بھی بلند نظر آتا ہے
اتنا بلند کہ نگاہیں باتنک نہیں پہونچ سکتیں

بجری چکر پھریں چہنہ پھیرے
او بمکات پھرہنہ جم گھیرے
قلعہ کے چہار جانب بجلیاں پھرا کرتی ہیں
اور جملہ ملک الموت کی طرح گھوم رہے ہیں

دھای جوجا جائے من سادھا
مارا چکر بھیو دوے آدھا
طرح طرح کی مرادیں لیکر جو دوڑ کر وہاں پہونچا
وہ چکر سے ایسا مارا گیا کہ دو ٹکڑے ہو گیا

تیہ ڈر انتر کھہ پھرے سبائین
چاند سرج اونکھت ترائین
اُسی کے خوف سے آسمان پر چکر لگایا کرتے ہیں
سورج چاند اور تمام ستارے

پون جاے تہنہ پہنچا چہا
مارا تیس لوٹ بھُئین رہا
ہوا نے جو وہاں پہونچنے کا قصد کیا
وہ اس طرح پٹی کہ زمین پر لوٹنے لگی

اگن اُٹھے جبر بجھے بیانا
دھوان اُٹھا اُٹھ میچ بلانا
آگ جو وہاں کے ارادہ سے اُٹھی تو جلکر بجھ گئی اور دھوئیں جو پہونچنے کا ارادہ کیا تو درمیان ہی میں غائب ہو گیا

پان اُٹھا اُٹھ جاے نہ چھُوا
بُہارو ئے آئے بھُئین چوا
وہاں پہونچنے کے ارادہ سے جو پانی جوش میں آیا پڑے جیو تک بھی نہ سکا بلکہ لوٹے اور زمین پر ٹپکنے لگا

دوہا

راون چہا سو نہنہ ہوی ہیروں اُتر دسو کے ماتھ
سنکر دھر للاٹ بھئیں اور کو جوگی ناتھ
راون نے برجستہ وہاں پہونچکر دیکھنا چاہا تو اُسکے دسوں سر اُڑا دیئے گئے
جوگی راج مہادیو جی نے بھی جب یہ ماجرا سنا تو معمولی جوگیوں کا کیا ذکر

تہاں دیکھ پدماوت راما
بھنور نہ جای نہ پنکھی ناما
ایسے دشوار گزار مقام پر پدماوت جیسی نازنین رہتی ہے جہاں نہ بھونرا جا سکتا ہے اور نہ کوئی پرندہ

کنچن میرُ دکھا دسو جہاں
مہادیو کر منڈپ تہاں
وہ جو سونے کا پہاڑ نظر آتا ہے
وہاں مہادیو جی کا منڈپ ہے

اب سکھ ایک دیوں تہ جوگو
پہلے درس ہوے تو بھوگو
طوطے نے کہا اے راجہ! تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں
کہ پہلے نیاز حاصل کرے پھر عیش کی خواہش کرنا

ماگھ ماس پاچھل پکھ لاگے
سری پنچمی ہواہ آگے
ماگھ مہینہ کے پچھلے پاکھ میں
بسنت پنچمی تیوہار پڑے گا

میرہ لاگ ہوی تس پھیرو
وہ کھکھنڈ جس پربت میرو
وہ جو کھکھنڈ نامی پہاڑ ہے جو سمیرو پربت سا دکھلائی پڑتا ہے
اُسی کو مہادیو جی کا منڈپ کہا جاتا ہے

پوجن جای سکل سنسارو
اگھرے مہادیو کر بارو
جس دن ساری دنیا پوجا کرنے وہاں جاتی ہے
اُس دن مہادیو جی کے منڈپ کا دروازہ کھلیگا

پدماوت پُن پوجن آئی
پدماوتی بھی مہادیو جی کی پوجا کرنے آئی ہوگی

ہو اِہ وہ دن دست میرائی
اُسی روز لنکا میں چار ہونے کا موقع ہے

دوہا

تم کو نوڈہ منڈپ ہون پدماوت پاس
اے راجہ آپ اُس منڈپ میں چلئے اور میں پدماوتی کے پاس جاتا ہوں

پوجے آئی بسنت جب تب پوجے من آس
جب پدماوتی بسنت پوجنے آوے گی تب دل کی مراد بر آوے گی

راجیں کہا درس جو پاؤں
راجہ نے کہا اگر دیدار حاصل ہونیکی امید ہو

موہنہ سو بھاوے اونچے ٹھاؤں
مجھے اونچا ہی مقام اچھا لگتا ہے

سدا اونچ کے سیئے بارو
ہمیشہ عالی مرتبہ دروازہ ہی کا خادم ہے

پربت کاہ گگن کہہ ڈھاؤں
تو آسمان پر بھی ڈھا جا سکتا ہوں پہاڑ تو کیا چیز ہیں

اونچے لیوں بیتم ناؤں
اور معشوق کا نام لینا بلند مقام پر ہی بہتر ہوگا

اونچے سے کیجے بیوہارو
اور عالی مرتبہ کی ہی صحبت میں رہے

اونچ سنگ سنگت نت کیجے
ہمیشہ بڑے لوگوں کا ساتھ کرنا چاہیے

جیہ پربت پر درسن لینھا
جس پہاڑ پر دیدار حاصل ہو سکے

اونچے چڑھے اونچ کھنڈ سوھا
اونچے مقام پر چڑھنے سے اونچا ہی مقام کھلائی پڑتا ہے اور بڑے لوگوں کی صحبت میں بڑی عقل ملتی ہے

اونچے لای جیو بل دیجئے
اگر بڑے لوگوں کے ساتھ جان بھی کام آئے تو بہتر ہے

سرسوں چڑھوں پائیں کا لینھا
تو بجائے پیروں کے سر کے بل چڑھ جاؤں

دِن دِن اونچے راکھے پانو
اور ہر وقت اونچے پر ہی قدم رکھے

اونچے پاس اونچ مت بوجھا
اور بڑے لوگوں کی صحبت میں بڑی عقل ملتی ہے

دوہا

دِن دِن اونچا ہوے سو جیہ اونچے پر جاؤ
وہ شخص دن بدن ترقی حاصل کرتا ہے جو بڑے لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے

اونچ چڑھے جو کھس پرے اونچ نہ چھانڑے کاؤ
بلندی پر چڑھتے ہوئے اگر گر بھی پڑے تو بھی بلندی کا خیال کوئی چھوڑ نہیں دیتا

نیچ سنگ نت ہوے نچائی
کمینوں کی صحبت میں ہمیشہ ذلت ملتی ہے

نیچ نہ کہوں جی مہنہ تاکے
بُرے کام کا کبھی دل میں خیال نہ لانا چاہیئے

نیچیں کا سنگ کہہنہ نہ کیجے
کمینہ کی صحبت میں کبھی نہ بیٹھے

جیسے ہنس کاگ کی نائی
جس طرح کوؤں کے ساتھ ہنس کو

نیچ نہیں کہوں مکھ بھاکھے
اور بُرے الفاظ مُنہ سے نہ نکالے

نیچیں پنتھ پانوں نہہنہ دیجے
اور نہ کبھی بُرے راستہ پر چلے

نیچیں کیر نہ کیجے ساتھا
کمینوں کا کبھی ساتھ دینا نہ چاہیئے

نیچن کہوں نہ ہوے بھلائی
کمینہ سے کبھی بہتری کی امید نہیں

نیچ نہ کہوں آوے کاجا
کمینہ شخص کبھی کسی کے کام نہیں آتا

نیچیں نہہنہ کیجے بیوہارو
کمینہ سے کوئی سروکار نہ رکھے

نیچ گہے کچھ آو نہ ہاتھا
کیونکہ کمینہ سے سوائے ذلت کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا

نیچہ سوں پرہوے منڈائی
اور کمینوں کی صحبت سے تمام وقت چین جاتا ہے

نیچہنہ اہے نہ ایکو لاجا
اور کمینہ کو اپنی بڑائی پر ذرا بھی شرم نہیں ہوتی

نیچ نہ کہوں دیجے بھارو
اور نہ کمینہ پر کبھی بھروسہ کرے

دوہا

ہوئے نیچ نہ نیچ کہوں جیہ اونچے من بھاؤ
وہ کبھی رذالت نہیں کرسکتا جس کے خیالات بلند ہیں

نیچ اونچ تے ہنسئے نیچے کیر سبھاؤ
رذیلوں کا شریفوں پر ہنسنا رذیلوں کی عادت میں داخل ہے

ہیرا من دے بچا کہانی
طوطا ہیرامن قول اقرار کرکے

کا پربت چڑھ دیکھے راجا
راجہ جو پہاڑ پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہے

چوکھ منڈپ چھوں کیوارا
منڈپ کے چار دروازے ہیں جنمیں کیواڑ لگے ہیں

چلا جہاں پدماوت رانی
جہاں رانی پدماوتی تھی وہاں چلا

اونچ منڈپ سونے سب ساجا
کہ مہادیو جی کا اونچا مندر سونے کا پچکتا ہے

بیٹھ دیوتا چھوں دُوارا
اور چاروں دروازوں پر دیوتا بیٹھے ہوئے ہیں

سنکھ گھنٹ نت بابہنہ سوئی
گھنٹا اور سنکھ ہر وقت بجتا رہتا ہے

راجا چلا سنو رسولتا
اور مہادیو جی کو یاد کرکے راجہ بن ٹھن کر چلا

انبرت پھر سب لاگ اپارے
ہر چہار جانب آب حیات کے پھل لگے ہیں

بھیتر منڈپ چار کھمبھ لاگے
منڈپ کے اندر چار ستون لگے ہوئے ہیں

اوبہہ ہوم جاپ تہنہ ہوئی
اور ہوم و جاپ بھی بہت سا وہاں ہوا کرتا ہے

پربت کہنہ جو چلا پربتا
اُس پہاڑی مقام پر جو طوطے نے بتایا تھا

اوتہنہ لاگ سجیون موریے
اور سنجیونی بوٹی بھی وہاں لگی ہے

جنہ وے چھوے پاپ تنہ بھاگے
جو شخص انھیں چھوتا ہوا اُسکے سب پاپ دور ہو جاتے ہیں

دوہا

مہادیو کر منڈپ سکل جاترا آؤ
مہادیو جی کے مندر میں ساری دنیا زیارت کے لئے آتی تھی

جس اچھا من جیہ کے سو تیسے پھل پاؤ
جسکے دل میں جس طرح کی آرزو ہوتی تھی اُسکی مراد اُسی طرح پوری ہوتی تھی

منڈپ گن کھنڈ راجا رتن سین

راجا باور برہ بیوگی
عشق کے دیوانہ مہجور راجہ

پُرب بار ہوی کے سرناوا
پورب رخ ہو کر سر جھکایا

توئیں دیال سب کے اُپراہن
آپ تمام مخلوقات پر رحم کرتے ہیں

چیلا اہس تیس سنگ جوگی
کے ہمراہ تیس ہزار چیلا جوگی بنکر گئے تھے

ناوت سیس دیو پہنہ آوا
اور فوراً ہی مہادیو جی کا درشن ہوا

سیوا کیر آس تہ ناہیں
کسی کی خدمت کے محتاج نہیں

پُروہ مور درس کے آسا
اپنے درشن سے میری مراد پوری کیجئے

پدماوت کے درسن آسا
پدماوت کے دیدار کی امید میں

نمو نمو نارائن دیوا
راجہ نے کہا اے مہاراج آپکو بار بار نمسکار ہے

ناموہہ گُن تہ جیبھ رسن باتا
آپکی عبادت کے قابل میری زبان ہے اور نہ تجھ میں

ہوں مارگ جو دھرں سوسا
کہ جس راستے کا میں متلاشی ہوں وہ ملجائے

ڈنڈوت کینھ منڈپ چہنہ پاسا
مندر کے چاروں طرف پھر کر ڈنڈوت (عجز) کیا

کا تہہ جوگ سکوں کے سیوا
آپ کے لائق کون سی خدمت بجالاؤں

توئیں دیال گُن نرگُن داتا
آپ دانا اور نادان سب کے پروردگار ہیں

دوہا

تیہ[1] بدھ بنے نہ جانیوں جیہ بدھ اِستُت تور
اُس طرح آپکی تعریف کرنے کے میں قابل نہیں جس طرح کہ آپکی تعریف کیجائے

کرسُدِسٹ او کرپا اِچھا پوجے مور
مجھ پر اس طرح بہ نظر مہربانی عنایت کریں کہ میری مراد پوری ہو

کے اِستُت جو بہت مناوا
جب نہایت عجز و انکسار سے حمد و ستایش کرنے کی قوت کا آنا غیبی مہادیو جی کے مقدر سنائی دی

سبد اکوت منڈپ مہنہ آوا
یہ ماہنہ برہ رس رسا
محبت ہی میں ہجر و وصل کا مزہ آتا ہے

پیم کے گھر مدھو انبرت لبسا
اور عشق ہی سے لذت شراب طہور حاصل ہوتی ہے

ایک بار جو من دے سیوا
ایک مرتبہ بھی اگر خلوص سے عبادت کرے

سیوہ پھل پرسن ہوئی دیوا
تو دیوتا خوش ہو کر اُس کی مراد پوری کرتے ہیں

مائس پیم بھیو بیکنٹھی
محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کو بہشت حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ ایک مشت خاک کی کیا حقیقت

ناہنت کاٹھ ارا ک موٹھی

نسنتی دھای جو مرے تو کاہا
جسنے راستی اختیار نہ کی اور گمراہی میں گیا تو نہ کہا

سنت جو کرے ہوی تیہ لاہا
اور جو شخص راستی اختیار کرتا ہے وہ نجات پاتا ہے

سنکے سبد منڈپ جھنکارا
سنکھ کی آواز سے تمام مندر جھنکارنے لگا

بیٹھو آئے پُرب کے بارا
اور راجہ مشرقی دروازہ پر آ بیٹھا

مانی ہوی انت جو مانی
اس خیال سے کہ آخر کار مٹی ہی میں مل جاتا ہے

دوہا

مانی مول نہ کچھ لہے او مانی سب مول
یوں تو مٹی کوئی قیمت نہیں رکھتی لیکن حقیقت میں مٹی تمام جہان کی قیمت ہے

دِسٹ جو مانی سوں کرے مانی ہوے امول
اگر مٹی پر گہری نظر ڈالی جائے تو وہ نہایت ہی بیش بہا ثابت ہوگی

بیٹھ سنگھ چھالا ہوی تپا
شیر کی کھال پر بیٹھکر ریاضت میں مشغول ہوا

پد ماوت پد ماوت جپا
اور پد ماوت پد ماوت جپنے لگا

ڈسٹ سماد ھو ہی سوں لاگی
نگاہیں اور تصور اُسی طرف لگی ہیں

جیہ درسن کارن بیراگی
جسکے دیدار کیلئے یہ بیراگ اختیار کیا ہے

کنگری گہے بجاوے جھوری
ہاتھ میں کنگری لئے ہوئے خالی بجایا کرتا ہے

بھور سانجھ سنکھے نت پوری
اور روزانہ صبح و شام سنکھ بجاتا ہے

کنتھا جرے اگن جن لائے
گودڑی آگ کے مانند جلتی تھی

پرہ ڈھنڈھور جرت نہ بجھائے
جلتے ہوئے دشت مفارقت کو کوئی بجھا نہیں سکتا

نین رات نس مارگ جاگے
رات میں جاگنے کے باعث آنکھیں سرخ تھیں

چکھ چکور جانہہ سس لاگے
جیسے چکور کی نگاہ چاند پر اسی طرح یہ بیاوت پر تھی

کُنڈل گہے سیس بھُیں لاوا
ہاتھوں سے کانوں کا کنڈل پکڑے ہوئے زمین پر سر رکھتا

پانو رہوں جہاں دے پاوا
اور جہاں معشوق کے قدم پڑیں وہاں سر رکھنے کا خیال رکھتا

جٹا چھور کے بار بہاروں
(اور کہتا کہ) جٹائیں کھولکر اُس معشوق کا دروازہ جھاڑوں

جیہ پتھ آوسیں تہنہ بارو
اور جس راستہ سے اسکی آمد و رفت ہو وہاں اپنا سر قربان کروں

[1] ملک محمد جائسی نے اس دوہے میں ماعرفناک حق معرفتک کا ترجمہ ادا کیا ہے ۱۲ صحیح

دوہا

چارہ چکر پھروں من کھوجت ڈنڈ نہ رہ تھر بار
ہر جہار جانب اُسے کھوجتا پھرتا ہوں ایک لمحہ بھی قرار نہیں پاتا

ہوی کے بھسم پون سنگ دھاؤں جہاں سو پیا اُدھار
یہ آرزو ہے کہ خاک بنوں اور ہوا کے ساتھ اُڑ کر جہاں محبوب ہے وہاں پہنچ جاؤں

پدماوتی بیوگ کھنڈ

پدماوت تہنہ جوگ سنجوگا
راجہ کی فقیری کا حال سنکر پدماوتی بھی

پری پیم بس گے بیوگا
رام محبت میں گرفتار ہو کر جدائی سے بیقرار ہو گئی

نیند نہ پرے رین جو آوا
تمام رات نیند نہ آتی

سیج کیو اچ جان کوئی لاوا
بستر پر گویا کسی نے کیو انچ کی پھلی ڈال دی ہو

دہے چندا دچندن چیرو
چاندنی رات اور پوشاک صندل مثل آگ کے تھی

دگدھ کرے تن برہ گنبھیرو
ناقابل برداشت درد مفارقت سے جل رہی تھی

کلپ سمان رین تیہ بارھی
ایک ایک رات ہزار رات کے برابر تھی

تل تل پھر جگ جگ جم گارھی
ایک ایک گھڑی ایک ایک جگ کیطرح بھاری تھی

گہے بین مٹ رین بہائی
دل بہلانیکو بین بجاتی کہ شاید رات گزر جائے

سیس[1] باہن تہنہ رہے آئی
مگر اُس کی بین کو ہرن سننے لگتا اور رات ختم ہو جاتی

پُن دھن سنگھ اُریہے لاگے
پھر گھبرا کر شیر کی تصویر بناتی کہ شاید ہرن ڈر کر بھاگ جائے۔ اسی طرح تمام رات جاگتے گزر جاتی

کہنہ وہ بھونر کنول رس لیوا
کنول کا رس لینے والا وہ بھونرا کہاں ہے

آئی پرے ہوی گھرن پریوا
کہ مانند کبوتر تیز پرواز کے جلد آجائے (اسطرح کہتی تھی)

دوہا

سو دھن برہ پتنگ بھے جرا چہے تیہ دیپ
وہ مہجورہ (پدماوت) مانند پروانہ اُس ملک میں جل جانا چاہتی تھی

کنت نہ آؤ بھرنگ ہوئے کا چندن تل لیپ
اور کہتی تھی کہ اگر میرا محبوب بھونرا بنکر نہ آئیگا تو چندن ہو جسم پر ملا جائیگا (تاکہ اُسکی خوشبو سے کھنچکر آئیگا)

پری برہ بن جا نہنہ گھیری
مہاجرت کے تاریک جنگل میں ایسی گھر گئی

اگم اسوجھ جہاں لگ ہیری
کہ جہاں تک نگاہ جاتی ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا

چترُ دسا چیتوے جن بھولی
ہر چہار طرف مثل آگم گشتہ نظر دوڑاتی ہے

سو بن کہنہ جہنہ مالت پھولی
کہ وہ جنگل جسمیں مالتی کا پھول کھلتا ہو کون ہے

کنول بھونرا وہی بن پاوے
کنول کو بھونرا اُسی جنگل میں پاوے گا

کو ملاے تن تپن بجھاوے
ایسا کون ہے جو اُس سے ملا کر تپش بجھا دے

انگ انگ اس کنول سریرا
مثل کنول کے جو تمام اعضا اُسکے سرخ و سفید تھے

ہئے بھا پیئر کہے پرسیرا
وہ سب درد فراق میں زرد پڑ گئے

پوچھے درس رب کینھ بگاسو
اب آفتاب دیدار کے طلوع ہونیکی تمنا ہو جسکے کنول کھلیگا

بھونر دشٹ من لاگ کاسو
بھونرے کی نگاہ جیسے آسمان میں لگی ہو ویسے ہی تمنا تھی

تو ئیں جس کنول پھول رنگ راتا
تو تو مانند کنول کے سرخ تھی تیری رنگت کہیں چھپ گئی

پوچھے دھای بار کہہ باتا
دایہ پوچھتی ہے کہ اے بیٹی بات تو بتلا

[1] قدیم کتابوں میں لکھا ہے کہ چاند کی سواری ہرن ہے اور ہرن کی رفتار سے رات ختم ہوتی ہے جب ہرن ہی پدماوت کی بین سننے لگتا تو رات کیسے ختم ہوتی ۱۲

	کیسر برن ہیا بھا تورا تو زعفران کے مانند زرد ہو رہی ہے	مانہہ منہہ بھیو کچھ بھورا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دل میں کچھ کھٹک رہتا ہے	
دوہا	پون نہ پاوے سنچرے بھونر نہ تہاں بیٹھ جہاں ہوا کا بھی گزر نہیں ہے اور نہ بھونرا وہاں جا سکتا ہے	بھول گرنگن کس بھئی جان سنگھ تو میں ڈیٹھ چوکڑی بھولی ہوئی ہرنی کی طرح کیوں ہوئی کیا تو نے شیر کو دیکھ لیا ہے	
دھای سنگھ برکھا تیو ماری اے دایہ مجھے اب شیر کھا لیتا تو اچھا تھا	کی تس رہت اہی جس باری یا کہ میں جس طرح بچپن میں تھی ویسی ہی ہوتی	جوبن سینوں کہ نول بسنتو میں نے تو جوانی کی تازی تازی بسنت کی بہار سنی تھی	تیہ بن پریو ہست میمنتو اسی جنگل میں مست ہاتھی کی طرح پڑ گئی
اب جوبن باری کورا کھا اب شباب گلستان کی حفاظت کے لئے ہو	کنجر یرہ بد ھنسے ساکھا جدائی کا ہاتھی اسے ہنس نہ کہے ڈالتا ہے	میں جانیوں جوبن بس بھوکو میں جانتی تھی کہ جوانی بہت مزیدار ہے	جوبن کٹھن سنتاپ بیوکو لیکن وہ تو بہت ناقابل برداشت اور جلا دینے والی ہے
جوبن گروا پیل پہارو جوانی پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہے	سہہ نہ جای جوبن کر بھارو جوانی کا بھاری بوجھ برداشت نہیں ہو سکتا	جوبن اس میمنت نہ کوئی جوانی کی طرح مستی کسی میں نہیں ہوتی	نوے ہست جو آنکس ہوئی ہاتھی جھکتا ہے جب آنکس لگاتے ہیں
	جوبن بھر بھادوں جس گنگا جوانی بھادوں کی گنگا کی طرح لبریز ہے	لہریں دیئی سمای نہ انگا ایسی لہریں اٹھتی ہیں کہ جسم میں نہیں سماتیں	
دوہا	پریوں اتھاہ دھای ہوں جوبن اُدھ گنبھیر اے دایہ میں بے تھاہ دریا میں پڑ گئی ہوں جوانی کا سمندر بہت گہرا ہے	تہنہ چتوؤں چارہ دس کو گہہ لاوے تیر اسمیں پڑی ہوئی چاروں طرف تکتی ہوں کہ کون مجھے کنارے لگائیگا	
پدماوت توئیں سمد سیانی دایہ نے کہا اے پدماوت تو عقل کا سمندر ہے	توہ سر سمد نہ پوجے رانی تیرا مقابلہ سمندر بھی نہیں کر سکتا	ندی سماہہ سمد مہنہ آئی ندیاں بہ کر سمندر میں سما جاتی ہیں	سمد ڈول کہہ کہاں سمائی لیکن سمندر طغیانی پر آ کر کہاں جائیگا
ابہیں کنول کری ہیئے تورا ابھی تو تیرا دل بن کھلی کنول کی کلی کی طرح ہے	ایہے بھونر جو تو کہنہ جورا تیری جوڑی کو بھونرا ضرور آئے گا	جوبن تری ہاتھ گہہ لیجے جوانی کے گھوڑے کی باگ مضبوط پکڑ لے گی	جہاں جای تہنہ جانی دیجے جہاں یہ جانا چاہے وہاں جانے دیجے
جوبن جور متنگ اہے جوانی کا زور مست ہاتھی کی طرح ہوتا ہے	گہہ گیان انکس جم رہے دانائی کے آنکس سے اسکو قابو میں رکھنا چاہیئے	ابہنہ بار توئیں پیم نہ کھیلا ابھی تو یہی ہے محبت کا ماں نہیں جانتی	کا جانیں کس ہوئی ہیلا تجھے کیا معلوم کہ اسمیں کیسی کیسی مشکلیں پیش آئیں گی
	گگن ڈسٹ کر پلی تراہیں آسمان کی طرف دیکھنے سے پاؤں کے نیچے معلوم ہوتا ہے	سُرج دیکھ کر آوت ناہیں سورج دکھائی دیتا ہے مگر ہاتھ نہیں آتا	

دوہا

جب لگ پیو ملے نہنہ سادھو پیم کے پیر
جب تک محبوب نہیں ملتا درد محبت برداشت کر

جیسے سیپ سواتِ کہنہ پتے سمد منجھ نیر
جیسے فیاں کے پانی کے لیے سیپ سمندر میں دھوپ وغیرہ برداشت کرتا ہے

دہے دھائے جوبن یہ جیو
اے دایہ جوانی دل کو اسطرح جلا رہی ہو

جانہہ پرا اگن نہنہ گھیو
جس طرح گھی کو آگ جلاتی ہے

کروت سہول ہوت دوئی آدھا
دو ٹکڑے ہو کر آرے کی تراش کی تاب لا سکتی ہے

سہہ نہ جائے جوبن کے دادھا
لیکن جوانی کی تپش ناقابل برداشت ہو

برہ سمند بھرا اسنبھارا
فراق کے ناپیدا کنار سمندر میں پڑ گئی ہوں

بھنور میل جیو لہر نہہ مارا
جس کے گرداب میں سیروں لہروں کے تھپیڑے کھا رہی ہے

برہ ناگ ہوئے سر چڑھ ڈسا
مہاجرت کا سانپ سر پر چڑھ کر ڈس رہا ہے

وہی اگن چندن نہنہ بسا
اور صندل کی خوشبو سے معطر آگ جلا رہی ہے

جوبن پنکھی برہ بیادھو
جوانی پرندہ ہے اور ہجر صیاد

کیہر بھیو کرنگن کھادھو
وہی ہر نیوں کو شیر بن کر کھا رہا ہے

کنک پان گت جوبن کینھا
آب طلائی نے جوانی کو کیا خوب کھلایا ہے

ادٹن کٹھن برہ وہ دینھا
مہاجرت کی تپش نے اُسے زر خالص بنا دیا

جوبن جلہہ برہ مس چھوا
جوانی کے پانی میں مہاجرت کی سیاہی گھل گئی ہے

پھولہنہ بھنور پھر نہنہ بھاسو وا
جس طرح پھول کیلئے بھنورا اور پھل کیلئے طوطا اسیطرح جوانی کو مہاجرت ہے

دوہا

جوبن چند اُوا جس برہ بھیو سنگ راہُ
جوانی مثل چاند کے روشن ہے اور ہجر مثل خسوف (گہن راہ) اُسکے پیچھے لگا ہے

گھٹتہ گھٹت کھیں بھے کہے نہ یاروں کاہُ
کم ہوتے ہوتے ایسی کمزور ہو گئی کہ بیان سے باہر ہے

نین جو چکر پھرے چہنہ اورا
نگاہیں پدماوت کی جو چاروں طرف پھرتیں

چرچی دھای سمای نہ کورا
تو وہ اسکے دل کی بات سمجھ کر کہ آپے میں نہ سمائی

کہیس پیم جوں اُپنا باری
کہا کہ بیٹی اگر تیرے دل میں بہت پیدا ہوئی ہے

باندھ سنت من ڈول نہ بھاری
تو صبر و قرار سے کام لے، دل کو لغزش نہ دے

جیہ جی منہنہ ست ہوی بہاؤ
جس دل میں کامل راستی ہو گی

پرے پہار نہ بانکے بارو
اگر اُس پہاڑ بھی گر پڑے تو بال بھی بیکا نہ ہو گا

ستی جو جرے پیم ست لاگی
ستی جو محبت شوہر میں کامل جمی ہو اگر راستی اُسکے دل میں ہو تو آگ بھی سرد ہو جاتی ہے

جوں ست ہیہ تو سیتل آگی
پوری

جوبن چاند جو چودس کرا
جوانی کا چاند چودھویں کے چاند کی طرح ہوتا ہے

برہ کی چنگی سو پُن جرا
جدائی کی آگ چودھویں کے چاند کو بھی جلاتی ہے

پون باندھ سو جوگی جتی
جو ہوا کو قابو میں کرے وہ جوگی جتی ہوتا ہے

کام باندھ سو کامن ستی
اور جو شہوت کو روکے ستی ہے

آؤ بسنت پھول پھلواری
جب بسنت آئے گا اور پھول کھلیں گے

دیو بار سب جیہیں باری
مہادیو کے دروازے پر سب لوگ جائیں گے

دوہا

تم پُن جاہُ بسنت سے پوج مناوہُ دیو
اُس وقت تم بھی وہاں جانا اور مہادیو کی پوجا کر کے اُنکو خوش کرنا

جیو پائی جگ جنم ہی پیو پاسے کے سیو
جی پاکر زندگی ہے اور شوہر پاکر خدمت ہے

جب لگ اُدھ آی نیرائی
جیسے جیسے عمر کے دن قریب آتے جاتے ہیں

دِن جُگ جُگ ہی کہتے جائی
تو ایک ایک دن ہزار دل برس کیطرح معلوم ہوتا ہے

نیند بھونکھ نِسدن گے دوئو
نیند اور بھوک رات اور دن دونوں میں جاتی رہی

ہیئے ما نجھ جس کلپے کوئو
جیسے دل کے اندر کوئی تڑپ رہا ہے

روم روم جن لاگہنہ چانٹے
بال بال کے اندر جیسے چیونٹیاں کاٹ رہی ہیں

سوت سُوت جن بیدھے کانٹے
ہر مسام کے اندر جیسے کانٹے گڑ رہے ہیں

دگدھ کراہ جرے جس گھیئو
جیسے جلتے ہوئے گڑھاؤ میں گھی اُبل رہا ہو

جیگنِ آو ملیں گر پیئو
محبوب صندل کی طرح جلدی نہیں ملتا

کون دیو کہنہ جاؤں پاسوں
کس دیوتا کے پاس جا کر قدمبوسی کروں

گیت سو پھل سانسہ گھٹے
دم کی آہ سے دل جل کر پوشیدہ ہو گیا۔

اب ہوی بُھر چہنہ ہم گھٹے
اب تو وہ مٹھاس تازہ ہوا ہے اور دن بدن بڑھتی جا رہی ہے

بھے سنجوگ جُرا اس مرنا
اب ایام جوانی ختم ہو کر نہ ہونے موت کا سامنا ہے۔

بھونکھہ گئے بھوگ کا کرنا
جب بھوک چلی جائیگی تب کھانا کس کام آویگا

دوہا

جوبن چنچل ڈھیٹھ ہے کرے نہ کاجے کاج
چند روزہ جوانی پر مغرور ہے کسی کام کو سرانجام نہیں دیتی

دھن کلونت جو کُل دھرے کی جوبن من لاج
وہ عورت بڑی باعصمت ہے کہ جوانی میں شرم وحیا اختیار کرے

پدماوتی سوا بھینٹ کھنڈ

تیہ بیوگ ہیرا من آوا
اس رنج ومفارقت میں ہیرامن طوطا آپہونچا۔

پدماوت جانہنہ جیو پاوا
پدماوت کو گویا امید زندگی حاصل ہوئی

کنٹھ لائی سو واسوں روئی
طوطے کو گلے سے لگا کر خوب روئی۔ اگر بچھڑا ہوا محبوب تو محبت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے

ادھک مہ وہ جوں ملے بچھوئی

آگ اُٹھی دُکھ ہیئے گنبھیرو
دل میں غم کی آگ بہت زوروں سے بھڑک اٹھی۔

نینہنہ آسی چوا ہوی نیرو
جو پانی بن کر آنکھوں سے ٹپکنے لگی

رہی روی جب پدمِنی رانی
جسوقت رانی پدماوت رو رہی تھی

ہنس پونچہنہ سب سکھی سیانی
سب ہوشیار سہیلیاں ہنس ہنس کر پوچھنے لگیں

ملے رہس بھا چاہیے دونا
بچھڑے کی ملاقات سے دوچند خوشی ہونا چاہیئے

کہتا رویئے جو ملے بچھونا
کیوں روتی ہو اگر بچھڑے سے ملاقات ہوئی

بچھرن دُکھ جو ہیئے بھر رہا

ملت ہیے آیو سکھ بھرا
ملاقات کے وقت جو خوشی پیدا ہوئی

وہ دُکھ نین نیر ہوی ڈھرا
توجدائی کا درد آنکھوں سے پانی ہو کر گر پڑا

کہ درد جدائی دل میں بھر رہا ہے

دوہا

بچھرنتا جب بھینٹے سو جانے جیہ نیہہ
بچھڑے ہوئے سے جب ملاقات ہوتی ہے اُسکا محبت لاہی خوب جانتا ہے

سُکھ سُہیلا اُگوے دُکھ جھرے جم میہہ
بہترین راحت پیدا ہوتی اور درد مینہ کی طرح جھڑ جاتا ہے

پُن رانی ہنس کو سل پوچھا
پدماوت نے ہنس سے ہنسکر خاطب ہو کر پوچھا

جب بھاپنکھ کہاں تھر رہتا
جب میرے پر بڑھ گئے تو کیسے ٹھہر سکتا تھا

دِن اِک آئے ہاتھ پے میلا
ایک دن آپ کی خادمہ نے مجھے ہاتھ پر لیا

کت گونیہ و منیجر کے چھوڑ نچھا
اور پوچھا کہ تم پنجرے کو خالی کر کے کہاں گئے تھے

چاہے اُڑا اپنکھ جوں ڈھنا
پرند اور بازو والے کو آڑنا ہی چاہیئے

تیہ ڈر بنو باس کہنہ کھیلا
اور میں بلی کے خوف سے جنگل کو بھاگ گیا

وے دھر بیچا بامھن ہاتھا
اُس نے ایک برہمن کے ہاتھ مجھے بیچ دیا

رانی تم جگ جگ سکھ پاؤ
(ہیرامن نے کہا) اے رانی تم ہمیشہ عیش و عشرت حاصل کرو

پینجر جہنہ جو پر پوا کھیرا
پنجرے میں جب میں پرندہ بند تھا

تہاں بیاد ھ آئی ساد ھا
وہاں جنگل میں چڑیا رنے مجھے کیا لگا کر پکڑ لیا

جمبو دیپ کئوں تیہ ساتھا
اور میں اُس کے ساتھ ہندوستان گیا

چھاج نہ پنکھہ منیجر ٹھاٹو
پرند کو پنجرے میں رکھنا مناسب نہیں ہوتا

آے مجار کینھ تہنہ پھیرا
تو بلی نے وہاں آکر گشت لگائی

چھوٹ نہ پاؤ میچ کر باندھا
اور میں اجل گرفتہ اُسکے پنجے سے نہ چھوٹ سکا

دوہا

تہاں چتر چتوڑ گڑھ چتر سین کر راج
ٹیکا دینھ پُتر کہنہ آپ لینھ سر ساج

وہاں بہت خوبصورت شہر چتوڑ گڑھ ہے جہاں چتر سین کا راج تھا
اپنے لڑکے کو تخت و تاج دے کر خود سفر آخرت اختیار کیا

بیٹھ جو راج پتا کے ٹھاؤں
اب جو اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا ہے

دھن ماتا او پتا کھانا
اُس کے ماں باپ کو آفریں ہے

وے ہوں لینھ اہا اس بھاگو
خوش قسمتی سے انھوں نے مجھے خرید لیا

راجا رتن سین وہ ناؤں
اُس راجہ کا نام رتن سین ہے

جیہہ کے بنس انس اس آنا
جن کے خاندان میں ایسا اقبالمند راجہ کا پیدا ہوا

چاہے سونے ملا سہاگو
گویا سونے میں سہاگا مل گیا

ہے سس جوگ ہے پے بھانو
آپ چاند ہیں تو راجہ بھی سورج آپکے شوہر ہونیکے قابل ہیں

برنوں کاہ دیس منیارا
اُس ملک کی روشنی کا کیا بیان کروں

لچھن بتیسو کل نر ملا
اُسکے بتیسوں لچھن اور خاندان بدھ میں

سنگ دیکھ سینچھا بھے موری
ایسے جوہر لطیف کو دیکھکر مجھے آرزو پیدا ہوئی

تہنہ تمھارین کینھ مکھانو
راجہ سے میں نے آپکی تعریف کی

جہنہ اس نگ پنا اُجیارا
جہاں رتن سین سا چمکتا جوہر پیدا ہوا ہو

برن نہ جا ہی روپ او کلا
بیان نہیں ہو سکتا اُسکے حسن و شوکت کا

ہے یہ رتن پدا رتھ جوری
کہ یہ جوہر بے بہا آپ کی جوڑی کا ہے

دوہا

کہاں رتن رتنا گر کنچن کہاں سمیر
دیو جو جوری دُہنہ لکھی ملے سو کونہہ پھیر

کہاں رتن سین اور رتن گڑھ اور کہاں تم سونا اور تمھارا سنگلدیپ
خدا نے اگر دونوں کی جوڑی لکھی ہے تو کسی نہ کسی طرح ضرور ملینگی

سلہ بتیس لچھن ہمیشہ دیکھنے سے اقبال مندی کا نشان ہیں ۱۲

سُنت برہ جنگی وہ پری
یہ سنکر محبت کی آگ اُسکے دلمیں اور بھڑکی
مالت لاگ بھنور جس ہوی
جیسے بھونرا کنول مالتی کے لئے دیوانہ ہوتا ہی
بِن وہ کوُنہ چھانڑا اکیلا
مگر اسکو کسی نے اکیلا نہیں چھوڑا

رتن پاؤ جوں کنچن کری
تم نے رتن سونے کی انگوٹھی کیلئے پایا
ہوی باوُر نسرا بدُھ کھوی
ویسے ہی وہ اپنی عقل کھوکر باولا ہوگیا
سورہ سہس کنور بھے چیلا
اور سولہ ہزار راجکل چیلا بنکر اُسکے ساتھ ہولئے
سورج پرس درس کے تائیں
وہ آفتاب سا شوہر پاکے دیدار کے انتظار میں ہے

کٹھن پیم برہا دُکھ بھاری
محبت بہت سخت چیز ہی اور پھر جدائی کا دُکھ
مجھ پر راج کو چھوڑکر جوگی بنکر فقیر ہوگیا
کہس پنگ نوی دھن لیوں
اور اُسنے کہاکہ پروانہ کیطرح جان دیکر پدماوت کو حاصل کرونگا یا سنگلدیپ کے چراغ پر جلکر جان نثار کرونگا
اور گنے کو سنگ سہائی
اور ساتھیوں اور مددگار کو نکا کوئی شمار نہیں
چتوے چند چکور کی نائیں
جیسے چکور چاند کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا ہے

راج چھانڑ بھا جوگ بھکھاری
راج چھوڑکر جوگی بنکر فقیر ہوگیا
سنگلدیپ جا ہی جیو دیوں
سنگلدیپ جاکر جان نثار کرونگا
مہادیو مڑھ میلا جائی
مہادیو کے مندر پر ایک میلا سا لگتا ہے

دوہا

تم باری رس جوگ جیہ کنولہنہ جس ار گھان
تم کمسن ہو رس لینے کے قابل ہو جیسے کنول کا خوشبودار پھول ابھی نہیں ہے
تس سورج پرکاس کے بھنور ملائیو آن
آفتاب کی روشنی نے بھونرا لاکر تم کو ملایا ہے

ہیرامن جو کہی یہ باتا
طوطے نے جو یہ بات کہی۔ نوگو ہیرامن (پدماوت) رتن سین کا حال سنکے بہت خوش ہوئی
سُن کے رتن پدارتھ راتا
سُن کر ایسے (پدماوت) رتن سین کا حال سنکے بہت خوش ہوئی
جس سُورج دیکھے ہوی اوپا
جس طرح آفتاب جاہ وجلال سے چمکتا ہوا نکلتا ہے۔ اسیطرح جدائی میں شوہر کی فوج غضب میں آئی
تس بھا برہ کام دل کویا
اسیطرح جدائی میں شوہر کی فوج غضب میں آئی

سُن کے جوگی کیر بکھانو
جوگی کا حال ہیرامن سے سُن کر
پدماوتِ من بھا ابھانو
پدماوت کے دل میں غرور پیدا ہوا
کنچن کری نہ کانچہ لوبھا
سونے کی انگوٹھی میں کانچ کا نگینہ اچھا نہیں معلوم ہوتا
جوں نگ ہوی پاو تس سوبھا
جیسا سچا نگ ہوگا ویسی ہی خوبصورتی پیدا ہوگی
کنچن جو کسیئے کے تاتا
سونے کو آگ پر تپاکر کسوٹی پر کسا جائے
تب جانے وہ پیت کہ راتا
تب ہی اُسکی سُرخی اور زردی معلوم ہوسکتی ہے
نگ کرمرم سو جڑیا جانے
نگینہ کا راز جڑنے والا ہی جانتا ہے
کو اس ہاتھ سنگ مکھ گھالے
ایسا کون ہے جو شیر کے منھ میں ہاتھ ڈالے

جرے جو اس نگ دیکھ بکھانے
جہاں پر جڑنے کے قابل ہوگا دیکھکر جڑیگا
کو یہ بات پتاسوں چالے
اور کون شخص اس بات کا ذکر اپنے کرے

دوہا

سرگ اندر ڈر کانپے باسک ڈرے پتار
اُس سے آسمان پر اندر اور باسکی ناگ تحت الثریٰ میں ڈرتا ہے
کہنہ سو اس پر تھمی موہنہ جوگ سنسار
تمام روئے زمین پر میرے لائق کون شوہر ہوسکتا ہے

تورانی سس کنچن کرا
اُسکی تو چاند سی خوبصورت اور سونے کی انگوٹھی کسوٹی پر کسی ہوئی ہے
وہ نگ رتن سورنر مرا
وہ رتن سین مثل نگینے اور آفتاب سا پاک صاف ہے
برہ بجاگ بیچ کا کوئی
جدائی کی آگ میں کیسے کوئی بسر کرسکتا ہے
آگ جو چھوے جای جرسوئی
اگر آگ کوئی چھو بھی لے تو وہ ضرور جل جائے

اگ بجھائے پرے جل گاڑھے
کافی پانی پڑنے سے آگ بجھ جاتی ہے
لکھنہنیہ سرگ کھن جای پتارا
کبھی آسمان کو جاتا ہو اور کبھی پاتال کو

وہ نہ بجھای آپ ہی باڑھے
مگر وہ بجھتی نہیں بلکہ آپ ہی آپ بڑھتی ہی جاتی ہے
تھرہ نہ رہے یہ آگ اپارا
قائم نہیں رہتا یہ آگ بہت مشتعل ہے
سُلگ سُلگ بھیتر ہوی سیاما
اندر ہی اندر جلاکر کوئلہ خاک سیاہ کر دیتا ہے

برہ کی آگ سور جر کانپا
جدائی کی آگ سے سورج تک کانپتا ہوا کانپتا ہے
دھن سو جیو دگد ھرم سہا
آفریں اُسکو جو اس آگ کی تپش کو سہ جائے
پرگٹ ہوی نہ کاڑھے نامہ
نہ وہ ظاہر ہو سکتا ہو اور نہ موسوم

راتہہ دوس جرے ادتا پا
اندھیوں ہی ہمیشہ شب و روز جلتا اور تپتا رہتا ہے
ایس جرے دوسر نہہ کہا
اس طرح جلتا ہو کہ دوسرے سے کہہ نہیں سکتا

دوہا

کاہ کہوں اوہی سوں جو دکھ کینھ نمیٹ
اُس سے کیا کہوں جس نے دُکھ کو دائمی بنا دیا ہے
تیہ دن آگ کروں یہ باہر جیہ دن اہو سے بھیٹ
اس آگ کو اسی دن باہر کروں گی جس دن ملاقات ہوے گی

سُنکے دھن جاری اس کیا
آشفتگی و اجیہ کا حال سنکر یا دوست بسنت نے کہا
اب جو جرے سو پیم ہیو گی
اب اگر وہ محبت کا مارا ہوا جل رہا ہے
جوں وہ جوگ سنبھارے چھالا
جس طرح سب سے کہ مرگ چھالے کو سنبھالا کر جوگ کرے

تن بھائین ہئے بھے میا
میرے بدن کا ایک ایک بال ایک ایک جسم ہو گیا
ہتیا موہنہ جیہ کارن جوگی
تو اسکا عذاب میرے اوپر ہو جسکے لئے وہ جوگی بنا ہے
یا اہ بھگت دیہنہ جے مالا
اگر بخیر و عافیت بسنت کی بہار نصیب ہو تو پوجا کے بہانے مہادیو ہی کے منڈپ میں آؤں گی

دیکھوں جای جرے جین بھانو
میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ وہ آفتاب کس طرح جلتا ہے
ہیرامن سو کہی رس باتا
اے ہیرامن تو نے عشق کی بات جو کہی
آو بسنت کُسل جوں پاؤں
پوجا مس منڈپ کہنہ آؤں

کنچن جرے ادھک ہوی بانو
اگر سونا تپے تو اور سکارنگ اور نکھرتا ہے
سُن کے رتن پدارتھ راتا
تو سن کر وہ گوہر بے بہا رنگ پر گیا
پوجا مس منڈپ کہنہ آؤں
اگر آنکھوں سے دیکھوں تو سر پر چڑھاؤں

گرو کے بچن پھول ہئے گاتھے
گرو کی باتیں پھول کی طرح دلمیں گوندھ لی ہیں
چاند سور کہنہ چاہی جوں رے سورد ہوئے
لیکن چاند سورج ہی کو وہ زیبا ہے اگر واقعی وہ سورج ہے

دوہا

کنول برن تم برنا میں مانا پُن سوئے
اے طوطے کنول اور بھونرے کی جو تو نے مثال دی ہے میں نے مان لی

ہیرامن جو سُنا رس باتا
طوطے کو جو رسیلی باتیں گوش گزار ہوئیں
جونت چلے سنوارے پاکھا
جو ہمیشہ پرواز کرنے کو پر تولتا رہتا ہے

پاوا پان بھیو مکھ راتا
تو گویا اُس کو بیڑا ملا اور سرخرو ہوا
آج جو رہا کال کو راکھا
وہ اگر آج رہ بھی جائے تو کل کون رکھے گا

چلا سوارانی تب کہا
طوطے کے چلنے کا ارادہ پدمانی نے کیا
نجنوں آج کہاں دن اوا
نہ جانے آج دن کہاں نکلا

بھاجو پرا وا کیسے رہا
جب تو پرندا ہو گیا تو جانے پاس کیونکر رہ سکتا ہے
آیہہ ملے چلہہ ین سو دا
جواب ہیرامن تو مجھسے آکر مل چلا

مل کے بچھڑ مرن کے آنا
مل کے بچھڑنا موت کا آنا ہے

رکت آہیہ جو چلیہہ ندانا
تم کیوں آئے تھے آخر کار جب چلا جانا ہی تھا

سُن رانی ہوں ہتیوں راجا
اور رانی سن میں تیرے پاس ضرور رہتا

کیسے رہوں سچن کر باندھا
مگر قول دے آیا ہوں کیونکر کر سکتا ہوں

دوہا

بسے مین جل دھرتی انبا برکھ اکاس
پھلیاں زمین پر پانی میں رہتی ہیں اور بادل آسمان سے نہ پیچھا آتا ہے

جو پریت پے دوُ مہنہ انت ہو ہنہ اِک پاس
اگر دونوں کے آپس میں محبت ہو تو آخر کار وہ اکھٹے ہو ہی جاتے ہیں

آوا سوا بیٹھ جہنہ جوگی
وہاں سے ہیرامن جہاں راجہ جوگی بنا بیٹھا تھا پہونچا

مارگ نین بیوگ بیوگی
اور عاشق کی آنکھیں جانب راہ کے مشغول دیکھیں

آی پیم رس کہا سندیسا
آکر محبت سے بھرا ہوا پیغام سنایا

گور کھ ملا ملا اُپدیسا
اور کہا کہ گورکھناتھ کی طرح پدماوت نے نصیحت کی

تم کہنہ گرو میا بہہ کینھا
پدماوت نے نصیحت ہی محبت کے ساتھ

کینھا دیس آدِ کہہ دینھا
سلام کہا ہے اور محبت کا راز کہدیا ہے

سبد ایک اُکھ کہا اکیلا
اور تخلیہ میں ایک لفظ اُس نے کہا ہے

گر جس بھنگ پھنگ جس چیلا
گرو مثل بھنگ کے ہو اور چیلا پتنگے کی طرح ہو

بھنگی وہی پھنگ پی لیئی
بھنگ کو وہی پروانہ پاتا ہو

ایکہہ بار چہے جیو دیئی
جو ایک ہی ملاقات میں جان نثار کر دیتا ہے

تا کہنہ گرو میا بھل کینھا
تو تمہارے ساتھ گرو نے نصیحت بہت کی ہے

نوا و تار گیان بہہ دینھا
گویا نیا جنم از روے عقل کے دیا ہے

ہوی امر اس مر کے جیا
اب تم ہمیشہ کے زندہ ہوئے اور مر کے جیئے

بھنورکنول مل کے مدھ پیا
بھونرے نے کنول سے مل کر رس پیا

دوہا

آوے رِتو بسنت جب تب مدھکر تب باس
بسنت کا موسم جب آتا ہے تو بھونرا خوشبو حاصل کرتا ہے

جوگی جوگ جو اِم کرے سِدھ سماپت تاس
جوگی اگر اس طرح جوگ کرتا ہے تو اس کو کمال حاصل ہوتا ہے

بسنت کھنڈ

دیئو دیئو کے رُت سو گئی
خدا خدا کر کے بسنت رت کو ختم کیا

سری پنچمی پہونچی آئی
اور بسنت پنچمی تہوار آپہونچا

بھیو ہلاس نوا رُت ماہاں
نیا موسم آنے سے سب لوگوں کے دل خوش ہوئے

کھن نہ سہائی دھوپ اور چھاہاں
ایک لمحہ بھی دھوپ اور چھاؤں اچھی نہیں لگتی

---

۵۱ جوگیوں کا سلام ۱۲ ۵۲ محبت کا راز ۱۲ ۵۳ بھنگ ایک ٹرنیوالا کیڑا ہے کہ دوسرے کیڑے کو پکڑ کے بند کر کے رکھتا ہے وہ کیڑا بھی ویسا ہی ہو جاتا ہے ۱۲

پدماوت سب سکھی ہنکاری
پدماوت نے سب سکھی سہیلیوں کو بلایا
نول سنگار بناہت کینھا
درختوں نے بھی نیا سنگھار کیا ہے

جاوت سنگل دیپ کے باری
جسقدر سنگلدیپ میں ناگ تھے اتھیں سبکو بلایا
سیس پراسہنہ سیندور دینھا
اور ڈھاک نے اپنے سر میں سیندور لگایا ہے

آج بسنت نول رت راجا
رتوں کے راجہ بسنت کا آج نیا دن ہے
پیر پات دکھ جھرے نپاتے
پیڑ سے زرد پتے نہیں جھڑتے بلکہ دکھ جھڑ رہے ہیں

پنچمی ہوی جگت سب ساجا
بتقریب بسنت پنچمی تمام دنیا سازو سامان سے آراستہ ہے
بگس پھول پھولے بہو باسا
پھول کھل گئے جن پھولوں میں بہت ہی خوشبو ہے
سکھ پلو اپنے ہوی راتے
سرخ کونپلیں نہیں بلکہ سکھ پیدا ہو رہا ہے

بھور آی لبدھے چہنہ پاسا
بھور نے چاروں طرف سے لپیٹ لیا ہے

دوہا

اودھ آی سو پوجی جو ہینچھا من کینھ
اس کی میعاد پوری ہو گئی جو آرزو دل میں تھی
چلہہ دیو مڑھ گوہنے چہہہ سو پوجا دینھ
اسی سہیلیو مہادیو کے منڈپ کو چسلو اور حسب خواہش عبادت کرکے مہادیو کو

پھری آن رت باجن باجے
حکم ہوتے ہی موسم بہار کے باجے بجنے لگے
تارا منڈل پہر بھل چولا
ستاروں سے زرق برق کپڑے کی بہترین ساری پہنی
سب راجا راؤن کے باری
سب راؤ راجوں کی لڑکیاں تھیں

اوسنگار بارنھ سب ساجے
اور تمام سہیلیوں نے سامان جشن آراستہ کیا
بھرے سیس سب نکھت امولا
اور انمول موتی ستاروں کی طرح سر میں سجائے
برن برن پہرے سب ساری
جو طرح طرح کی ساریاں پہنے ہوئے تھیں
کرہنہ کلول سرنگ نگیلی
رنگ خوشی میں بھری سہیلیاں آپس میں کلول کرتی ہوئی

کنول کری پدماوت رانی
پدماوت جو کنول کی کلی کی طرح تھی
سکھی کمود سہس دس سنگا
دس ہزار سکھیاں گل نیلوفر کی طرح ساتھ تھیں
بسے سرپ پدمنی جاتی
سب ایک سی پدمنی خوبصورت تھیں
اوچو واچندن سب گیلی
چوواچندن میں سب ڈوبی ہوئی تھیں

ہوی مالت جانوں بگسانی
وہ اب مالتی پھول کی طرح کھل گئی
بسے سگندھ چڑھائے انگا
سبھوں نے اپنے اپنے بدن میں عطر لگایا
پان پھول سیندور سب راتی
پان پھول اور سیندور سے سب لال لال ہو رہی تھیں

دوہا

چہنہ دس رہی سو باسا پھلواری اس پھول
ہر چہار جانب خوشبو ہی خوشبو پھیلی ہوئی ہے جسطرح پھلواری میں پھول کھلے ہوئے ہیں
وے بسنت سوں بھولی گا بسنت اُنھ بھول
وے سب بسنت کی بہار پر شیفتہ تھیں اور بسنت اُن پر شیفتہ ہو رہا تھا

بھئی اگیا پدماوت چلی
مہادیو جی کے مندر کو پدماوت کے پہنچنے کا غزغا چار ہوا
چھتیسں کر بھئیں گوہن بھلی
چھتیسوں قوم کی عورتیں ہمراہ خدمتگار تھیں
بھئی گورسنگ پہر پوڑا
۸ سال کی لڑکیاں دشمی کیونکر سے بھکر ساتھ چلیں
بانھن آی سہس نانگ موڑا
اور پہنیاں ہزار بل کھاتی ہوئی نزاکت چلیں

۵۱ بہ طرح مذہب ہندو ۳ عمر کی لڑکیاں نہایت متبرک موسوم ہیں مثلاً ۸ سال کی گوری ۹ سال کی روہنی اور ۱۰ سال کی کنیا جن میں گوری نہایت ہی خوش نصیب ہوتی ہے ۱۲

اگروار گج گون کریئی
اگروال عورتیں شمل ہاتھی کے مستانی چال سے چلیں

بیسن پانوں ہنس گت دیئی
اور دیش کی عورتیں مانند ہنس کے قدم رکھتی تھیں

چندیلن ٹھمکہ پگ ڈھارا
چندیلوں کی عورتیں ٹھمکتے ہوئے پیر رکھتیں

چل چوہان ہوی جھنکارا
اور چوہان عورتیں پازیب کو جھنکارتی ہوئی چلیں

چلی سنار سہاگ سہاتی
سنار قوم کی عورتیں بساعت سہاگ چلیں

اوکلوار بیم مدھ ماتی
اور کلوار نیں شراب محبت سے متوالی ہو رہی تھیں

بانن چلی سیندر دے مانگا
بنیوں کی عورتیں مانگ میں سیندور بھر کر چلیں

کیتھن چلی سماں نہ آنگا
اور کایستھوں کی عورتیں خوشی سے پھولی سماتی تھیں

پٹئین پہر سرنگ تن چولا
پٹھانوں نے خوش رنگ لباس پہنا

او برئین مکھ کھات تمولا
اور تمولیوں نے عمدہ پان کا بیڑا اپنا کر کھایا

دوہا

چلی پون سب گوہن پھول ڈارے ہاتھ
سب سہیلیاں پھولوں کی ڈالیاں ہاتھ میں لیکر ساتھ چلیں

بسونا تھ کی پوجا پدماوت کے ساتھ
تاکہ مہادیو جی کی پوجا پدماوت کے ساتھ کریں

ٹھاٹھیرن بہہ ٹھاٹھ کر کینھا
ٹھٹھیرن بھی بہت بن ٹھن کے چلی

چلی ابیرن کاجر دینھا
ابیرنی کاجل آنکھوں میں لگا کر چلی

چلی گجرن چلی گورس لے ماتی
گوجری دودھ لیکر مستانہ چال سے چلی

بڑھیں چلی بھاگ کی تاتی
بڑھئی کی عورت بھی تیزی کے ساتھ چلی

چلی لہارن بانکے نینا
لہارن ترچھی چتون والی بھی چلی

بھاٹن چلی مدھرات بینا
بھاٹ شیریں زبان بھی چلی

گندھن چلی سگندھ لگائے
گندھن خوشبو میں بسی ہوئی چلی

چھیپن چلی سچیر رنگائے
رنگین کپڑے پہن کر چھیپن بھی چلی

رنگریزن بہہ رانی ساری
رنگریزن بہت سرخ ساری پہن کر چلی

چلی جگت سوں ناؤں ہاری
تاین اور باون بہت انداز کے ساتھ چلی

مالن چلی ہار لے گانتھے
ہار گوندھ کر مالن بھی چلی

تیلن چلی پھلائل ماتھے
سر میں تیل لگا کر تیلن بھی چلی

کے سنگار بہہ بسوا چلی
سنگار کر کے بہت سی طوائفیں بھی چلیں

جہنہ لگ مہ ندی بگسی کلی
جہاں تک کنواریاں تھیں وہ بھی چلیں

دوہا

نٹنی ڈوم ڈھارن سہنائن پر کار
نٹنی ڈومنی ڈھاڑیوں اور شہنائی بجانے والوں کی عورتیں

نرتت ناد بنود سوں ہنست کھیلت نار
ناچتی گاتی اٹھکیلیاں کرتی ہنستی کھیلتی کودتی چلیں

کنول سہای چلیں پھلواری
کنول کی طرح چلیں باغ و بہار بنکر

پھر پھولن سب کرہنہ ڈھاری
پھل اور پھول لئے ہوئے ڈھاری گاتی چلیں

آپ آپ مہنہ کرہنہ جوہارو
آپس میں سب ملتی جلتی چلیں

یہ بسنت سب کہنہ تیوہارو
کہ یہ بسنت سب کا تہوار ہے

جہے منورا جھومک ہوئی[1]
منورا جھومک کی ہر ایک خواستگار تھی

پھرا و پھول لیئے سب کوئی
پھل اور پھول سب کوئی لیئے ہوئے تھیں

پھاگ کھیل پن داہب ہوری
پھاگ کھیل کر پھر ہولی جلائیں گی

سینتب کھیہہ اڑاؤب جھوری
دھول سے جھولیاں بھر کر اڑائیں گی

[1] منورا جھومک۔ عورتوں کا ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر حلقہ باندھ کر گانا ۱۲

آج چھانڑ بِن دِوس نہ دوجا
آج کا سا دوسرا دن نہ آئیگا

کھیل بسنت لیہہ کے پوجا
پوجا کرکے بسنت کھیل لینا چاہیے

بھا آئیس پدماوت کیرا
پدماوت نے کہا کہ سب کھیل لو

بہُر نہ آسی کرب ہم پھیرا
پھر دوبارہ ہم کو یہاں آنا نہیں ہے

تس ہم کہنہ ہوا رکھوالی
اب ہماری رکھوالی ہوا کرے گی

بِن ہم کہاں کہاں یہ باری
پھر کہاں ہم اور کہاں یہ بہار

دوہا

بِن رے چلب گھر آپنے پوج بسیسر دیو
پھر بشیشر دیو کی پوجا کرکے اپنے اپنے گھر چلنا ہوگا

جیہ کا ہہُہ ہوی کھیلنا آج کھیل ہنس لیو
جس کو کھیل کود کی تمنا ہو آج ہنس کھیل لے

کاہو گہی آنب کے ڈارا
کسی نے آم کی ڈال پکڑی

کاہو جانب برہ اتجھارا
کسی نے درد فراق کو جامن کی طرح جھاڑا

کوی نارنگ کوی جھارِ جوی
کوئی نارنگی توڑتی ہو اور کوئی جرد نجی جھاڑتی ہو

کوی کٹھر بڈہر کوی نیوجی
کوئی کٹہل کوئی بڑھل اور کوئی چلغوزہ

کوی داریوں کوئی دُاکھ کھریری
کوئی انار کوئی انگور اور کوئی کھرنی توڑتی

کوئی سدا پھرتر نج جنبیری
کوئی شریفہ کوئی ترنج اور لیموے ہی تھی

کوی جیپھر کوی لونگ سُاپی
کوئی جائفل کوئی لونگ اور سپاری توڑتی

کوی کمرکھ کوی کو باجھاری
کوئی کمرکھ کوئی کو باجھاڑتی

کوی بجور کوئی نریر جوری
کوئی بجور کوئی ناریل لے لیتی تھی

کوی انبلی کوی مہو کھجوری
کوئی املی کوئی مہوا اور کوئی کھجور

کوی ہرپھا کوی چرونجی
کوئی حرفہ ریوڑی اور کوئی کرونجا توڑتی

کوی انار کوی بیر کسوندا
کوئی انار کوئی بیر اور کوئی کسوندی

کاہُ گہی کیلا کے گھوری
کسی نے کیلے کی گود لی

کاہو ہاتھ پری نکوری
کسی کے ہاتھ نکولی آئی

دوہا

کاہو پائی نیرے کاہو کہنہ گے دور
کسی کو ہر چیز نزدیک ملی اور کسی کو دور جاکر ملی

کاہو کھیل بھیو بکھ کاہو انبرت مور
کسی کو یہ کھیل زہر کی طرح ہوگیا اور کسی کو آب حیات

بِن بینہہ سب پھول سہیلی
سب سکھی سہیلیاں پھول چن رہی ہیں

کھو جہنہ آس پاس سب بیلی
اور آس پاس کے بیلوں میں کھوج رہی ہیں

کوی کیوڑا کوی چانپ نواری
کسی نے کیوڑے کا پھول لیا کسی نے چمپا اور نوار کی

کوی کیتک مالتِ پھلواری
کسی نے پھلواری سے کیتکی اور مالتی لی

کوی ست برگ گوندا و کرنا
کسی نے گیندا کسی نے گوندا اور کسی نے کرنا پھول لیے

کوی چمپیل ناگیسر برنا
کسی نے چمپیلی اور کسی نے ناگیسر اور کسی نے برنا کے پھول لیے

کوی سوگندھ سُدرسن کیجا
کسی نے خوشنما گلال اور کسی نے سدرسن اور کسی نے کوزہ

کوئی سون جرد بھل پوجا
کسی نے سونے کی طرح زرد رنگ کے پھل پوجا کو لیے

کوی سو بوسر بہپ بکوری
کسی نے گل بوسر توڑے اور کسی نے بکوری کا پھول

کوئی روپ منجری اوگدی
اور کسی نے روپ منجری اور کسی نے گودی لیے

کوی سنگار ہار تیہ پاہاں
کسی کے پاس سنگار ہار کے پھول تھے

کوئی سیوتی کدم کی چھاہاں
اور کوئی سیوتی اور کدم کے سایہ میں کھڑی تھی

کوئی چندن پھولہنہ جن پھولی
کوئی صندل کے مانند شگفتہ تھی

کوئی اجان برواتر پھولی
اور کوئی درخت کے نیچے پھولی ہوئی کھڑی تھی

دوہا

کوئی پھول پاو کوئی پاتی جھک ہاتھ جیہ آنٹ
کسی نے پھول پایا اور کسی نے پتی جس کے ہاتھ جس موقع سے جو کچھ آیا لیا

کوئی ہار چیر اُرجھانی جہاں چھوے تہنہ کانٹ
کسی کا ہار اور کسی کا دوپٹہ اُلجھ گیا جہاں چھوتی وہاں کانٹا سا چبھ جاتا

پھر پھولن سب ڈار اوڑھائی
پھول اور پھولوں سے سب ڈالیوں کو ڈھانک دیا

بھنڈ باندھ کے نیچم گائی
اور اکٹھا ہو کر سب نے پنچم میں گانا گایا

ماڈر تورجھا پنکھ جہنہ بھیری
مادر اور ترہی اور جھانجھ بجتے تھے

سینگ سنکھ ڈپھ سنگم باجے
سینگ سنکھ دف سا تھ بج رہے تھے

بنسکار مہور سُر ساجے
بانسری اور مہوڑ چھیڑوں میں بج رہے تھے

اور کہاجت باجن بھلے
اور بھی جتنی قسم کے باجے اچھے تھے

بھانت بھانت سب باجت چلے
طرح طرح سے سب بجتے ہوئے چلے

رتھہنہ چڑھیں سب روپ سُہائی
سب حسین حسین عورتیں رتھ پر سوار تھیں

لے بسنت مٹھ منڈپ ہائی
بسنت لیکر مہادیو کے منڈپ کیطرف چلیں

نول بسنت نول سب یاری
نیا بسنت اور نئی عمر کی سب لڑکیاں

سیندر بکاہوی دھماری
سیندور بکا لیے ہوئے دھماری کھیلتی تھیں

کھنہنہ چلہنہ کھن جانچر ہوئی
ایک قدم چلتی ہیں ایک قدم ٹھہر کر جھانجھر کھیلنے لگتی ہیں

ناچ کود میں سب لوگ محو ہیں

دوہا

سیندر کھیہ اُڑا اس گگن بھیو سب رات
سیندور ملی ہوئی گرد ایسی اُڑائی کہ تمام آسمان لال ہو گیا

راتی سگر یو دھرتی راتے برچھن پات
تمام زمین سرخ ہو گئی اور درختوں کے پتے بھی سرخ ہو گئے

یہ بدھ کھیلت سنگھل رانی
اسطرح سے سنگلدیپ کی رانی کھیلتے کھیلتے

مہادیو مڑھ جائے تلانی
مہادیو کے مڑھ میں جا پہونچی

سکل دیوتا دیکھن لاگے
تمام دیوتا پاروتی کو دیکھنے لگے

ڈشٹ پاپ سب اُن کے بھاگے
اور انکی نظروں سے گناہ سب جاتے رہے

یہ کیلاس سُنیں اپچھری
اس طرح کی پریاں کیلاس میں سنی گئی تھیں

کہنہ تے آئے ٹوٹ بھُیں پری
یہ کہاں سے زمین پر آکر ٹوٹ پڑیں

کوئی کہے پد منی آئی
کوئی کہتا تھا کہ پدمنی رانی آئی

کوئی کہے پھول پھلواری
کوئی کہتا تھا پھلواری پھولی ہوئی ہے

بھولے سبے دیکھ کے باری
غرض کہ سب لڑکیوں کو دیکھکر دیوانے ہو گئے

کوئی کہتا تھا اچانک دستاروں سمیت آیا

ایک سروپا وسیندر ساری
ایک تو خوبصورتی اُسپر سیندوری ساریاں

جانہہ دیا سکل مہ یاری
معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا کی زمین میں چراغ جلا رہے ہیں

۵۱ ایک قسم کا باجا ہے

مُرچھ پرے جوئی مُکھ جوہے
جوانکا چہرہ دیکھتا تھا اسکو غش آجاتا تھا

مانہُ مرگ دواریں موہے
جیسے مرگ سے دھوکا کھا کر برن ہوش ہوجاتا ہے[۱]

دوہا

کوئی پرا بھنورا ہوئی باس لینھ جن چانپ
کوئی بھنورا بنکر چمپا کے پھول کی خوشبو لینے کی طرح تھا

کوئی پتنگ بھا دیپک ہوی ادھ جرتن کانپ
کوئی چراغ کا پروانہ بنا ہوا تھا اور نیم سوختہ تھر تھر کانپ رہا تھا

پدماوت گئی دیو دوارا
پدماوت مہادیوجی کے دروازے پر پہونچکر

بھیسٹر منڈپ کینھ پسیارا
منڈپ کے اندر داخل ہوئی

دیوؤ سنسے بھا جیو کیرا
دیوتاؤں کو اپنی جان کا اندیشہ ہوا

بھاگوں کہہ بدھ منڈپ گھیرا
کسطرح بھاگوں منڈپ تو چاروں طرف سے گھرا ہے

ایک جوہار کینھ اوددجا
پہلا ڈنڈوت کیا اور پھر دوسرا

ترسے آئے چڑھایس پوجا
تیسرے ڈنڈوت کے بعد پوجا کا سامان پیش کیا

پھر پھولن سب منڈپ پھرا وا
پھل و پھولوں سے تمام منڈپ بھروا دیا

چندن اگر دیو انھوا وا
چندن اور اگر سے مہادیوجی کو نہلایا

لے سیندور آگے بھئی کھڑی
سیندور لیکر آگے کھڑی ہوئی

پرَس دیوپن پائن پری
پوجا کرکے دیوتا کے قدموں پر گری اور کہا

موکا دیو کتھوں برناہیں
اے دیوتا میرے لئے کیا کہیں شوہر نہیں ہے

ہوں نرگن جیں کینھہ سیوا
میں گنہگار ہوں مجھسے کوئی خدمت نہیں ہوئی

گُن نرگُن داتا تھ دیوا
لیکن آپ تو گنہگار اور بیگناہ سب پر حکم کرتے ہیں

دوہا

برسنجوگ موہِ مروہ کلس جات ہوں مان
شوہر سے میرے ملاقات کرائیے میں سونے کا کلس آپکے چڑھاؤنگی

جہہ دن مینچا پوجے بیگ چڑھاونہہ آن
جس دن میری مراد پوری ہوگی بہت جلد آکر چڑھاوا چڑھاؤں گی

اچھہ اچھہ بنتی جس جانی
جسقدر آرزو دلمیں تھی سب عاجزی سے بیان کی

پُن کر جو رِ ٹھاڑھ بھے رانی
پھر ہاتھ جوڑکر دیوتا کے آگے کھڑی ہوئی

سب اکوت منڈپ نہہ بھیوؤ
سطرح جب مہادیو نہ گیا تو اور دیوتاؤں کو کیا کہا جائے

کاٹ پبارا جیس پریوا
جیسے کسی چڑیا کو ذبح کرکے چھوڑ دیا جائے

اُتر کو دیئی دیو مرگیوؤ
سب مردہ ہوگئے انسوں گراوٹ عالم

جو دیکھے جن بسہر ڈسا
جسنے پدماوت کو دیکھا اسکو گویا زہریلا سانپ ڈس گیا۔ لیکن اُس کی حرکات دیکھکر ہنسی آتی تھی

دیکھِ چرت پدماوت ہنسا
سطرح جب مہادیو نہ گیا تو اور دیوتاؤں کو کیا کہا جائے

بکھ بھئی پورکال بھے گوجھا
پوریاں زہر ہوگئیں اور گھبیا موت

بھل ہم آئے مناوا دیوا
خوب ہم نے دیوتا کو آکر منایا

گاجن سوی کو مانے سیوا
جب وہ خود سوتا ہے تو خدمت کون قبول کرے

کو اچھا پُروے دُکھ کھووا
میری مراد پوری کرکے کون تکلیف دور کرے

جہنہ من آسی ستو تکھن سووا
جسپر میں خیال دوڑاتی ہوں وہ خود لڑنے آتا ہے

[۱] مراد یہ ہے کہ جو اُسکو دیکھتا تھا اسکو موت سامنے نظر آتی تھی اور دور سے جانا معلوم ہوتا تھا ۱۲

دوہا
چہنہ دھر سکھن اُٹھاو ہنہ سیس بکل ڈول دھر کوی جیو نہ جانوں کہ رے بکت کبول
چاروں طرف سے راجہ کو سہیلیاں اُٹھاتی تھیں کہ کہیں یہ بیچینی کے سر پر نہ گر پڑے معلوم ہوتا تھا کہ کسی جانور نے کاٹ لیا ہے اور اگر بولتا ہو تو زبان بکتا ہے

تنکھن ایک سکھی بہنسانی — کوتک آسی نہ دیکھہ رانی — پُرب دوار مڑھ جوگی چھائے — نجنوں کون دیس تیں آئے
فوراً ایک سکھی (سہیلی) آکر ہنسی — اور کہا کہ اے رانی ایک تماشہ تو دیکھو — مندپ کے پورب دوار سے بہت سے جوگی اکٹھا ہیں — معلوم نہیں کس ملک سے یہ لوگ آئے ہیں

جن اُٹھ جوگ تنت تن کھیلا — سدھ ہوی نسرے سب چیلا — اُٹھ مہنہ ایک جوگ گرو کہاوا — جس گڑوے کا ہو بورا دا
گویا انھوں نے خاص جوگ اختیار کیا ہے — کمال حاصل کر لینے کے لئے سب چیلے بنے ہیں — اُن میں جو ایک گرو کہلاتا ہے — گویا اُسے کسی نے گڑھلا کر دیا نہ بتا دیا ہے

کنور بتیسو لچھن راتا — دسئیں لچھن کہے ایک باتا — جانوں آہ گو پچند جوگی — کی سو آہ بھر تھری بیوگی
کنوار اہے اور اسکے بتیسوں لچھن سرخ ہیں — دسوں لچھن سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ کے ایک ہی بیٹا ہے — گوپی چند جوگی کی طرح معلوم ہوتا ہے — یا راجہ بھرتھری کی طرح فراق زدہ ہے

وے پنگلا گے کجری آرن — اے سنگھل آئے کیہہ کارن
وہ تو پنگلا کی وجہ سے کجری بن کو چلے گئے تھے — یہ سنگھلدیپ میں کس کام کے لئے آئے

دوہا
یہ موت یہ مدرا ہم نہ دیکھہ او دھوت جانہنہ ہوہ نجوگی کوی راجا کر پوت
اسطرح کی صوت اور سطرح کے حرکات و سکنات کبھی کوئی فقیر بنتے نہیں دیکھا — معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوگی نہیں ہے کوئی راجکمار ہے

سُن سبات رانی رتھ چڑھی — کہنہ اس جوگی دیکھوں مڑھی — رے سنگ سکھی کینہ تہنہ پھیرا — جو گنھ آسی اچھر نھ گھیرا
رانی یہ بات سُن کر رتھ پر سوار ہوئی — کہا کہاں ایسا جوگی ہے ذرا میں بھی مڑھی پر جا کر دیکھوں — سکھی سہیلیوں کے ساتھ وہاں پہونچی — گویا جوگیوں کو پریوں نے گھیر رکھا ہے

نین کچور پیم مد بھرے — بھے سُدشٹ جوگی سوں دھرے — جوگی سوں دشٹ دشٹ سوں لیٹھا — نین روپ نینہہ جیو دیٹھا
کٹورا سی آنکھیں جن میں شراب محبت بھری ہے — جوگی سے نگاہ چار ہوتے ہی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے — جوگی سے جب آنکھیں چار ہوئیں — گویا آنکھوں کی راہ جان نکل گئی

جیہ مدچھت پراتیہ پائے — سُدھ نرہی وہ ایک پیالے — پراماتِ گورکھ کر چیلا — جیو تن چھاڑ سرگ کہنہ کھیلا
جس شراب محبت کی خواہش تھی وہ سامنے آئی — اور ایک ہی پیالے میں بیخود ہو گئی — گرو گورکھ ناتھ کا چیلا بیہوش پڑا ہے — روح جسم کو خالی کر کے بہشت کو چلی گئی

کنگری گے جوہت بیراگی — مرہتہ بار اہے دھن لاگی
بیراگی نے جو کنگری لی تھی — مرتے وقت وہی دھن لگی ہوئی تھی

دوہا
جیہ دھندھا جا کر من لاگے سپنہہ سو جھ سو دھندھ تیہ کارن تپسی تپ سادھنہ کرہنہ یم من بندھ
جو بات جسکے دل میں بسی ہوتی ہے خواب میں بھی وہی بات اُسکو دکھائی دیتی ہے — اسیوجہ سے تپسیا کرنیوالے تپ کرتے ہیں اور محبت میں دل کو مقید کر دیتے ہیں

پدماوت جس سُنا بکھانو
پدماوت نے جیسی راجہ رتن سین کی تعریف سنی تھی

سہس کرا دیکھیں تس بھانو
اُس سے ہزار گنا زیادہ شوق آفتاب کے دیکھا

میلس چندن مانک کھن جاگا
جسم میں صندل کی مالش کی جس سے ایک لمحہ کیلئے پیدائشی حسن جاگ اُٹھا لیکن پھر پہلے سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا اور تعلم مین سنجیدہ ہو گیا

ادھکو سوت سیر تن لاگا
لیکن پھر پہلے سے زیادہ سنجیدہ ہو گیا اور تعلم مین سنجیدہ ہو گیا

تب چندن آکھر ہئے لکھے
تب پدماوت نے اسکے سینے پر کچھ حروف لکھے

بھیکھ لئی تو ہیں جوگ نہ سکھے
گو کہ نے محض بھیک مانگنا سیکھا ہے جوگ کی بات نہیں جانتا

گھری آئی تب کاتوں سوئی
جب کچھ حاصل ہونے کا وقت آیا تو تم سو گئے

کیسے بھگت پرا پت ہوئی
پھر حصول مقصد کس طرح ہوگا

اب جو سورا ہے سس راتا
اب اگر تو بصورت آفتاب چاند پر فریفتہ ہوا ہے

آیہہ چڑھ سگگن پن ساتا
تو ساتویں آسمان پر چڑھ کر ملاقات کر

لکھ سو بات سکھن سو کہی
یہ الفاظ لکھ کر سہیلیوں سے کہا

اہی ٹھاؤں ہوں بارت رہی
کہ اسی موقع کیلئے میں اپنے کو بچاتی رہی

پرگٹ ہوؤں تو ہوئے اس بھنگو
اگر میں اپنے کو ظاہر کرتی ہوں تو سارا طلسم گر پڑیگا

جگت دیا کر ہوئے پتنگو
یعنی تمام دنیا ایسی ہو جاویگی جیسے شمع کو پروانہ

دوہا

جاسوں ہون چکھہ ہیروں سوئی ٹھاؤں جیو دیئے
جس پر نگاہ ڈالتی ہوں اُسی جگہ وہ جان دیدیتا ہے

یہ دُکھ کتہنہ نہ نسروں کو ہتیا اس لیئے
اسی خوف سے میں کبھی نکلتی نہیں کہ خون ناحق کا عذاب کون اپنے سر لے

کینھ پیان سنیھہ وتھا ہانکا
رتھ پر سوار ہو سب نے وہاں سے کوچ کیا

پربت چھانڑ نگھل گڈھ تاکا
اُس پہاڑ کو چھوڑ کر سنگھل گڑھ کا راستہ لیا

بل بھے سبے دیو تا بلی
جتنے بھی زور آور دیوتا تھے سب اُس پر قربان ہو گئے

ہتیا رن ہتیا کے چلی
وہ ظالم خون ناحق کر کے چلتی بنی

کو اس ہتو مئے گہہ باہیں
کون ایسا دوست ہے جو مرنے کا ساتھ دے

جو پے جیو اپنے تن ناہیں
جبکہ اپنی ہی جان اپنے ہی جسم کو چھوڑ کر چلی جاتی ہے

بن جیو کوئی نہ آپن ہوئی
جب جان نکل گئی تو اپنا کوئی نہیں ہوتا

بھائی بند او میت پیارا
عزیز و اقارب دوست و احباب

بن جیو گھری نہ راکھے پارا
جان نکلجانے پر ایک گھڑی بھی کوئی رکھ نہیں سکتا

بن جیو پنڈ چھار کر کورا
بغیر جان کے یہ جسم مٹی کا ایک ڈھیر ہے

چھار ملاوے سوہت پورا
اسکو جو مٹی میں ملادے وہی پکا دوست ہے

تیہ جیو بل اب مرجہ ارا جا
اُسی ایک جان کے بغیر راجہ اب مردہ ہو گیا

کو اُٹھ بیٹھ گرب سو گا جا
کون اب اُٹھکر بیٹھتا ہے اور گھمنڈ کی باتیں کرتا ہے

دوہا

پری کیا بھُئیں لوٹے کہاں رے جیو بل بھوؤں
جسم زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہے وہ بلی اور بھیم کہلانیوالی جان کہاں گئی

کو اُٹھی بیٹھا رے باج پیارے جیوں
اب کون اُٹھا کر مجھے بٹھائیگا بغیر اس پیاری جان کے

پدماوت سو مندر پیٹھی
اب پدماوت اپنے محلسرا میں داخل ہوئی

ہنست سنگھاسن جائے بیٹھی
اور تخت پر ہنستی ہوئی آکر بیٹھ گئی

نس سوتی سُن کتھا ہماری
رات بھر داستان سنتے سنتے خوش و خرم سوئی تھی

بھابھان کہہ سکھی ہنکاری
اور صبح ہوتے ہی سکھیوں کو بکارا

دیو پوج جس آیوں کالی
کہا کل میں جب مہادیو کی پوجا کرکے آئی

سُپن ایک نِس دیکھیوں آئی
تو اسے سکھی رات میں ایک خواب دیکھا

جن سس اُدے پُرب دِس لینھا
گویا پورب سمت ایک چاند طلوع ہوا ہے

اَور اُدے پچھیوں دِس کینھا
اور پچھم طرف آفتاب طلوع ہوا ہے

پُن چل سور چاند پہنہ آوا
پھر آفتاب چل کر چاند کے پاس پہونچا

چاند سُرج دُھوں بھیو میراوا
اس طرح آفتاب اور چاند دونوں ملگئے ہیں

دن او رات بھئے جن ایکا
گویا دن اور رات آپس میں مل گئے ہیں

رام آسی راون گڈھ چھیکا
اور گویا رام نے راون کا قلعہ گھیر لیا ہے

تس کچھ کہا نجای نکھیدھا
اس منظر کی تعریف نہیں کیجا سکتی

ار جن بان راہُ گا بیدھا
گویا رہو ارجن کے تیر کا نشانہ بنا

دوہا

جہنہُ لنک سب لوسی ہنومدھ انسی بار
گویا تمام لنکا لوٹ لی گئی اور ہنومان نے باغیچہ اُجاڑ ڈالا

جاگ اُٹھیوں اس دیکھت کہہ سکھ سُپن بچار
اس طرح دیکھتے دیکھتے میری آنکھ کھل گئی اور کلی نے خواب کی تعبیر سوچکر بتلائی

سکھی سو بولی سپن بچارو
سہیلیوں نے خواب کی تعبیر اسطرح بیان کی

کالھِ جو گئی دیو کے بارو
کہ کل تم جو مہادیو کے مندر گئی تھیں

سورج پرس چاند تم رانی
آفتاب تو شوہر اور چاند تم ہو اے رانی

اس بر دیو میرا وے آنی
اس طرح تمکو شوہر سے مہادیو ہی ملا دینگے

کچھ پُن جو جھ لاگ تمھ راما
پھر تمھارے لئے کچھ لڑائی ہوگی

راون سوں ہوئی سنگرا ما
جس طرح رام اور راون کی لڑائی ہوئی تھی

پوج منا یہہ بُہتے بھانتی
وہاں تمنے خوب عاجزی کے ساتھ عبادت کی

پرسن آسی بھئے تمھ راتی
جس سے مہادیو جی تم پر بہت مہربان ہوئے

پچھیوں کھنڈ کرا جا کوئی
کوئی راجہ پچھم طرف سے آئے گا

سوآوا بر تم کہنہ ہوئی
اور وہی تمھارا شوہر ہوگا

چاند سُرج سوں ہوی بیاہو
چاند اور سورج کیطرح تمھاری شادی ہوگی

بار بدھ سنب بیدھب بیاہو
باغیچہ اُجاڑنے اور بندر پکڑنے کا نشانہ بننے کا یہ بیان ہے[1]

میٹ سنجای لکھا پُر بلا
قسمت کا لکھا ہوا مٹایا نہیں جا سکتا

دوہا

سُکھ سہاگ ہے تمھ کہنہ پان پھول رس بھوگ
اسوقت عیش و عشرت اور سہاگ کا ساز و سامان تمھارے لئے مہیا ہو جاتا ہے۔ آج ہی کل میں اس خواب کی تعبیر ظہور میں آنا چاہتی ہے

آج کالھِ بھا چاہے اس سپنے کا سنجوگ

---

[1] لڑکی کی شادی میں اکثر راجہ لوگ کسی بلند مقام پر ایک مچھلی ٹانگ دیتے تھے اور جو راجکمار اُس کا سایہ دیکھ کر تیر سے مچھلی کا نشانہ بنا لیتا اُسی کے ساتھ شادی ہوتی جیسے ارجن اور دروپدی کی شادی میں ہوا تھا ۱۲

راجہ رتن سین ستی کھنڈ

کے بسنت پد ماوت گئی
بسنت کی خوشیاں منا کر پدماوت جب چلی گئی
ناوہ اوہ کر روپ سُہائی
اب نہ وہ موجود تھی اور نہ وہ اسکا حسن و جمال
کیں یہ بست بسنت اُجارا
سرسبز ہوتے ہوئے گلوں کس نے اُجاڑ ڈالا

راجہ تب بسنت سُدھ بھئی
تب راجہ کو بسنت کی یاد آئی
گے ہیرای پن دسٹ نہ آئی
ایسی پوشیدہ ہوئی کہ پھر نظر نہ آئی
گا سو چاند اتھوا لے تارا
افسوس کہ وہ ماہتاب تاروں کو لیکر غروب ہو گیا
برھ دواں کو جرت سراوا
آتش ہجرت کو کون بجھا سکتا ہے

جو جاگا نہ بسنت نہ باری
بیدار ہوا تو نہ وہ بسنت تھا اور نہ وہ باغ و بہار۔
پھول جھرے سو کھی پھلواری
تمام پھول جھڑ گئے اور وہ پھلواری سوکھ گئی
اب تیہ بن بھا جگ اندھکیا
بغیر اسکے دنیا راجہ پرتار یک کنواں سی لگتی ہے
کو پر یتم سوں کرے مراوا
اور کون محبوب سے مجھ کو ملاوے

ناوہ کھیل نہ کھیلنہاری
نہ کھیل دکھلائی دیا اور نہ کھیلنے والی
دسٹ پری اکھی سب جھاری
تمام درخت سوکھے ہوئے دکھلائی دیتے ہیں
وہ سُکھ چھانہہ جروں ہوں دھوپا
وہ تو سائے میں آرام کر رہی ہو اور میں دھوپ میں جل رہا ہوں

دوہا
ہئے دیکھ جو چندن کھورا ملکے لکھا بچھوے
ہاتھ مینج سر دُھن سورووے جو نچنت اس سوے
سینے پر جو صندل کی چند الفاظ لکھے ہوئے دیکھے تو معلوم ہوا کہ ملاقات ہو کر جدائی ہو گئی
پس میری طرح وہ شخص ہاتھ ملتا اور سر دھنا ہوا رویگا جو خواب غفلت میں بیخبر پڑا سوتا ہوگا

جس بچھوہ جل مین ڈھیلا
جس طرح پانی کی جدائی سے مچھلی تڑپتی ہے
جنہہ سراگیں ہوی ہوی لاگی
گویا وہ سلاخ آہنی بن کر لگ رہے ہیں
کت تے آنک لکھے جنہہ سوا
یہ حروف کیسے لکھے گئے جن سے میں سو گیا

جل ہنت کاڑھ اگن مہنہ مسلا
گویا وہ پانی سے نکالکر آگ میں ڈالدی گئی ہو
سب تن داگ سنگھ بن داگی
جن سلاخوں کے داغ شیر کے جسم پر ہیں
مک انکت تنھ کرت بچھوا
حروف کیا لکھے گویا جدائی لکھدی

چندن آنک داگ ہیے پرے
صندل کے حروف سینے پر نقش ہو کر ملا رہے ہیں
جرے مرگ سنکھنڈ تپے جوالا
جنگل میں ہرن اُسی سوزش سے جلتا ہے
جس دُکھنت کوں سا کنتلا
جس طرح راجہ دشنت کو شکنتلا
نینا موند چھپی پد ماوت
اس طرح آنکھ چھپا کر پدماوتی پوشیدہ ہو گئی

جھجھہ نہ تے آکھر پرجرے
جن کی سوزش کسی طرح بھجائی نہیں جا سکتی
اوتے جرے بیٹھ تیہ چھالا
اور جو اسکی کھال پر بیٹھتا ہے وہ بھی جلتا ہے
مادھو نلہہ کام کندلا
مادھو اور نل کو جس طرح کام کندلا کی جدائی

دوہا
آے بسنتا چھپ رہا ہوی پھولن کی بھیس
کیسہ بدھ ہاؤں بھنور ہوی کون کروں اپدیس
بسنت آکر پوشیدہ ہو گیا پھولوں کے لباس میں
میں بھنورا بن کر کس طرح جاؤں اور کون سی تدبیر کیجاوے

روو رتن مال جن چورا
اس طرح روتا جیسے جواہرات کی مالا ٹوٹ گئی

جہنہ ہوی ٹھاڑھ ہوی تہنہ کورا
جہاں کھڑا ہوتا وہیں آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی

کہاں بسنت سو کوکل بینا
کہاں وہ بسنت اور کہاں کوئل کی آواز

کہاں کسم ال بیدھے نینا
وہ پھول کہاں ہے جہاں بھونرا نگاہ ڈالے

کہنہ سو مورت پری جو ڈیٹھی
نظروں میں سمائی ہوئی وہ صورت کہاں گئی

کاڑھ لہس جیو ہیے پیٹھی
جس نے دل میں گھس کر روح قبض کرلی

کہاں سو درس پرس تنہ لہا
اس کا دیدار کہاں نصیب ہوگا

جو سو بسنت کریلہ کہا
جو بسنت کا خواہشمند ہوا سے درخت کریلہ سے کیا مطلب

پات بچھو ہی روکھ جو بھولا
خزاں کے بعد جو درخت بھولتا ہے

سو مہوا روو اس بھولا
آخر کار وہ مثل درخت ہو بھنک کر روتا ہے

ٹپکہنہ مہوا نس پرہیں
آنسو مثل مہوہ ٹپکنے کے گرتے ہیں

ہوی مہوا بسنت جیو ن جھرہیں
بسنت رت میں جس طرح مہوہ ٹپکتا ہے

جیہ بن بھیو بسنت اجارے
جسکے بغیر یہ بسنت اجاڑ معلوم ہوتا ہے

مور بسنت سو پیہ من بارے
میرا بسنت تو پیا ملوتی پر منحصر ہے

ن درسن پرسن لاہا ن کرکھیہ کاہا

دوہا

پاوا نول بسنت پن بہہ آرت بہہ چو نپ
یہ آرزو ے تمام بسنت کی نئی بہار حاصل ہونے سے نہایت خوش ہوا

ایس نجانا انت پن پات جھرنہہ ہوی کو نپ
لیکن یہ نہیں سمجھا تھا کہ یہ کو نپلیں پتیاں دیکر فوراً جھڑ جائیں گی

ارے بلیچھ بسوا سی دیوا
اے ناپاک اعتقاد فراموش دیوتا

اکت میں آی کینہہ توری سیوا
میں نے تیری کس قدر خدمت کی ہے

اپنے ناو چڑھے جو دیئے
اپنی کشتی پر اگر چڑھا دے

سو تو پار اُتارے کھیئے
تو اُسے لازم ہے کہ کھے کر پار کردے

سپھل جان پگ ٹیکیوں تورا
مبارک سمجھکر میں تیرے قدموں پر گرا

سوا کسینبر تو بھا مورا
لیکن تو میرے لئے طوطے کا سیمل پھل ہوا

پاہن چڑھ جو چہے بھا پارا
جو پتھر پر سوار ہو کر پار ہونا چاہتا ہے

سو ایسے بوڑے منجدھارا
وہ اسی طرح بیچ دھار میں ڈوبتا ہے

پاہن سیوا کہاں پسیجا
خدمت کرنے سے کہیں پتھر پسیجتا ہے

جنم نہ اود ہوی جو بھیجا
ہماری عمر اگرچہ پانی میں بلبلے کی طرح ہے لیکن گیلی نہیں ہوتی

باور سوئی جو پاہن پوجا
وہ دیوانہ ہے جس نے پتھر کی پرستش کی

سکت کو بھار لیئی سر دوجا
دوسرے کا بوجھ اپنے سر کون لے سکتا ہے

کاہے نیوجے سوئی نراسا
اسی وحدہٗ لاشریک کی پرستش کیوں نہ کرے

موین جیت من جا کر آسا
جس سے مرنے اور جینے میں دل کو ڈھارس بندھتی ہے

دوہا

سنگھ تریند اجیئی گہا پارو بھئے تیہ ساتھ
جس تیراک نے شیر کی دم پکڑی اُسکے ساتھ وہ بھی پار ہو گیا

تے پے بوڑے باورے بھیڑ پوچھ جن ہاتھ
وہ احمق ضرور ڈوبے گا جس کے ہاتھ بھیڑ کی دُم پڑی

---

۱ کرکل صحرائی خار دار درخت ہے ۱۲ ۲ سیمل کے پھل کو اچھی غذا سمجھکر طوطا جب چونچ مارتا ہے تو اُس سے بہت سا بھوا اڑ کر نکل آنے سے پریشان کر دیتا ہے ۱۲
۳ شاعر کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوانہ ہے جو پتھر کو پوجتا ہے اس لئے کہ پرستش ایسی ذات کی کی جائے جو امداد کر سکے پتھر خود ہی جلد ہے تو وہ دوسرے کی کیا امداد کر سکتا ہے جسکی تو نیچ دوسرے مصرعہ سے ہوتی ہے کہ پتھر کو پوجکر اپنی نادانی کا ثبوت دینا ہے کہ خود بھی پاپی اور پتھر پوجکر اور پوجہ بڑھایا ۱۲ سید جعفر علی صحح

دیو کہا سُن بورے راجا
دیو تا نے کہا اے دیوانے راجہ سُن

پدماوت راجا کے باری
پدماوت جو ایک راجہ کی لڑکی ہے

جگی دسن بیج کی نیائیں
اُنکے دانت مانند بجلی کے چمک رہے تھے

دیو ہو اگمن مارا گا جا
دیوتا تو اسکے پہلے ہی بجلی سے مارا جا چکا ہے

آئی سکھن سون منڈ پ گھاری
اپنی سہیلیوں کے ساتھ آکر اُسنے مندر کو کھولا

نین[1] چکر جمکات بھوائیں
اور روشن و متحرک آنکھیں گویا ملک الموت کی تلوار تھیں

پھیر نجانوں دہنہ کا بھئیں
پھر وے سب نہ معلوم کہاں چلی گئیں

جو پہلے اپنے سر پر ئی
جو پہلے ہی سے مصیبت میں مبتلا ہو

جیس چاند گو ہن سب تا را
جس طرح تمام ستاروں کے ساتھ چاند

ہوں تیہ دیپ پتنگ ہو نی را
میں خود اُس چراغ کا پروانہ بن گیا

دہنہ کیلاس کہ کہنہ اپئیں
آیا کیلاش کو گئیں یا کہیں چھپ رہیں

سوکا کا ہک دھر ہر کر ئی
وہ دوسرے کی کیا حفاظت کر سکتا ہے

پریوں بھلای دیکھ اُجیارا
انکی بدولت کو دیکھکر میں از خود فراموش ہو گیا

جیو جم لینھ سرگ لے دھرا
میری روح کو ملک الموت آسمان پر لیکر اُڑ گیا

دوہا

ابھوں مروں نسانسی ہیئے نہ آوے سانس
اس وقت بھی میرا دم گھٹ رہا ہے دل کو ذرا بھی چین نہیں

روگھا کی کو چالے بید و جہاں اُپاس
مریض کا کیا ذکر جہاں طبیب ہی فاقہ سے مر رہا ہو

آنہنہ دوکھ دیوں کا ہو
کسی دوسرے پر کیا الزام دیا جاوے

کا میں کیتھ جو کا یا پوکھی
اس جسم کی نازبرداری کرنے سے کیا ملا

اب اس کہاں چھار سر لیوں
اس طرح کی خاک اب سر پر کیا ڈالوں

سنگی کیا میا نہنہ تا ہو
جب خود جسم ہی اپنا ساتھی نہیں تو اوروں سے کچھ محبت ہے

دوکھن موہنہ آپنے دوکھی
اسمیں خود میرا ہی قصور ہے اسکا کچھ قصور نہیں

چھار جو ہو ہنہ پھاگ تب کھیلوں
اگر خود خاک ہو جاتا تو البتہ پھاگ کھیلتا

پا یوں نہنہ ہوی جوگی جتی
جوگی اور جتی ہو کر بھی اُسے نہیں پا سکا

ہتا پیارا میت بچھوئی
پیارے دل نے اپنے دوست کی جدائی اختیار کی

پھاگ لبسنت کھیل کے گوری
بسنت کی پھاگ کھیل کر وہ گوری چلی گئی

کِت تپ کینھ چھانڑ کے راجو
راج چھوڑ کر میں نے کس قدر ریاضت کی ہے

اب سر چڑھوں جروں جس ستی
اب تو سر پر چڑھ کے مانند ستی کے جلونگا

ساتھ نہ لاگ آپ گے سوئی
ساتھ نہ جا کر خود ہی سو گیا

موہ تن لای برہ کی ہوری
اور میرے جسم میں مثل ہولی کے جدائی کی آگ لگا گئی

گیوا ہار نہ بھا سدھ کا جو
تمام عمر گزر گئی اور کام پورا نہ ہوا

آئی جو پیتم پھر گا ملا نہ آسے لبسنت
محبوب آکر لوٹ گیا افسوس کہ بسنت میں آکر نہ ملا

اب تن ہوری گھال کے جار کروں جبسنت
اب اس جسم کو مثل ہولی کے جلا کر خاک کروں گا

[1] یعنی اُس کی نگاہ نے کے سبھی گھائل تھے ۱۲ مصحح

لگنوں[۱] پنکھ جیس سرساجا	تس سر بیٹھ جراجپہ راجا	سکل دیوتا آسی تُلانے	دہنہ کس ہوی دیوستھانے
پرندہ قفنس جس طرح چتا بناتا ہے	اُسی طرح راجہ چتا[۲] پر بیٹھکر جلنا چاہتا ہی	سب دیوتا فوراً آپہنچے (اور کہنے لگے)	ارے یہ دیوتا کے مندر میں کیا ہو رہا ہے
برہ اگن بجراگ اسوجھا	جرے سورنہ بجھائے بوجھا	تیہ کے جرت جواُٹھے بجاگی	تینوں لوک جر ہنہ تیہ لاگی
ابکی گھری چنگ پے چھوٹنہ	جر ہنہ بہار رہن سب پھوٹنہ	دیوتا سبے بھسم ہوی جاہیں	چھار سمیٹے پاؤب ناہیں
ابکی دفعہ اگر چنگاری چھوٹی - تو سب	بہار جلنے لگیں گے اور پتھر ریزہ ریزہ ہو جاویں گے	بھی دیوتا جل کر خاک ہو جاویں گے	اس طرح کہ خاک بھی نہیں سمیٹی جا سکے گی
	دھرتی سرگ ہوی سب تاتا	ہے کوئی یہ راکھ بدھاتا	
	زمین و آسمان سب گرم ہو جاویں گے	پھر ایسا کون ہے جو انھیں بچا سکے	
دوہا	محمد[۳] چنگ پیم کی سن مہہ گگن ڈراے	دھن برہن او دھن ہیا جہنہ یہ آگ سماے	
	اے محمد محبت کی چنگاری سے زمین و آسمان تک خوف کھاتے ہیں	آفریں ہے عاشق اور اُس کے دل کو جہاں آگ (عشق جگہ پاتی ہے)	
ہنونت بیر لنک جیہ جاری	پربت اُہے اہار کھواری	بیٹھ تہاں ہوی لنکا تاکا	چھٹھیں ماس دیئی اُٹھ ہانکا
بہادر ہنومان جس نے لنکا جلائی	اس پہاڑ کی حفاظت اسی نے کی تھی	اسی پہاڑ پر بیٹھکر اُس نے لنکا کو دیکھا	اور چھ مہینے پر اُٹھکر گرجتا تھا
تیہ کی آگ اوو ئن جرا	لنکا چھانڑ پلنکا پرا	جای تہاں وے کہا سندیسو	پار بتی او جہاں مہیسو
لیکن اس جدائی کی آگ سے وہ بھی جلگیا	اور لنکا چھوڑ کر بستر مرگ پر جا پڑا	وہاں جاکر اُس نے یہ پیغام کہا	جہاں پاربتی اور مہادیو تھے
جوگی آسے ہوگی کوئی	تھرے منڈپ آگ تھہ ہوئی	جرے لنگور سو راتی اوہاں	تنکس جو بھاگ بھئے کل موہاں
جدائی مارا ہوا کوئی جوگی آیا ہے	اور اُس نے تمھارے مندر میں آگ بو دی ہے	بڑے بڑے بہادر لنگور وہاں جل گئے	جو نکل بھاگے اُنکا منہ کالا ہو گیا
	تیہ بجراگ جرے ہوں لاگا	بجراگ جراُٹھا تو بھاگا	
	اسی سخت آگ میں جلنے لگا ہوں	نہایت سخت جسم بھی میرا جلا اُٹھا تو بھاگا	

[۱] یہ ایک عجیب پرندہ ہے جسکو یونانی زبان میں ققنوس کہتے ہیں۔ اسکی عمر ہزار برس کی ہوتی ہے۔ اس کی پیدائش بغیر مادہ کے ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ جب یہ ضعیف ہو جاتا ہے تو لکڑیاں چُن کر اُسپر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی چونچ سے جس میں تین سو ساٹھ سوراخ ہوتے ہیں طرح طرح کے گانے کی آواز نکلنے لگتا ہے اور اپنی آواز سے ہیجو ہو کر پروں کو پھڑپھڑاتے ہوئے ناچنے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسکے پروں سے آگ کی چنگاریاں جھڑنے لگتی ہیں جو اکٹھا کی ہوئی لکڑیوں میں لگ جاتی ہیں اور وہ پرند جلکر خاک ہو جاتا ہے۔ بقدرت الٰہی مینھ برسنے سے اُسی خاک سے ایک انڈا پیدا ہو جاتا ہے اور چند روز میں ویسا ہی دوسرا پرند قفنس پیدا ہو جاتا ہے ۱۲ بھگوتی پرشاد پانڈے مترجم [۲] چتا جو مُردوں کو جلانے کیلئے لکڑیاں چکر بناتے ہیں ۱۲ اٹھانیا ۱۲ سید جعفر علی مصحح

دوہا	راون لنکا میں دہی وے موہنہ ڈاڑھی آئے میں نے تو راون کی لنکا کو جلایا اور اُس نے آکر مجھے جلایا	گگن پہاڑ ہوت ہے راوٹ کو گہہ راکھے پائے آسمان اور پہاڑ خاک ہو رہے ہیں کون قدموں پر گر کر بچا دے

پاربتی مہیش کھنڈ

ستکھن پہونچے آئے مہیسو اُسی وقت مہادیو جی آپہونچے	باہن بیل کُستی کر بھیسو جذامی کی شکل میں بیل پر سوار	کانتھر کیا ہڑا اور باندھے جسم پر ہڈیوں کی گودڑی پہنے ہوئے	مُنڈ مال اوہتیا لگا ندھے گلے میں مردوں کے سر کی مالا پہنے اور کندھے پر ہتیا
سیس ناگ جاکے کنٹھ مالا جس کے گلے میں سانپ کی مالا پڑی ہے	تن بھبھوت ہستی کر چھالا تمام جسم میں بھبھوت لگائے اور ہاتھی کی کھال اوڑھے	پہونچی رُدر کتول کے گنٹا کلائی میں رودراکش اور کنول کے بیج کی مالا پہنے	سیس ماتھے اوُ سر جٹا ماتھے میں چاند اور سر کی جٹا میں گنگا جی
چھدر گھنٹ اوڈمرو ہاتھا چھدر گھنٹ کا کمر میں اور ڈمرو ہاتھ میں	گورا پاربتی دھن ساتھا گورا پاربتی جن کے ساتھ میں تھیں	اوہنونت بیر سنگ آوا اور جن کے ساتھ بہادر ہنومان بھی تھے	دھرے بھیس جس بند رچھاوا جو بندر کے بچے کی شکل بنائے تھے
	اوتہہ کہن نہ لاوہُ آگی اور اُسنے کہا کہ آگ میں مت جل	تیہ کے سپتھ جرہ جیہ لاگی تجھے اسکی قسم جسکے لئے تو جلنا چاہتا ہے	

دوہا	کی تپ کرے نہ پاریہہ کی رے نسایہہ جوگ کیا تیری ریاضت میں کوئی مانع ہوا یا تیرے جوگ کو کسی نے برباد کر دیا	جیت جیو کس کاڑھہ کہہ سو موہنہ بیوگ جیتے جی کیوں جان دے رہا ہے وہ درد فراق مجھ سے بیان کر	
کہس موہنہ باتن بلمادا کہا کہ مجھے بیکار باتوں میں کیوں بھلا لیا	ہتیا کیر نہ ڈر تو ہِ آوا تجھے خون ناحق کا خوف نہ آیا	جرے دیہہ دُکھ جروں اپارا سخت تکلیف میں جلتے ہوئے مجھے جلنے دو	نسترپا ی جاؤں اکبارا جس سے ایک بارگی نجات پاؤں
جس بھر تھری لاگ پنگلا جس طرح راجہ بھرتھری کو پنگلا کی لاگ تھی	موکہنہ پد ماوت سنگھلا اُسی طرح مجھکو سنگلدیپ کی پدماوت ہے	میں پُن تجا راج اوبھوگو پھر میں نے تخت تاج اور عیش و عشرت ترک کر دیا	سُن سوناؤں لینہہ تپ جوگو صرف اسکا نام سنکر ریاضت کا جوگ اختیار کیا
ایہہ مڑھ سییوں آئی نراسا ہر چہار طرف سے مایوس ہو کر میں نے اس مندر کی خدمت کی	گے سو پوج من پوج نہ آسا وہ پوجا کر کے چلی گئی اور میری اُمید بر نہ آئی	تین یہ جیو ڈاڑھے پر دادھا جی جلنے کو تو نے اور بھی جلایا	آدھا نکسِ رہا گھٹ آدھا آدھی جار تو نکل بھی اور آدھی قلعے کے اندر رہے

سلہ یہ ایک قسم کا زیور ہے جو ناچنے والے کمر میں اکثر پہنتے ہیں جس میں بجنے والی چھوٹی چھوٹی گھنٹیاں پروئی ہوتی ہیں ۱۲

جو ادھجر سو بلنب نہ لاوا
جو آدھا جل چکا ہو وہ توقف نہیں چاہتا

کرت بلنب بہت دکھ پاوا
جلنے میں جتنی ہی دیر لگے گی اُتنی ہی اور بھی تکلیف پائیگا

دوہا

اِتنا بول کہت مُکھ اُٹھی برہ کے آگ
زبان سے اتنا ہی بول سکا تھا کہ آتش مفارقت کے شعلے بھڑک اُٹھے

جوں مہیس نہ بجھاوت جات سکل جگ لاگ
اگر مہادیو جی نہ بجھاتے تو وہ آگ تمام دُنیا کو جلا ڈالتی

پاربتی من اُپنا چاؤ
پاربتی کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا

دیکھوں کُنور کیر ست بھاؤ
کہ راجہ کی سچائی کا ذرا امتحان کرنا چاہئے

دہنہ یہ بیچ کہ پیمہ پوجا
معلوم نہیں عشق مجازی ہے یا حقیقی

تن من ایک کہ مارگ دوجا
ظاہر اور باطن سے ایک ہی راہ پر رہیا ئو

بھئے سروپ جا تہنہ اپچرا
اپنی صورت حوروں کی سی بنائی

بہنس کنور کر آنچر دھرا
اور مسکراتی ہوئی راجہ کا دامن پکڑ لیا

سُنہہ کُنور موسوں ایک بات
اے راجہ میری ایک بات سنو

جس موہنہ رنگ و رہنہ راتا
جو خوبصورتی میرے حسن میں ہے وہ کسی میں نہیں

اوپدھ روپ نیمہ ہے تو کا
اور خدا نے تم کو بھی حسن دیا ہے

اُٹھا سو سد جا ہی سیو لوکا
اگر میری بات مانو گے تو تمکو بیشو لوک ہو نچاؤ گی

تب ہوں تو پہنہ اندر پٹھائی
تمہارے پاس مجھے اندر نے بھیجا ہے

اب تج جر ن مرن تپ جوگو
اب جلنا مرنا تپ اور جوگ چھوڑ دو

موسوں مان جنم بھر بھوگو
اور میرے ساتھ تمام عمر عیش و عشرت کرو

دوہا

ہوں اچھری کیلاس کے جیہ سر یوچ نکوی
میں بہشت کی حور ہوں جس کی ہمسری کوئی نہیں کر سکتا

موہنہ تج سنور جو وہ مرس کون لابھ تو ہوی
مجھے چھوڑ کر جو ناچیز پدماوتی کی یاد میں مر رہا ہے کیا فائدہ اُٹھائے گا

بھلسہ رنگ اچھری توہ راتا
لجانے کہا اسو بسنتی حور تھا ہے حسن پر کتنی ہی خوشی ہوتی ہوگی لیکن مجھے تو دوسری سے بات بھی کرنا پسند نہیں

موہنہ دُسرے سوں بھاؤ نہ باتا
ابہنہ تاہ جیو دیئی نپاوا
ابھی تو اسکے لئے جان بھی دینے نہیں پایا

توہ اِس اچھری ٹھاڑھ منگاوا
اگر تمہاری یہ بسنتی حور کھڑی خوشامد کر رہی ہے

ہوں کیلاس کاہ لے کروں
میں کیلاس لیکر کیا کروں - جس کے لئے میں مر رہا ہوں وہ بیشمار کیلاس کے برابر ہے

سو کیلاس لاگ جیہ مروں

موہنہ وہ سنور موسے تس لاہا
اسکی یاد میں مر جانے سے مجھے بہت فائدہ ہے

نین جو دیکھس پونچھیں کاہا
جو بات آنکھوں کے سامنے گزری اُسکے لئے پوچھنا کیا

جو جیو دیوں اوہ کے آسا
اگر کہیں اُسکی یاد میں جان چلی جائے

بنجھوں کاہ ہوئی کیلاسا
تو نہ معلوم کیلاس میں کیا کیا نہ ہوگا

وہ کی بار جیو نر بارو ں
تمنا ہے کہ اُسکے دروازہ پر جان قربان کروں

سر اُتار نیو چھاور وارو ں
- اور سر کاٹ کر نچھاور کر دوں

۱؎ کیلاش وہ مقام جہاں مہادیو جی رہتے ہیں یعنی بہشت ۱۲

	تاکر چاہ[۱] سکے جو آئی اگر کوئی اُس کی خواہش آکر بیان کرے	دؤو جگ تیہ دیؤں مدھائی تو اسکے صلے میں دونوں جہان اُسے دیدوں	
دوہا	وہ نمور کچھ آسا ہوں وہ آس کریوں وہ محبوب مجھسے کوئی اُمید نہیں رکھتا البتہ میں اُسکا امیدوار ہوں	تیہ نراس پر تیم کہنہ جیوندیوں کا دیوں ایسے محبوب بے پروا کو بجائے جان کے اور کیا نذر کروں	
گورے ہنس مہیس سوں کہا گوری نے ہنستے ہوئے مہادیو جی سے کہا	پہچے یہ برہا نل دہا بیشک یہ جدائی کی آگ سے جل رہا ہے	پہچے یہ وہ کارن تپا درحقیقت یہ اُسی محبوب کیلئے ریاضت کرتا ہے	پر تل پیم نہ چھپائے چھپا خوشبو اور عشق چھپانے سے نہیں چھپتا
پہچے پیم یہ جاگا واقعی محبت کے درد سے اسکو نیند حرام ہو گئی ہے	کسے کسوٹی کنچن لاگا کسوٹی پر کسنے سے سونا معلوم ہوا	بدن پیر جل ڈبکھہ نیناں چہرہ زرد پڑگیا اور آنکھوں میں آنسو بھر ہیں	پرگٹ دؤو پیم کے بیناں ان دونوں علامتوں سے عشق ظاہر ہو گیا ہے
یہ وہ جرم لاگ دہہ سیجھا اسنے گویا پہلے جنم میں اسکیلئے اپنے کو جلا دیا تھا	چہے نہ اور ہِ اِدئی ریکھا یہی وجہ ہو کہ اُسی پر فریفتہ ہو اور کسی دوسری کی طرف نہیں جھکتا	مہادیو دیو تن کے پتا اے مہادیو جی تم دیوتاؤں کے باپ ہو	تمھرے سرن رام رن جتا تمھاری مہربانی سے رام نے راون کی جنگ میں فتح پائی
	ایہو کہنہ تس میا کریہو اسی طرح اسپر بھی مہربانی کرو	پُرو وہ آس کہ ہتیا لیہو یا تو مراد پوری کرو یا خون ناحق کے ملزم ہو	
دوہا	ہتیا دوی چڑھا یہہ کاندھے اوتنکے اپراودھ دو ہتیا تو تمھارے کندھے پر سوار ہیں اور اُن کے عذاب بھی	تسرہ لیہہ کہ ماتھے جو رہے لئے کے سادھ اب یہ تیسری ہتیا اور بھی اپنے سر پر لیجئے تاکہ عذاب لینا تمھارا بالکل ہو جائے	
تنکے مہادیو کے بھکھا مہادیو اور پاربتی کی باہم گفتگو سنکر	سدھہ پُرکھ راجیں من لکھا راجہ کو یقین ہوا کہ یہ کوئی مرد کامل ہے	سدھہی نہ بھوکھ نہ مایا مرد کامل کو بھوک نہیں لگتی اور نہ اُسے دولت کی خواہش ہوتی ہے	سدھہی پلک نہ لاگی آنکھی اور نہ مرد کامل کی پلکیں گرتی ہیں
سدھہی سنگ ہوی نہ چھایا مرد کامل کے جسم کا سایہ نہیں ہوتا	کہہ راجیں ست آہ مہیسو راجہ نے کہا کہ واقعی یہ مہادیو جی ہیں	سدھہی انگ نہ بیٹھے مانکھی مرد کامل کے جسم پر مکھیاں نہیں بیٹھتیں	پرگٹ گپت رہے کو چینھا وہ ظاہر ہوتے ہوئے بھی پوشیدہ رہتا ہے کون پہچان سکتا ہے
بیل چڑھا کُسٹی کر بھیسو بصورت بندھی بیل پر سوار دیکھکر	جس بکرم ادر راجہ بھوجا جس طرح راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج	چینھے سوی رہے تیہ کھوجا جو اسکی تلاش میں رہتا ہو اُسے وہی پہچان سکتا ہے	جس بکرم ادر راجہ بھوجا جس طرح راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج

[۱] یعنی اگر کوئی میری محبوبہ کا کوئی پیام مجھ تک پہونچا دے اور مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ میرے محبوب کا پیام ہے تو اپنی جان تک نچھاور کر دوں گا۔ [۲] عشق و مشک را نتوان نہفتن ۱۲

	کے[۱] جیو تنت سنت سوں ہیرا	گیو ہیرا سے جو وہ بھا میرا	
	جس کامل نے جان نچھاور کرکے اُسے تلاش کیا	تو وہ اسی میں گم ہوگیا جیوں ہی ملاقات ہوئی	
دوہا	بِن گُرو پنتھ نپاوے بھولا سوی جو مینٹ	جوکی سِدھ ہوی تب جب گورکھ سوں بھینٹ[۲]	
	بغیر مرشد راہ نہیں ملتی اور بے راہ کو منزل مقصود نصیب نہیں ہوتی	ریاضت کا خواہشمند تبھی کمال حاصل کرسکتا ہے جب گورکھ سے ملاقات ہو	
تکھن رتن سین گہیرا	چھانڑ ڈھار پائیں لے پیرا	ماتا پتا جنم کِت پالا	جو اس پھاند یم گیو گھالا
فوراً راجہ رتن سین چشم پر آب ہوکر	بعالم بیقراری قدموں پر گر پڑا	ماں باپ نے کس طرح میری پرورش کی	جو اس طرح عشق کا پھندا گلے میں پڑا
دھرتی سرگ ملے مُہت دوؤ	گت نرار کر دیکھ بجھوؤ	پدک پدار تھ کرہت کھوؤ	ٹوٹھنہ رتن رتن تس روا
زمین و آسمان دونوں مل چکے تھے	پھر کس نے علٰحدہ کرکے جدائی پیدا کردی	گوہر بے بہا ہاتھ میں آتے ہوئے کھو گیا	رتن سین ایسا روتا تھا گویا ہیرے کی اٹھائی ٹوٹ گئی ہو
گگن میگھ جس برہنہ بھلے	دھرتی پور سلل ہوی چلے	سایر او بٹ سکھر کی پاٹی	چڑھی پان پاہن ہئے پھاٹی
آسمان سے گویا مینھ برس رہا ہے	جو زمین کو سراسر بور کرکے بہ چلا	تالاب وغیرہ کی طغیانی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئی	جسکے تھپیڑے سے پتھر بھی ریزہ ریزہ ہوگیا
	بوند		
	پون پان ہوی ہوی سگے ئی	پیم پھاند کو ؤ جن پیر ئی	
	آہ سرد پانی کی بوند بن کر گرتی تھی	اور نصیحت کرتی کہ دام محبت میں کوئی نہ پھنسے	
دوہا	تس روو ے جس جیو چیرے گرے رکت اوانس	روئوں روئوں سب لے وہنہ سوت سوت بھر آنس	
	جس طرح دل جلتا ویسے ہی رونا پڑتا گویا خون گوشت کا نسو کی صورت میں گر رہے ہیں۔	تمام جسم کا ہر ایک بال روتا جسکا ہر ایک سوراخ میں گویا آنسو بھرا تھا	
روودت بوڑ اُٹھا سنسارو	مہا دیو تب بھیو میارو	کہن نہ رو ؤ بہت تیں رودا	اب ایسر بھا دار دکھودا
راجا کے رونے سے تمام دُنیا ڈوب گئی	تب مہا دیو جی کو ترس آیا	کہا کہ تو بہت رو چکا اب رونا بند کر	اب خدا تیری مصیبت کو دور کرنا چاہتا ہے
جو دُکھ سہے ہوی سُکھ اوکا	دُکھ بن سُکھ نجای سیو لوکا	اب تیں سِدھ بھیں سِدھ پائی	درپن کیا چھوٹ گے کائی
جو تکالیف برداشت کرتا ہے اُسے آرام ملتا ہے	بغیر تکلیفات کے بہشت کا مزہ حاصل نہیں ہوتا	اب تو کمال حاصل کرکے کامل بنگیا	اور جسم کا زنگار دور ہوکے آئینہ بن گیا
کہوں بات اہوں اُپدیسی	لاگ پنتھ بھولے پردیسی	جولہہ چور سیندھ نہ نہ ئی	راجا کیر نہ موسے پیئی
اب بھی تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں	کہ پردیسی کو بھٹکنے کا استعمال ہوا کرتا ہے	جب تک چور نقب نہیں لگاتا	تب تک وہ راجہ کا مال چرا نہیں سکتا

[۱] یعنی جس کو اُس کی معرفت ہوگئی تو وہ بس اُسی کا ہوگیا اُسے دنیا سے کوئی تعلق نہیں رہتا ۱۲ صحیح

[۲] گورکھ ناتھ ایک بہت بڑے مرشد کامل تھے جنکا مزار گورکھپور میں ہے ۱۲

چڑھے تو جاوی بارہ کھونڈی
اگر صندوق میں کودے چڑھ کر پار ہو جائے

پرے تو سینہ سیس سوں موندی
لیکن نقب لگاتے ہوئے سر پھنس جانے کا اندیشہ ہے

دوہا

کہوں سو توہ سکل گڑھ ہے کھنڈ سات چڑھاؤ
سب باتیں تجھے بتلائے دیتا ہوں کہ قلعہ سنگدیپ پر سات مقام چڑھائی کے ہیں کوئی شخص بیتے جی نہیں لوٹتا آسمانی راستہ میں قدم رکھکر

پھر اگے کوئی جیت جی سرگ پنتھ دے پاؤ

گڑھ تس بانک جیس توں رکایا
قلعہ ایسا پیچیدہ بنا ہے جس طرح تیرا جسم

نو پو[۵۱] نرین تیہ گڑھ منجھارا
اُس قلعہ میں نو دروازے ہیں۔

بھیدے کوی جای وہ گھاٹی
کوئی انکا سراغ لگانا چاہے تو اُس گھاٹی میں جاوے

چور پیٹھ جس سیندھ سنواری
چور جس طرح نقب لگاتا ہے

پر ہٹھ دیکھ اوہی کے چھایا
اُسی کی ساخت سے اُسکا مالک بھی پہچانا جاتا ہے

او تہنہ پھر ہنہ پانچ کو توارا[۵۲]
اور وہاں پانچ کوتوال گشت لگایا کرتے ہیں

جوے بھید چڑھے ہوے چاٹی
جو اُسکا راز معلوم کرے وہ چوٹی پر چڑھے

جو اپنیت جس لای جواری
اور جواری جس طرح جوے کا داؤ لگاتا ہے

پای ناہنہ جو جھہ ہٹھ کینھی
عہد کرکے جس نے اُسکا مقابلہ کیا وہ نتیجہ نہیں پاتا ہے

دسوں دوار گپت ایک ناکے[۵۳]
ایک تنگ کوچہ میں پوشیدہ دس دروازے ہیں

گڑھ تر کنڈ سرنگ تیہ ہاں[۵۴]
قلعہ کے نیچے ایک غار ہے جس میں ایک سرنگ ہے

جو اپنیت جس لای جواری
اور جواری جس طرح جوے کا داؤ لگاتا ہے

جے پاوا تے آپہنہ چینھی
جس نے اپنے کو پہچان لیا اُسی کو فتح حاصل ہوئی

اگم چڑھاؤ باٹ سُٹھ باتکے
چڑھائی دشوار گزار اور راستہ نہایت پیچیدہ ہے

تے وہ پنتھ کہوں توہ پاہاں
اُنکی راہ میں تجھ سے بتلاتا ہوں

دوہا

جس مرجیا سمند دھنس ہاتھ آوت سیپ
جس طرح غوطہ خور سمندر میں غوطہ لگاکر موتی کی سیپ ڈھونڈھ نکالتا ہے

ڈھونڈھ لیو جو سرگ دواری چڑھے سو سنگدیپ
اُسی طرح چڑھکر بہشت کا دروازہ سنگدیپ کو ڈھونڈھ لے

دسوں[۵۶] دوار تال کے لیکھا
دسوں دروازہ کا حساب ایک تالاب کی طرح ہے

تو من ناتھ مار کے سوا سا
تو ہوس کو قابو میں کرکے نفس پر قبضہ کر

اُلٹ دشٹ جو لاوے دیکھا
جو نگاہ کو اُلٹ کر دیکھے وہی دیکھ سکتا ہے

جو پے مرہ آپ کرنا سا
اگر مزا ہی ہے تو خودی کو مٹا دے

جاے سو جاے سانس من[۵۷] بندی
سانس اور دل کو جو قابو میں کرنے ہی جانتا ہے

پرگٹ[۵۸] لوک چار کہہ باتا
ظاہر میں دنیا داری کا برتاؤ کر

جس دھنس لینھو کانھ کالندی
جس طرح سری کرشن جی کالندی ندی میں گھسے تھے

گپت لاؤ من جاسوں راتا
اور باطن کو محبوب سے ملائے

---

۵۱ نو دروازے سے مراد دو آنکھیں - دو کان - دو ناک کے سوراخ - ایک منھ - ایک ناف اور ایک مقعد ۱۲ ۵۲ جسم میں پانچ طرح کی ہوائیں جن کا نام ہے پران اپان - بیان - اُدان اور سمان ۲ ۵۳ پانچ حواس خمسہ ظاہری اور پانچ حواس خمسہ باطنی اس طرح دس دروازے ہیں ۱۲ ۵۴ غار شکم ہے ۱۲
۵۵ گلے کی نلی سرنگ ہے ۱۲ ۵۶ دو کان - دو آنکھیں - دو نتھنے - منھ - ناف اور مقعد ۱۲ ۵۷ درویش عامل حول اور سانس کو روک کر کمال حاصل کرتے ہیں - دیکھو جوگ کی کتابیں ۱۲ ۵۸ دست بکار و دل بیار ۱۲

ہوں[1] ہوں کہت سبے مت کھوئی
خودی کو اختیار کرکے تو نے تمام دانشمندی کھوئی

جو تو ناہنہ آہ سب کوئی
اگر تو نے خودی کو مٹا دیا تو سب کچھ ہے

جیتہ جورے مرے اکبارا
جیتے جی اگر ایک بار بھی تو نے مرنا سیکھا

پُن کو میچ مرے کو بارا
پھر موت و مرنے والا اور مارنے والا کون

آپہنہ گرو سو آپہنہ چیلا
تو خود مرشد ہے اور خود ہی مرید

آپہنہ سب او آپ اکیلا
سب کچھ آپ ہے اور تنہا بھی آپ ہے

دوہا

آپہنہ جیون مرن پُن آپہنہ تن من سوی
زندگی اور موت آپ ہی ہے اور آپ ہی جسم و دل

آپہنہ آپ کرے جو چاہے کہاں کو دوسر کوی
خود بخود جو چاہے کرے دوسرا کون اور کہاں ہے

راجا گڑھ چھینکا کھنڈ

سدھ[1] گنیکا راجہ جب پاوا
راجا کو جب راز کمال حاصل ہوا

پُن بھے سدھ گنیش[2] مناوا
تو کامل بن کر گنیش جی کو یاد کیا

جب سنکر سدھ دینہ گنیکا
جیوں ہی مہادیو جی نے راز کا ان بخشا

پری ہول جوگن گڑھ چھینکا
کہ جوگیوں نے دھاوا بول قلعہ کو گھیر لیا

سبھے پدمنی دیکھنہ چڑھی
تمام پدمنیوں نے محلوں پر چڑھ کر دیکھا

سنکھل گھیر گئیں اُٹھ مڑھی
اور مڑھی کو چھوڑ کر سنکھل کے قلعہ میں پہونچ گئیں

تیہ بدھ سیند دھ چاہ گڑھ دیہیں
اسی طرح قلعہ میں نقب زنی کا ارادہ کیا

گپت چور چورہ سو سانچا
پوشیدہ چور شاہ تصور کیا جاتا ہے

پرگٹ ہوی جیو نہنہ بانچا
ظاہر ہونے پر جان نہیں بچ سکتی

اور راجا سوں بھئی پکارا
چاروں طرف راجہ کی دہائی پھر جانے لگی

جوگی آئے چھینک گڑھ میلا
کہ جوگیوں نے چاروں طرف سے قلعہ کو گھیر لیا

پور پور گڑھ لاگ کیوارا
قلعہ کے دروں میں کیواڑے لگے ہیں

بنجنوں کون دیس میں کھیلا
معلوم نہیں کس ملک سے آئے ہیں

دوہا

بھیو رجایس دیکھو کو بھکھارِ اس ڈھیٹھ
راجہ گندھرب سین کا سمکہ ہوا کہ دیکھو کون فقیر ایسا شوخ ہے

بیگ برج تیہ آوہ جن دوی پٹھے بیٹھ
فوراً دو قاصد بھیجکر انھیں منع کردو

اُتر[1] بیکٹھنہ آئے جہارے
قاصد قلعہ سے اُترے اور اُنکے ڈنڈوت کی

کی تم جوگی کی بنجارے
پوچھا کہ تم لوگ جوگی ہو یا سوداگر

بھئی رجایس آگے کھیلہنہ
حکم ہوا ہے کہ تم لوگ کہیں آگے جاؤ

گڑھ تر چھا تر دور ہوی سیلہنہ
اور قلعہ کے پاس سے دور چلے جاؤ

---

[1] اس شعر میں غرور اور گھمنڈ کی مذمت کی گئی ہے ۔ اور کہا گیا ہے کہ اگر تو نے خودی کو فنا کر دیا تو سب کچھ ہے ۱۲ مصحح

[2] جوگی لوگ یہ تمام لعنت بدہ گنگا نام کی ایک ایسی گولی تیار کرتے ہیں جسکو پاس رکھنے سے کمال حاصل ہوتا ہے ۱۲ [3] یہ ایک گانا ہے کسی کام کی ابتدا میں یاد کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے ۱۲

اس لاگہہ کہہ کے سِکھ دیہیں
معلوم ہوتا ہے تم کو کسی نے بہکا دیا ہے
ہو بنجار تو بنج بساہہ
اگر تم سوداگر ہو تو سوداگری کرو

آیہہ مرو ہاتھ جیو لیہیں
گویا جان ہتیلی پر لئے مرنے آئے ہو
بھر بیوپار لیہہ جو چاہہہ
اور حسب خواہش مال خرید و فروخت کرو

اِہان اندر اسن راجا تپا
یہاں اندر کی طرح راجہ صاحب جلال میں آکر
جوگی ہوہ جگت سوں مانگہہ
اگر تم جوگی ہو تو ایک ڈھنگ سے بھیک مانگو

جہہ نہ رسای سو ڈر چھپا
وہ جو وقت غضب پر نہ آتا ہو آفتاب بھی ڈر کر چھپ جاتا ہو
بھگت لیہہ لے مارگ لاگہہ
اور بھیک لیکر اپنا راستہ لو

اِہان دیوتا اس کے ہاری
یہاں تو دیوتا بھی شکست عظیم پا چکے ہیں
تم تینگ کو آہ بھکھاری
مثل تینگا تم ناچیز فقیر کیا چیز ہو

دوہا
تمھ جوگی بیراگی کہت نہ نہہ کوہ
تم تو جوگی اور بیراگی ہو ہماری بات کا برا نہ ماننا
لیہہ مانگ کچھ بھیچھا کھیل انت کہنہ ہوہ
کچھ بھیک مانگ لو اور کہیں دوسری جگہ چلے جاؤ

آن بھیکھ ہوں آیوں لیئی
رتن سین بولا بھیک ہی مانگنے تو یہاں آئے ہیں
کھپر لیئی بار بھا مانگوں
کشکول لئے ہوئے دروازے کا بھکاری ہوں

اب دھر اہاں جیو وہ ٹھانوں
اب تو صرف دھرنا یہاں ہو اور جان اُسی کے پاس ہے

کس نہ لیہہ جو راجا دیئی
کیوں نہیں لیں گے اگر راجہ صاحب دینگے
بھگت دیئی لے مارگ لاگوں
اگر بھیک دیجاوے تو لیکر راستہ پکڑوں

بھسم ہوہہ پے تجوں نہ بانوں
بلکہ خاک ہو جاؤں تو بھی سکا نام نہیں چھوڑ سکتا

پدماوت راجا کے باری
راجہ کی لڑکی جو پدماوتی ہے
سوئی بھگت پراپت پوجا
اُسی بھیک سے آسودگی ہو سکے گی

جس بن پران پنڈ ہے چھوئے نہ بانوں
جس طرح جان کے بغیر جسم خالی ہو گیا ہے

تمھ بیٹھو راجا کی اورا
تم لوگ تو راجہ کی طرف کے قاصد ہو
ساکھ ہوہ یہہ بھیکھ نہورا
شہادت میں رہنا اس بھیک کیلئے سنکو دھرنگا

ہوں جوگی تیہہ لاگ بھکھاری
اُسی کے لئے ہم نے گدا گری اختیار کی ہے
کہاں جاؤں اس بار نہ دوجا
ایسا کوئی دوسرا دروازہ تو کہیں ہے نہیں جاؤں کہاں؟

دھرم لاگ کہیو جو پوچھا
اُسی طرح از روئے ایمان بیان کرنا اگر وہ پوچھے

دوہا
جوگی بار آو سو جیہہ بھچھا کی آس
وہی فقیر دروازے پر آتا ہے جس کو بھیک کی اُمید ہوتی ہے
جو نر اس ڈڑھ اسن کت گونے کیہہ پاس
جو نا اُمید اور ایک جگہ رہنے والا وہ کہاں اور کس کے پاس جاوے

سن بیٹھ من اپنی رسیا
ایسی باتیں سنکر قاصد اپنے دل میں بہت غضبناک ہوا
وہ بڑ راج اِندر کہ پاٹا
وہ بہت بڑا راجہ اندر کا ہمسر ہے

جو پیست گھن جا یہ پیسا
اور کہا کہ جو پیستے ہوئے کہیں گھن بھی نہ پس جائے
دھرتی پر اسرگ کو چاٹا
تم زمین پر پڑے ہو گویا آسمان چاٹنا چاہتے ہو

جوگی اس کہنہ کے نکوئی
کہیں کوئی جوگی ایسی باتیں کرتا ہے
جوں یہ بات جای تہنہ چلی
اگر تمھاری یہ بات راجہ تک پہونچے گی

سو کہہ بات جوگ جو ہوئی
بات وہ کہو جو کہنے کے لائق ہو
چھو ٹہنہ ابہنہ ہست سنکھلی
تو ابھی سنگدیپ کے ہاتھی تمھارے اوپر چڑھ آئینگے

چھوٹہنہ تہاں بجر کے گوٹا
اور پتھروں کے گولے تیر گرنے لگیں گے

بسرے بھگت ہوسے سب کھوٹا
پھر ایک بھی نہ بھول جاؤ گے اور مرنے کر کرا ہو جائیگا

جہنہ لگے دِسٹ نچای پسارِی
جہاں نگاہ بھی نہیں پہونچ سکتی

تہاں پسارِس ہاتھ بھکھاری
بھیکو منگا وہاں ہاتھ پسارتا ہے

اگون دیکھ پاؤں دھرناتھا
اے جوگی انجام سوچ کر پیر رکھو

تہاں نہ بیر ٹوٹ جہنہ ماتھا
وہاں مت جانے کا ارادہ کر جہاں سر ٹوٹ جائے

دوہا

وہ رانی جیہ جگت مہنہ تہیں راج او پاٹ
وہ رانی جس دنیا میں رہتی ہے تاج و تخت والی وہی دنیا میں کے لئے ہے

سُندر جاسے راج گھر جوگہہ بندر کاٹ
وہ نیک بخت کسی اچھے راج گھرانے میں جائیگی تجھ جوگی کو کیا بندر نے کاٹا ہے

جو جوگی ست بندر کاٹا
اگر واقعی جوگی کو بندر نے کاٹا ہے

ایکے جوگ نہ دوسر باٹا
تو سوائے جوگ کے دوسرا راستہ اُسکے لئے نہیں ہے

اور سادھنا آوے سادھے
جتنے بھی اور کام ہیں وے درست ہو سکتے ہیں

جوگ سادھنا آپہہ دادھے
لیکن جوگ کا مضمون اپنے کو جلا دینے سے بہت بھاری ہے

سر ہو نچاو جوگ کر ساتھو
اگر جوگ کا ہمراہی بنکر اُسے اخیر تک پہونچاؤ۔

دِسٹ چاہ اگمن ہیں ہاتھو
تو نگاہ و خواہش سے بھی زیادہ تیز گرکے چاکر اُسکا ہاتھ پکڑنا ہے

تمہرے جور سنگھل کے ہاتھی
تمہاری طاقت تو محض منگلو پکے ہاتھی پر ہے

ہمرے ہست گرو ہیں ساتھی
اور ہمارے ساتھ سب سے بڑے مددگار گرو جی ہیں

اوست ناست وہ کرت بنارا
بناتے اور بگاڑتے اُنھیں دیر نہیں لگتی

پربت کرے پانوں کے چھارا
چاہیں تو پہاڑ کو پیروں کی خاک بنا دیں

جور گرے گڑھ جاوت بھیئے
جتنے بھی قلعے ہیں سب اُسکے ماتحت ہیں

جے گڑھ گرب کرہنہ تے نیئے
اور جس صاحب قلعہ نے غرور کیا تو اُسکو برباد ہونا پڑا

انت جو چلنا کوئ نہ جیتھا
آخر کار جو فنا ہونا ہے یہ بات کوئی سمجھتا نہیں

جو آوا سو آپن کیتھا
جو اس جہاں میں آیا وہ سب کچھ اپنا سمجھ لیا

دوہا

جوگہہ کوہ نچاہی تس نمو ہنہ رس لاگ
جوگیوں کو غصہ نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہم نے کوئی غصہ کی بات کہی

جوگ تنت جیوں پانی کاہ کرے تیہ آگ
جوگ کی حقیقت مثل پانی کے ہے غصہ کی آگ اُسکا کیا بگاڑ سکتی ہے

بسٹھنہ جای کہی اس باتا
قاصد نے جاکر راجہ سے یہ سب باتیں کہیں

راجا سُنت کوہ بھا راتا
سنتے ہی راجہ غصہ سے سُرخ ہو گیا

ابہیں بیگہہ کرو سنجوئو
ابھی فوراً سامان جنگ تیار کرو

تس مارہُ ہتیا نہنہ ہوئو
ایسا مارو کہ خون ناحق کا عذاب نہ ہو

وہ مارے تو کاہ بھکھاری
بھکھاریوں کو مارنے سے کیا فائدہ

لاج ہوی جوں مانا ہاری
اور شاید مغلوب ہو گئے تو بڑی شرمندگی ہوگی

ٹھانو نہہ ٹھانوں کنور سب کھیلے
جا بجا کے راجکمار غصہ میں آکر کہنے لگے

مہنترن کہا رہو من بوجھے
مشیر کاروں نے کہا سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے

نا بھل موئے نہ مارے موکھو
نہ تو مرنے سے بریت ہے اور نہ مارنے سے

کے اب لینہہ جوگ کے راکھے
کسنے سچا جوگ اختیار کر کے انکی تکلیفات برداشت کی ہیں

پت نہوی جو گنہہ سون جوجھے
جوگیوں سے جنگ کرنا دانشمندی نہیں

دوئو بات لاگے سم دوکھو
دونوں صورتوں میں الزام ہی الزام ہے

رہے دیہہ جوں گڑھ ترے جوگی کت آچھیں بن کھیلے
رہتے بھی دو اگر قلعے کے نیچے پڑے ہیں یہ بات ہے کہ تم ہی جوگی آئے اور چلے گئے

دوہا

آچھے دیہہ جو گڑھ ترے جن چالہہ یہ بات تہنہ جو پاہن بھکھ کرہنہ اس کہکے مکھ دانت
اگر قلعے کے نیچے پڑے ہیں تو رہنے دو اس بات کا ذکر مت کرو کس کے منھ میں اس طرح کے دانت ہیں جو وہاں پتھروں کو چبائے گا

گئے بیٹھ ئین بہر نہ آئے راجے کہا بہت دن لائے سنجنوں[1] سرگ بات دہنہ کا ہا کاہ نہ آئے کہی پھر چاہا
جب سے قاصد گئے ابتک پھر واپس نہ آئے راجہ رتن سین نے کہا بہت دن لگ گئے کیا معلوم آسمان پر جاکر کسی نے خبر کی یا نہیں کسی نے آکر ابتک کچھ بتلایا نہیں

پنکھ نہ کایا پوں نہ پایا کیہہ بدھ بلوں اوی کے چھایا سنو رکت نینہہ بھر چوا روے ہنکارس مانجھی سوا
جسم میں پر نہیں اور نہ پاؤں میں طاقت کس طرح جاکر ہاں اور اُسکا سایہ میسر ہو پدماوت کو یاد کرکے آنکھوں سے خون کے آنسو ٹپکنے لگے اور روتے ہوئے ناخدا طوطے کو پکارا

پری جو آنس رکت کے ٹوٹی رینگ چلیں جس بیر بہوٹی[2] وہی رکت لکھ دینھی پاتی سوا جو لینھہ چونچ بھے راتی
خون کے آنسو جو ٹوٹ کر زمین پر گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ بیر بہوٹیاں رینگتی ہیں اُسی خون کے آنسو سے خط لکھا طوطے نے جو اسے چونچ میں پکڑا تو چونچ سرخ ہو گئی

باندھی کنٹھ پہ اجر کا نٹھا برہک جر اجای کت ناٹھا
پھر اُسے گلے میں باندھا تو بلا ہو اسا نشان ملگیا آتش مفارقت کا داغ کیسے مٹ سکتا ہے

دوہا

مس نینا لکھنی برن روے روے لکھا اکھر آکھر دہے نہ کوی چھوے دینھہ پریوا ہتھہ
سیاہی آنکھوں کی اور قلم مژگاں سے رو رو کر اسطرح لکھا کہ بیان نہیں ہو سکتا حرف اس طرح جل رہے تھے کہ کوئی چھو نہیں سکتا وہ خط طوطے کے پر پر لکھا

او کھ بچن سو کس پر یوا پہلے مور بہت کے سیوا بل جیو رہا نہ تن سو جاگا جیو بل دینھہ دیو تن پوجی
اور طوطے سے یہ زبانی کہا کہ پہلے میری عاجزی اور خدمات بیان کرنا اب نہ جان میں قوت ہے اور نہ جسم میں پھر اے طوطے بہت بنھا اکہ یہ دوسری بات کہنا کہ تو تا اونکی عبادت میں تمھارے لئے جان تک قربان کر دی

سوا بہیں تیسے بل لاگا دشٹ دکھای بان کھہ مارا پن رے سنو ار کس اس دوجی
اور ابتک بدستور اُسی حالت میں ہوں اور نظروں کو دکھلا کر زہر یلا تیر ہے مارا واہ سے میں تمھارے لئے برابر قربانیاں کر رہا ہوں

جو تھ میا کینھ پگ دھارا جو اس جاکر آس انکھی بھلہنہ ایس ہوں تھ بل دیھا
جو تم نے براہ رحم قدم رنجہ فرمایا جو اس طرح جس کی امید پر رہتا ہے اب تمھارے پاس نیاز الات کی قربانی کر رہا ہوں

جو تھ مہنہ ایس نہ مارے دکھی دکھ مہنہ ایس نہ مارے دکھی
اُسے چاہیے کہ مصیبت میں مصیبت زدہ کو اسطرح نہ مارے

---

[1] اس شعر میں راجہ کے دربار کو آسمان سے تعبیر کیا ہے اور اس کے آگے کے شعر میں اپنی نہایت عاجزی کا اظہار ہے ۱۲ صحیح

[2] یہ ایک سرخ رنگ چھوٹا سا کیڑا ہے جو برسات میں پیدا ہوتا ہے جو بہت خوبصورت اور نرم ہوتا ہے اور دوسرے موسم میں نہیں ملتا ۱۲

	نین بھکھارنہ مانہنہ سیکھا دیدار کی محتاج آنکھیں سمجھانے سے نہیں سمجھتیں	اگمن دور لینھ پے بھیکھا آگے دوڑ کر بھیک لینا چاہا	
دوہا	نینھنہ نین جو بیدھ گے نہنہ نکسہنہ دے بان نگاہوں کے تیر نگاہوں میں گھس گئے اب وے نکلتے نہیں	ہیئے جو آکھر تمھ لکھے تے سُٹھ گھٹھتہ پران سینے پر جو تم نے حروف لکھے تھے وے نہایت وبال جان ہوگئے	
تے بکھ بان لکھوں کہنہ تائیں اُن تیر بے تیروں کی کیفیت کیا عرض کروں	رکت جو چوا بھیج دینائیں آنکھوں سے جو خون ٹپکا اُس سے نام دینا بھیج گئی	جان سوکاری رکت پسیوُ آنکھوں سے خون جو ٹپکا وہ کالا سا نپلے بتلا گیا	سُکھی سنجان دُکھی کر بھیوُ خوشحال شخص مصیبت زدہ کا حال کیا جانے
جنھہ نہ پیر تنھ کا کر جنتا جنکو کسی درد کا احساس نہیں اُنھیں کسی کی فکر	بریتم نٹھر ہو ہنہ اس نتا معشوق بھی بیدرد ہوا کرتے ہیں	کاسوں کہوں برہ کی بھاکھا جدائی کا قصہ کس سے کہوں	جاسوں کہوں ہوی جر راکھا جس سے کہتا ہوں وہی جلکر راکھ ہو جاتا ہے
برہ آگ تن جر میں جر ئی آتش جدائی سے جسم دل جل رہا ہے	نین نیر سایر سب بھر ئی اور آنسوؤں سے سب تالاب بھر گئے	پاتی لکھی سنورہ تمھ ناماں تمھارا نام یاد کر کے خط لکھا	رکت لکھے آکھر بھے سیاماں لہو کے لکھے ہوئے حرف کالے ہوگئے
	آکھر جر ہنہ نہ کوئی چھوآ جلتے ہوئے حروف والے خط کو کسی نے چھوا تک نہیں	تب دُکھ دیکھ چلالے سوآ آخر کار اس مصیبت کو دیکھکر طوطا بچلا	
دوہا	اب سٹھ مروں چھونچھ گے پاتی پیم پیاری ہاتھ اب مرجانا بہتر ہے کہ معشوق دلربا کے ہاتھ میں خط خالی جا رہا ہے	بھینٹ ہوت دُکھ روی سُناوت جیو جات جو ساتھ اگر خط کے ہمراہ جان بھی جاتی تو ملاقات ہونے پر اس اور رو رو کر بیان کرتا	
کنچن تار باندھ گیو پاتی سونے کے تار میں خط باندھکر گلے میں لٹکایا	لیگا سُوا جہاں دھن راتی اور جہاں وہ خوشحال دولت تھی طوطا وہاں لیگیا	جیسے کنول سور کے آسا جسطرح گل کنول آفتاب کی امید پر رہتا ہے	نیر کنٹھ لہہ مرت پیاسا اور گلے تک بھرے ہوئے پانی میں بھی پیاسے مرتا ہے
بسرا بھوگ سیج سُکھ باسا تمام عیش وعشرت کھانا پینا پلنگ کلونا وغیرہ بھولگیا	جہاں بھنورے سب تہاں ہلاسا جہاں بھنورے ہیں وہیں سب طرح کی خوشی ہے	تو لگ دھیر سُنا نہنہ پیوُ تب تک تسکین تھی کہ جبتک احوال محبوب نہیں سنا تھا	سُنا تو گھری ہیئے نہنہ جیوُ جب سنا تو ایک لمحہ بھی دل کو قرار نہیں
تو لگ سکھ ہیہ پیم نجانا تب تک راحت تھی کہ جبتک دل میں عشق نہیں پیدا ہوا	جہاں پیم کت سُکھ بسرامٰا جہاں عشق پیدا ہوا جیوں ہی عشق پیدا ہوا پھر راحت کہاں	اگر چندن سُنٹھ دہے سریرو صندل اور اگر جسم کو خوب جلا رہا ہے	اوبھا اگن کیا کر چیرو یہانتک کہ آگ تو جسم کا لباس بن گئی
	کتھا کہانی سُن جیو جرا داستان وغیرہ سن کر دل اسطرح جلتا ہے	جانہنہ گھیو بسندر پرا گویا آگ میں گھی ڈالدیا گیا ہے	

دوہا

پرہ نہ آپ سینھارے میل چیر سر روکھہ
جدائی اپنے آپ کو سنبھالنے نہیں دیتی کپڑے گندے اور سر خشک ہے

بیو پیو کرت رات دن جس پپیہا مکھ سوکھ
رات دن پی پی کرتے کرتے ہوئے جس طرح پپیہے کا منہ سوکھ جاتا ہے

تنکھن گا ہیرا من آئی
فوراً طوطا ہیرا من آپہونچا

مرت پیاس چھانہہ جن پائی
گویا پیاس سے مرتے ہوئے کو سایہ مل گیا

بھل تم سوا کینھ ہے پھیرا
کیا خوب تو نے پھیرا کیا اے طوطے

کہو کسل اب پیتم کیرا
اب محبوب کی خیر و عافیت بیان کر

باٹ نچانوں اگم پہارا
دشوار گزار پہاڑ کا راستہ معلوم نہیں

ہردے ملا نہ ہوی نیارا
اور دل ایسا محو ہو گیا ہے کہ جدا نہیں ہوتا

مرم پانِ کر جان پیاسا
پانی کی قدر پیاسا ہی جان سکتا ہے

جو جیل مہنہ تا کہنہ کا آسا
جوبانی میں ہی ہے اُسے کیا پروا

کارانی یہ پوچھہ باتا
رانی صاحبہ یہ بات کیا پوچھتی ہو

جن کوی ہوی پیم کراتا
کوئی شخص دام الفت میں نہ پھنسے

تمھرے درسن لاگ بیوگی
وہ مہجور تمہارے دیدار کا خواہاں

اہا سو مہا دیو مٹھ جوگی
جوگی بنا ہوا مہادیو جی مندر میں پڑا ہے

مٹھ بسنت لیئی تہاں سدھائی
تم بسنت لیکر وہاں گئی تھیں

پوج دیو پن اوپہنہ آئی
اور مہادیو جی کی پوجا کرکے اُسکے پاس آئیں

دوہا

موشٹ بان تس ماریہہ گھائل بھاتیہ ٹھانوں
مگاہوں کے تیر سے تم نے اس طرح مارا کہ نہ جی ہو کر اُسی مقام پر رہ گیا

دوسر بات نہ بولے لیئی پدماوت ناؤں
اور کوئی بات ہی نہیں کرتا صرف پدماوت کا نام رٹ رہا ہے

رونو نہنہ رونوں بان دے پھوٹے
روئیں روئیں میں اُسکے تیر گھسے ہیں

سو تہنہ سوت رُدھر کچھ چھوٹے
اور سب مسامات اور منھ سے اُسکے فوارے جاری ہیں

سورج بوڑا اُٹھا پرھاتا
آفتاب بے سی لہو میں ڈوبکر صبح کو نکلتا ہے

او منجیٹھ ٹیسو بن راتا
اور منجیٹھ و ٹیسو کا جنگل اُسی لہو سے سرخ ہو گیا ہے

پھم جو بھیج بھیو سب گیرو
زمین بھیگ کر گیروی سی سرخ ہو گئی

اور راتی تہنہ پنکھ پکھیرو
اور تمام پرندے وہاں سرخ ہو پہنچے ہیں

کنتھا بھیج بھیو رتنارا!
اور گدڑی بھیگ کر سرخ ہو گئی ہے

نینہنہ چلی رکت کی دھارا
آنکھوں سے لہو کی دھار چل رہی ہے

اور راتی سب جوگی جتی
اور تمام جوگی و جتی سرخ ہیں

بھیو بسنت راتی بن پتی
بسنت سُرخ جنگل کی پتیاں سرخ

اگن سب کاما
اُسی لہو سے ستی اور آگ سرخ ہیں

گگن میگھ راتی تیہ چھایا
اور آسمان کی سرخی اُسی کا عکس ہے

پے تمھار نہنہ رونوں بیجا
لیکن تمھارے روئیں روئیں میں ذرا بھی جنبش نہ پیدا ہوئی

تہاں چکور دکوکلا تیہ ہیہ میا بیٹھ
وہاں کے پرندے چکور اور کوکلا کے دل میں بھی ترس پیدا ہو گیا

نینن رکت بھرآیہہ تھ پھر کینھ نہ ڈیٹھ
آنکھوں میں خون بھر آیا لیکن تم نے پھر کر نگاہ تک نہ کی

ایس بسنت تمھیں پے کھیلا — رکت پرائے سیندر میلا — تم تو کھیل مندر رہنہ آئیں — او ہک مرم پے جانگن سائیں

اسطرح بسنت کا کھیلنا تمھیں نیا ہی — کہ پرائے لہو کا سیندور لگاتی ہو — تم تو بسنت کھیلکر اپنے محل میں آگئیں — اور اُس کی حالت نا ذک کو خدا ہی جانے

کہیس جرے کو بارہ بارا — ایکھہ بار ہو ہنہ جر چھارا — سر سرج چھا آگ جو لائی — مہادیو گو رین سدھ پائی

اُسنے عہد کیا ہے کہ بار بار کون جلے — بہتر ہوگا کہ ایک ہی بار جلکر راکھ ہو جاؤں — چتا پر بیٹھکر جیوں ہی آگ لگانا چاہا — گہرا دیو جی وگوری پاربتی، کو معلوم ہوا

آسی بجھای دینھ نیتھ تہاں — مرن کھیل کر آگم جہاں — اُلٹا پنتھ پیم کے بارا — چڑھے سرگ جو پرے پتارا

اگر تسلی بخشی اور راستہ بتلایا اس مقام کا — جہاں مرکر جاتا ہوتا ہے۔ — اور کہا کہ راہ محبت کا دروازہ اُلٹا ہے — اگر آسمان پر چڑھے تو تحت الثری میں جا گرے

اب دھنس لینھ چہے تیہ آسا — پاوے سانس کہ مرے نراسا

اسی اُمید پر وہ تحت الثری میں کودنا چاہتا ہے — یا تو راحت ملیگی یا مایوس ہوکر مر ہی جاؤنگا

دوہا

پاتی لکھ سو پٹھائی لکھا — ہیئے دُکھ روے — دھوں جیو رہے کہ نسرے کہا رجایس ہوے

اُس خط لکھ کر بھیجا اور سب دُکھ درو رو کر تحریر کیا ہے — نہ معلوم کہ جان رہتی ہے کہ نکل جاتی ہے اسکے لئے کیا حکم ہوتا ہے

کہہ کے سُوا جو چھا رظ پاتی — جانہہ دیپ چھوت تس تاتی — گیوں جو باندھا کنچن تاگا — راتی سیام کنٹھ جر لاگا

زبانی حال کہکر طوطے نے خط اُسکے حوالے کیا — جو مانند شمع کے گرم معلوم ہوا — گردن میں جو سونے کا تار بندھا تھا — تو اُسی سے جلکر گردن سرخ و سیاہ ہو گئی

اگن سوانس سنگ نسرتی آتی — تر ور جر ہنہ تہاں کو پاتی — روی روی سُوا کہے سو باتا — رکت کے آنسو بھیو نکھر راتا

طوطے کی گرم سانس مانند آگ کے نکلتی تھی — جس سے درخت جل رہے تھے تپنے کا کیا ذکر — طوطے نے رو رو کر سب حالات بیان کئے — لہو کے آنسوؤں سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا

دیکھ کنٹھ جر لای سو کیرا — سو کس جرے پرہ اس گھیرا — جر جر ہاڑ بھئے سو چونا — تہاں مانس کو رکت بھونا

یہ دیکھو جبکہ مجھ طوطے کا گلا جل گیا ہے — تو جدائی سے گھر ہوا کس طرح جلتا ہوگا — جہاں ہڈیاں تک جل بھنکر چونا ہو گئیں — وہاں گوشت اور لہو کا کیا ذکر

وہ توہِ لاگ کیا سب جاری — تپت مین جل رہے نہ پاری

اُسنے تمھاری فرقت میں تمام جسم جلا ڈالا — ماہی بے آب کے مانند جلنا ناقابل برداشت ہے

دوہا

توہِ کارن وہ جوگی بھسم کینھہ تن واہ — توئیں اس نٹھر کچھو ہی بات نہ پوچھی تاہِ

تیرے لئے اُس جوگی نے جسم کو جلا کر خاک کر دیا — لیکن تو ایسی بیدرد و بیوفا ہے کہ اُسکی بات تک نہ پوچھی

کہس سُوا موسوں سن باتا — چھوں تو آج ملوں جس راتا — پے سو مرم نجانے بھورا — جانے سوئی جو مرکے ہورا

پدماوت نے کہا اے طوطے میری بات سن — اگر میں چاہوں تو آج ہی رات میں ملاقات کر لوں — لیکن اسکا راز وہی جان سکتا ہے جسنے اپنی ہستی کو مٹا دیا ہو

ہوں جانت ہوں ابہوں کاچا (کاچا)	ناجھہ پریت رنگ تھرراچا (ن راچا)	ناجھہ بھیو ملیگر باسا	ناجھہ رب ہوے چڑھیوا کاسا
میں جانتی ہوں ابھی وہ کچا ہے	کیونکہ عشق کی رنگت ابھی اُس میں پختی نہیں	جسمیں ابھی تک صندل ملیگر کی خوشبو نہیں آئی	آفتاب بنکر جو آسمان پر نہیں چڑھا
ناجھہ ہوی بھنور کر رنگو	ناجھہ دیپک ہوی پتنگو	ناجھہ کرا بھرنگ کے ہوئی	ناجھہ آپ جیے مرسوئی (آپ رے مرجھوئی)
جس میں بھنورے کی رنگت نہیں آئی	جو ابھی شمع کا پروانہ نہیں بنا	جو ابھی بھرنگی (کیڑا) کی طرح نہیں ہوا	جو خود بخود مرکر زندہ نہیں ہوا
	ناجھہ ہیئے ماجھ ڈرکیوئ		
	جس کے دل میں کسی طرح کا خوف نہیں		

دوہا	تیہ کا کیئے رہسب جیو رہے جو پیتم لاگ	جون وہ سُنے لیئی دھنس کا پانی کا آگ
	اُسے اپنی جان کی کیا پروا جسے محبوب کی لگن ہے	جیوں ہی وہ میری منشا کو سنے گا فوراً لوہا پگھلیگا خواہ پانی ہو یا آگ

پُنِ دھنِ کنک پان مس مانگی	اُتر لکھت بھیجی تن آنگی	تس کنچن کہنہ چہیئے سوہاگا	جوں نرمل نگ ہوی تولاگا
پھر پدماوت نے سنہری روشنائی طلب کی	اور جواب لکھتے لکھتے پسینے پسینے ہوگئی	جس طرح سونے کے لئے سہاگہ چاہیئے (نگینہ بھی صاف ہو تاہے اُسی طرح بیاہ شدہ عورت ہے)	
ہوں جو گئی سیو منڈ پھیری	تہواں کس نہ گانٹھ تیں جوری	پھا بسنھار دیکھ کے نینا	سکھن لاج کا بولوں بینا
میں نادان جب مہادیو کے مندر میں گئی تھی	تبھی تم نے عقد (گانٹھ) کیوں نہیں بندھا لیا تھا (نگاہیں ملتے ہی تم بیہوش ہوگئے)	اُسوقت سہیلیوں سے شرماتی ہوئی میں کیا بولتی	
کھیلہہ مس میں چندن گھالا	مک جائس تو دیوں جے لالا	تبہنہ سنجا گا کا توسوئی	جاگے بھینٹ تہ سوئے ہوئی
کھیل کے بہانے میں نے صندل کے حروف لکھے	اگر شاید تم بیدار ہو جاؤ تو میں مالا ہار ڈالوں	تب بھی بیدار نہ ہوئے بلکہ اور سو گئے	بیداری میں ہی ملاقات ممکن ہے نہ کہ سوتے میں
	اب جو سور ہوئی چڑھے اکاسا	جوں جیو دیئی تو آوے پاسا	
	اگر تو آفتاب ہو کر آسمان پر چڑھے	اور جان دیدے تو البتہ قربت حاصل ہو سکتی ہے	

دوہا	تو لگ بھگت نہ لیئی سکا راون سیہ جب ساتھ	کون بھروسے اب کہوں جیو پر اسے ہاتھ
	اُسوقت تو تم وصل حاصل نہ کر سکے جب راون سیتا کو ساتھ لے گیا تھا	اب کس کے بھروسے کہوں جبکہ جان دوسرے کے ہاتھ میں ہے

اب جوں سور گگن چڑھاوے	راہ ہوی تو سس کہنہ پاوے	بہتھہ ایس جیو پر کھیلا	توجو گی گت آہِ اکیلا
اب اگر تو آفتاب کی طرح آسمان پر چڑھ آوے	اور راہو بن جاوے تو البتہ چاند کو پا سکتا ہے	اس طرح بہت لوگ جان پر کھیل چکے ہیں	صرف ایک تو ہی اکیلا جوگی تھوڑے ہی ہوا ہے
بکرم دھنسا پیم کے بارا	سپنا وت کہنہ گیو پاتالا	سری کھجہنہ کھنڈ راوت لاگی	گگن پور ہوی گا بیراگی
بکرماجیت محبت کے دروازے میں گھسا	اور سپنا وت کے عشق میں تحت الثری کو گیا	کھنڈ راوت کے عشق میں راجہ بھوج	بیراگی ہو کر گگن پور تک گیا

راج کُنور کنچن پُر گیو وُر
راجکمار کنچن پور گیا

مرگاوت کہنہ جوگی بھیوؤ
اور مرگاوت کے لئے جوگی بنا

سادھ کنور کھنڈاوت جوگو
کنور نے کھنڈاوت پر فریفتہ ہو کر جوگ لیا

مُدھ مالتِ کہنہ کینھ بیوگو
مادھو نے مالتی کی جدائی برداشت کی

پیاوتِ کہنہ سُرسر ساندھا
راجہ سر پیاوت کے لئے تیاریں ہو گیا

اوکھا لاگ انردھ بر باندھا
اور اوکھا کیلئے اِنردھ قید میں پڑا

دوہا

ہوں رانی پدماوتِ سات سرگ پر باس
میں رانی پدماوت ہوں جس کا قیام ساتویں آسمان پر ہے

ہاتھ چڑھوں سوتیہ کے پرتھم کرے اپناس
میں اُسی کو مل سکتی ہوں جو پہلے اپنے کو مٹا دے

ہوں پن اہان ایس توہ راتی
اُسی طرح میں بھی یہاں تمہارے عشق میں مبتلا ہوں

آدھی بھینٹ پریتم پاتی
محبوب کا خط آدھی ملاقات ہوتا ہے

تہنُ جو پریت نباہے آنٹا
اسپنے عقیدہ پر قائم رہنا چاہیئے

بھنورہ نہ دیکھ کیت کر کانٹا
بھنورے کو کیتکی کے کانٹے کی پرواہ نہیں ہوتی

ہوی پتنگ ادھر مُکھ کہہ دیپا
پروانہ بنکر چراغ کو لبوں سے پکڑو

لیس سمد دھنس ہوئی جیوا
اور غواص بنکر سمندر میں غوطہ لگاؤ

رات رنگ جم دیپک باتی
مانند فتیلہ چراغ سرخروئی حاصل کر

نین لاو ہوی سیپ سیوتی
اور سیپ کی طرح مینھ سیوانی کا منتظر ہو

چاتک ہوی پکار پیاسا
چاتک بنکر پیاس میں بے قرار ہو جا

پیو نہ پانِ سواتِ کی آسا
اور سوانی کی امید میں سرِ پانی مت پی

سارس ہو بچھڑی جس جوری
مانند سارس اپنے جوڑے کی جدائی برداشت کر

رین ہوہ چل چکی چکوری
اور رات میں مانند چکئی چکوا کی جدائی

ہوہ چکور دشٹ سسن پاہاں
چکور بن کر مجھ چاند میں ٹکٹکی باندھ

اور رب ہو وکنول مل ماہاں
اور کنول میں آفتاب ہو کر رہ

دوہا

مہنُ ایسے ہوؤں توہِ کہنہ سکہیِ تو اور نباہ
خواہش ہو کہ میں تمہاری طرح ہو جاؤں ہو سکے تو ابھی اور نباہ کرو

راہُ بیدھ اجن ہوی جیت دَرُو پدی بیاہ
اجن کیطرح دروپھلی کو نشانہ بنا فتح حاصل کر کے دروپدی سے شادی کر

راجا اہاں ایس تپ جھودا
اس طرف راجہ ریاضت کر کے نہایت کمزور ہو گیا

بھاجر برہ چھار کر کورا
اور آتش مہاجر جیسی بیماری کا مٹی کا ڈھیر ہو گیا

نین لای سو گیو بموہی
وہ بیوفا نظروں کو ڈالکر چلی گئی - جس کے بغیر جان کے ہو گیا اور اسی پر جان نچھاور کر دی

بھاہیں جیو جیو دیھس اوہی
[illegible]

اِڑا نیگلا سُکھمن ناری
اِڑا نیگلا اور سکھمنا نام کی دو نلکیوں میں کر

سُن سمادھ لاگ کے تاری
اور عشق محبوب میں سمادھ لگا کر غرق ہو گیا

بوند سمند جیس ہو میرا
قطرہ کو سمندر میں ملا دیا

گا ہیرا می تس مکی نہ ہیرا
اس طرح گم ہو کر ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملا

۵۱ داہنے نتھنے کو پنگلا دہائیں کو اڑا اور درمیانی سکھما تعلق بیٹھوں کی ریڑھ سے ہے اس کو سکھمنا کہتے ہیں - جوگی لوگ دم کی ان تین نالیوں کی ریاضت کر کے کمال حاصل کرتے ہیں جس سے موت بھی قابو میں آجاتی ہے اور خدا ملتا ہے ۱۲ ۵۲ بے حس حرکت کو سن و سمادھ کہتے ہیں جس سے تمام خلقت وخالق دکھلائی پڑتے ہیں ۱۲

رنگہہ پان ملا جس ہوئی
جسطرح پان میں رنگ ملا ہوتا ہے

آپہہ کھوی رہا ہوی سوئی
اپنے کو کھو کر وہی بن گیا

سدا پریتم گاڑھ کریئی
معشوق ہمیشہ سختیوں سے پیش آتے ہیں

سوے جای جب دیکھا تاسو
طوطے نے جاکر جو اُسے دیکھا

اوہِ بھلای بھول جو دیئی
لیکن اُسے بھولنے نہیں اور بھولنے پر جان دیتے ہیں

نین رکت بھر آئے آنسو
تو آنکھوں میں خون کے آنسو بھر آئے

دوہا

مور سجیون آنِ کے اوکھ چھر کا نیر
سنجیون بوٹی لاکر راجہ کے منھ پر پانی چھڑکا

گرل پنکھ جس جھارے انبرت برسا کیر
مانند گوٹر پر جھاڑتے ہوئے طوطے نے گویا آبحیات برسایا

مُواجیا اس باس جو پاوا
خوشبو جو معلوم ہوئی تو مردہ بھی زندہ ہوگیا

گرکا[1] سبد سنای اے کھولو دی میلا
مرشد کے دو لفظ گوش گزار کئے

پون سوانس توسوں من لائے
ہر دم تیری ہی یاد میں غرق ہے

کینھس سانس پیٹ جیوآوا
سانس لی اور پیٹ میں جان آئی

کینھ سُدشٹ بیگ چل چلا
نظر عنایت فرمائی کہ اے مرید جلدی چلو

جووے مارگ دشٹ بچھائے
آنکھوں کو راہ میں بچھائے ہوئے انتظار کر رہی ہے

تپاونت جھالا لکھ دیھا
گرمجوشی سے خط کا جواب لکھا

دیکھس جاگ سُوا سر ناوا
بیدار ہونے پر طوطے کو دیکھا تو سر جھکایا

توہِ الِ کینھ آپ بھئی کیوا
تمکو بھنورا قرار دیا اور خود کیتکی بنی

جس تھ کیا کینھہ اگدا ہو
جس طرح تو نے جسم کو آتش مفارقت میں جلایا ہے

بیگ چل آؤ چھوں سدھ کینھا
کہ بہت جلد آؤ تمکو کامل بنانا چاہتی ہوں

پات دیھ مُکھ بچن سُناوا
اور خط دیکر احوال زبانی عرض کیا

توہِ الِ کینھ آپ بھئی کیوا
تمکو بھنورا قرار دیا اور خود کیتکی بنی

جس تھ کیا کینھہ اگدا ہو
جس طرح تو نے جسم کو آتش مفارقت میں جلایا ہے

بیگ چل آؤ چھوں سدھ کینھا
کہ بہت جلد آؤ تمکو کامل بنانا چاہتی ہوں

پات دیھ مُکھ بچن سُناوا
اور خط دیکر احوال زبانی عرض کیا

ہوں پٹھوا گر بیچ پریوا
ازجانب مرشد میں بیچ بنکر بھیجا گیا گویا پرند ہوں

سو سب گر کہنہ بھیوا گاہو
وہ سب مرشد کو پہلے ہی ہو چکا ہے

دوہا

آوہُ سام سلیھنا جیو بسے تھ نائوں
اے خوش قسمت خاوند آؤ میری جان تمھاری ہی یاد میں ہے

نینھنہ بھیتر پنتھ ہے ہردے بھیتر ٹھانوں
نظروں میں تمھارا راستہ ہے اور دل میں قیامگاہ

سُن پدماوت کے اس میا
پدماوت کی ایسی نوازش سنکر

چاند ملن کہنہ دیھس آسا
چاند سے ملاقات کی امید حاصل ہوئی

بھا بسنت اُبسی نئی کیا
بسنت کی طرح تازگی اور نئی زندگی حاصل ہوئی

سہس کرا سورج پرگاسا
ہزارہا کرنوں سے مثل سورج روشن ہوا

سو اک بول پون ہوی لاگا
طوطے کی آواز مانند ہوا کے لگی

پات لینھہ لے سیس چڑھاوا
خط کو لیا اور سر پر رکھا

اٹھا سوی ہنونت اس جاگا
اور ہنومان کی طرح سو کر اٹھا

ڈیٹھ چکور چاند جس پاوا
گویا چکور کی نظروں کو چاند ملا

[1] یہ ایک جڑی بوٹی ہے جس سے مردہ بھی زندہ ہوجاتا ہے ۱۲

آس پیاسا جو جیہ کیرا
جو جس سے امید لگائے ہوتا ہے

جوہ جھجھکا روئی سوں ہیرا
اگر وہ جھڑک بھی دے تو بھی اُسے نہیں چھوڑتا

اُٹھا پھول ہردے نہ سمانا
ایسا پھول گیا کہ دل میں نہ سمایا

اب یہ کون پانی میں بیا
اب یہ کون پانی میں نے پیا ہے

کنتھا ٹوک ٹوک بہرانا
اور گودڑی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی

بھے تن پانکھ پتنگ مرجیا
جس سے جسم میں پر جگے اور شمع پر وانہ کر زندہ ہوا

دوہا

جہاں پریتم وے بسہنہ یہ جیو بل تنھ باٹ
جہاں محبوب رہتا ہے یہ جان اُس راہ میں بچھا دی ہے

جو سو بلاوے پانوں سوں ہم تہنہ چلیں للاٹ
اگر وہ بُلائے تو بجائے پیر کے سر کے بل چلوں

جو پنتھہ ملا مہیسہنہ سیئی
جوگی دیوجی کی خدمت کر کے جو راستہ ملا

باؤرا اندھ پریت کر لاگو
دیوانہ اور اندھا میں عشق میں پڑ کر

چیلا پڑے پنچھا نڑ ہنہ پاچھو
چیلے پیچھا نہیں چھوڑتے

گیو سمند اوہی دھنس لیئی
اُسی راستہ سے جا کر سمندر میں غوطہ لگایا

سو نہنہ دھنسا کچھ سوجھ نا گو
عمداً غوطہ لگایا لیکن آگے کچھ سجھائی نہ دیا

چیلا مچھ گرو جس کا چھو
چیلے مچھلیاں ہیں اور گرو مانند کچھوے کے

کھوج لینھ سو سرگ دوارا
بہشت کا دروازہ تلاش کر لیا

جہنہ وے کنڈ بکھم اوگاہا
جہاں بہت گہرے ناپیدا کنار کنڈ میں

لینھس دھنس سوانس من مارا
دل اور سانس کو روک کر گھس پڑا

جن دھنس لینھ سمند رجیا
جیسے غواص سمندر میں غوطہ لگاتا ہے

بجر جو مونڈے جای اُگھارا
اور سخت پتھر کسطرح ڈھلے ہوئے دل کے کیوا ٹ کو جا کر کھولا

جای پرا تہنہ پاؤ نتھاہا
وہیں جا پڑا اور تھاہ نہ پائی

گرو مچھندر ناتھ سنبھارا
خیر مریت ہوئی کہ مرشد مچھندر ناتھ نے سنبھال لیا

اُگھرے نین برے جن دیا
آنکھیں کھلنے پر ماند چراغ روشن ہو جاتی ہیں

دوہا

بانک چڑھاؤ سرگ گڑھ چڑھت گیو ہوی بھور
مانند بہشت قلعہ کی چڑھائی نہایت کج و پیچ کی تھی اندھیرے ہوئے صبح ہو گئی

بھے پکار گڑھ اوپر چڑھے سیندھ دیئی چور
اور قلعہ کے اوپر شور و غل مچا کر قلعہ پر چور چڑھ آئے ہیں

بھئی بات گڑھ پر چہپہ چہئی
اس بات کا چرچا تمام قلعہ میں پھیل گیا

اب لگ یہ گڑھ ہتا اچھوتا
کہ اب تک یہ قلعہ پاک و صاف تھا

یہ سنگھل گھر گھر سکھ ساجا
اس سنگدیپ کے ہر گھر میں امن و امان تھا

کوئی کہے کوئی نا کہئی
کوئی برملا ذکر کرتا اور کوئی خوف سے خاموش رہتا

بھوا ندان آی گڑھ دوتا
آخر کار چوروں نے ناپاک بنا ہی ڈالا

دوکھ کی بات نجانے رجا
اب اس ملت کی خبر راجہ تک نہ پہونچنی چاہئے

دیکھن کو م چھتیسو دھاوا
چھتیسوں قوم دیکھنے کو دوڑیں

دیکھ لوگ گڑھ کریں بجھاوا
دیکھو لوگ اس حادثہ کا راز سمجھ کر یہ بات کہتے

جوگ جگت کچھ ہی نسمانی
ان جوگیوں کو اپنے مرتبہ کی پرواہ نہیں

کوئی دیکھے کوئی سیس ڈولاوا
کوئی دیکھتا اور کوئی سر ہلا کر کہتا

یہ گڑھ جیوا نیکن لاوا
کہ اس قلعہ نے کتنوں کو ہلاک کیا ہے

اب چکھ بھرے ڈھرا سب پانی
آنکھیں چربھی ہوئی ہیں حیا تشریف لیگئی

پکڑ کال اب تہاں لے آوا
ان لوگوں کو یہاں موت کھینچ لائی ہے

اب تمھارا جیورہے نا پاوا
کہ اب تمھاری جان بچ نہیں سکتی

دوہا

کاہو جیئن بھیو گڑھ بھیتر کاہُ بھیو انیاؤ
اس قلعہ میں کسی کو زندگی ملی اور کسی کو موت

پانوں پھرو گڑھ پاچھو ابہوں سنا نہ راؤ
لہذا قلعہ چھوڑ کر واپس جاؤ ابھی راجہ کو خبر نہیں ہوئی ہے

بولا رتن سو نہہ سنگھلی
رتن سین نے باشندگان سنگلدیپ سے کہا

سدھ ہیں اپر بدھا تا بلی
اول تو ہم مرد کامل ہیں دوسرے خدائے پاک ہمارے ساتھ ہے

جن وہُ کرپا پوڈین ٹیکا
اُسکی مہربانی سے کشتی ڈوب نہیں سکتی

ستر پھیر بھئے گڑھ ایکا
ستر راستوں میں گھما کر قلعہ میں اکٹھا کیا

پرسُن نا نوئں ایک ہر کیرا
ایک ہی خدائے پاک کا نام سنائی پڑتا ہے

رن بن ماندر ہا چہُ پھیرا
جوان اور بن میں ہر چہار طرف گونج رہا ہے

چھن یک ما نہہ کرے دو گنگا
وہ دم بھر میں گنگا کو دہی بنا سکتا ہے

راج چھڑا سے کرے بھکنگا
اور تاج و تخت چھین کر شہنشاہ کو گدا کر سکتا ہے

جو کوئی آپن کے کے گہے
جو کوئی اسکو اپنا کر کے پکڑے

دیکھے ڈیٹھ سبے پر رہے
اوسکی نگاہ تمام مخلوقات پر یکساں رہتی ہے

جو کوئی چہئی تب نہہ بھیٹا
حسب خواہش اُس سے ملاقات نہیں ہو سکتی

تن سوں کون کرے سر بلے
اُس سے کون مقابلہ کر سکتا ہے

تاہ ملے جو پہونچیں ٹیکا
وہ اسکو مل سکتا ہے جو ایمان کی حد پر پہونچ چکا ہے

سو جگ اوپر جگ سب کلے
جو تمام جہان کا سرتاج ہے اور جس سے سبکو طاقت ملی ہے

دوہا

کوئی کاہو ابھمان جیہ نین ہیئے کے دیکھ
کوئی غرور نہ کرے بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھے

گرے روؤں جو مانگے نرکھ پرے اپلیکھ
اگر ایک بال بھی ہمارا گرا تو قیامت برپا ہو جاوے گی

گندھرب سین منتری کھنڈ

راجیں سنا جوگ گڑھ چڑھے
راجہ گندھرب سین نے جو سنا کہ قلعہ پر جوگیوں نے عملکیا ہے

پونچھی پاس پنڈت جو پڑھے
تو عالم پنڈتوں سے فتویٰ طلب کیا

کہہ سو سبد سُدھ جس پا وہنہ
تو انکو کیا سزا ملنی چاہیئے اسکا مشورہ دو

کہن بید پڑھ پنڈت بیدی
بید کے عالم پنڈتوں نے بید پڑھکر کہا کہ جو

جوگ بھنور جس مالت بھیدی
جو گی سراغ لگانے میں گل مالتی کے بھنورکی طرح ہوتے ہیں

تس ئیں دو ئجیو پر کھیلہنہ
اُسی طرح یہ دونوں جان پر کھیل جاتے ہیں

پنتھ نہ چلہنہ بید جس لکھے
بید میں لکھا ہے کہ وہ سیدھا راستہ پر نہیں چلتے

جوگی گڈھ جو سیندھ دے آوہنہ
اگر جوگی لوگ قلعہ میں نقب لگا کر گھس آویں

جیسے چور سیندھ سر میلہنہ
جس طرح چور نقب میں سر ڈالتے ہیں

سرگ جای سولی چڑھ سکھے
سولی پر چڑھ کر آسمان جانا سیکھتے ہیں

چور ہوی سولی پر موکھو
سولی پر ہی چور کی نجات ہے

دیئی جو سولی تیہ نہہ دوکھو
اُسے جو سولی دے اُسے گناہ نہیں

چور پکار بید گھر موسا
چوروں نے پکار کر نقب زنی کر کے گھر لوٹا

کھول راج بھنڈار منجوسا
اور شاہی خزانہ کا صندوق کھول کر

دوہا

جس یہ راج مندر کھنہ دیہہ رین ہوی سیندھ
رات میں جس طرح انھوں نے راج محل میں نقب لگایا ہے

تیس چپی پن انھکھنہ مارہ سولی بیندھ
اُسی طرح ان کو سولی پر چڑھا کر مار ڈالو

راندھ جو منتری بولے سوئی
دانشمند مشیروں نے اسپر کہا

سِدھ نڈر اس اپنے جیوا
مرد کامل اپنی جان کے لئے ایسے مذبوح ہوتے ہیں

چڑھے جو کوپ گگن اپرائیں
غضب میں آکر جو آسمان پر چڑھے ہیں

ایس جو چور سِدھ پے کوئی
کہ اس طرح کے چور کو کوئی مرد کامل معلوم ہو جائے

کھڑگ دیکھ کے ناو نہ گیوا
کہ تلوار دیکھکر سر جھکا دیتے ہیں

تھورے ساج مرنہ تے ناہیں
معمولی سامان سے وے مرنہیں سکتے

سِدھ امر کایا جس پارا
مرد کامل زندہ جاوید کایا مانند سیماب کے ہوتا ہے

سِدھ نسنکے یہ دن بھنو ہیں
مرد کامل رات دن یہ خوف گھومتا کرتے ہیں

سِدھ جای پے جیئی ہیڈ جہاں
مرد کامل جس طرف سے جہاں جا سکتا ہے

جنبک جو جھ چڑھے جوراجا
گیدڑ سے بھی جنگ کو نیکو اگر راجہ چڑھے

چھر ہنہ مرہنہ بر جای نارا
وہ فریب سے مرتا ہے طاقت سے نہیں مارا جاتا

تاکا جہاں تہاں الپسو ہیں
جہاں کہیں نگاہ اُٹھائی فوراً وہاں ہو نچکے

اودِہ مرن پنکھ اس کہاں
مانند پروانہ جان دیکر بھی سر کے لئے وہاں جلنے کو تیار ہیں

سنگھ ساج کے چڑھے تو چھپا
توشہ کا ساز و سامان کر کے چڑھائی کرے تبھی نہ چھپے

دوہا

چھر ہی کاج کرشن کر راجا چڑھیں رسای
فریب کا کام کرشن نے بھی کیا ہے راجا لوگ غصہ میں آکر چڑھائی کرتے ہی ہیں

سِدھ گِدھ دشٹ گگن پر ہیں چھر کچھ نہ بسای
کاملوں اور گیدڑوں کی نگاہ آسمان پر رہتی ہے بغیر فریب کچھ بس نہیں

ابہیں کرہ گُدرمس ساجو
ابھی دربار طلب کر کے سامان جنگ درست کرو

چوبس لاکھ چھپن ست ساجے
پس چوبیس لاکھ راجگان تیار ہوئے

جگت برابر وے سب چانپا
تمام دنیا کو اس فوج نے دبا دیا

چڑھنہ بجای جہاں لگ راجو
اور جہاں تک راجہ نے جنگی نقارے بجا کر چڑھائی کی ہے

چھپن کوٹ دریا جن باجے
اور چھپن کرور کی فوج میں طبل جنگ بجنے لگے

ڈرا اندر باسک ہیہ کانپا
اندر ڈر گیا اور باسکی ناگ کا دل کانپ اٹھا

جن بھئیں چال چلت تہنہ پرا
گویا تمام روے زمین میں زلزلہ آگیا

ہو ہنہ سنجو بل کنور جو بھوگی
جو بھی بہادر راجکمار ہیں مقابلہ کیلئے تیار ہوں

بائیس سہس سنگھلی چالے
بائیس ہزار سنگھلی ہاتھی تیار کر کے فوج روانہ ہوئی

پدم کوٹ رتھہ ساجے آوہنہ
کرور ہا پدم رتھ سامان جنگ سے آراستہ دوڑنے لگے

کرہ بھوئیں پیٹھ ٹوٹ ہیہ ڈرا
کچھوے کی پیٹھ ٹوٹ گئی اور زمین خوف سا گیا

سب دل چھینک دھر مہنہ جاگی
تاکہ چاروں طرف سے گھیر کر جو گیوں کو پکڑ لیں

گر پہار پہمی سب ہالے
جس سے تمام پہاڑ اور زمین ہلنے لگی

گڑھ ہو سے کھیہ گگن کہنہ دھاوہنہ
معلوم ہوتا تھا قلعہ کو خاک بنا کر آسمان کو اڑا دینگے

لہ مذہب ہنود کی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ زمین کچھوے کی پیٹھ پر رکھی ہوئی ہے

دوہا

چھپ نہہ سرگ چھپای گا سورج گیو الوپ
راجپوتوں سے تمام آسمان چھپا گیا اور آفتاب غائب سا ہو گیا

دِنہہ رات اس دیکھی چڑھا اندر اسن کوپ
دن ماننددرات کے معلوم ہوا گویا غضب میں آکر اندر اسن پر چڑھا آگیا

دیکھ کٹک اومینت ہاتھی
فوج اور مست ہاتھوں کو دیکھکر

بولے رتن سین کے ساتھی
رتن سین کے ہمراہیوں نے کہا

اس جانب کچھ ہوئے جوجھا
معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی ضرور ہوگی

ہوت آو دل بہت ہوجھا
بے تعداد فوج چڑھی آرہی ہے جس سے اندیشہ پیدا ہوگیا

راجا توجوگی ہوی کھیلا
اے راجا توجوگی ہو چلا ہے

اِہی دوس کہنہ ہم بھے چیلا
اسی دن کیلئے ہم لوگ چیلا بنے ہیں

سنگ نہ چھانڑے سیوک سوئی
ایسے وقت میں جو اسکا ساتھ نہ چھوڑے وہی سچا خادم ہے

جہاں گاڑھ ٹھاکر کہنہ ہوئی
جہاں آقا پر مشکلات آپڑیں

جو ہم مرن دِوس جیہ تاکا
جس دن کیلئے ہم نے مرنا دل میں سوچا تھا

آج آی پوجی وہ ساکا
آج وہی وقت آپہونچا

راجا ست سُمیر نہہ ڈولا
اور ماننددہاڑ کے راجہ کی صداقت جنبش نہیں کر سکتی

پرجیو جای جای نہہ بولا
لیکن اگر جان بھی چلی جائے ہم اُن سے نہ پھریں گے

گرو کیر جوں آئیس پاوہنہ
اگر مرشد کی اعانت حاصل ہو

سو نہہ ہو ہمہ اوٹھ چکر چلاوہنہ
تو ہم لوگ مقابلہ کریں اور چکر چلادیں

دوہا

آج کرہنہ رن بھارت ست باچادے راکھ
آج مہابھارت کیطرح جنگ عظیم برپا کرینگے راستی سے قول و اقرار کی حفاظت کیجئے

ست دیکھ سب کو تک ست بھرے پُن ساکھ
کیونکہ راستی ہی سب کرشمے دکھلاتی ہے اور وہی شاہد ہے

گرو کہا چیلا سدھ ہو ہو
گرو رتن سین نے کہا اے چیلے اپنے کمال پر غور کرو

پیم بار ہوی کرہُ نہ کو ہو
دربار محبت میں غصہ مت کرو

جاکھہ سیس ناہی کے دیجئے
جس کی خدمت میں سر جھکایا جاتا ہے

ذ نگ نہوی جو جھ جوجیجے
اُس سے جنگ کرنا زیبا نہیں

جیہ جیہ پیم پان بھاسوئی
جس کسی دلمیں محبت پیدا ہوئی کہ وہ پانی پانی ہو گیا

جیہ رنگ ملے وہی نگ ہوئی
جس رنگ میں وہ ملا کہ ہو بہو وہی رنگ ہو گیا

جوبی جای پیم سوں جوجھا
جو جنگ محبت میں کام آیا (مارا گیا) اسکا ریاضت میں نام لیا جاتا ہے

کت تپ مرہنہ سدھ جوجھ بوجھا
کہ ایسا کارنامہ بجا لایا

یہ سنیت بُہر جوجھ نہہ کریئے
لہذا راہ محبت میں کبھی دنیاوی جنگ نہیں کرنا چاہئے

کھڑگ دیکھ پانی ہوی ڈھریئے
تلوار دیکھکر پانی کی طرح بہہ جانا چاہیئے

یہ پانہہ کاہ کھڑگ کے دھارا
پانی کے لئے تلوار کی باڑھ کیا چیز ہے

لوٹ پان ہوی سوی جو مارا
پانی اُلٹ کر اُسی پر پڑتا ہے جو اسکو مارے

پانی سینتی آگ کا کرئی
آتش غضب پانی کا کیا بگاڑ سکتی ہے

جای بجھای پان جو پرئی
پانی کے پڑنے سے وہ خود ہی بجھ جائیگی

ل ایک قسم کا گھماؤ دار ہتھیار جس کے چاروں طرف باڑھ ہوتی ہے ۱۲

دوہا

سیس وینھ میں اگن بیم بار سر میلِ
محبت کے دروازے پر بدن پیشتر سے سر نچھاور کر چکا ہوں

اب سو پریت نباہوں چلوں سدھ ہوے کھیل
اسی کی محبت کا اب نباہ کر رہا ہوں جس سے کامل بنکر راستہ طے کروں

راجے چھینک دھرے جب جوگی
گندھرپ سین نے سب جوگیو کو قید کر لیا

دُکھ اوپر دُکھ سے بیوگی
بیس بہو جوگیوں پر یہ دوسری مصیبت اور آپڑی

ناگ[1] پھانس اُنھ میلا گیوا
پھر جوگیوں کی گردن میں ناگ پھانس ڈالی گئی

ہر کھ نہ بسمو ایکو جیوا
اب نہ زندگی کی کوئی خوشی ہے اور نہ غم

کر کنگری تیہ تنت بجاوا
ہاتھ میں لی ہوئی کنگریکے تاروں کو بجانا شروع کیا

یہی گیت بیراگی گاوا
اور محبت کے اس گیت کو وہ بیراگی گانے لگا

ناجیہ دھڑک ہیئے ڈر کوئی
لیکن تو بھی نہ کسی کا دل دھڑکا اور نہ کوئی خوف پیدا ہوا۔ زندگی کی موت کیسی ہوتی ہے اسکا گمان بھی دلمیں نہ ہوا

جو جیو دینھ سو لیو نرا سا
جس نے جان دی ہو وہی لیلے اسکی کیا پروا

بسرے نہہ جو لہہ تن سواسا
لیکن جبتک بدن میں سانس ہے میں بھول نہیں سکتا

بھلیہہ آن گیو میلی پھانسی
کیا خوب گردن میں پھندا پڑ گیا ہے

ہے نسوج ہمیں اس ناسی
اسکی نہ کوئی فکر ہے اور نہ دلمیں کچھ ہمت

دوہا

پرگٹ گپت سکل مہنہ پورہا سو نانوں
تمام عالم میں ظاہر و پوشیدہ وہی نام بھرا ہوا ہے

جہنہ دیکھوں تہنہ اوہی دوسر نہنہ جہنہ جاؤں
جہاں نظر ڈالتا ہوں وہیں موجود ہے دوسری کون جگہ ہے جہاں جاؤں

جب لگ گرہوں اہا جیہا
مرشد کو جب تک میں نے نہیں پہچانا تھا

کوٹ انتر پٹ بیچہنہ دیہا
تب تک کروڑہا پردے درمیان میں پڑے تھے

ہوں ہوں کرت دھلو تر اہیں
خودی میں پڑکر بہت بڑا دھکا اٹھایا

جب بھا سدھ کہاں سو پچھا ہیں
اور جب کامل ہوا کہ انسانیت کا سایہ بھی نہ رہا

سو ری میل ہست گر پرو
مرشد کے دست شفقت میں سولی لگاؤ

ہون نہ جانوں جانے گرو
میں نہیں جانتا مرشد ہی جانے

اندھ مین جس جل مہنہ دھاؤ
اندھی مچھلی جسطرح پانی میں دوڑتی ہو اور پانی اُسے نظر نہیں آتا حالانکہ پانی ہی سے اسکی زندگی ہے

جب چینھا تب اور نکوئی
جب پہچانا تب دوسرا کوئی نہ تھا

مارے گرو کہ گرو جیاوے
مرشد ہی مارتا ہے اور وہی جلاتا ہے

گرو ہست پر چڑھے سو لیکھا
مرشد کی دست شفقت کا جسکو بھروسہ ہے

جل جیون جل دشٹ نہ آوا
وہ سرکون بال سکتا ہے جبکہ سب مرنے کیوسطے آتے ہیں

تن من جیو جیون سب سوئی
جسم دل جان زندگی سب کچھ وہی کھلاتی ہے

اور کو مار مرے سب آوے
دوسرا کون مار سکتا ہے جبکہ سب مرنے کیوسطے آتے ہیں

جگت جو ہنست ہنست سب دیکھا
اسے تمام خلقت غیر مستقل و فانی دکھلائی پڑتی ہے

[1] یہ ایک قسم کا پھندا ہے جو زور آور دشمن کے گلے میں ڈال کر اُسے قید کیا جاتا ہے ۱۲

دوہا

گرو مورمورے ہئے دیئے تُرنگہہ ڈھاٹھ
میرے مرشد نے مانند گھوڑے کے میرے دل کو لگام لگا دیا ہے

بھیتر کرہ ڈلاوے باہر ناچے کاٹھ
وہ اندر سے جس طرح کل گھماتا ہے باہر کٹھپتلی اُسی طرح ناچتی ہے

سو پدماوت گرہوں چیلا
وہ پدماوت مرشد ہے اور میں سکا مرید

جیو کاڑھ بھُیئں دھروں للاٹو
جان نکال کر زمین پر پیشانی رکھوں

جیو چاہ سو ادھک پیاری
وہ جان سے بھی زیادہ عزیز ہے

جوگ تنت جیہ کارن کھیلا
جسکے لئے میں جوگ کا کل ضابطہ کیا ہوں

وہ کہنہ دیوں ہئے مہنہ پاٹو
اور اُسے دل کے درمیان بٹھاؤں

مانگے جیو دیوں بلہاری
اگر وہ جان مانگے تو بخوشی قربان کروں

اپنے جیو کر لوبھ نموہیں
مجھے اپنی جان کی محبت نہیں

سچ وہ بار نجانوں دوجا
اُسکے دروازے کے سوا دوسرا دروازہ نہیں جانتا

کو موہنہ سے سوجھوا پایا
مجھے ایسا کرکون اسکی قدمبوسی کرادے

مانگے سیس دیوں سہ گیوا
اگر وہ سر مانگے تو مع گردن پیش کروں

پیم بار ہوی مانگوں دہیں
براہ محبت اُسی کا طالب ہوں

جیہ دن ملے جا ترا پوجا
جس دن وہ ملے مراد بر آوے

نوا وتار دیئے نئی کایا
جس سے نئی زندگی و نیا جنم حاصل ہو

ادھک تروں جو مارے جیوا
اگر وہ بھی مارے تو است زیادہ ہو

دوہا

درسن وہ کر دیا جس ہوں بھکھارا پتنگ
وہ دیدار اُس کا مانند پراغ کے اور میں گدا اُس کا پروانہ

جو کروت سر سارے مرت موروں انگ
اگر وہ آرے سے میرا سر چیرے تو مرتے ہوئے جسم بھی نہ موڑوں

پدماوت کنول اس جوتی
وہ پدماوت مثل کنول کے ہے اور میں بھنورا کیطرح

ہنسے پھول روووے تب موتی
وہ ہنسے تو پھول جھڑتے ہیں اور روئے تو آبدار موتی

جیہنہ سُرج کہنہ لاگا رہو
جب آفتاب تن میں کو گہن لگا یعنی گرفتاری ہوئی

تہنہ کنول من بھیوا گاہو
تو فوراً کنول یعنی پدماوت کو خبر ہوئی

پرگٹ ڈھار سکے نہہ آنسو
ظاہر میں آنسو نہیں گرا سکتی

گھٹ گھٹ مانس گپت ہوی ناسو
گوشت اندر ہی اندر گھلا جا رہا ہے

راتا بدن گیو ہوی سیتا
سرخ بدن سفید ہو گیا

پرجا پتیں ہنسی اور روجو
گندھرب بین نے پدماوت کی ہنسی اور رونا سنا

برہ اگست[1] جو بسمو بھیوؤ
مثل سیارہ اگست سوز بجر جو پیدا ہوئی

جس دن مانجھ رین ہوی آئی
جیسے دن میں ہی رات ہو گئی

بھنوت بھنور رہگئی چیتا
مثل بھنورے کے پھرتی ہوئی آنکھیں حیران ہو گئیں

لائے دوت ہوئے نت کھوجو
تو مخبر تعینات ہوئے کہ وے تفتیش کریں

سرور ہر کھ سوکھ سب گیوؤ
تو خوشی کا تالاب سوکھ گیا

بگست کنول گیو مرجھائی
اور پھولتا ہوا کنول مرجھا جاوے

[1] ایک سیارہ ہے جسکے طلوع ہوتے برسات ختم ہو جاتی ہے اور تالاب وغیرہ کا پانی سوکھ جاتا ہے ۱۲

دوہا

چتہنہ جو چتر کینھ دھن دونوں دونوں انگ سمیت
سہس سال دکھ آہ بھر مرچھ پری کامیت

پدماوت نے تصویر راجہ کی جو دل میں نقش کرلی تو ہر دو میل اور اعضا میں ہوبہو گئی
ہزار برس کی تکلیف ایک سانس میں معلوم ہوتی تھی اور عشق پر عش آرہے تھے

پدماوت سنگ سکھی سیانی
ہمراہ پدماوت کے جو عقلمند سہیلیاں تھیں

برہا کٹھن کال کے کلا
مہاجرت کی سختی بصورت موت ہے

برہ آگ برمیلے آگی
ہجر آگ پر آگ ڈالتا ہے

گنت[۵۱] نکھت سب بین بہانی
وے اختر شماری میں رات گزارتی تھیں

برہ نہ سہے کال بُر بھلا
ہجر نہ برداشت کرنا پڑے اسکو موت اچھی

برہ گھاؤ پر گھاؤ بجاگی
اور وہ سخت زخم پر گویا سخت آتشہ ہے

برہ سال پر سال نویلا
ہجر سو راخ میں بھی سو راخ کرتا ہے

جانہنہ مرم کنول کر کو میں[۵۲]
کنول کا راز گل نیلوفر ہی جانے

کال کاڑھ جیو لیئی سدھاوا
موت تو صرف جان ہی لیکر چلی جاتی ہے

برہ بان پر بان پسارا
ہجر تیر پر تیر مارتا ہے

برہ کال پر کال دُھیلا
اور ہجر ہی موت پر بھی سخت موت برپا کرتا ہے

دیکھ بتھا برہن کے روئیں
ہجورہ کی تکلیف دیکھکر سب رونے لگیں

برہ کال مارے پر مارا
لیکن موت مہاجوت ضرب پر ضرب لگاتی ہے

برہ روگ پر روگ سنچارا
اور مرض پر بھی مرض پیدا کرتا ہے

دوہا

تن راون ہوی سر چڑھا برہ بھیو ہنونت
جارے اوپر جارے جیت من کر بھسمنت

جسم مانند راون چتا پر چڑھا اسمیں بھی ہجر ہنومان بن گیا
جو جلانے پر بھی جلاکے دل و جان کو خاک کر رہا ہے

کوی مکھ بر سہنہ کر پایا
کوئی ہاتھوں اور پیروں میں گل نیلوفر لگاتی تھی

کوی مکھ انبرت آن پجوا
کوئی منہ میں آبحیات پجواتی

برہ کال ہوے ہئے بیٹھا
ہجر مانند موت کے دل میں گھس گیا ہے

کوی ملیا گر چھر کہنہ کایا
اور کوئی بدن پر صندل ملیا گر چھڑکتی

جن بکھ دینھا دھک دھن سوا
تو گویا زہر پر گیا میں ہے اور بھی غشی طاری ہوگئی

جیو کاڑھے ہاتھ بیٹھا
اور جان نکال کر ہاتھوں پر بٹھائی

کھنہ بیچ کے بانن مارا
کبھی تیر برق سے مجروح ہوتی

کوی مکھ سیتل نیر جواہنہ
کوئی سہیلی منہ میں ٹھنڈا پانی چھڑکاتی

جو ہنہ سانس کھنہ کھن سکھی
جو اُسپر سہیلیاں اسکی سانس کا اندازہ لگاتیں

کھنک مونٹھ باندھ کھن کھولا
کبھی مٹھی باندھتی اور کبھی کھولتی

کنپ کنپ نار مرے بکرارا
تو تھر تھر کرتے ہوئے بیقرار ہوجاتی

کوی آنچل سوں پون ڈلاوہنہ
تو کوئی آنچل سے پنکھا جھلتی تھی

کب جیو پھرے پون اور پنکھی
کہ شاید طائر ہوا کے جان کب واپس آئے لگی

کھس جیبھ کھ جای نبولا
زبان جکڑ گئی منہ سے آواز نہیں نکلتی

---

۵۱ اختر شماری سے مراد علم نجوم کے ثمرہ سیارگان سے بھی ہے ۱۲ ۵۲ کنول سے مراد پدماوتی اور گل نیلوفر سے سہیلیاں ۱۲

دوہا

کیسہنہ برہ پچھاڑے بھاسی گہن گراس
کسیطرح بھی جدائی پیچھا نہیں چھوڑتی گویا چاند کو گہن لگ گیا ہے

نکھت چھوندس رو وہنہ اندھر دھرت اکاس
ہر چار طرف ستارے رو رہے ہیں زمین و آسمان میں اندھیرا چھا گیا

گھری چار اِم گہن گراسی
اس طرح چار گھڑی تک گہن سا لگا رہا

پُن بدھ ہئے جوت پرکاسی
پھر مرضی خدا سے دل میں روشنی پیدا ہوئی

نسنس او بھر بھر لینھ سانسا
بوجہ غشی گھبرا کر سانس کھینچا

بھا ادھار جیون کے آسا
جس سے زندگی کی امید معلوم ہوئی

بنو ہنہ سکھی چھوٹ سس راہو
بگڑ زور سہیلیاں کہتی تھیں کہ راہو تمہارا چاند سے چھوٹ گیا

تھری جوت جوت سب کا ہو
تمہاری ہی روشنی سے سب روشن ہیں

توسس بدن جگت اُجیاری
مثل ماہتاب تیرا بدن تمام جہان میں روشن ہے

کیئی ہر لینھ کینھ اندھیاری
کس نے تمہاری روشنی کو چھین کر کس نے اندھیرا کر دیا

توگج گامن گرب گہیلی
مانند فیل مست تو غرور سے چلتی تھی

اب کس آس چھانڑ تو بیلی
اب کیوں تو زندگی سے مایوس ہو رہی ہے

تو ہر لنک ہرائے کیہر
اپنی پتلی کمر سے تو نے شیر کی کمر کو مغلوب کر لیا

اب کس ہار کرس ہی یہ ہر
اب کیوں ہار مان کر دل کو تو نر مرد بنا رہا

تو کو کل بینی جگ موہا
مانند کوئل آواز شیریں سے تو نے تمام جہان کو مشتاق بنا لیا

کو بیا دھا ہوی گہے پچھوہا
کس بد رد صیاد نے تجھے قید کر لیا

دوہا

کنول کری تو پدمن گے نش بھیو بہان
تو پدمنی غنچہ کنول ہے رات گزر چکی اور اب صبح ہو گئی

ابہنہ نہ سمپٹ کھونس جب رے اُواجگ بھان
اب بھی شگفتہ نہیں ہوتی جب کہ دنیا میں آفتاب روشن ہوا

بھان نانوں سن کنول بگاسا
آفتاب کا نام سنتے ہی کنول کھل گیا

پھر کے بھنور لینھ مدھ باسا
اب بھنورے پھر خوشبو لینے کو آنے لگے

سرو چند مکھ جیبھ او گھیلی
مثل ماہتاب اور سرج کے چہرہ والی نے زبان کھولی

کھنجن نین اُٹھی کر کیلی
آنکھیں مانند موتے تماشائی ہو گئیں

برہ نبول آو کھ تائیں
بوجہ شدت ہجر منہ سے آواز نہ نکلتی

مرمر بول جیو بر یائیں
بمشکل تمام قریب المرگ کی طرح آواز نکلتی تھی

دوئیں برہ دارن ہیہ کانپا
ہجر جانکاہ نے اتنا دبایا کہ دل دھڑکنے لگا

کھول نجای برہ دکھ جھانپا
تکلیف ہجر نے ایسا ڈھکا کہ ظاہر نہیں ہو سکتی

اُدھ سمندر جس ترنگ نہ کھاوا
بحر اعظم میں گویا لہریں اٹھ رہی ہیں

یہ سٹھ لہر لہر پر دھاوا
یہ کیفیت لہر پر لہر اٹھ رہی ہے

چکھ گھو مہنہ مکھ بات نہ آوا
اس طرح نظریں پھرتیں لیکن منہ سے بات نہ نکلتی

بھنور پرا جیو تھاہ نہ پاوا
اس طرح نظریں پھریں لیکن تھاہ نہ پا سکیں

سکھی آن بکھ دیو تو مروں
اے سہیلیو مجھے زہر لا دو تو میں مر جاؤں

جیو نہ پیار مرے کا ڈروں
جب جان ہی مجھے عزیز نہیں تو مرنے سے کیا ڈروں

دوہا

کہنہ اُٹھے کہن بوڑے اس ہئے کنول سکیت
ہیرا منہنہ بلاوہ سکھی گہن جیو لیت

گھڑی میں ڈوبتی اور گھڑی میں ترتی تھی مثل کنول کے اسطرح مشکل میں پڑا تھا کہا کہ ہیرامن کو بلاؤ سہیلیوں کی باتوں سے گویا جان نکلی جاتی ہے

چیری دھای سُنت کھن دھائی	ہیرامن لے آئے بُلائی	جنہہ بیدا وکھدے آوا	روگیئں روگ مرت جیو پاوا
حکم سنتے ہی فوراً خادمہ دوڑی سی	اور ہیرامن طوطے کو بلا لائی	گویا حکیم دوا لے آیا	اور قریب المرگ مریض کو زندگی حاصل ہوگئی
سُنت اسیس نین دھن کھولی	برہ بین کوکل جم بولی	کنولہہ برہ بتھا جن باڑھی	کیسر[1] برن پیر ہئے گاڑھی
دعائیں سنکر پدماوت نے آنکھیں کھولیں	اور کوکلا کی طرح مہاجرت کی آواز بولی	کنول سی نازک پدماوت کے درد فرقت کا ایسا بیٹھا کہ رنگ زعفران سے بھی زرد ہوگئی	
کت کنولہہ بھا پیم انکورو	جو پے گہن لیہہ دن سورو	پورُن چھا نہہ کنول کی کری	سکل بتھا سُن اس تمہری
اے پدماوت تجھ میں عشق کیسے پیدا ہوگیا	جو کہ آفتاب ہے تیرے چہرے کو گہن لگ گیا	برگ کنول کے سایہ میں تو غنچۂ کنول ہے	ورد کی بات سنکر تیری رونق کیوں جاتی رہی
	پُرکھ گنبھیر نہ بولہہ کاہو	جو بولہہ تو اور نباہو	
	وہ مرد باوزن ہے کسی سے بولتا نہیں	اور اگر بولا تو کامل ذمہ داری سے	
دوہا	اتنا بول کہت مُکھ پُن ہوی گئی اچیت	پُن کے چیت سمھارے وہی بلت مُکھ لیت	
	یہ باتیں طوطے کے منہ سے نکلیں کہ پدماوت پھر غش میں آگئی	پھر سنبھالکر ہوش میں لانا چاہتا اور وے ہی الفاظ بار بار کہتا	

اور دگدھ کا کہوں اپارا	ستی سو جرے کٹھن اس جھارا	ہوی ہنونت پیٹھ ہیہ کوئی	لنکا داہ لاگ تن سوئی
سوزش کا بیان اور زیادہ کیا کروں	سخت آگ میں مانند ستی جل رہی تھی	ہنومان بنکر کوئی دل میں گھس گیا ہے	اور لنکا کی طرح جسم میں آگ لگا دی ہے
لنکا بجھی آگ جو لاگی	یہ نہ بجھے تس اُپج بجاگی	جنہہ اگن کے اُٹھنہ پہارا	وے سب لاگہہ ایک انگارا
لنکا کی آگ تو بجھو بھی گئی تھی	لیکن یہ ایسی سخت آگ ہے جو بجھ نہیں سکتی	گویا کوہ آتش فشاں کے شعلے اُٹھ رہے ہیں	جس کے انگارے بدن کو جلائے ڈالتے ہیں
کٹ کٹ مانس سراگ پدوا	رکت کی آنسو مانس سب روا	کھن یک بار مانس اس بھونجا	کھنہہ چپا پی سنگھ اس گونجا
جیسے کوئی گوشت کاٹ کر سیخ پر بھونتا ہو	اور خون کے آنسو اُس گوشت سے ٹپکتے ہوں	اس طرح ایک لحظہ گوشت بھونا جاری رہا	پھر کچھ خاموشی کے بعد گویا شیر سیاہ ہو کر دہاڑا ہو
	یہ رے دگدھ ہت اتم ریجے	دگدھ نسہی جیو بر دیجے	
	اس سوزش سے تو موت بہتر ہے - اب سوزش ناقابل برداشت ہی بہتر ہو کہ جان ہی نکل جائے		
دوہا	جہنہ لگ چندن ملیگر اوسایر سب نیر	سب مل آی بجھاوہنہ بجھہ نہ آگ سریر	
	جہاں تک صندل ملیاگر مل سکا اور تالابوں کا سب پانی	وہ سب باہم اس آگ کو بجھاتے تھے لیکن بدن کی آگ نہ بجھی	

[1] پدماوت کو جس طرح درد بڑھا وہ تمام درد طوطے نے دل کی تہ سے کھینچ لیا یہ بھی مطلب کیسر برن سے نکلتا ہے ۱۲

ہیرامن جو دیکھس ناری
ہیرامن طوطے نے جو بنیض دیکھی

پریت بیل جن اُرجھے کوئی
محبت کی بیل میں کوئی نہ اُلجھے

پریت بیل سنگ رہ اُپارا
محبت کی بیل کے ساتھ بے انتہا فراق بھی ہے

پریت بیل اُپجی ہیرامن باری
تو معلوم ہوا کہ دوشیزہ کے دلمیں محبت کی بیل لگ گئی ہے

اُرجھا موئے پنچھو ہوئے کوئی
ورنہ بغیر مرے ہوئے نجات نہیں مل سکتی

سرگ پتار جرے تیہ جھارا
آسمان سے تحت الثریٰ تک جیکے شعلے سے جلتے ہیں

پریت اکیل بیل جہنہ چھاوا
ایک صرف محبت کی بیل جہاں چھا جاتی ہے

کہس نہ تمھ کس ہوہ دُہیلی
کہا کہ کیوں نہ تجھ پر مشکل گذرے

پریت بیل ایسیں تن ڈاڑھا
محبت کی بیل جسم کو ایسا جلاتی ہے کہ شروع میں تو کچھ راحت معلوم ہوتی ہے آخر کار رنج ہی رنج ہے

پریت بیل کی امر بوئی
محبت کی بیل ایسی زندہ جاوید بیل ہے

دوسر بیل نہ سر پر یاوا
دوسری بیل اُس کی ہمسری نہیں کر سکتی

اُرجھی پیم پریت کی بیلی
جب کہ محبت کی بیل میں تو اُلجھ گئی ہے

پاپ ہت سکھ یا بڑھت دکھ یا بڑھا
محبت کی بیل جسم کو ایسا جلاتی ہے کہ شروع میں تو کچھ راحت معلوم ہوتی ہے آخر کار رنج ہی رنج ہے

دن دن بڑھے کھین نہنہ ہوئی
کہ وہ کبھی کم نہیں ہوتی بلکہ روز بروز بڑھتی ہے

دوہا

پریت بیل اُرجھای جب تب نسوجھ سکھ ساکھ
الفت کی بیل اُلجھ جانے پر عیش و عشرت نہیں سوجھتی

ملے پریتم آی کے داکھ بیل رس چاکھ
جب معشوق آکر ملتا ہے تبھی شربت انگور کا مزہ حاصل ہوتا ہے

پدماوت اُٹھ ٹیکی پایا
پدماوت اُٹھ کھڑی ہوئی اور بولی

تھ سو مور کھیوک گرو دیوا
تم میری کشتی کے ناخدا ہو اور مرشد و دیوتا بھی

او ہت ہوی مروں نہنہ جھوہے
میں اُسی کیلئے مر رہی ہوں بیکار نہیں

تھ ہنست دیکھوں پیتم چھایا
تمھارے اندر مجھے محبوب کا عکس نظر آتا ہے

اُتروں پار تہیں بدھ کھیوا
اس طرح کھیو کہ پار اُتر جاؤں

یہ سٹھ مروں جو نیر نہ دوسرے
اور خاص وجہ مرنے کی یہ کہ وقت نزدیک ہے نہ دور

دمنہنہ نلہنہ جو ہنس ملاوا
جس طرح ہنس نے راجہ نل کو دمینتی سے ملا دیا اسی طرح تو مرن سین سے مجھے ملا دے تو تیرا نام ہیرامن جاؤں

کہت لاج او ہے نجیو
کہتے ہوئے شرم آتی ہے اور بغیر کہے تلبیہ جان نہیں

سور اُوی گڑھ چڑھت بھلانا
مطلع پر چڑھتے ہوئے آفتاب بھٹک گیا

گھٹ مہنہ لکھت بکت بھا میرو
دل میں کہتے اور زبان کے کہنے سے وصل کی امید ہوئی لیکن درمیان میں کچھ ایسا پھیر پڑ گیا کہ ملاقات نہیں ہوئی

تب ہیرامن نانوں کہاؤں
جس طرح ہنس نے راجہ نل کو دمینتی سے ملا دیا اسی طرح تو مرن سین سے مجھے ملا دے تو تیرا نام ہیرامن جاؤں

یک دس آگ سر دس گھیو
ایک طرف آگ ہے اور دوسری طرف گھی

گہنے گہا کنول کمھلا تا
گہن نے گرفتار کر لیا جس سے کنول کمھلا گیا

ملہنہ نہ ملہنہ پرانس پھیرو
نہ پیو یا سیو

دوہا

مور سجیون دور ہے سالے سکتی بان
سنجیونی بوٹی کی طرح محبوب دور ہو اور فرقت تیر سخت کے مانند مارے ڈالتی ہو

پران نکت اب ہوت ہی بیگ دکھاؤ بھان
اب جان نکلنا چاہتی ہے جلد آفتاب یعنی محبوب سے ملاؤ

---

۵۱ امر بیل یا امر بور یا ہندی زبان میں مشہور ہے یہ پیڑوں پر بغیر جڑ کے پھیلتی ہے آدھ سوکھ کر بھی ہری ہو جاتی ہے اسکو اکاس بیل بھی کہتے ہیں ۱۲

۵۲ یہ ایک جڑی بوٹی ہے جس سے زندگی حاصل ہوتی ہے ۔ فرہب المرک لچھمن کے لئے ہنومان جی لائے تھے ۱۲ ۵۳ رام و راون کی لڑائی میں رام کے چھوٹے بھائی لچھمن کو میگھناتھ نے ایک تیر غیبی سے مجروح کیا تھا جسکو سکتی بان کہتے ہیں ۱۲

ہیرامن بھیس دھرا لاٹو ہیرامن نے زمین پر پیشانی رکھی	تمھ رانی جگ جگ سکھ پاٹو اور کہا کہ اے رانی تم ہمیشہ عیش و عشرت کرو	جیہ کے ہاتھ سنجیون بوٹی جس کے ہاتھ میں سنجیون بوٹی ہے	سو جانیہ اب نا ہیں دوری اُسے اب دور مت جانو
پتا تمھار راج کر بھوگی تمھارا باپ شاہی عیش میں مدہوش ہے	پوجے پیر مراوے جوگی برہمنوں کی تو پرستش کرتا ہے اور جوگیوں کو قتل کرتا ہے	پورِ پورِ کو توار جو بیٹھا گو کہ ہر ناکہ پر شہر پناہ کے پہرہ ہے۔ تو بھی	پیک اوڑھ سرنگ ہوی بیٹھا محبت کے آلودہ نے بذریعہ سرنگ اپنے پیچھا
جرحت بین گڑھ ہوی گابھو قلعہ پر چڑھتے چڑھتے صبح ہو گئی	آوت بار دھرا کے چورو پھرتے وقت چور سمجھکر وہ گرفتار ہو گیا	اب لیگئے دیئی اوہ سوری اور اب اُسے سولی دینے کو لئے جاتے ہیں	تیہ سوں اگاہ بتھا تھ پوری جس کی خبر تمھارے پاس لایا ہوں
	اب تھ جیو کایا وہ جوگی اب اُسکی جان تم ہو وہ تو خالی جسم ہے	کایا روگ جان پے روگی امراض جسم کا احساس جان ہی کو ہوتا ہے	
دوہا	روپ تمھار جیو کے پنڈ کما وا پھیر تمھارے حسن میں اپنی روح پیوست کرکے گویا دوسرا جسم اختیار کیا	آپ ہیرا اے رہا تیہ کال نپاوے ہیر اور اسمیں اس طرح گم ہوا کہ ملک الموت بھی نہیں تلاش کر سکتا	
ہیرامن جو بات یہ کہی ہیرامن طوطے نے جو یہ بات کہی	سورے گہن چاند تب کہی تو آفتاب (راجا) کا گہن (مصیبت) چاند (پدماوت) کہی گئی	سورج کی دُکھ جیسن ہوئی دُکھی آفتاب کی مصیبت سے اگر ملہتا (ملکہ) مصیبت ہوتی ہے	سوکت دُکھ مانے کر مُکھی تو ترسین کی مصیبت سے پدماوت کیوں نہ مبتلا ہو
اب جو جوگ مرے موہنیہ نہا اب اگر جوگی میری محبت میں مر جائیگا	موہ اوہِ ساتھ دھرت گگنہا تو اسکا اور میرا ساتھ زمین و آسمان میں ہوگا	ہے تو کروں جنم بھر سیوا اگر وہ زندہ رہیگا تو تمام عمر اسکی خدمت کرونگی	جلے تو یہ جیو ساتھ پریوا اور اگر عدم کو جائیگا تو میری روح پرند بنکر اُسکے ساتھ اُڑ جائیگی
کون سو کرے گہہ گرسوئی مرشد بن کر کون دستگیری کرے گا	پرکایا پرویس جو ہوئی جو دوسرے کے جسم میں اپنی روح پیوست کرسکے	پلٹ سو پنتھ کون بدھ کھیلا یہ کیسا انقلاب ہوا	چیلا گرو گرو ہوی چیلا کہ مرید تو مرشد بن گیا اور مرشد مرید
	کون سو کھنڈ اس رہے گائی وہ کونسا مقام ہے جہاں وہ پوشیدہ ہو گیا	آوے کال ہیر پھر جائی موت آتی ہے اور تلاش کرکے واپس چلی جاتی ہے	
دوہا	چیلا سدھ سو پاوے گرسوں کرے اچھید مرید وہی کمال حاصل کرسکتا ہے جو مرشد سے رشتہ دوئی نہ رکھے	گرو کرے جو کرپا کہے سو چیلا بھید مرشد اگر مہربانی کرے تو مرید کو لازم ہے کہ وہ کوئی راز پوشیدہ نہ رکھے	

ل اکثر جوگی لوگ روحانی عمل سے اپنی روح کو نکال کر دوسرے جسم میں داخل کر دیتے ہیں ۱۲

ان رانی تم گرو چیلا
اے رانی تم مرشد ہو، اور وہ مرید

موہنہ پوچھ کے سدھ نہ ملا
لیکن مجھسے پوچھو کہ ان میں کامل کون ہے

تم چیلا کہنہ پرسن بھئیں
مرید پر خوش ہو کر تم خود

درسن دیئی منڈپ چل گئیں
درشن دینے کیلئے مہادیوجی کے مندر میں گئیں

روپ گرو کر چیلہہ ڈیٹھا
مرشد کی صورت کو مرید نے دیکھا

چت سمای ہوی چتر پٹیٹھا
تو وہ صورت مانند تصویر دلمیں نقش ہوگئی

جیو کاڑھ لے تم اپسیں
جان نکال کر تم بیہوش ہو گئیں

وہ بھا کایا جیو تم بھئیں
وہ تو محض جسم رہا اور تم ہمہ تن جان

کیا جو لاگ دھوپ اوسیو
جسم کو اگر دھوپ یا جاڑا لگتا ہے

کیا سنجان جان پے جیو
تو اسکا احساس جسم کو نہیں ہوتا کیونکہ جان ہوتی ہے

بھوگ تمہار ملا وہ جائی
تمہارا عیش تو اسکو حاصل ہوگیا

جو وہ بتھا سو تم کہنہ آئی
اور جو اسپر مصیبت تھی وہ تمہارے اوپر آپڑی

تم دہکی گھٹ وہ تم ماہاں
تم اُس کے قلب میں بیوست ہو اور وہ تمہارے میں موت تو اسکا سایہ بھی نہیں پاسکتی

کال کہاں پاوے وہ چھاہاں

دوہا

اس وہ جوگی امر بھا پرکایا پرویس
دوسری جسم میں اپنی روح کو پیوست کرنے کا کمال حاصل کرکے وہ جوگی زندۂ جاوید ہوگیا اگر موت آئی بھی تو وہاں مرشد کو دیکھا اور سلام کرکے واپس گئی

آوے کال گرو تہنہ دیکھی پھر سو کرے اوپیس

سُن جوگی کے امر کرنی
جوگی کے عمر ابدی کے احوال سنکر

نیوری پرہ بتھا کی مرنی
تمام درد مفارقت کا خاتمہ ہوگیا

جن رے دیکھ چھوٹ کایو
گویا سورج کو دیکھکر جاڑا دور ہوگیا

کنول کری ہوی بکسا جیو
غنچہ کنول کے مانند پھاوٹ کا دل شگفتہ ہوا

جوبھا سِدّھ کو مارے پارا
مرد کامل کو کون مار سکتا ہے

نیو رس تے ہوی جو چھارا
جو سیماب کو بھی لیموں کے عرق سے خاک کر دیتا ہے

تجھ موجگ اب بھیو نریسو
کہ جوگ کو ترک کر دیجئے کیونکہ آپ بادشاہ ہو گئے

کہو جای اب مورسندیسو
اب جاکر میرا پیغام کہو

جن جانہہ تم سوں ہوں دوری
یہ مت سمجھو کہ میں تم سے دور ہوں

نینہہ ماہ جھ گڑی وہ سوری
وہ سوئی میری نظروں میں گڑی ہوئی ہے

موہنہ گھٹ جیو گھٹ نہنہ پرا
وہاں میری جان نکلنے دیر نہ لگے گی

تھ پرسید گھٹے گھٹ کیرا
جہاں تمہارا پسینا بھی گرے گا

تھ کہنہ پاٹ ہئے نہنہ سلجا
تمہارے واسطے میرے دل میں تخت آراستہ کیا ہے

اب تھ مور دھوں جگ راجا
اب ہمارا اور تمہارا دونوں جہان میں راج ہے

دوہا

جوں رے جیہنہ مل گرہ رہہنہ مرہنہ تو ایکے دوؤ
اگر زندہ رہے تو باہم مل کر رہیں گے اور اگر مر گئے تو دونوں ایک ہی جگہ جائینگے

تھ جیو کہنہ جن ہوے کچھ موہنہ ہوی سو ہوؤ
تمہاری جان کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے اور میری جان پر جو کچھ نہ وال آنا ہو آوے

سولی کھنڈ رتن سین

باندھ تپا آنی جہنہ سوری
تمام جوگی سولی دینے کے لئے لائے گئے

لوگ کہنہہ یہ ہوئے نہ جوگی
سب لوگ کہتے تھے کہ یہ جوگی نہیں ہے

جس مارے کہنہ باجا تورو
جسوقت قتل کرنے کو تر ہی بجائی گئی

جُرے آے سب سنگھل پوری
جہاں سنگھلدیپ کے باشندے اکٹھا ہوے

راج کنور کوئی اہے بیوگی
بلکہ جدائی کا مارا ہوا کوئی شاہزادہ ہے

سوری دیکھ ہنسا منصورو
تو منصور کی طرح سولی کو دیکھکر ہنسا

جوگی کیر کرہُ پے کھوجو
اس جوگی کا پتہ لگانا چاہیئے

پہلے گرو دیئی کہنہ آنا
سب سے پہلے گرو یعنی رتن سین کو سولی کیلئے حاضر کیا

کاہُہہ لاگ بھیو ہے تپا
کسی کی فرقت میں جوگی ہو گیا ہے

چمکے دسن بھیو اُجیارا
دانتوں کی چمک سے ایک روشنی پیدا ہوئی

مکٹ یہ ہوے نہ راجا بھوجو
کہ یہ شخص راجا بھوج تو نہیں ہے

دیکھ روپ سب کوئی پچھتانا
جس کا حسن دیکھکر سب افسوس کرنے لگے

ہئے سو مال کرہ مکھ جپا
دل کو تسبیح بنا کر منہ سے اُس کا نام جپتا ہے

جو جہنہ تہاں بیج اس مارا
جس جو جہاں تھا وہیں بجلی گرنے کیطرح مجروح ہوا

دوہا

سب پوچھہنہ کہہُ جوگی جات جنم اد نا ئو
سب لوگ پوچھتے تھے کہ اے جوگی اپنی قوم پیدائش اور نام بتلاؤ

جہاں ٹھاؤں رو وے کر ہنسا کہو کیہہ بھاؤ
جو رونے کا مقام ہے وہاں ہنسنے کا سبب بتلاؤ کیا ہے

کا پوچھو اب جات ہماری
رتن سین نے جواب دیا کہ اب ہماری قوم کیا پوچھتے ہو

نلج بھکھا رِ لاج جنھہ کھوئی
ہم گدا بے شرم و بے حیا ہیں

آج یہنہ سوں ہوئے نبیرا
آج عشق کا فیصلہ ہو گا

ہم جوگی او تپا بھکھاری
ہم بھیک مانگنے والے جوگی اور فقیر ہیں

تیہ کے کھوج پرے جن کوئی
ہمارے کھوج میں کوئی نہ پڑے

آج پہم تج گگن بسیرا
اور آج ہی زمین کو چھوڑکر آسمان پر قیام ہوگا

آج نیہ سوں ہوی نرارا
آج محبت خالص حاصل ہوگی

جوگہہ کون جات ہو راجا
اے لوگو جوگیوں کی کیا ذات ہو سکتی ہے

جا کر جیو مرے پر بسا
دنیا کو چھوڑنے ہی پر جس کو راحت مل سکتی ہے

آج کیا پینجر بندھ ٹوٹا
آج قالب کے تیہ خانہ کی بندش ٹوٹ گئی

آج پیم سنگ چلا پیارا
اور آج محبت کے ہمراہ محبوب بھی جائیگا

گا یہ نہ کوہ مارنہہ لاجا
جنکو یہ گالیاں کھلانے پر غصہ اور نہ مارنے جانے پر شرم

سوری دیکھ سو کس نہنہ ہنسا
وہ شخص سولی کو دیکھکر کیونکر نہ ہنسے گا

آج پرا ان پریو اچھوٹا
اور آج طائر روح کو رہائی حاصل ہوئی

دوہا

آج ادھ سر پہونچی گئے جانوں مکھ رات
آج وعدہ پورا ہو گیا اب اس دنیا سے سرخرو ہو کر روانہ ہو رہا ہوں

بیگ ہوہُ موہنہ مارہُ جن چالہہ یہ بات
اے لوگو بہت جلد میرا کام تمام کرو میری حالت کا تذکرہ مت کرو

کہنہ سنو رجیہ چاہس سنورا
جلا دوں نے کہا جسے یاد کرتا ہو کرے

ہم تو کرہنہ کیت کر بھنورا
اب ہم تجھے کیتکی کے بھونرے کے مانند ہلاک کرنا چاہتے ہیں

کہس وئی سنوروں ہر پھیرا
ترجمہ یہ ہے کہ میں ہر وقت اسکو یاد کرتا رہا ہوں

موئے جیت آہوں جیہ کیرا
کہ جو موت اور حیات میں میری پناہ ہے

اوسنوروں پدماوت راما
پھر اُس پدماوت کو یاد کرتا ہوں

یہ جیو تیو چھاو تیہ ناما
کہ جس کے نام پر یہ جان قربان ہے

پدماوت پدماوت کہیں
تب تک پدماوت پدماوت کہتا رہونگا

رہنہ تو بوند بوند مہنہ ٹھاؤں
جسم کے قطرہ خون میں اُس محبوبہ کا قیام ہے

پر ہنہ تو سوئی لے نے نائوں
ہر ایک قطرہ لہو کا اُسی کا نام لے کر گریگا

سو تہنہ سوت بیدھ جیو دھا
اور ہر ایک سام میں وہ پیوست ہے

رؤوں رؤں تن تاسوں اروھا
جسم کے ہر ایک رگ میں وہی بیدھا ہے

ہاڑہ ہاڑ سبد سو ہوئی
ہر ایک ہڈی سے وہی صدا آرہی ہے

نس نس ماہنہ اُٹھی دھن سوئی
اور ہر ایک رگ میں وہی آواز آیا کرتی ہے

دوہا

کھای برہ گا تا کر گو دا نس کی ہان
اُس کی فرقت نے مغز و گوشت کو بالکل کھالیا ہے

ہوں پُن سانچا ہوے رہا وہ کی روپ سمان
اور مجھ قالب بیجان میں اُس کا من بس گیا ہے

جو گہہ جیہنہ گاڑھ اس پرا
جب سطح جوگیوں پر سخت مشکلات آئیں

مہادیو کر آسن برا
تو مہادیو جی کا آسن لرزنے لگا

اوہنس پاربتی سوں کہا
اور ہنسکر پاربتی جی سے کہا

جانہ سو رگہن اس گہا
کہ سورج کے گہن کی طرح راجہ پر سخت مشکل آپڑی ہے

آج چڑھے گڑھ اوپر تپا
آج راجہ کے تعلق پر جوگی لوگ چڑھ آئے تھے

راجیں گہا سورت چھپا
تو راجہ نے گرفتار کر لیا گویا گہن نے آفتاب کو چھپا لیا ہے

جگ دیکھے کا کو تک آجو
تمام خلقت آج تماشہ دیکھنے کو گئی ہے

جہاں تپا ماری کہنہ ساجو
جہاں جوگیوں کے قتل کرنے کا سامان کیا گیا ہے

چل مہیس دیکھیں یہ گھری
اور بولیں کہ اے مہادیو جی چلو یہ تماشا دیکھیں

بھیس بھانٹ بھارٹ کر کینھا
بھار اور بھارٹن کی طرح اپنا بھیس تبدیل کر لیا

اوہنونت بیر سنگ لینھا
اور بیر ہنومان جی کو اپنے ہمراہ لیا

آئی گیت ہوے دیکھن لاگی
چھپے ہوئے آکر تماشہ دیکھنے لگے

وہ مورت کس ستی سبھاگی
کہ وہ شخص کس طرح ستی کی مانند عمدہ قائم رہ سکتا ہے

دوہا

کٹک اسو جھ دیکھ کے راجا گرب کریئ
راجہ گندھرپ سین فوج بیشمار دیکھکر غرور سے بھر گیا

دئی کہ دساند یکھے دہنہ کا کہنہ جے دیئی
قدرت کاملہ کی پروا نہیں کرتا دیکھئے کس کو فتحیابی حاصل ہوتی ہے

ٹلہ وہ عورت جو اپنے خاوند کے مرجانے پر اُسی کے ساتھ جل جاتی ہے اسکو ستی کہتے ہیں ۱۲

آسن لیئے رہا ہو تپا
جوگی آسن لگائے ہوئے بیٹھا تھا

پد ماوت پد ماوت جپا
اور پد ماوت پد ماوت جپ رہا تھا

من سمادھ تاسوں دھن لاگی
اُسی کے تصور میں دل محو ہے

جیہ درسن کارن بیراگی
جس کے دیدار کے لئے بیراگی بنا ہے

رہا سمای روپ وہ ناؤں
اُسی کے حسن و نام میں محو ہے

اور نسوجھ بار جیہ جانوں
اور کوئی دوسرا دروازہ نہیں کھلائی پڑتا جہاں جاؤں

جنھو یہ پنتھ دینھ اُپدیسو
جنھوں نے مجھے اس راستہ کی ہدایت فرمائی

پار بتی پُن ست سراہا
پھر پاربتی جی نے اسکی راستی کی تعریف کی

او پھر مُکھ مہیس کرچا ہا
اور مہادیو جی کا منھ دیکھنے لگیں

اوہیں مہیس کہنہ کروں ادیسو
ارادہ ہوا کہ مہادیو جی کو سلام کروں

کت سر ناوہنہ اے پردیسی
جہاں مہادیو جی کے دلمیں تن سین کیلئے مہربانی پیدا ہوئی تو کسی دوسرے کی خدمتیں یہ مسافر کیسے سر جھکاتا

مرتھوں لینھ تھارا ناؤں
مرتے ہوئے بھی تمھارا نام لے رہا ہے

ہئیں مہیس بھئی جو میسی
جب مہادیو جی کے دلمیں تن سین کیلئے مہربانی پیدا ہوئی

تھ چیت کینھ رہے یہ ٹھاؤں
تمھاری ہی مہربانی سے یہ قائم رہ سکتا ہے

دوہا

مارت ہیں پردیسی راکھ لیہہ یہ بیر
بیچارے مسافر کو ناحق قتل کر رہے ہیں اب کے آپ اسکو بچایئے

کوئی کاہو کرنا ہیں جو ہو چلے نہ تیر
اسوقت کوئی کسی کا بھی نہیں ہے کوئی پاس بھی نہیں پھٹکتا

سورِی دینھ رتن کو جہاں
جہاں رتن سین کو سولی دینے کا سامان کیا گیا تھا

سے سندیس سُوا گا تہاں
طوطا ہیرامن پیغام پدماوت کا لیکر وہاں پہونچا

رووہنہ سب راجا کھ ہیرا
سب لوگ رتن سین کا منھ دیکھکر رونے لگے

دیکھ دُون ہیرامن کیرا
ہیرامن کا رونا دیکھکر

بکل بہت کچھ کہی نجائے
جسے رتن سین کو ایسی بیقراری بڑھی جو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے

کہہ سندیس سب بپت سنائے
ہیرامن نے پیغام لیکر پدماوت کی مصیبت بیان کی

سُن سندیس راجا ت ہنسا
پدماوت کا پیغام سُنکر رتن سین ہنسا

دیکھ رتن ہیرامن روا
رتن سین کو دیکھکر ہیرامن رونے لگا

مانگہہ سب بدھنا سوں روئی
حاضرین روتے ہوئے خدا سے استدعا کرنے لگے

کاڑھہ پران بیٹھ لے ہاتھاں
کہا کہ پدماوت اپنی جان بکا کر ہتیلی پر رکھے بیٹھی ہے

پران پران گھٹ گھٹ تہنہ لیسا
اور بولا کہ اسکی جان میں جان اور دل میں دل سما رہا ہے

راجا جیو لوگن ہٹھ کھووا
اور کہا کہ اے راجا لوگوں نے عمداً تمھاری جان لی

دوہا

ہیرامن او بھانٹ دسوندھی بھیے جیو پر اک ٹھاؤں
ہیرامن اور دسوندھی بھاٹ سب ایک دل ہو کر

چل سو جامی اب دیکھ تہنہ جہنہ بیٹھا رہ راؤ
دیکھتے بھالتے وہاں پہونچے جہاں راجہ گندھرب سین بیٹھا ہوا تھا

راجا رہا دشٹ کے اوندھی
دیکھا کہ راجہ گندھرب سین سر جھکائے بیٹھا ہے

سہہ نہ سکا تب بھاٹ دسوندھی
بھاٹ کو یہ بات گوارا نہ ہوئی

کہس میل کے ہاتھ کٹاری
کٹاری پر ہاتھ رکھکر بھاٹ نے کہا

پرکھ نہ آچھیں بیٹھ پٹاری
مرد بہادر پٹاری کے اندر نہیں چھپ سکتا

کانھہ کوپ کے مارا کنسو
کرشن جی نے غصہ میں آکر کنش کو مارا
ٹھاڑھ دیکھ سب راجا راؤ
دیکھا کہ تمام راجہ و راؤ بہت بستک ہیں

گوکل مانجھ بجاوا بنسو
اور گوکل میں بانسری کو بجایا
بائیں ہاتھ دینھہ پربھاؤ
اس وقت بائیں ہاتھ سے آشیرواد بجالایا

گندھرب سین جہاں رس باڑھا
جہاں راجہ گندھرب سین غصہ میں بھرا بیٹھا تھا
بولا گندھرب سین رسائی
غصہ میں آکر راجہ گندھرب سین نے کہا

جاسی بھاٹ آگے بھاٹھاڑھا
وہاں بھاٹ جا کر آگے کھڑا ہوا
کیس جوگ کس بھاٹ اسائی
کیسا جوگی اور کیسا یہ بھاٹ بے ادب ہے

جوگی پان آگ تو راجا
بھاٹ نے کہا جوگی پانی ہو تو راجا تو آگ

آگ پان سون جوجھ نہ راجا
آگ پانی سے بجھ جاتی ہے جنگ نہ کر اے راجا اب بھی سمجھ

دوہا

توریں بار کھپر ہے لینھیں بھکھیا دیہہ نہ جوجھہ
تمہارے دروازے پر جوگی چمپل لئے کھڑا ہے بھیک دے اور جنگ نہ کر

جوگ نہوی آہ سو بھوجو
وہ جوگی نہیں ہے بلکہ راجہ بھوج ہے
مہادیو رن گھنٹ بجاوا
اسی خاطر مہادیو جی نے طبل جنگ بجایا

جانہہ بھید کرہ سو کھوجو
جو شخص اس کا راز جانتا ہو وہ شناخت کرے
سن کے سبد برنبھ چل آوا
کہ اسکی آواز سے تمام برہمانڈ موجود ہوا

چھپین کوٹ بیسندر بیرا
چھپن کروڑ طرح کی آگ جلنے لگی
سوا لاکھ پربت پھر ہیرا
اور سوا لاکھ پہاڑ اڑ کر آپہونچے

بھارتھ ہوئے جوجھہ جو اودھا
اگر لڑائی شروع ہوئی تو مہابھارت کیطرح بہت بڑی ہوگی اور جتنے بھی بیادر راجہ ہیں سب مارے جائینگے
باسک پھن پتاسوں کاڑھا
ناگ باسکی نے تحت الثری سے پھن نکالا
چڑھے استر لے کشن مراری
ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر کرشن جی چڑھائی کردی اور تمام اندر لوک مدد کیلئے ایک پکار میں آگئے
اوچھیا نوے میگھ دل کاجا
اور چھیانوے فوج بیگھوں کی گرجنے لگی

ہوہنہ سہای آئے سب جودھا
اور زمین کے آٹھوں ہاتھی کھڑے ہوئے
اشٹو کلی ناگ بھاٹھاڑھا
اندر لوک سب لاگ گوہاری

دوہا

نوے ناتھ چل آوہنہ اوچھ راسی سدھ[۵۱]
نوے قسم کے ناتھ زاہد اور چھ راسی قسم کے سدھ آپہونچے

آج مہابھارتھ رن چلی گگن گرڑ اوگھ
آج جنگ عظیم ہوگی آسمان پر گرڑ کرکس وغیرہ پرندے منڈلائے

بھئی آگیا کو بھاٹ ادبھاؤ
حکم ہو کہ یہ بے ادب بھاٹ کون ہے
کو جوگی اس نگریں موریں
میرے شہر میں ایسے کون جوگی آئے ہیں

بائیں ہاتھ دیئے برنبھاؤ
جو بائیں ہاتھ سے سلام کرتا ہے
جو دے سیندھ چڑھے گڑھ چوریں
جو قصد دیکر قلعہ پر چوری کرنے کو چڑھے

[۵۱] یہ جوگیوں کا ایک فرقہ ہے جو بلفظ ناتھ موسوم ہے گرو گورکھناتھ کے زمانہ سے یہ فرقہ زاہدوں کا مشہور ہوا ہے ۱۲

اِندر ڈرے نت ناڈے ماتھا
میرے خوف سے راجہ اندر ہمیشہ سر جھکاتا ہے
دھرتِ ڈری اومنڈپ میرو
زمین منڈپ اور پہاڑ کانپتے ہیں

کسن ڈرے سیسہ نہ جھکاتھا
اور کرشن کنھیا بھی ڈرتا ہے جیسے کالے ناگ کو نا تھا
چند رسورا وگنگن گنبھیرو
اور چاند سورج و آسمان میں تارا گن بھاگتے ہیں

برمھا ڈرے چترمکھ جاسو
چار منھ والا برھما ڈرتا ہے
میگھو ڈرہنہ بجلی جنھ دیٹھے
بادل ڈرتا ہے جس کی نگاہ بجلی ہے

اوپاتال ڈرے بل باسو
اور راجہ بل و باسکی ناگ جمت الثری میں کانپتے ہیں
کرنھہ ڈرے دھرتی جنھ مٹھے
اور وہ کچھوا ڈرتا ہے جسکی پیٹھ پر زمین ہے

چھوں توسب مانگوں دھر کیسا
اگر چاہوں تو تمھاری جیتا پکڑ کر کچھوا دیں

او کو گھست انیک نے یسا
جہاں پر بڑے بڑے راجاؤں کا کوئی شمار نہیں

دوہا

بولا بھاٹ نریس سُن گرب نچھا جا جیوں
بھاٹ نے کہا اے راجا سن مخلوق کو غرور کرنا زیبا نہیں

کمبھ کرن کی کھوپری بوڑت بانچا بھیوں
دیکھو بڑا بہادر راجہ بھیم کمبھ کرن کی کھوپڑی میں ڈوبتے بچا

راون گرب برودھا راموں
غرور میں آکر راون نے رامچندر سے دشمنی پیدا کی

اوہی گرب بھیو سنگراموں
اسی غرور کی وجہ سے لڑائی ہوئی

نتس راون اس کو بر بنڈا
اُس راون کے مقابلہ میں کوئی سورما نہ تھا

جنھ دس سیس بیس بھُجڈنڈا
جس راون کے دس سر اور بیس بازو تھے

سورج چکے تپے رسوئی
آفتاب اُس کا کھانا پکاتا تھا

بیسندر نت دھوتی دھوئی
اور آگ اُس کی دھوتی دھویا کرتی تھی

سوک سینٹا مس مسیارا
زہرہ اُسکا عصا بردار اور چاند مشعل تھا

رہا نہ دوسر سینھہ کاندھا
اسکی ہمسری کوئی خواب میں بھی نہ کر سکتا تھا

مینچ لا یکے پاٹے باندھا
موت کو اُسنے ایک پٹے میں باندھ رکھا تھا

جو اس بجر بڑے نہتہ مارا
سخت پتھر کے مانند جسمین جنبش بھی نہ ہوتی تھی

ناتی پوت کوٹ دس لہا
بیٹے اور پوتے اسکے دس کرور تھے

رو و نہار نہ ایکو رہا
لیکن رونے والا ایک بھی نہ بچا

دوہا

اوچھہ جانکے کا ہو جن کوئی گرب کریئے
کسی کو حقیر سمجھ کر کوئی غرور نہ کرے

اوچھی پار دئی ہے جیت پتر جو دیئے
محتاج کا خدا حافظ ہے جس نے کمزور کو زور آوروں پر فتح بخشی

او جو بھاٹ تہاں ہُت آگے
راجہ گندھرب سین کا بھاٹ راجہ کے آگے آیا

بنے اٹھارا جا رس لاگے
اور غصہ میں بھرے ہوئے راجہ کی تعریف کرنے لگا

بھاٹ آہ ایسر کے کلا
بھاٹ بصورت مہادیو ہوتا ہے

راجہ سب راکھنہ ار کلا
راجاؤں کو چاہیئے کہ اُس سے حجت نہ کریں

ل ایسورت زاہد جنگل میں رہنے والے رامچندر و لچھمن یعنی راون باوجود اس قوت و صولت کے دو زاہدوں رام و لچھمن کے ہاتھ سے مارا گیا گویا اسکو تکبر و غرور کا یہ ثمرہ ملا

بھاٹ مینچ آپن پن دیسا
اور کہا یہ بھاٹ تو اپنی موت کا منتظر ہے

تا کہنہ کون کرے رس رسیا
ایسے پر غصہ کرنا اچھا نہیں

بھیو جائیں گندھرب سینی
راجہ گندھرب سین نے کہا

کاہِ مینچ کے چڑھا نسینی
کہ یہ بھاٹ موت کے زینہ پر کیوں چڑھ آیا ہے

کہہ آنی مانی اس بڑھئی
یہ کیوں طیش میں آکر بے تکی باتیں کرتا ہے

کرس نہ بدھ بھینٹ جو کرئی
کیا اس شخص کی عقل سے ملاقات نہیں ہوئی ہے

جات بھاٹ کت اوگن لاوس
یہ بھاٹ کی قوم کا بے تکی باتیں کیوں کرنا ہے

بائیں ہاتھ راج بر نبھاوس
کہ جس نے بائیں ہاتھ سے راجہ کو سلام کیا

بھاٹ نانوں کا مارو جیوا
تیرا نام بھاٹ ہے اسلئے تیری جان کیا لیجاوے

ابھوں پول ناتکے گیوا
اب بھی خیریت ہے کہ سر جھکا کر نہ دیوے سے جاؤ

دوہا

توئیں رے بھاٹ وے جوگی تو ہِ ایہہ کہاں کہ سنگ
توبھاٹ ہے اور وہ جوگی تیرا اور اُس کا ساتھ کس طرح ہو سکتا ہے

کہاں چڑھے اس پاوا کہاں بھیو چیت بھنگ
اُس نے قلعہ پر چڑھنے کا ارادہ کیوں کیا اُسکی عقل کیا ماری گئی تھی

جو ست پوچھیں گندھرب راجا
اے راجا گندھرب سین اگر سچ بات پوچھتا ہے

ست پے کہوں پرے نہنہ گاجا
تو میں سچ ہی بیان کرتا ہوں مجھ پر بجلی نہیں گر پڑیگی

جینو دیپ چتا ور دیسو
ملک ہند میں چتور گڑھ نام کا ایک شہر ہے

چیتر سین بڑ تہاں نریسو
وہاں کا راجہ چیتر سین بڑا دلاور راجہ ہے

کھانڈے اچل سمیر بسھارو
اسکی تلوار سمیر پہاڑ کے مانند باوقار ہے

بڑے نہ جو لاگے سنسارو
اگر تمام زمانہ لگا ہے تو بھی مقام سے ٹل نہیں سکتی

داہن ہاتھ اُٹھاویں تاہی
میں اپنا داہنا ہاتھ اسی راجہ کیلئے اٹھاتا ہوں

بھاٹھہ کاہ میچ سوں ڈرنا
بھاٹ کو موت سے کیا ڈرنا

ہاتھ کٹار پیٹ ہن مرنا
جو اپنے ہاتھوں پیٹ میں کٹاری مار کر مرجاتا ہے

رتن سین یہ تا کر بیٹا
یہ رتن سین اُسی کا بیٹا ہے

کُل چوہان جاہی نہنہ میٹا
چوہان خاندان کا یہ چھوت مٹائے سے نہیں مٹ سکتا

دان سمیر دیت نہنہ کھانگا
پہاڑ سمیر کے مانند اسکی بخششیں کبھی کم نہیں ہوتیں

جو یہ مانگ نہ اورہ مانگا
جس نے اُس سے پایا وہ پھر دوسرے دروازہ پر نہیں گیا

اور کو اس بر نبھاؤں جاہی
دوسرا کون ہے جسکو اس داہنے ہاتھ سے سلام کروں

دوہا

مانوں مہاپاتر مُہنہِ تہاک بھکھاری دیٹھ
میرا نام مہاپاتر ہے میں اُسی راجہ کا بھکھاری ہوں

جو کھر بات کہیں رس لاگے کھرپے کہے بیٹھ
میری کھری بات کہنے پر آپکو غصہ ہی کیوں آئے لیکن قائدہ ہوں کھری بات ضرور کہونگا

بھلکھن سُن مہیس من لاجا
اسوقت کی گفتگو سے مہادیو کو شرم آئی

بھاٹ کراں ہوئے بنوا راجا
تو بھاٹ کیطرح راجہ گندھرب سین کی عاجزی کرنے لگا

پے جو بات ہوئے بھل آگے
جس بات سے آیندہ آپکی بھلائی ہوگی

کہا چہی کا بھار رس لاگے
وہی بات میں کہنا چاہتا ہوں غصہ کرنے سے کیا فائدہ

گندھرب سین توں راجا مہا
اے گندھرب سین تو بہت بڑا راجہ ہے

ہوں مہیس مورت سُن کہا
میں بصورت مہادیو ہوں میرا کہنا مان لے

راج کنور یہ ہوی نہ جوگی
یہ جوگی نہیں ہے بلکہ ایک راجکمار ہے

سُن پدماوت بھیو ہوگی
پدماوت کے حسن کو سنکر اُسکے عشق میں فقیر ہو گیا ہے

جنبودیپ راج گھر بیٹا
ہندوستان کے ایک راجا کا فرزند ہے

جو ہے لکھا سو جای نہ میٹا
قسمت کا لکھا ہوا کبھی مٹ نہیں سکتا

توں رے سوی جای وہ آنا
تھا اسے طوطے نے ہی اُسے یہانتک پہونچایا ہے

اوجا کر بروک تیں مانا
جس نے آپ کی جانب سے رسم جھاڑ پھونک کی تھی

پُن یہ بات سُنی سیولوکا
پھر اس کا نذکرہ شیولوک میں بھی ہوا

کرسو بیاہ دھرم پرلوکا
لہذا اسکے ساتھ پدماوت کی شادی کرکے طوطے کا فرض ادا کیا

دوہا

کھیر لیہیں بھیکھہ پے مانگی موین نہ چھانڑے بار
بوجھ دیکھو جو کنک کچوری بھیکھ دیہہ نہنہ مار

کھیر لئے ہوئے تمسے بھیک مانگے ہاتھ مونہ تے دم بھی تھا اور دروازہ نہیں چھوڑتا
بخوبی سمجھکر دیکھو کہ اگر سونے کا کٹورا ہے تو بھیک دے اسے مار نہیں

اوہٹ ہوہ رے بھاٹ بھکھاری
راجہ گندھرب سین نے کہا اے بھائی ہٹ دور ہو

کاتو موہنہ دیئی اس گاری
کیوں تو مجھے اس طرح گالیاں دے رہا ہے

جوگی جتی آو جت کوئی
جوگی جتی وغیرہ جو کوئی بھی آتا ہے

سُنت تراس مان بھاسوئی
وہ میرا حال ہی سنکر خوف کھا جاتا ہے

جس چمہ اچھ چھوں تھر دیکھا
اب بھوکے غنمت ہے جو کچھ بھیک مانگے دیدیا جاویگا

ناہنہ بید دھر سوری جیو لیکھا
ورنہ سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا جاوے گا

جاسوں ہیرو ں جاے پتارا
جسپر نگاہ غضب والوں تخت الثری کو پہونچا جاتے

کو موہنہ جوگ جگت ہو پارا
اس دنیا میں ایسا کون ہے جو میرا مقابلہ کر سکے

بھیکھ لیہہ پھر مانگو آگے
بھیک لے اور آگے چل کر مانگ

جیہہ اس سادھ ہوی جیو کھوا
جو کامل شخص اس طرح اپنی جان کھوتا ہے

یہ سب جوگی تمام رات میرے قلعہ کو گھیرے پڑے تھے
یہ سب بین رہے گڑھ لاگے
وہ شمع کے پروانہ کیطرح زار زار روتا ہے
سو تینگ دیپک تس روا
سُر نر مُن گن گندھرب دیوا
دیوتا انسان درویش اور گندھرب وغیرہ ہمیشہ میری خدمت کیا کرتے ہیں اس چیز جوگی کا ہو گیا

دوہا

موسوں کو سر بر کرے رے سُن جھوٹھے بھاٹ
چھار ہوے جو چالوں پنج ہستن کر ٹھاٹ

اے جھوٹے بھاٹ سُن میرا مقابلہ کرنے کی کس میں طاقت ہے
اگر میں اپنے ہاتھیوں کی قطار چلادوں تو مقابل خاک میں مل جاویں

جوگی دھر میلے سب پاچھے
اب جوگی لوگ تو پیچھے پڑ گئے

اوری مال آہی رن کا چھے
اور آگے میدان جنگ میں بہادر انگد کمر باندھکر آتا ہے

منتر تھ کہا سنہہ ہو راجا
منتر تھ نے یہ سنکر راجہ سے کہا

ہوت آو در جگت اسوجھو
اب دیکھئے یہ بیشمار لشکر چلا آرہا ہے

دیکھہ اب جوگنھہ کے کاجا
اور اب جوگیوں کے کرشمے دیکھو

کھن اک مہنہ جُجھ مٹ ہے پیتا
ذرا دیر میں دونوں لشکر اب بھڑ جانا چاہتے ہیں

درمہنہ چڑھے جورہے سو جیتا
جو لشکر باقی بچے گا وہی گویا کامیاب ہوا

ہست پانچ جو اگن دھائے
پانچ ہاتھی جو لشکر کے سامنے دوڑے تھے

تے انگد دھر سونڑ پھرائے
انگد نے انکی سونڈیں پکڑ کے گھما کر پھینک دیا

انگد بہادر نے میدان کا مورچہ لیا
کر بہادر انگد نے میدان کا مورچہ لیا

دیکھ اُڑائے سرگ کہنہ گئے
اُن ہاتھیونکو ایسا اُڑایا کہ آسمان پر پہونچ گئے - اور واپس نہ آئے بلکہ وہیں رہ گئے

لوٹ نہ پھرے تہیں کے بھئے

دوہا

دیکھت رہے اچنبھو جو گنھہ ہستی بہر نہ آئے
جوگیوں نے جو اس حیرت انگیز طلسم کو دیکھا کہ ہاتھی پھر واپس نہ آسکے

جو گتھہ کر اس جو جھب بھوم نہ لاگے پائے
تو جنگ کرتے ہوئے جوگیوں کے پیر زمین میں نہ لگتے تھے

کہہنہ بات جو گنھہ ہم پائے
سب کہتے تھے کہ جوگیونکی طاقت ہمکو معلوم ہوگئی

کھن اک مانجھ چھت ہنھہ دھائے
معلوم ہوتا ہے تھوڑی دیر میں سبکو مٹا دینگے

جاسہ دھاوہ نہ اس کا کھیلہ
جبتک جوگیوں کا حملہ ہو تب تک ترکیب کرو

ہستنھہ کیر جوہ سب پیلہہ
کہ ہاتھیونکا سب گروہ جوگیونکی فوج میں گھسا دو

جوگ گج پیل ہوی رن آگے
جنگ میں جب پیشتر ہاتھیونکا حملہ ہو جاویگا

تس بگیل کرہ سنگ لاگے
پھر البتہ تکمیل کے ساتھ جنگ بخوبی ہو سکے گی

ہستی کی جوہ آئی انگساری
الغرض ہاتھیوں کا مقابلہ کیا گیا

ہنونت تبے لنگور سپاری
کہ فوراً مہابیر جی نے اپنی لنگوری فوج چاروں طرف پھیلا دی

جودھ سو سین جیت رن آئے
وہ فوج جیوں ہی میدان جنگ میں آئی

سبے لپیٹ لنگور چلائے
کہ اُن سب کو دُم میں لپیٹ کر پھینکا

بھٹک ٹوٹ بھئے نو کھنڈا
بہت سے ٹوٹ کر نو ٹکڑے ہو گئے

بھٹک جای پرے برہمنڈا
اور بہت سے آسمان چلے گئے

بھٹک بھنوین سو نہہ انتر کھا
بہت سے تو زمین و آسمان کے درمیان ہی گھومنے لگے

اہے جو لاکھ بھئے تے لیکھا
جو لاکھوں کی تعداد میں تھے انکا محض حساب ہی رکھا گیا

دوہا

بھٹک پرے سمند مہنہ پرت نپاوا کھوج
بہت سے تو سمندر میں ایسے جا گرے کہ اُنکا سراغ تک نہ لگ سکا

جہاں گرب تہنہ پیر اجہاں ہنسی تہنہ روج
جہاں غرور ہے وہاں درد اور جہاں ہنسنا ہے وہاں رونا

پھر آگے کا دیکھے راجا
پھر راجہ گندھرب سین آگے چلکر کیا دیکھتا ہے

الیسر کیر گھنٹ رن باجا
کہ مہادیو جی کا گھنٹہ میدان جنگ میں بج رہا ہے

سُنا سنکھ جو بسن اپورا
اُس نوسس کی آواز سنائی دی جسکو بشن جی بجا رہے تھے - اور آگے ہنومان جی کی لنگوری فوج تھی

لیتھیں پھریں سرگ پر مھنڈا
دیکھا کہ زمین و آسمان اور تمام خلقت ہمراہ ہی

سرگ پتار لوک مرتنڈا
اور تحت الثریٰ تک تمام مخلوقات ہل چل میں ہے

آگے ہنونت کیر لنگورا
راہو نکھت سورا و چندو
راہو تمام ستارے سورج اور چاند

جانونت دانو راکس پرے
نیز جتنے بھی راکشس شیطان وغیرہ وہاں تھے

اہتو بجر آی رن جرے
وے سب مسلح میدان جنگ میں آکر جمع ہو گئے

جبیہ کر گرب کرت ہت راجا
گندھرب سین جن پر غرور کرتا تھا

جھواں مہادیو رن کھرا
جہاں مہادیو جی میدان میں کھڑے تھے

راجا نای گیو پایں پرا
راجا وہاں سر جھکا کر قدموں پر گرا

دوہا

کہہ کارن رِس کیجے ہوں سیوک اوچیر
اور بولا کس لئے غصہ ہوتے ہیں بندہ تو خادم و غلام ہے

جیہ چاہی تیہ دیجے بار گسائیں کیر
آپ مالک ہیں آپ ہی کی یہ لڑکی ہے جسکو چاہیں اُسکے حوالے کردیں

تب مہیس اُٹھ کینھ بیٹھی
تب مہادیوجی نے اُٹھکر قاصد کا فرض ادا کیا

پہلے کڑوا نت ہوی مٹھی
کہا کہ ابتدا میں جو چیز کڑوی ہوتی ہے اسکا انجام شیریں ہوتا ہے

توں گندھرب راجا جگ پوجا
تو راجا گندھرب سین تمام دنیا کا مسجود ہے

ہیرامن جو تمھار پریوا
ہیرامن نامی جو تمھارا طوطا ہے

گا چتورا و کینھس سیوا
وہ چتور گڑھ گیا اور اس جوگی کی خدمتیں کرتا ہے

تیہ بلای پونچھو وہ دیسو
اس طوطے کو بلا کر اُس ملک کا حال پوچھئے

اوپونچھو جوگہہ جس بھیسو
اور جوگیوں کے بھیس کی بابت دریافت کیجے

ہمرے کہت روس نہہ آنو
ہماری باتوں پر تو ناراض نہ ہو

جو وہ کہے سوئی پرمانو
جو بات وہ طوطا کہے اسی پر یقین کرو

کرے بیاہ دھرم سٹھ توکان
تجھے لازم ہے کہ شادی کرے بڑا ثواب ہوگا

جہاں بار تہہ آو بروکان
جہاں لڑکی وہیں اُس کا شوہر

جو پہلیں من مانِ نہ کاندھی
پہلے تو تو نے میری بات قبول نہ کی

پرکھی رتن گانٹھ تب باندھی
اب جو رتن کو پرکھا تو گانٹھ باندھی

دوہا

رتن چھپائے نا چھپے پارکھ ہوی پریکھ
جواہرات چھپائے سے نہیں چھپتے تو جوہری بن کر پرکھ لے

گھال کسوٹی دیجئے کنک کچوری بھیک
کسوٹی میں کس کر سونے کی کٹوری میں بھیک دے

ہیرامن جو راجہیں سُنا
راجہ نے جو ہیرامن کا نام سُنا

روس بجھان ہئے نہہ گنا
تو غصہ فرو ہو گیا اور دل میں غور کیا

اگیا بھئی بولا وہ سوئی
حکم ہوا کہ ہیرامن کو جلد حاضر کرو

پنڈت ہتے دھوکھ نہہ ہوئی
معلموں سے کسی طرح کا دھوکا نہیں ہو سکتا

بھے گیا جس سہسک دھائے
حکم ہوتے ہی ہزار ہا اشخاص دوڑے

ہیرامنہہ بیگ لے آئے
فوراً ہیرامن کو لا حاضر کیا

کھولا آگیں آن منجوسا
راجہ گندھرب سین کے آگے پنجرا کھولا گیا

ملا نکس بہہ دن کر روسا
زمانہ دراز کا روٹھا ہوا طوطا پنجرے سے نکلکر ملا

استت کرت ملا بہہ بھانتی
تعریف کرتے ہوئے بھاجڑی تمام پیش آیا

راجیں سُنا ہئے بھے سانتی
اُسکی آواز سنکر راجہ کو دلجمعی حاصل ہوئی

جانہہ جرت اگن جل پرا
گویا جلتی ہوئی آگ پر پانی پڑ گیا

ہوی پھلوار رہس ہئے بھرا
اور خوشی سے بھرا ہوا دل مانند پھلواری کے شگفتہ ہوا

راجیں مِل پونچھے ہنس باتا
مل کر راجہ نے ہنستے ہوئے پوچھا

کس تن پیت برن مکھ راتا
کہ تمھارا بدن زرد اور منھ سرخ کیوں ہو رہا ہے

دوہا

چترِ بید تھ پنڈت پڑھے سا ستر بید
تم وید و شاستروں کو پڑھے ہوئے عاقل و دانا، عالم و فاضل ہو

کہاں چڑھا یہہ جوگ گھہ آئے کینھ گڑھ بھید
ان جوگیوں کو تم نے قلعہ پر کیسے چڑھا دیا جنھوں نے قلعہ میں نقب لگایا

ہیرامن رسنا رس کھولا
ہیرامن طوطے نے اپنی زبان شیریں کھولی

دے اسیس او ستت بولا
اور دعا دے کر تعریف کرنے لگا

اندر راج راجیہر مہا
آپ راجہ اندر کیطرح راجاؤں کے بھی سردار ہیں

سُن ہیئے رس کچھ جای نہ کہا
چونکہ غصہ میں ہیں اسلئے کچھ کہنے کی ہمت نہ پڑی

پے جنھہ بات ہوی بھل آگیں
لیکن جس بات میں آیندہ مالک کی بھلائی ہو

سیوک نڈر کہے رس لاگیں
سچا خادم اُسے بیخوف کہتا ہو خواہ غصہ کیوں نہ لگے

ہوہ نہ بکرم راجا بھو جا
جسکی ہمسری راجہ بکرماجیت وراجہ بھوج بھی نہیں کرسکتا

ہوں سیوک تمھ آوِ گسائیں
میں ابتدا رزندگی سے حضور کا خادم ہوں

سیوا کروں جیو جب تائیں
اور تاحیات خدمت کرتا رہوں گا

سوئی جیہہ مہنہ بسے نرسیو
وہی ہمارا راجہ میرے دل میں بس رہا ہو

جو وہِ سنورے ایکے تہی
جو اسکو ایک توہی ہے یہ کہکر یاد کرتا ہے

دوہا

نین بین او سرون سبھے تور پرساد
سیوا مور یہی نت بولوں آسرباد

آنکھیں اوبھوں لتا اور کان وغیرہ سب کچھ حضور کے تبرک ہیں

خادم سے یہی خدمت ہو سکتی ہے کہ ہمیشہ دعا گو رہے

جو اس سیوک جیہہ تپ دسا
اس طرح کا خادم جو ہر وقت خدمت میں مصروف رہتا ہو

تہک جیبھ انبرت پی بسا
اُس کی زبان میں آبحیات کا اثر ہوتا ہو

تیہ سیوک کی کر مہنہ دوسو
اُس خادم کی تقدیر ہی کا قصور ہے

سیوا کرت کرے پت روسو
کہ جسکی خدمت سے مالک ناراض ہو جاوے

اوجھہ دوس نہ دوسہہ لاگا
اور جہاں بیقصور و بیزار الزام لگ جاتا ہو

تہاں سوڈروں جیو لے بھاگا
وہاں سے میں ڈرا اور اپنی جان لیکر بھاگا

تاکے جہاں جای جوڈ ہنا
جہاں کیلئے نظر اُٹھائی فوراً وہیں پہونچگیا

سپت دیپ پھر دیکھوں راجا
اے راجہ ساتوں ملکوں میں پھر کر دیکھا

جنبو دیپ جای پن باجا
آخر کار جنبو دیپ (ہندوستان) میں آپہونچا

اونچ راج سر توہِ پہونچا
وہ بڑی ریاست حضور کی ہمسر تھا

رتن سین یہ تہاں نریسو
وہاں کے راجہ کا نام رتن سین تھا

دوہا

سُوا پھل لے آیوں تیہ کرن تین گھ رات
کیا بیت سو تیہ ڈر سنورو بکرم بات

میں طوطا بہت اچھا پھل لایا ہوں اسی سے میرا منھ لال ہے

اور راجہ بکرماجیت کی تکالیف یاد کرکے خوف سے بدن زرد ہو گیا ہے

پہلے بھیو بھاٹ ست بھاکھی
سب سے پہلے تو بھاٹ نے سچی حقیقت بیان کردی

پن بولا ہیرامن ساکھی
پھر ہیرامن طوطے نے اسکی تائید کرکے سچائی کا ثبوت دیدیا

راجہ بھا نسیے من مانا
تب راجہ گندھرسین کے دل کو اطمینان ہوا

باندھا رتن چھورے آنا
اور منوہا سے اُتار کر رتن سین لائے گئے

کُل پوچھا چوہان کُلینا
خاندان پوچھا تو چوہان ایک اچھا خاندان ہے معلوم ہوا

رتن[۱] نہ باندھے ہوی ملینا
قید ہونے پر بھی رتن سین کے چہرے پر ذرا شکن نہیں آئی

ہیرادسن پان رنگ پاگی
دانت ہیرے کے مانند تھے پان کی لالی نہایت خوشنما تھی۔ بوقت ہنسی کے مانند بجلی کے چمک پیدا ہوتی

بہنست بدن بیچ برتاگی

مَندرا سرون بین سوں جاچے
کندل کانوں کے بین باجوں سے ڈھکے ہوئے تھے

راج بین اُگھرے سب جھانپے
زبان شاہی کو شکذار ہونے ہی سب عیب میں آگئے

آنا کاٹرا ایک تکھارو
امتحاناً ایک گھوڑا دندان گیر منگایا گیا

کہا سُپھیر بھیو اسوارو
اور کہا کہ اسپر سوار ہو کر اسے پھیرئے

پھیرا تری چھتیسو کھُری
غرضکہ گھوڑے پر سوار ہو کر اسے چھتیس آن سے پھیرا

سین سراہا سنگل پُری
کہ تمام سنگدر یپ والے تعریف کرنے لگے

دوہا

کنور بتیسو لکھنا سہس کراں جس بھان
راجہ رتن سین میں بتیسوں لچھن موجود ہیں جسطرح آفتاب میں ہزاروں کرنیں

کاہ کسوٹی کسئے کنچن بارہ بان
خالص چمک دار سونے کو کسوٹی پر کسنا بیکار ہے

دیکھ مُرچ برکنول سنجوگو
رتن سین کو آفتاب اور پدماوتی کو بترس کنول تصور کرکے

اسٹ اسٹ بولا سب لوگو
سب لوگ آفرین آفرین کرنے لگے

ملاسو بنس انس اُجیارا
اچھے اور اعلیٰ خاندان کا شوہر مل گیا

بھا بروک او تلک سنوارا
لہذا انتخاب نوشہ کے بعد ٹیکے کی رسم ادا کیگئی

انرُدھ کوں جو لکھی جیمارا
انردھ کے گلے میں اوکھا نے جیمال بنائی

کو میٹی بانا سُر ہارا
(بجا) کون روک کر سکتا ہے جبکہ لچھمنا سُر بھی لگا

آج مرے انرُدھ کوں اوکھا
انردھ کو اوکھا کیطرح آج رتن سین کو پدماوتی ضرور ملیگی

دیوُ اندر دینھ سر دوکھا
اور دیوتا اندر کے سر میں درد ضرور پیدا ہوگا

سرگ سورُ بھئیں سرو رکیوا
آفتاب آسمان پر اور زمین پر تالاب میں گل کنول ہے

بچھوں کا بار پرب کے باری
بچھم کا دولھا اور پورب کی دولھن

لکھی نہ جوری ہوی نہ نراری
قدرت کی منظور کردہ یہ جوڑی کبھی جدا نہیں ہو سکتی

مانس ساج لاکھ من ساجا
انسان لاکھوں طرح کی تدبیر کرتا ہے

سوئی ہوی جو بدھ اُپراجا
لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے

دوہا

گئے جے باجن جُجت بیر مارن رن مانہہ
میدان جنگ میں جو بانے جان کو ہلاک کرنے کیلئے کمر بستہ ہوئے گئے تھے

پھر باجن تے باجے منگل چار انانہہ
وہی باجے اب ترانۂ شادی بجاتے ہوئے واپس ہوئے

بول گُسائیں کرمین مانا
مالک کا فرمان میں نے قبول کیا

کہہ سُو جگت اُتر کہنہ آنا
اب میں کوئی عذر نہیں کر سکتا بیوقوف ہوتے تبلائے

مانا بول ہر کھ جیو باڑھا
فرمان قبول کرنیسے دلکو کمال خوشی حاصل ہوئی

او بر وک بھاٹ کا گاڑھا
پس انتخاب نوشہ کے ساتھ ہی ٹیکا کی رسم بھی ادا کر دیگئی

[۱] رتن جواہرات باندھنے سے گندا نہیں ہوتا مراد رتن سین سے ۱۲

دونوں ملے مناوا بھلا
آپس میں دونوں ملے اور خیر منائی

پورکھ آپ آپ کہنہ چلا
اور سب لوگ اپنی اپنی طرف چلے

لینھ اُتاری جوہت جوگو
لباس فقیری اُتار اگیا

جوتپ کرے سو پاوے بھوگو
جو ریاضت کرتا ہو اُسے اُسیطرح آسائش ملتی ہے

وہ من جیت جو ایکے اہا
اُس رتن سین کے دل میں جو ایک ہی بات بسی رہتی تھی

مارے لینھ نہ دوسر کہا
مرتے دم بھی اُسکے سوا دوسری بات نہ نکالی

جو اس کوئی جیو پہ چھیوا
جو کوئی اس طرح جان پر کھیل جاتا ہے

دیوتا آی کرہنہ تیہ سیوا
دیوتا آکر اُس کی خدمت کرتے ہیں

دن دس جیون جو دکھ دیکھا
دس دن بھی جس ریاضت میں تکلیف اُٹھائی

بھا جگ جگ سکھ جہاں نہ لیکھا
پھر ہمیشہ اُسکے لئے چین ہی چین ہے

دوہا

رتن سین کوں برنوں پدماوت کر بیاہ
رتن سین اور پدماوتی کی شادی کا بیان کر رہا ہوں

مندر بیگ سنوارہُ مندر توہ اُچھاہ
مکانات جلد سجاؤ اور منڈھا چھایا جاوے

بیاہ کھنڈ راجہ رتن سین و پدماوت

لگن دھری اور رچا بیاہو
تاریخ مقرر ہوئی اور شادی کا سامان ہونے لگا

سنگھل نیوت پھرے سب کاہو
تمام باشندگان سنگھلدیپ کو نیوتا دیا گیا

باجن باجے کوٹ پچاسا
کوروں طرح کے باجے بجنے لگے۔ اور کیلاس کے مانند تمام سنگھلدیپ میں خوشیاں منائی گئیں

بھا آنند سو گرے کیلاسا

جیہ دن کانت دیو منایو
جسدن کیلئے پدماوت ہمیشہ دیوتاؤں کو خوش کیا کرتی تھی۔ وہی دن آج پدماوت کو نصیب ہوا

سوئی دوس پدماوت پاوا
چاند اور سورج اسکی قسمت کی پیشانی میں روشن تھے

چاند سُرج من ماتھیں بھاگو
چاند اور سورج اسکی قسمت کی پیشانی میں روشن تھے

اوگا وہنہ سب نکھت سُہاگو
اور تمام سنارے سہاگ کے گیت گاتے تھے

رچ رچ مانک منڈو چھاوہنہ
لعل و جواہرات کو چنکر منڈھا تیار کیا گیا

اوجھیں رات بجھاؤ بجھاوہنہ
اور زمین پر سرخ رنگ کے فرش بچھائے گئے

چندن کھانب رچی چہنہ پاتی
چاروں طرف سلسل مندل کے کھمبے آراستہ کئے گئے

مانک دیا برہنہ دن راتی
اور رات دن لعل کے چراغ روشن کئے گئے

گھر گھر مندر رچے دُوارا
تمام مکانات و مندر اور دروازے سجائے گئے

جاوت نگر گیت جھنکارا
اور تمام شہر میں ہر گھر گیتوں کی جھنکار سنائی دینے لگی

دوہا

ہاٹ باٹ سب سنگھل جہنہ دیکھی تہنہ رات
بازار و سڑکیں تمام سنگھلدیپ جہاں تک نظر جاتی ہے سب خوشرنگ نظر آتے ہیں

دھن رانی پدماوت جاکر ایس برات
زہے قسمت رانی پدماوت کی جس کی بارات کا یہ ساز و سامان تھا

رتن سین کہنہ کاپر آئے
توشۂ رتن سین کے لیئے لباس نکالے گئے

ہیرا موت پدارتھ لائے
جنمیں جواہرات ہیرا موتی جڑے ہوئے تھے

کنور سمس سنگ اہے سہاگے
جو ایکہزار شاہزادے اُس خوش قسمت رتن سین کے ہمراہ تھے۔ وے سب بعاجزی رتن سین سے کہنے لگے

بنو کرے راجا پہنہ لاگے

اب لگ تمھ سادھا تپ جوگو
اب تک آپ نے ریاضت میں جو تکلیفات اُٹھائی ہیں

کاڑھہ مندر اپھٹک ابھاؤ
یہ نا کان کے حلقے سنگی نکال پھینکئے

لیہہ راج مانہہ اب بھوگو
اُسکے عوض میں شاہانہ عیش و عشرت کیلئے مبارکباد ہو

پہرہُ کنڈل کنک جڑاؤ
اور سونے کے جڑاؤ حلقے کانوں میں پہن لیجئے

کاڑھہ کنتھا چرکٹ لاوا
میلی گدڑی بدن سے اُتار دیجئے

منجن کرہُ بھبھوت اُتارہُ
اب غسل کرکے بھبھوت کو دور کیجئے

چھورہُ جٹا پھلائل لیہو
جٹاؤں کو کھولکر سر میں خوشبودار تیل لگائیے

پہرہُ راتا دگل سہاوا
اور خوشنما سرخ لباس زیب تن فرمائیے

کراسنان چیتر سم سارہُ
اور بعد غسل بدن کو مثل تصویر سجائیے

جھارہُ کیس مکٹ سر دیہو
اور زلفوں کو کنگھی سے سنوار سر پر تاج رکھیئے

دوہا

پانور تجہہ دیہہ پگ بیریں آوا بانک تگھار
کھڑاؤں چھوڑ دیجئے اور پیر میں عمدہ جوتا پہن لیجئے یہ خوشنما تیز گھوڑا لیتا رہے

باندھہو مور چھپر سر تانہہ بیگ ہوہُ اسوار
سر پر مور تاج دولھا کا کھکھ چھتری لگا کر جلد گھوڑے پر سوار ہو جیئے

ساجار اجا باجن باجے
راجہ نے لباس شاہانہ پہنا اور باجے بجنے لگے

مدن سہامی دو وُدل گاجے
خواہشات کے زعم میں مرد نوجوان جوش بھر گیا

باجت گاجت بھا اسوارو
باجے بجتے ہوئے پُر جوش دولہا اس تھرمیں سوار ہوا

سب سنگھل کی کرہنہ جوہارو
اور تمام باشندگان گھلد یپ آداب بجا لائے

سب دن تپا جیس ہیہ مانہاں
جو حوصلہ دراز سے جس طرح رنج مفارقت برداشت کیا تھا

تیس رین پائی سکھ چھانہاں
اسیطرح اب عیش و عشرت کی رات حاصل ہوئی

اور اتا سونے رتھہ ساجا
سونے کا رتھ سرخ آراستہ کیا گیا

آج اندر اچھر سوں ملا
گویا آج راجہ اندر اپنی رانی سے ملا

سبھے برات گوہن سب راجا
اور تمام رابگان ہمراہی باراتی ہوئے

چہندس مسیئر نکھت تراہیں
ستاروں کے مانند مشعلیں استقبال کر رہی تھیں

سورج چڑھا چاند کی تائیں
کہ آفتاب تھا پر چڑھ کر چاند کے پاس جا رہا تھا

اوپر چھپر رات تس چھاوا
سر پر سرخ رنگ کا چھتر لگا تھا

اندر لوک سب سیوان آوا
اور اندر لوک کے تمام دیوتا مدعو حاضر تھے

سب کیلاس ہوی سوہاوا
جس سے تمام کیلاس میں جنگل لگایا جا رہا ہے

دوہا

دھرتی سرگ چھوندس پور رہی مسیار
زمین و آسمان دس طرف چار طرف مشعل روشن تھے

باجت آئے مندر کہنہ ہو نہہ منگلا چار
باجے بجتے ہوئے راج محل کی طرف آرہے تھے اور منگلا چار ہو رہا تھا

پدماوت دھورا ہر چڑھی
پدماوت ایک سج کی بلندی پر چڑھی

دیکھوں کس جا کہنہ سسس گڑھی
کہ دیکھوں آفتاب کیسا ہی جسکے لئے چاند گرہن لگا گیا ہے

کیس سو جوگ لے اور نباہا
کس نے جوگ اختیار کرکے اسکو کمال حاصل کیا

بھیو سور چڑھ چاند بیاہا
اور آفتاب بنکر چاند کے ساتھ شادی کی

یہ منہہ کون سوں جوگی اہا
کہ ان میں وہ کون سا جوگی تھا

دیکھ برات سکھن سوں کہا
برات کو دیکھکر اپنی سہیلیوں سے بولی

جیین سر لاے پیم سوں کھیلا
جو راہ محبت میں اپنی جان پر کھیل گیا

کون سدھہ سوا لیس اکیلا
وہ کون ایسا یکتا کامل ہے

کاسوں پتیں بچا اس ہارے
میرا باپ کس سے اسطرح کا قول ہار گیا

اُترنہ دیئھہ دیئھہ تہہ بارے
کہ جسے جواب تک نہ دیا اور بیاہ کے لئے کی بیاہ دی

کا کہنہ دئی ایس جیو دیئھا
خدا نے کس کو اسطرح کی طاقت دی ہے

جیین جیو مار جیت رن لیئھا
جس نے اس معرکۂ عظیم میں فتحیابی حاصل کی

دھن پورکھ اس نوتے ناہیں
مبارک ہے اُس مرد بہادر کو جو مغلوب نہ ہوا

اُو سپرس ہوئے دیس پراہیں
اور ملک بیگانہ میں بھی باطمینان بہادری سے پھرا

دوہا

کو بر بنڈ بیر اس موہنہ دیکھے کر چاؤ
ایسا کون زبردست بہادر مرد ہے اُسکے دیکھنے کو دل چاہتا ہے

پُن جایہہ جنو اسہنہ سکھی ری بیگ دکھاؤ
اے سہیلیو جلد دکھلاؤ ورنہ وہ جنوا سے چلا جائے گا

سکھیں دکھاوہنہ چمکہنہ بانہوں
سہیلیوں نے دکھلا کر کہا کہ وہ دیکھو چمکدار بازو والا

تو جس چاند سُرج تو رنا نہوں
تو جس طرح چاند سورج بیموت ہوا اسیطرح آفتاب تیرا شوہر ہے

چھپا نہ رہے بُرج پرکاسو
طلوع ہونا آفتاب کا پوشیدہ نہیں رہ سکتا

دیکھ کنول من بھیو بکاسو
اُسے دیکھکر پدماوت کنول کے مانند کھلگئی

وہ اُجیار جگت اُپرانہیں
تمام دنیا میں حسن اُس کا بیمثال ہے

جگ اُجیار سو تیہ پرچھانہیں
اور دنیا روشن اُسی کی پرچھائیں سے ہو

اُٹھا چھتر دیکھہنہ سب راتا
جس طرح قبل طلوع ہونے آفتاب کے برج سرخی شفق دکھلائی دیتی ہے پھر سورج نکلکے دکھلائی پڑتا ہے

اُوی مانجھ بھادولہ سوئی
جو سب کے درمیان میں آرہا ہے وہی دولھا ہے

اور برات سنگ سب کوئی
علاوہ اُس کے سب لوگ باراتی ہیں

سوہنہ کرا روپ بدھ گڑھا
ہزاروں طرح سے خدا نے اُسے حسین بنایا ہے

سونے کے رتھ آوے چڑھا
وہی سونے کے رتھ پر سوار ہوکر آرہا ہے

من مانتھیں درس اُجیارا
اُس کی پیشانی جواہرات سے کس طرح روشن ہے

سو نہنہ نرکھ نہنہ جاتی نہارا
کہ اُس کے سامنے نظر نہیں ٹھہرتی

دوہا

روپونت جس درپن دھن توں جاکر کنت
اے پدماوت جسطرح مانند آئینہ کے تیرا حسن جہاں ہے اسیطرح تیرا شوہر ہوگا

چاہی جیس منوہرا لا سو من بھاونت
دلکو لبھانے والا جیسا شوہر تجھے زیبا تھا ویسے ہی خواہ ویسا ہی تجھے ملا بھی

دیکھا چاند سُرج جس ساجا
پدماوت نے جیوں ہی حسین بن سنورکے دیکھا

سہسہنہ بھاو مدن تن گاجا
کہ اشتیاق موہ لت ہزار طرح سے بدن میں خوشی کھانے لگا

ہلسے ادھر رنگ رس راتے
اور رنگیلے رسیلے ہونٹھ خوشی میں غرق ہوگئے

ہلسے نین درس مدماتے
شراب دیدار سے سرد آنکھیں مست ہوگئیں

ہلسا بدن اوپ رب آئی
بدکو ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ مانند آفتاب کے چمکنے لگا

ہلسے کچ کسنی بند ٹوٹی
پستان ایسے اُبھرے کہ انگیا کے بند ٹوٹ گئے

ہلسی بھجہ بلیاں کر چھوٹی
اور بازو کی خوشی سے چوڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں

---

۵۱ دولھا اور برات کے ٹھہرنے کا مقام ۱۲

ہُلسی لنک کہ راون راجو گویا راون کے راج میں لنکا کو خوشی حاصل تھی	رام لکھن درساجیہ ساجو اس لئے رام و لچھمن مع سازوسامان لنکا کی طرف چلے	آج چاند گھر آوا سورو آج چاند کے گھر سورج آیا ہے	آج سنگار ہوی سب چورو آج بناؤ سنگار سب چور چور ہو جائیگا
	آج کنک چوراہے کاموں اشتیاق مواصلت نے آج فوج اکٹھا کی ہے	آج برہ کر ہوی سنگرامو آج جدائی کی جنگ عظیم برپا تھی	
دوہا	انگ انگ سب ہُلسے کوئی کتہوں نہ سمائے بدن کے تمام اعضا ایسے خوش ہوئے کہ کوئی کہیں بھی سماتا نہ تھا	ٹھاؤ نہ ٹھاؤں ہوہی گے مُرچھا گت آئے ہر ایک مقامات پر ایسی بیہوشی ہوئی کہ غش آ گیا	
سکھی سنبھاپیا وہنہ پانی سہیلیوں نے سنبھالا اور پانی پلا کر پوچھا	راج کنور کاہے کنبھلانی اے شاہزادی آپ مرجھا کیوں گئیں	ہم تو توہِ دِکھاو اپیوُ ہم لوگوں نے تو تجھے تیرا شوہر دکھلایا تھا	تو مرجھان کیس بھا جیوُ اور تو مرجھا گئی - کیسی طبیعت ہے
سُنہہ سکھی سب کہیں بیاہو اے سہیلیو سنو سب لوگ تو اسکو شادی کہتے ہیں	موہنہ کہنہ جیسن چاند کہنہ راہو اور میرے لئے تو یہ شادی چاند کے گہن کی طرح ہے	تم جانہہ آوے پیو ساجا تم لوگ تو جانتی ہو کہ دولھا بن سنور کر آیا ہے	یہ دھمد ھم موکہنہ سب باجا لیکن یہ سب باجے وغیرہ میرے لئے بج رہے ہیں
جیت براتی او اسوارا بارات میں جتنے بھی پیادے اور سوار ہیں	یہ سب مورے چالنہارا یہ سب مجھکو لیجانے کیلئے ہی آئے ہیں	سو آگم دیکھت ہوں چھپی لہذا انجام کو سوچکر میں متحیر ہوں	آپن رہن نہ دیکھوں سکھی اے سکھی اب میرا یہاں پر رہنا نظر نہیں آتا
	ہوی بیاہ پُن ہویہ گوناں ابھی تو شادی ہے پھر گونا ہو کر	گونب تہاں بُہرنہیں اوناں وہاں جانا ہوگا کہ جہاں سے پھر واپس آنا نہ ہوگا	
دوہا	اب سو ملن کت ہی سکھی پَرا بچھوا ٹوٹ اے سکھیو اب تم لوگوں سے ہماری ملاقات کہاں جدائی ایکدم ٹوٹ پڑی ہے	تیس گانٹھ پیو جو رب جنم نہ ہو یہہ چھوٹ شوہر سے اس طرح گانٹھ بندھ گئی ہے کہ تمام عمر نہیں چھوٹ سکتی	
آئے بجاوت بیٹھ براتا تمام باراتی باجا بجاتے ہوئے آکر بیٹھے	پان پھول سیند رُسب اتا جو پان پھول سیندور سے لالوں لال ہو رہے تھے	جہنہ سونے کر چیر سنوارے جہاں سونے کی تصویریں آراستہ تھیں	آن برات تہاں بیسارے اُس محل میں لاکر بارات کو بٹھایا
مانجھ سنگھاسن باٹ سنوارا مرصع تخت شاہی درمیان میں آراستہ کیا گیا	دولہ آن تہاں بیسارا اور اُسپر نوشہ کو لاکر بٹھایا	کنک ٹھبھہ لاگے جہنہ پانتی ہر چہار جانب تمام سونے کے کھمبے لگے تھے	مانک دیا بر ہنہ دِن راتی اور چراغ جواہرات کے رات دن روشن رہتے تھے

۵۱ لنک بمعنی کمر ۱۲

بھیو اچل دھو جوگ کپھیرو وہ جوگی کپھیرو مانند قطب ستارہ کے بے جنبش	پھول بیٹھ تھر جیس سُمیرو سمیر پہاڑ کی طرح بے حرکت پھول کر بیٹھ گیا	آج دئی ہوں کینھ سُہاگا آج خدا نے مجھے بخت اور بنایا۔	جس دُکھ کینھ نیگ سب لاگا جس طرح تکالیف میں نے اُٹھائیں ان سب کا بدلا مجھے حاصل ہوا
	آج سورسس کے گھر آدا گویا آج میں آفتاب کی طرح چاند پدماوت کے گھر آیا ہوں گویا آج چاند اور سورج کی ملاقات ہوئی	چاند سُرج دُہوں بھیو اِرادا	
دوہا	آج اِندر ہوی آیوں ہوں برات کیلاس آج اندر بنکر میں بارات لیکر کیلاس میں آیا ہوں	آج ملی موہنہ اچھر پوجی من کی آس آج مجھ کو حور ملی اور دل کی مراد پوری ہوئی	
ہوی لاگ جیونار پسارا کھانا کھلانے کی تیاریاں کی گئیں	کنک پتر پسرے پنوارا سنہرے کنول کے پتوں کے دسترخوان رکھے گئے	سون تھار من مانک جرے جواہرات جڑے ہوئے سونے کے تھال	رای رنک سب آگے دھرے راجہ راؤ اور غریب سب کے آگے آراستہ ہوئے
رتن جڑاؤ کھورا کھوریں بیش بہا جواہرات سے مرصع کٹورے اور کٹوریاں	جن جن آگے سو سو جوری ہر ایک براتی کے آگے سو سو چوڑیاں رکھی گئیں	گڑوں ہیرے دار تھرلاگے لعل ہیرے جڑے ہوئے آبخورے آراستہ ہوئے	دیکھ بھوہے بُرکھ بھاگے جنکو دیکھکر پرانی فریفتہ ہو کر اپنی قسمت کے سونے جاگے
جاہنہ مکھت کرہنہ اُجیارا جواہرات مانند ستارے کے روشن تھے	چھپ گے دیپک و مسیارا بسکی روشنی میں تمام چراغ و مشعلیں بھی ماند پڑ گئیں	بھئی مِل چاند سُرج کی کلا سورج کی کرنوں میں چاند کی کرنیں پیوست ہو گئیں	بھا اُدوت تیسی نر ملا نہایت صحت شفاف روشنی سے وہ مقام جگمگا اُٹھا
	جہنہ مانس کہنہ جوت نہوتی جہاں جس شخص کو کوئی روشنی نہ ملتی	تہنہ بھئی جوت دیکھ وہ جوتی اُس روشنی کے ہالہ جلال کو دیکھکر وہ روشن ہو جاتا	
دوہا	پانت پانت سب بیٹھے بھانت بھانت جیونار قطار قطار میں سب بیٹھے اور طرح طرح کے کھانے چنے گئے	کنک پتر تر دونے[۵۱] کنک پتر پنوار[۵۲] سونے کے پتوں سے بنے ہوئے دونوں کے نیچے پنوار طلائی نیچے بر رہے تھے	
پہلے بھات پروسے آنا باراتیوں کے آگے پہلے خشکہ رکھا گیا	جنہہ سُباس کپور بسانا وہ گویا خوشبو کافور سے معطر تھا	چھانہہ مانڈا اوگھی پوئی میدے کے ملائم آٹے کی چپاتیاں گھی سے تر بتر	اُجیر دیکھ پاپ کے دھوئی جسکی سفیدی کو دیکھکر گویا ہر ایک کے گناہ دھو گئے
لچھیں پوری سہاری پوری قسم قسم کی اور سہاری قسم کی پوڑیاں	ایک تو تاتی اوسٹھہ کنوری اول تو گرم اور نہایت لطیف و ملائم	کھنڈرا[۵۳] کھانڈ جو کھنڈ سے کھنڈے[۵۴] یکبو ان شیرینی کھنڈرا کے لطیف بگاڑ سے	پرین[۵۵] اکو تر سو کہنہ ہنڈے اور بڑے وغیرہ طعام لذیذ ہانڈیوں میں ملائے گئے

۵۱ پتوں کا بنا ہوا کٹورا نما ایک برتن جس میں مٹھائی ترکاری وغیرہ رکھتے ہیں ۱۲ ۵۲ کنول کے بڑے پتوں کا پتل ۱۲ ۵۳ کھنڈرا بیسن کا ایک پکوان بنتا ہے ۱۲ ۵۴ بٹے ایک قسم کا پکوان ہوتا ہے جس کو دہی میں بھگوتے ہیں ۱۲

پُن سندھان آنے بہُ ساندھی
اجارہ والوں نے طرح طرح کے اچار لاکر پروسے

دودھ دہی کہ مُرنڈا باندھی
اور دودھ دہی کے لڈو بنا کر پڑسے گئے

بُن جاورے بچھاورآئی
پھر کھیر اور مربے پروسے گئے

بُن ہاون پرکار جو آئے
پھر ہاون قسم کے کھانے پروسے گئے

گھرت کھانڈ کا کہوں مٹھائی
گھی اور شکر اور مٹھائیوں کا کیا بیان کیا جائے

نہنہ اس دیکھ کبھوں کھائے
جنکو نہ آجتک کبھی دیکھا گیا اور نہ کبھی کھایا گیا

دوہا

جیونت اِدھک شباسِک مُنہ مہنہ پرت بلائے
نہایت خوشگوار کھانوں کے لقمے مُنہ میں ڈالتے ہی گھل جاتے ہیں

سہس سواد سو پاوے ایک کور جو کھائے
ایک لقمہ بھی اگر کوئی کھاوے تو ہزاروں طرح کے ذائقے حاصل ہوں

جیون آوا مین نہ یا جا
کھانا کھانیکو سب لوگ تیار ہوئے تو مین یا جانہیں گیا

بنو کریں پنڈت بچوانا
درسیانی پنڈت خوشامدیں کرنے لگے

پان پھول آچھی سب کوئی
یہاں تو سب لوگوں کی غذا پان اور پھول ہے

بنِ باجہنہ جیون اجا
اور بغیر مین یا جا بجے راجہ کھانا نہیں کھاتے

کاہے نہنہ جیو ہنہ ججانا
کہ ججمان جی کھانا کیوں نہیں کھاتے

تمھ کارن یہ کینھہ رسوئی
محض آپکی خاطر داری ہی کھانے تیار کئے گئے

نیند تو بھکین جن سیج پیتی
نیند لینے کیلئے ذین ہی تو شکل کھانے کا کام دیتی ہے ایسے دانشمند ہو کر آپ کیوں ترک غذا کر رہے ہیں

ٹھاکر جیوں تو جیوین ساتھو
اور کہا کہ اگر ہمارا سردار کھانا کھائیگا تو ہم بھی کھائینگے

سب کنو رنہہ پن کھینچا ہاتھو
تمام شاہزادوں نے ہاتھو کھینچ لیا

یہ کیلاس اندر کریا سو
یہ کیلاس اندر کے رہنے کی جگہ ہے

بھوکھ تجن اِنبرت ہی سوکھا
یہاں تو آبحیات کی غذا ہے بھوک نہیں لگتی

چھانڑہ کا چترائی ایتی
ایسے دانشمند ہو کر آپ کیوں ترک غذا کر رہے ہیں

جہاں نہ انّ نہ مانچھ مانسو
جہاں اناج مچھلی اور گوشت کا رواج نہیں ہے

دھوپ تو سیرک نیبی روکھا
دھوپ ٹھنڈی لگتی ہے اور تمام مزیدار چیزیں روکھی

دوہا

کون کاج کہہ کارن بکل بھیو جمان
کس واسطے اور کس وجہ میرے ججمان بیقرار ہو گئے

ہوی رجائس سوئی بیگ دیہنہ ہم آن
جس چیز کے لئے ارشاد فرمائیں گے ہم لوگ لاکر فوراً خدمت میں پیش کرینگے

تمھ پنڈت جانہہ سب بھیدو
آپ تو پنڈت ہیں سب راز جانتے ہیں

سو تم برج نیک کا کینھاں
اُس نمکے کو ترک کر کے تم نے اچھا نہیں کیا

جیون دیکھا نین سرانی
کھانے کی چیزوں کو دیکھ کر آنکھیں آسودہ ہوئیں

پہلے ناد بھیو تب بیدو
سب سے پہلے نغموں کی پیدائش ہوئی پھر بید کی

جیون سنگ بھوکھ بہو دنھاں
زندگی کے ساتھ ہی خدا نے بھوک بھی پیدا کر دی ہے

جیبھ سواد بھگت لہ جانی
اور زبان نے ذائقہ طعام کا مزہ حاصل کیا

آدِ پتا جو بدھ اوتارا
خلقت کے روز اول خدا نے یا آدم کو پیدا کیا

نین بین ناسک دوی سروناں
آنکھیں زبان ناک اور دونوں کان

ناسِک سبے باسنا پائی
ناک کو سب طرح کی خوشبو ملی

ناد سنگ جیو گیان سنچارا
تو بذریعہ نغمہ تو اب میں روح ہونیکے احساس

یہ چارہنہ سنگ جیو ان وناں
ان چاروں اعضاء کے ساتھ زندگی کا آنا ہوا

سرو نہنہ کا سنوریت پہنائی
اب کان بیچارے بھلا مہمانداری کو کیا یاد کرینگے

تیہ کہنہ ہوی نادپے موکھو
کانوں کو تو نتے ہی سے نسلی ملتی ہے

تب چار بہنہ کر ہوی سنتوکھو
اُنکو بھی غذا ملنے پر ہی چاروں، عضا خوش ہونگے

دوہا

اوسب سنہہ سبد یک جنہہ پرا یکھہ سوجھہ
بینڈت نے کہا آپ سب لوگ ذرا ایک بات سنیں جسکو کچھ سوجھ پڑا ہو

پنڈت نادسنے کہنہ برہمنہ کہہ سو تھہ کا بوجھہ
عالم لوگ نغمہ سننے کو منع کرتے ہیں کہو آپ صاحبان نے کیا سمجھا

راجا اُترُ سنہہ اب سوئی
اے راجا اب اپنے سوال کا جواب بغور سنئے

نادہ تیں من اوپجے کایا
نغمے سے دل پیدا ہوکر جسم میں یہاں ہوا ہے

جوگی ہوی نادسُنو سُناں
اصل جوگی وہ ہے جس نے اندر ناد کو سنا

مہہ ڈولے جو بید نہوئی
کہ اگر بید (منجملہ قانون) نہو تو تمام آسمان زمین تہلکہ مچ جائے

جہنہ مدتہاں پینڈ نہنہ چھا
اور جہاں ہوتی ہو وہاں نہ پیڑ ہے نہ سایہ

جیہ سُن کام جرے جوگناں
جسکو سنکر گننے سے تمام خواہشات نفسانی جل جاتی ہیں

کئی جو دھرم پنتھ ہوی راجا
جو راجہ ہو کر راہ راست پر چلتا ہے

نادبید مدپنڈ سنچاری
نغمہ و بید و مستی سے یہ جسم تیار ہوا ہے

ہوی اُمنت جو جھ سو کرئی
پھر وہ بدمست ہو کر نغموں جنگ کے نے پر آمادہ ہوتا ہے

گئی جو پرم تنت من لاوا
جس راہ محبت میں دل کو محو کیا - پھر وہ

تا کہنہ پُن جو نیں تو چھا جا
اُسکی سوا نغمہ ہی کو سننا بھی خیر و عافیت کا باعث جانتا ہے

کایا مہنہ تے لیہہ بچاری
اُسی اپنے جسم کے اندر اُن کو سمجھ لو -

جو نہنہ بید انکس سر دھرئی
جو شخص بید کے آنکس یعنی حکم کو قبول نہیں کرتا

گھوم مانت سُن اور نہ بھاؤ
مستی میں گھومتا تو ہو کچھ بھی سننا اُسے اچھا نہیں لگتا

دوہا

جیس تدپی گھوم کو ونادسُنے پُن گھوم
جیسے کوئی شراب کے نشہ میں گھومتا ہو اور نغمات سنکر مست ہو جائے

ترتھہ تے برج نیک ہی چڑھے رہس کے دوم
اُس مستی میں کوئی ذرا بھی مانع ہو تو کیفیت اور دوبالا ہو جاتی ہے

بھئی جیونار پھرا کھنڈوانی
سب باراتی کھانا کھا چکے تو آب شیریں پیش کیا گیا

مانڈو سونک گنگن ستوارا
پھر آسمان سے ملا ہوا سونے کا منڈھا درست کیا گیا

کنچن کلس نیر بھر دھرا
سونے کے گھڑے میں پانی بھر کر رکھا گیا

پھرا رگجا کہنہ پانی
اور اگجا و کنگن کے عطریات برسے بدن میں لگائے گئے

بندنوار لاگ سب بارا
اور سب دروازوں پہ بندنوار لگائے گئے

اندر پاس آنی پنچھرا
اور اندر کے ہمسر جن یعنی پاس والی جو پنڈت کو لایا گیا

پھیرے پان پھرا سب کوئی
پھر پان کے بیڑے پیش ہونے پر سب لوگ جنوا سے کو اجازت ہوئے - اور رسم شادی ادا ہونے لگی

ساجا پاٹ چھتر کے چھانہا
پھر چھتر کے سائے میں ایک تخت سجایا گیا

گانٹھ دولہ دولھن کی جوری
پھر دولھا اور دولھن کی گرہ باندھی گئی

لاگ بیاہ چار سب ہوئی
رتن چوک پوے تیہ ماہاں

دُہوں جگت جو جای پچھوری
جو دونوں جہان میں کھولی نہیں جا سکتی

۵۱ بقول کسی شاعر سہ تا نتی تان تول رس بسوا او مجوا + بھاگا سوا برا پھنسا سو مُوا - یعنی گانا بجانا - پان کی لذت صحبت زنان فاحشہ - شراب خواری اور جوا کھیلنا ان بدکاریوں سے جو الگ رہا وہ بچگیا اور ان میں پھنس گیا وہ برباد ہوا ۱۲ ۵۲ اہل ہنود میں خوشی کے موقعوں پر چوک بھرنے کی رسم ادا کی جاتی ہے ۱۲

	بید پڑھیں پنڈت تیہ ٹھاؤں اُس مقام پر پنڈت لوگ بید پڑھنے لگے		کنیاں[1] تلا راس کے ناؤں اور کنیا و تلا راس کا نام لینے لگے
دوہا	چاند سُرج دو دُنرمل رو ؤ سنجوگ اتوپ ماہتاب آفتاب صاف و شفاف ہیں اور دونوں کی جوڑی بیمثال ہے		سُرج چاند سوں بھولا چاند سُرج کی روپ آفتاب ماہتاب کے حسن میں محو ہو گیا، اور ماہتاب آفتاب کے حسن میں
	دُہوں ناؤں لے گانو نہیں پارا دولھا اور دولھن کا نام لیکر دونوں کان لگے	گرہنہ سو پدمن منگل چارا اور پنسی لوگیاں منگلاچار کرنے لگیں	چاند کے ہاتھ دیہ جے مالا پھر ماہ و پدماوت کے ہاتھ میں جیمال دیگئی	چاند آئے سورج گئیں گھالا اور پدماوت نے آفتاب رشید و قبا کی کلغی میں ڈالدی
	سورج لیہہ چاند پہرائی رتن سین نے ہار لیکر پدماوت کو پہنا دیا۔ پھر پدماوتی نے بھی سیلون تیار کیا جو مانند ستارہ کے تھیں	ہار نکھت ترئیہہ سوں پائی	پن دُہن بھرا نجل جل لیہنھاں پھر پدماوتی نے انجلی میں پانی بھرا	جو بن جیرم کنت کہنہ دیہنھاں اور تمام زندگی کا حسن پنے دلبر رتن سین کو دیدیا
	کنت لیہہ دیہاں دھن ہاتھا پھر رتن سین نے پدماوتی کے ہاتھ میں دیا	جوری گانٹھ دُہوں اک ساتھا اور دونوں کی گرہا ایک ساتھ جوڑ دی گئی	چاند سُرج دو ؤ بھانور نہیں گویا چاند اور سورج بھانور میں سے ہیں	نکھت موتی نیو چھاور نہیں اور مانند ستارہ کے سیلیوں موتی نچھاور کر رہی ہیں
		پھر ہنہ دو ؤ ست پھیر گھنٹھیے منڈپ ساجد سے دولھا اور دولھن دونوں سات بار بھانور میں پھرے اور سات پھیرے دینے کے بعد ایک گوڈ ہو گئی	ساتہنہ پھیر گانٹھ سوا یکے اور سات پھیرے دینے کے بعد ایک گوڈ ہو گئی	
دوہا	بھئے بھانور نیو چھاور راج چار سب کینھہ بھانوریں پڑنے کے بعد خیرات کی گئی اور رسوم شادی ادا ہوئیں		دائج کہوں کہاں لگ لکھ سنجای جت دینھہ جہیز کا اندازہ کیا کیا جاوے جو کچھ دیا تحریر کے باہر ہے	
	رتن سین جو دائج پاوا رتن سین جیوں ہی جہیز وغیرہ پا کر تیار ہوئے	گندھرب سین آی کنٹھ لاوا کہ گندھرب سین نے آگے لگایا اور کہا	مانس چنت آن کچھ سوئی انسان سوچتا ہے کچھ اور ہوتا ہے کچھ اور ہی	کرے گوسائیں سوئی ہوئی غرضکہ جو کچھ خدا کرتا ہے وہی ہوتا ہے
	اب تم سنگھلدیپ گسائیں اب اس سنگھلدیپ کے مالک تم ہوئے	ہم سیوک آہیں سیو کائیں اور میں تابعداری کرنے والا فرمانبردار رہا	جس تمھار چتور گڈھ دیسو جس طرح چتور گڈھ تمھارا ملک ہے	تس تمھ اہان ہمار نریسو اُسی طرح یہاں پر تم ہمارے مالک ہو
	جنبو دیپ دور کا کاجو اب جنبو دیپ دور دراز جانیکی کیا ضرورت	سنگھلدیپ کرہ نت راجو یہیں سنگھلدیپ میں ہمیشہ راج کرو	رتن سین بنوا کر جوری رتن سین نے بھاجزی تمام ہاتھ جوڑ کر کہا	استت جوگ جیبھ کہنہ ہوئی میری زبان آپکی تعریف کرنیکے قابل نہیں ہے

[1] علم نجوم میں حرف پ (پدماوتی) کنیا راس میں شمار ہوتا ہے اور حرف ر (رتن سین) تلا راس میں ۱۲

تمھ گُسائیں جیں چھار چھُڑائی
آپ مالک ہیں جنھوں نے خاک سے پاک کیا

کے مانُس اِت نیہہ بڑائی
اور مجھے انسان بنا کر عزت افزائی بخشی

دوہا

جو تمھ دیہہ سو پاوا جیوں جرم سُکھ بھوگ
آپ کی بخشش مجھے بخوبی حاصل ہوئی بس سے تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کرونگا

تا نہت کیھہہ پای کے ہوں جوگی کیہہ جوگ
ورنہ خاکستری پاکے میں گدا گر کسی بھی قابل نہ تھا

دھوراہر کھنڈ رتن سین و پدماوت

دھوراہر پریہ دیکھیو باسو
ایک بہت اونچے محل پر بنے کا انتظام ہوا

ہوی منڈل سس کے چھوپا پاسا
چاروں طرف ہالہ سے گھری ہوئی چاند کی طرح پھیلتی

گندھرب سین دھوراہر کیہاں
گندھرب سین نے رتن سین کو دھوراہر دیا

سات کھنڈ جھواں کیلاسو
مانند کیلاس کی جس میں سات منزل تھے

سس سورہ پے چڑھے اکاسا
سورج رتن سین کو لیکر آسمان پر چڑھ گئی

دیہہ نہ راجہ جو کہہ دیہاں
وہ اُس کے جوگ سے ملا ہو نہ کہ جانے یا ہو

اب جوگی گر پایو سوئی
اب اُسی جوگی کو پدماوت گرو ملی

سکھی سہس دس سیو اپائیں
خدمت میں ہزار سہیلیاں مقرر ہوئیں

پھل سورج دن اتھوے جہاں
آفتاب دن بھر چلکر جب مغرب میں پہونچتا ہے

ملیں جا نہہ سس کے چھپا پاسا
چاروں طرف سہیلیوں کا گھیرا ہوتا ہے جس سے اُس کو کوئی دیکھ نہیں پاتا

اُترا جوگ بھسم کا دھوئی
تمام جوگ اُتر گیا اور خاک جسم کی دھل گئی

جنہ چاند سنگ نکھت تیرائیں
جیسے چاند کے ساتھ ستاروں کا ہجوم

سس نرمل توں پاوہ مرہ تہاں
تب وہ روشن چاند کو وہاں پاتا ہے

سورج تپے نپانے چھپا نہاں
جب سے اُس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا

دوہا

سات کھنڈ دھوراہر سات رنگ نگ لاگ
سات منزل دھوراہر میں سات رنگ کے نگینے جڑے ہیں

دیکھیت کا کیلا سہنہ دُشٹ پاپ سب بھاگ
اس طرح بہشت کو دیکھتے ہی نگاہ کے سب گناہ دور ہو گئے

سات کھنڈ سا تو کیلا سا
ساتوں منزل مانند سات بہشت کے تھے

چونا کینھہ اوٹ گجموتی
گجموتی جلا کر چونا بنایا گیا تھا

ات نرمل نہنہ جای بیکھا
نہایت چمکدار پچکاری کہ نگاہیں نہیں ٹھہرتیں

کابرنوں جس اوثم باسا
جیسا عمدہ محل ہے اسکی تعریف کیا کیجائے

موتہنہ چاہ اِدھک تہ جوتی
اسکی آب و تاب موتیوں سے زیادہ تھی

جس درپن مہنہ درپن دیکھا
جس طرح آئینے میں صورت دیکھا کرے

ہیرا ایٹ کپور گلا وا
اسمیں ہیرے کی اینٹیں لگی تھیں اور کافور کا گارہ

بسکرما سامی ہمارنے اپنے ہاتھوں سے طرح درست کیا ہو

بھئیں پچ جا نہہ سمندر لہرا
یکساں فرش ایسا تھا جیسے سمندر میں لہریں اٹھتی ہوں

ملیا گر چندن سب لاوا
اور صندل ملیا گر کی لکڑیاں لگی تھیں

سات کھنڈ ساتہہ چوپارا
بس میں سات منزلیں اور سات چوبارے تھے

کنک کھمبھہ جن چاہنڈورا
سونے کے کھمبے ایسے بنڈلہ ڈالا گیا ہو

	رتن پدارتھ ہوی اُجیارا لعل اور ہیرے کی روشنی سے	بھولی دیپک اومسیارا چراغ و مشعلوں کی روشنی پھیکی معلوم ہوتی تھی	
دوہا	تہاں اچھرپدماوت رتن سین کے پاس ایسے محل میں حور کی مانند پدماوتی رتن سین کے پاس تھی	ساتو سرگ ہاتھ جنُ آئے اوساتو کیلاس ساتوں آسمان اور ساتوں بہشت گویا ہاتھ میں آگئے	
چیر سہس دوی پائین بھلیں پدماوت کے ساتھ چھبیس ہزار لونڈیاں گئی تھیں	دھن گوہن دھورا ہر چلیں جو پدماوت کو ساتھ لیکر دھورا ہر چلیں	سات کھنڈ ساجا اُپرا ہیں دھورا ہر پر سات منزلیں سراچہ رائم کیلئے بنی تھیں	رانی نہیں لگاوت جاہیں سہیلیاں جلو دالکر تے ہوئے پدماوت کو لئے جاتی تھیں
اور اجا کہنہ باتہ لاوہت اور رتن سین کو باتوں میں لگاتی ہوئی	کھنڈ کھنڈ کو تک دکھراوہنہ ہر ایک منزل کا تماشہ دکھلا رہی تھیں	پہل کھنڈ جو دیکھے راجا پہلے درجہ کو راجا رتن سین نے دیکھا کہ	پھٹک پکھان کنک سب لاگا بلوری پتھر پر سونے کے کام بنے ہوئے ہیں
جس درپن مہنہ دیسی بہا جس طرح آئینے میں تمام بدن دکھلائی دیتا ہے	تیس ساج سب کیتھ اُبہا اُسی طرح یہ ساز و سامان و نقش نگار دیکھنے میں آتے تھے	ساوج پنکھی چہار چیتیرے درندے چرندے پرندے اور دونخچوں کی تصویریں تھیں	اوپار دھ جنُ لاگ ہیرے اور صیاد شکار کی تاک میں لگا تھا
	اوجا نوت تربھون سب لیکھا[۵۱] تینوں دنیا کے احوال اُسمیں ایسے نقش تھے	جنُ سب ٹھاڑھ دیہنہ اس لیکھا گویا سب کھڑے ہوئے شہادت دے رہے ہیں	
دوہا	دیکھ بکھانی راجا گندھرب سین کر راج رتن سین نے یہ سب سامان دیکھکر گندھرب سین کے راج کی بڑی تعریف کی	دھن سو چکوے راجا جین رے مندر اس ساج اور کہا کہ آفریں ہے اُس چکرورتی راجا کو جس نے ایسا محل آراستہ کیا ہے	
دُسر کھنڈ سب روپ سنوارا دوسرا درجہ بھی نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا	ساجی سُرج چاند اوتارا جسمیں سورج چاند اور ستارے آراستہ کئے گئے تھے	تیسر کھنڈ سو کنک جڑاؤ تیسرے درجہ میں ایسے سنہرے جڑاؤ کام بنے تھے	نگ جو لاگ اس دیکھ نکاؤ جسمیں لگے ہوئے نگینے کی پیدائش کسی نے بھی کہیں نہیں دیکھی تھی
چوتھ کھنڈ من مانک جرے چوتھے درجہ میں بھی جواہرات جڑے تھے	دیکھا نوپ پاپ سب ہرے جنکی بیمثال زیبائش سارے گناہوں کو محو کر دیتی تھی	پانچو ہیرا اینٹ اُٹھاوا پانچویں درجے میں الماس کی اینٹیں لگی تھیں	اوسب لاگ کپور گلاوا اور کافور کے گارے سے چنی گئی تھیں
چھٹیں لاگ رتن گجموتی چھٹے درجہ میں بیش قیمت موتیوں کا فرش تھا	ہوی اُجیار جگت تہ جوتی جس سے تمام جہان روشن ہو رہا تھا	جگر مگر سب کھا مبھے کر ہیں تمام کھمبے جگمگا رہے تھے	سب نگ جہنہ دیا اس بر ہیں جسکے تمام نگینے مانند چراغ کے روشن تھے

۵۱ فلک۔ زمین و تخت و الشریٰ مراد تینوں جہان سے ۱۲

تہاں نہ دیپک اور سیارا
وہاں نہ چراغ تھے اور نہ مشعلیں

سب نگ جوت ہوئی اُجیارا
فقط نگینوں کی روشنی سے تمام محل روشن تھا

دوہا

اس اُجیار ہوی کچھ چاند سُرج نہنہ پار
کچھ اس طرح کا اُجالا تھا کہ جس کی برابری سورج اور چاند بھی نہیں کر سکتے تھے

جو وہنہ آوا جو رہنہ سو دیکھے اُجیار
جو شخص اُس اُجالے میں آیا واقعی اُس نے اصلی اُجالا دیکھا

پُن تہنہ رتن سین پگ دھارا
پھر رتن سین نے وہاں قدم رنجہ فرمایا

جہاں نور تن سیج سنوارا
جہاں نور تن سیج آراستہ تھی

پُتری گڈھ گڈھ کھانبھ کاڑھیں
پتلیوں کی کاریگری کمبوں میں ایسی نقش تھی

جن سجیو سیو اسٹھ اڑھیں
گویا جاندار ہو کر خدمت میں حاضر ہیں

کاہو ہاتھ چندن کی کھوری
کسی کے ہاتھ میں صندل کی کٹوری تھی

کوئی سیند کوئی لی سیندوری
کوئی سیندور لئے تھی اور کوئی سیندور دان

کوئی کنکہ کیسر لے رہیں
کوئی کنکم اور کوئی کیسر لئے ہوئے تھی

لاوے انگ ہس جن مچھیں
اور بدن میں مالش کرنیکو گویا تھلیہ کی منتظر تھی

کوئی لہیں کمکما چو وا
کوئی قمقمہ چوئے کا لئے کھڑی تھی

دہ سن آس ٹھاڑھ مگ جو وا
اور نیاز حاصل کرنے کی امید میں آشہ دیکھتی تھی

کوئی بیڑا کوئی لینہیں بیڑی
کوئی پان کا بیڑا اور کوئی مسی لئے تھی

کاہو ہاتھ کستوری میدو
کوئی کستوری اور کاؤر ہاتھ میں لئے تھی

بھانتہ بھانت لاگ سب بھیدو
طرح طرح کی وضع میں سب کے سب کھڑی تھیں

دوہا

پانتہ پانت چھوندس سب سوندھی کرہاٹ
قطار قطار چاروں طرف گندھیوں کا بازار آراستہ تھا

مانجھ رچا اندر اسن پدماوت کہنہ پاٹ
درمیان میں تخت شہ نشین پدماوت کے لئے سجایا تھا

پدماوت وراجا رتن سین بھینٹ کھنڈ

سات کھنڈ ساجا کیلاسو
ساتویں درجے پر مانند بہشت کے سجا وٹھا تھا

تہاں سنوار سیج سُکھ باسو
وہاں نہایت آرام دہ پلنگ سجا ہوا تھا

چار کھنبھ چار ہنہ دس دھرے
جسکے چاروں طرف سہری نما چار کھمبے لگے تھے

ہیرا رتن پدارتھ جرے
جنمیں جواہرات ہیرے و لعل جڑے ہوئے تھے

مانک دیا جر ہنہ او موتی
چراغ ہیرے اور موتی کے روشن تھے

ہنوی اُجیار رتن تیہ جوتی
جنکی آب تاب رات میں اُجالا رہتا تھا

او بھوئیں سرنگ بچھاوا بچھاوا
اور زمین پر خوش رنگ فرش بچھا تھا

تیہ مہنہ پلنگ سیج سُکھ باسی
اس میں پلنگ عمدہ آرام دہ بچھا تھا

کینھہ بچھاون پھولہنہ ہی
جسپر پھولنے بچھا ہوا بستر آراستہ تھا

اوپر راتا چندوا چھاوا
اوپر سرخ چندوا لگا ہوا تھا

دہنہوں گیند وا او گل سوئیں
دونوں طرف نہایت لطیف گلسوئی وغیرہ قسم کے تکیے دھرے تھے

کاچی پاٹ بھری پُن روئیں
جن میں ملائم ریشم خام ٹھنک کر بھرا گیا تھا

	پھولہنہ بھری ایس کہیہ جوگو پھولوں سے بھرا وہ پلنگ کہ جو شے فیصلے کے قابل ہے	کوتیہ پوڑھ مان رس بھوگو کون اسپر سو کر عشرت کے مزے حاصل کریگا	
دوہا	اتِ سکوار سیج سو ڈاسی چھوے نپاوے کوی نہایت ملائمت سے وہ پلنگ بچھایا گیا تھا جس کو کوئی چھو نے نہیں پاتا	دیکھت نوے کھہنہ کھن پانوں دھرت کس ہوی جبکہ نگاہ ڈالنے پر ہی وہ جھک جھک جاتا ہے تو پیر رکھنے پر کیا ہوگا	
راجیں تپت سیج جو پائی تمام تکلیفات برداشت کرکے جوگ کی دولت حاصل کرنے والی سیج پائی - تو گرو کھو لکر سہیلیوں نے پدماوت کو بچھا دیا	گانٹھ چھوڑ دھن سکھن چھپائی	اہے کنور ہمرے اس چارو کہا کہ اے راجکمار ہمارے یہاں کی یہ رسم ہے	آج کنور کر کرب سنگارو کہ آجکے دن ہلوگے ولھن کا سنگار رسم کے مطابق کرتے ہیں
ہردی اُتار چڑھاو ب رنگو ہلدی اُتار کر عمدہ رنگوں سے جسکو رنگین بنائیں گے	تب نس چاند سُرج سوں سنگو تب چاند اور سورج رات میں یکجا ہونگے	جن چاتک مکھ بوند سیواتی جس طرح آب نیساں کیلئے پپیہا بیقرار رہتا ہے	راجہ چکچوہٹ تیہ بھانتی اسیطرح پدماوت کے مشتاقوں میں ترین چین تھا
جوگ چڑھا جس اچھرن ساتھاں جوگی جس طرح چوروں کے ساتھ دھوا ہر پر چڑھتا ہے	جوگ ہاتھ کر بھبو بہاتھاں اسیطرح جوگ کے استدراج نے اُسے بیکار پریشان کردیا	وے چتر اکرے اپسیں وہ چالاک سہیلیاں پدماوت کو اسیطرح غافل پاکر	منتر امول چھین لے گئیں یعنی راز بے بہا کو سہیلیوں نے چھین لیا
	بیٹھو کھوی جڑی او بوٹی جیسے کہ زمینگی جڑی بوٹیوں کو کھو کر کوئی ایوس ہو جائے	بول نہ آو مورہے ٹوٹی اور تجارت میں زر اصل کا نقصان ہو جانیسے گونگا بنجارے	
دوہا	کھای رہا ٹھگ لاڈو تنت منت بُدھ کھوی جیسے کسی ٹھگ کا دیا ہوا لڈو کھا لیا ہو اور تدبیر و تقدیر زائل ہوگئی اسیطرح تن سکی حال تھا - مانند بہشت وہ دھوراہر بیابان معلوم ہونے لگا نہ تو ہنسی آتی ہو اور نہ رونا	بھا دھوراہر بنکھنڈ نا ہنس آو نہ روی	
اس تپ کرت کیو دن بھاری اسطرح تکلیفات برداشت کرتے ہوئے وقت نہایت دشوار گزرتا تھا	چار پہر بیتے جگ چاری اور چار پہر چار جگ کی طرح گزرتے تھے	پری سانجھ پن سکھی سوائیں شام ہوئی اور سہیلیاں تن سکی نزدیک آئیں	چاند سُرج ہوی ادیس ترائیں معلوم ہوا کہ ستارے چاند اور سورج بکطرف ہو گئے
پوچھہ گرو کہاں سے چیلا پوچھا کہ اے چیلا تیرا گرو کہاں ہے	بن سہر کس سورا کیلا چاند کے بغیر سورج اکیلا کیوں ہے	دھات کمای سکھی تون جوگی اے جوگی تو نے دھات کی کیمیاگری سیکھی ہے	اب کس جس پر دھات ہوگی اب کیوں مفلس ہو کر کیمیاگری کی حماقت کریگی
کہاں سو کھوہیہ برو اوناں وہ املونیا کا اکسیر پودا کہاں غائب کردیا	جیہ تیں ہوی روپ او سونا جس سے چاندی اور سونا تیار ہوتا ہے	کس ہرتار پار نہہ پاوا وہ ہرتال کہاں گئی جو سیماب کو نہ ملی	گندھک کہاں کرکٹا کھاو اور وہ گندھک کہاں کوڑے سے کھاگئی

۵۱ اہل ہنود میں رسم ہے کہ دولھا اور دولھن کے جسم پر ہلدی کی مالش کی جاتی ہے شادی کی رسم ادا ہونے کے بعد ہلدی اُتارنے کی رسم رائج ہے ۱۲
۵۲ ٹھگ راہزن وغیرہ اکثر مسافروں کو زہریلا لڈو کھلا کر بیہوش کردیتے ہیں اور سب مال اسباب لوٹ لیتے ہیں ۱۲ ۵۳ املونیا نام کی ایک گھاس ہے ۱۲
۵۴ اگر خلاف عادت فعل کسی نبی سے سرزد ہو وہ معجزہ کہلاتا ہے اور اگر ولی سے ہو تو کرامت اور اگر بازیگر وغیرہ سے ہو تو استدراج ۱۲ جعفر علی صحیح

کہاں چھپا یہہ چاند ہمارا
وہ ہم لوگوں کا چاند کہاں چھپا دیا گیا

جیہ بن رین جگت اندھیارا
جسکے بغیر تمام دنیا ماند رات کے تاریک ہوتی ہے

دوہا

نین کوڑیا ہیہ سمند گرو سوتیہہ مہنہ جوت
آنکھیں پرندہ کو تولاتی ہیں اور دل سمندر اور مرشد مانند رسی کے ہیں[۵۱]

من مرجیا نہوی پرے ہاتھ آو نہنہ سیپ
مقصود خواص بنکر جب تک غوطہ نہ لگائیگا تب تک موتی ہاتھ نہیں آسکتا

کاپو چھہ تم دھات بچھو ہیں
اے بیدرد تم دھات کی بات کیا پوچھتی ہو

جو گر گینھہ انتر پٹ اوہیں
جسکو گرو بنایا اُسکو تم لوگوں نے چھپا دیا

سدھ گنگا اب موسنگ کہا
سدھ گنگا اب میرے پاس کہاں ہے

بھیو رانگ ست ہیں رہا
وہ تو رانگ کی طرح پگھلکر زائل ہو گیا جسکے بغیر سکون نہیں ملتی رہی

سوئی روپ جاسوں دُکھ کھوئیں
سونا اور چاندی بھی تو نہیں ہاں جس کے چھونے سے تکلیف دور ہوتی

گیو بھروس تانب کا بولوں
مفت نا بیکیا جس سے محبت پست ہو گئی کیا کہوں

بہتہ لوناں بروا کی جاتی
جہاں الونیاں کی اکسیر بوٹی ہے

کہہ سندیس آن کو پاتی
وہاں پیغام بھیجنا کہ خط کون لاوے

کی جو پار ہر تار کریبے
سیماب ہرتال کے ساتھ گھوٹ کر

گندھک دیکھ ابہنہ جیو دیجے
گندھک میں ملاتے ہی فوراً مردہ ہو جاتا ہے

تھہ جورا کے سور مینکو
تم نے سورج اور چاند کا جوڑا بنایا

پن بچھوی سو لینہہ کلنکو
پھر جدائی پیدا کرکے بیکار عذاب لیا

جو یہ گھری ملاوے موہیں
جو کوئی اسوقت پدماوت کو مجھسے ملاوے

سیس دیوں بلہاری اوہیں
تو اسکی خدمت میں سر دیکر جان قربان کردوں

دوہا

ہوی ابھرک اینگر ہوا پھیرا کن مہنہ دینھہ
ابرک تیار ہو کر تنگ ہو گئی اور پھر آگ میں ڈالدی گئی

پیتر کیا ابہنہ ہوی کنچن جو تھہ چاہیہہ کینھہ
یہ جسم پیتل سے ابھی سونا بن جاوے اگر تمھاری مرضی ہو

کا بسای جو گر اس بوجھا
جب مرشد نے اسی طرح سمجھ لیا تو کیا بس چل سکتا ہے جب طرح اجزن کا میا اجمن چنگا پو تو ملہیں ملا کیا ویسا ہی ہیں

چنگا یوہ اجمن جوں جو جھا
پیر نجانے پیر ہونا
دوسرے کے درد کو بے درد کیا جانے

مرے جو جان ہوی تن سونا
جو مرنا جانتا ہو اُسکا جسم مانند طلا کے ہو جاتا ہے

لکھ جو دیکھ انبرت دکھائی
جس نے آبحیات دکھلا کر زہر کھلا دیا

پار نہ پاو جو گندھک پیا
جبکہ سیماب بھی گندھک میں ملکر غائب ہو جاتا ہے

تنھہ رے نچھو ہہنہ کو پتیائی
اُس بیدرد کا کون اعتبار کرے

سو ہر تار کہو کیم جیا
تو پھر بتلاؤ ہرتال کس طرح زندہ رہ سکتی ہے

---

[۵۱] موتی نکالنے والے غوطہ خور ایک کشتی پر بیٹھکر کچھ لوگوں کے ساتھ جاتے ہیں۔ پیر میں ایک پتھر باندھکر رسیوں کے سہارے سمندر کی تہ میں اُترجاتے ہیں صرف ہاتھ آجانے پر اشارہ کر دیتے ہیں اور کشتی پر بیٹھے ہوئے دوسرے لوگ رسیوں کے ذریعہ غوطہ خور کو باہر کھینچ لیتے ہیں ۱۲ [۵۲] سدھ گر گنگا نقرا کی ایک ایسی اکسیر کیمیائی ہے جو حسب خواہش مراد پوری کرتا ہے ۱۲ [۵۳] کیمیا گروں کی ایک اصطلاح ہے جسکو جوڑا کہا کرتے ہیں یعنی ایکتولہ چاندی میں ملا کر دو تولہ چاندی بنا لیتے ہیں ۱۲ [۵۴] صحیح لفظ چکر بیوہ ہے۔ بحوالہ کتاب مہابھارت ایک قلعہ کا نام جو نہایت ہی پیچیدہ بنایا گیا تھا جسکو فتح کرنے کیلئے ارجن کا لڑکا بہادر ابھیمنیو گیا تھا دھوکا دیکر دشمنوں نے گھیر لیا اور سفید چوہے نے اُسے مار ڈالا ۱۲

سِدھ گوٹکا جا پہنہ ناہیں
سدھ گنگا جس کے پاس نہیں ہے

کون دھات پُنی پچھہ تنھ پاہیں
اُس سے کسی بھی دھات کا حال پوچھنا بیکار ہے

اب تیہ باجھ رانگ بھاڈولوں
اب اُسکے بھنڈے میں پھینکر مانند رانگ کے بار بار پھرتا ہوں

ہوے سار تو برکی بولوں[۵۱]
اگر فولاد ملے تو البتہ تپتیا بوٹی کا ذکر کروں

اُبھرک کے تن اینگر گینھاں
پہلے ابرک بنایا اور پھر شنگرف

سو تمھ پھیر اگن مہنہ دینھاں
اتنے پر بھی تم نے پھر آگ میں ڈال دیا ہا

دوہا

مل جو پریم بچھر ہنہ کایا اگن جرا اے
کی سو ملے تن تپ بجھے کی اب موہنہ بجھاے

محبوب ہو کر جدا ہو گیا اُس کی جدائی سے جسم جلا جا رہا ہے
یا تو وہ محبوب آکر جسم کی آگ کو بجھاوے یا جسم ہی کو مٹا دے

سُنکے بات سکھی سب ہنسیں
رتن سین کی ایسی باتیں سنکر سہیلیاں ہنسنے لگیں

جن گگن مہنہ دامن پرسیں
جس طرح ابر و باراں میں بجلی کوندتی ہے

اب سو چاند گگن مہنہ چھپا
اب وہ چاند آسمان میں پوشیدہ ہو گیا

لال کہیں کت پاوس تپا
اے جوگی کہیں لالچ کرنے سے وہ چاند مل سکتا ہے

ہمہنہ سجا نہنہ دہنہ سوں کہاں
ہم لوگ بھی نہیں جانتے کہ وہ چاند کہاں ہے

کرب کھوج او بوجھ تہاں
لیکن تلاش کرکے اُس کی ہستی کریں گے

کرہ میا ہیتا جن یسی
اُسپر رحم کرو اور خون ناحق کا گناہ اپنے سر لو

پیر تھارہ سُنت بھا چھو ہو
شاید تمھاری تکلیفات سنکر اُسے رحم آجاوے

دیو مناو ہوی اس اوہو
تم بھی دیوتاؤں کی منت مانو تو وہ بھی سیدھے ہو جاوے

تویں جوگی تپ کرمن جتا
تم تو جوگی ہو ریاضت کرکے خواہشات قبضہ کرو

جو گہہ کون راج کی کتھا
جوگیوں کو راجاؤں کے قصے اور حکایات سے کیا مطلب

وہ رانی جہواں سُکھ راجو
وہ رانی ہو وہاں کی جہاں تمام سامان عشرت مہیا ہو

بارہ ابھرن کرے سو ساجو
اپنے بارہوں قسم کے سنگار میں مشغول ہوگی

دوہا

جوگی ڈڑھ آسن کرا ستھر دھرمن ٹھانوں
جو نہنہ سُنی تو اب سُن بارہ ابھرن نانوں

اے جوگی آسن مضبوط کر اور دل کو ایک مقام پر قائم کر
اگر تو نے کبھی نہیں سنا ہے تو بارہ[۵۲] سنگار زیورات کے نام سُن

پرتھم منجن ہوے سریرو
پہلے بدن میں اوبٹن لگا کر غسل کرنا

پن انجن دوؤ نینھ کرئی
بعد ازاں دونوں آنکھوں میں انجن لگانا

پن پہرے تن چندن چیرو
پھر صندلی جوڑا پہنے آراستہ ہونا

پُن کانن کُنڈل پہرئی
اور کانوں میں حلقے پہننا

ساج مانگ سر سیندُر سارا
مانگ کو درست کرکے سر میں سیندور بھرنا

پُن ناسک پھل پھول مولا
پھر ناک میں بیش قیمت پھول دار بیسر پہننا

پُن للاٹ رچ تلک سنوارا
پھر پیشانی کو سنوار کر قشقہ لگانا

پن راتا مکھ کھای تنبولا
پھر ناز و ادا سے پان کھانا

---

[۵۱] اس میں تین بٹیاں ہوتی ہیں اس سے اسکو تپتیا کہتے ہیں - اکسیر کیمیائی وغیرہ میں یہ بوٹی کام آتی ہے ۱۲ [۵۲] کتابوں مشہور بارہ زیورات یہ ہیں - نوپر - کنکنی - کنگن - انگوٹھی - بیسر - انگد - ہار - کنٹھی - بیسر - کھوشی یا بریا - سیس پھول - ٹیکا ۱۲

گیون ابھرن پہرے جہنتائیں اور گلے کو زیب دینے والے زیورات پہننا	اوپہرے کرکنگن کلائیں اور ہاتھوں کی کلائی میں کنگن پہننا	کٹ چھدرا اول ابھرن پورا کمر میں کرد ھنی وغیرہ زیورات	پائن پہرے پائل چورا اور پیروں میں پازیب چوڑے پہننا چاہئے
بارہ ابھرن آئے بکھانے اس طرح بدن کی زیبائش کے بارہ قسم بیان کئے		تے پہرے برہو استھانے ان مذکورہ زیورات سے بارہ اعضاؤں کو سجاؤ	

دوہا

پُن سورہو سنگار جس چار ہنہ جوگ کلین پھر سولہ سنگار جس طرح تھے کہ چار بھنو نیں خاتون اعلیٰ کیلئے ہی مزید ہیں	دیرگھہ چار چار لگھو چار سبھر چہنہ کھین انہیں چار کلاں و چار خورد اور چار بھرے ہوئے و چار باریک تھے

پدماوت جو سنواری نیہیں پدماوت نے سنگار کرکے جوانے کو سجایا	پونیوں رات دئی جس کینھیں تو قدرت نے گویا اُسے چودھویں رات کا چاند بنادیا	کرمنجن تن کینھہ اٹھانوں بدن میں اوبٹن کرکے جسوقت پدماوتی نے غسل کیا	پہر یو چیر گیو چھپ بھانو اور جوڑے پہنا تو آفتاب شرمندہ ہوکر چھپ گیا
ریچ پترا ول مانگ سیندوری کنگھی سے بالوں کو درست کرکے سیندور سے بھری مانگ کو - جواہرات اور موتیوں سے بھرا	بھر موتنھہ او مانک پوری	چندن چیر پہر بہہ بھانتی جوڑے صندلی طرح طرح کے پہنے	میگھہ گھٹا جانہنہ باک پانتی گویا بیٹھی گھٹا میں بگلوں کی قطار ہے
سری جو رتن مانگ پیارا مانگ پر ٹیکا جواہرات کا جو لگایا	جانہنہ گگن ٹوٹ نس تارا تو گویا تاریک رات میں آسمان سے کوئی ستارہ ٹوٹا ہو	تلک للاٹ دھرا تس ڈیٹھا پیشانی میں قشقہ کی ایسی زیبائش ہے	جن دُوج پرنکھت بیٹھا گویا دوج کے چاند کے پاس کوئی ستارہ نظر آتا ہو
	کان کنڈل کھونٹ او کھوٹی کانوں میں حلقے و بالیاں اور کرنپھول کی زیب	جانہنہ پریں کچیپں ٹوٹی گویا عقد ثریا ٹوٹ بہے ہوں	

دوہا

پہر جڑاؤ ٹھاڑھ بھے کہہ نجای تس بھاو پدماوت جسوقت مرصع بجواہرات زیورات پہنکر کھڑی ہوئی اُسوقت کی زیبائش کا کیا کہنا ہے گویا آسمان کے آئینے میں پدماوت کا عکس جمال اور ستاروں کی شکل میں دکھلائی دیتا ہے	مانہنہ درپن گگن بھا تو س تار دکھاو

بانک نین او انجن ریکھا بانکی آنکھیں اور اُنمیں سرمے کی لکیر ایسی تھیں	کھنجن جان سردرت دیکھا گویا مولے سردرت لگنے پر دکھلائی پڑے	جو جو ہیر پھیر کچھ موری اور اس طرح نگاہیں پھیرتی ہے	لرے سرد مہنہ کھنجن جوری گویا مولے کے جوڑے سرد موسم میں رنڈاپوں
بھونہیں دھنکھ دھنکھ بے ہارو ابرو کمان سے قوس قزح ہار گئی	نین سا ندھ جن بان مارا جسپر نگاہیں ڈالتی وہ گویا تیر سے زخمی ہوجاتا	کرنپھول ناسک سوبھا کرنپھول اور ناسکن کی ایسی زیبائش تھی	سس مکھ آسی سوک جن لوبھا گویا زہرہ حسد کے چاند کے سامنے آیا ہے

س۵۱ زیورات چار طرح سے پہنے جاتے ہیں - مثلاً - ۱ ہار وغیرہ - آ بیدھیہ جیسے نتھ وغیرہ - ب بندھنیہ جیسے جوشن بازو بند وغیرہ ج چھیدیہ جیسے کڑے اور انگوٹھی وغیرہ ۱۲

س۵۲ سرودت - کنوار سے شروع ہوکر کاتک میں ختم ہوتا ہے ۱۲

سُرنگ ادھر اویلیہہ تنبورا
اول تو لبوں کی خوشرنگی اُسپر پان کی سرخی

سوہے پان پھول کر جوڑا
اور پھولدار لنگی پان پھول کا جوڑا نہایت خوشنما ہے

کُسُم گیند اس سُرنگ کیولا
خوشنما رخسارے مانند گل صدبرگ کے ہیں

تیہ پر الک بھونگن ڈولا
انپر زلفیں کالی ناگن کی طرح لہرا رہی ہیں

تل کپول ال پدم سیٹھا
رخسار کے تل جیسے گل کنول پر بھنورا بیٹھا ہو

بید ھا سوی جو وہنہ تاہ پیٹھا
جس نے اس تل کو دیکھا وہی ناتھ گیا

دوہا

دیکھ سنگارا نوپ بدھ برہ چلا تب بھاگ
نہایت وضعدار مہیتال سجاوٹ کو دیکھکر ہجر بھاگ گیا

کال کسٹ وہ او نو اسب موے جیہ لاگ
لیکن سب لشکر سپاہ میری جان کیلئے گویا لاکھ آفت کی سختیاں پڑ رہی ہیں

کابر نوں ابھرن او ہارا
زیوروں اور ہار کی کیا تعریف کروں

سِس پہر سے گھنہ کی مالا
گویا چاند ستاروں کی مالا پہنے ہے

چیر چاڑ او چندن چولا
نہایت نفیس دوپٹے وجوڑے اور صندل محرم پہنے تھی

ہیرا ہار نگ لاگ امولا
اور ہار میں جواہرات اور بیش قیمت نگینے جڑے تھے

تیہہ جھانپی رو ماول کاری
محرم وغیرہ سے سیاہ رو ماولی کو ڈھک لیا

ناگن روپ ڈسی ہتیاری
ورنہ کالی ناگن بنکر وہ کسی کو ڈس لیتی

کچ کنچکی سری پھل اُبھے
محرم کے اندر پستان مانند سری پھل کے اُبھرے تھے

باہنھہ باہوں ٹاڈ سلونی
بازوئیں زیورات بانکے اور نہایت نفیس پہنے تھی

ڈولت باہنہہ بھاو گت لونی
بازوؤں کی حرکت سے نہایت ہی لطافت پیدا ہوتی

ترون کنول کری جن باندھے
نلوں میں گویا غنچہ کنول بندھے ہیں

چھُدر گھنٹ کٹ کنچن تاگا
تار طلائی میں بندھے گھونگھرو کمر میں دیدیے تھے

چلتہہ او ٹھیں چھتیسو اگا
چلنے کے وقت جن سے چھتیس طرح کی راگنی نکلتی تھی

دوہا

چورا پائل انوٹ بچھیا پائل پری بیوگ
چوڑا پازیب۔ انوٹ اور بچھیا وغیرہ زیورات گویا پیر نہیں پڑ کر جدائی کی پریشانی بن گئے تھے

ہمئے لای ٹک ہم کہنہ سمدھ تب جانہہ تمھ بھوگ
اور اشارہ کرتے تھے کہ اگر وصل محبوب کی خواہش ہو تو ذرا سینے سے لگا کر ہماری قدر کر

اس پارہ سوہ دھن سا جی
اسطرح بارہ اور سولہ قسم کے سنگار سے پدماوت مزین ہوئی

چھاج نہ اوراوہ پے چھاجی
جسکی زیبائش پدماوت پر ہی منحصر ہے دوسری پر نہیں

سنور سیج دھن من بھے سنکا
کیفیت سیج کی یاد کرکے پدماوت کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ اور کھڑی رہی کہ محالت غشی کر کے گر پڑی

ٹھاڑھ تیوان ٹیک کر لنکا
کیفیت سیج کی یاد کرکے پدماوت کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ اور کھڑی رہی کہ محالت غشی کر کے گر پڑی

بنو ہنہ سکھی گہر کا کیجے
سہیلیاں مجبوری تمام موجود تھیں کہ کسی طرح پدماوت کو سنبھالیں

انچھہ پیہ کانپوں منماہاں
بوجہ ناشناسی محبوب کلیجہ کانپ رہا ہے

جین جیو دینھہ تاہ جیو دیجے
جسنے جان بخشی ہے اُسکی خدمتیں جان نثار کرنی چاہئے

کامیں کہب گہب جیا ہاں
کہ شوہر جب ہاتھ پکڑیگا تو میں کیا کہوں گی

لہ مطلب یہ کہ مدد و فراق نے اتنا بیقرار کر دیا ہے کہ کسی بات کی پروا نہ کر کے محبوب کے پاس جلد پہونچنا چاہیئے۔ پیروں کے زیورات مواصلت محبوب میں گویا مخل ہو رہے ہیں لہذا اُن کو الگ کر دینے سے جلد مراد پوری ہو جاوے گی۔ بھاسا یہ کاناگنی کی ایک قسم ہے۔ بقول سنسکرت کتاب ناٹکہ بھید ۱۲ (پنڈت بھگوتی پرساد مترجم)

بارہ برس گے پریت نجانی	ترُن بھئی یمنت بھلانی	جوبن گرب نہ کچھ من چیتا	نیہہ نجان سیام او سیتا
بچپن کی عمر گذر گئی اور عشق سے لاعلم ہی رہی	اب جوانی کی مستی نے غفلت میں ڈال دیا	جوانی کے غرور نے دانشمندی سے دور رکھا	اسلیے عشق کی سیاہی اور سفیدی نہ سمجھ سکا جاتوں
دوہا	ہوں سُبار اود لہن پیو سو ترُن او تیج	نہہ جانوں کس ہو یہ چڑھت کنت کی سیج	
	اول تو کمسن اور پھر دولھن اور وہ شوہر نوجوان اور طاقتور ہے	نہیں معلوم شوہر کے پلنگ پر چڑھتے ہوئے کیا حالت ہوگی	
سُن دھن ڈر ہردے تب تائیں	جو لہہ رہس ملا نہہ سائیں	کون کری جو بھنور نہ ائی	ڈار رہہ ٹوٹ پھپ کروائی
سہیلیوں نے کہا سن پدماوت دلہن خوف تب تک ہوتا ہے جب تک خلوت میں شوہر نہیں ملتا	کنول کی کلی کون کلی ہے جسکا رس بھنورے نے نہ چوسا ہو	پھول کے بوجھ سے ڈال نہیں ٹوٹ جاتی	
مات پتا جو بیاہے سوئی	جنم نباہ کنت سنگ ہوئی	بھر جیون راکھے جہنہ چہا	جاے نہ میٹا تا کر کہا
ماں اور باپ جس شوہر کے ساتھ شادی کر دیتے ہیں	پھر تمام عمر اُسی شوہر کے ساتھ بسر کرنا ہوتی ہے	زندگی بھر اُس کی مرضی کے موافق رہنا ہوگا	اور اُس مالک کا حکم ٹالا نہیں جاسکتا
تا کہہ ملت نہ کیجے باری	جو پیوا ئیں سوئی پیاری	چلہہ بیگ ائیں بھا جیسیں	کنت بولا ورہے سو کیسیں
اسی پدماوت اُسکے حکم میں دیر نہیں کرنی چاہیے	جو اپنے شوہر کی فرمانبردار ہوتی ہے وہی پیاری ہے	جس طرح مالک کا حکم ہوا ہے ویسے ہی چلدیں	شوہر نے طلب کیا ہے تامل کرنا اچھا نہیں
	مان نہ کر تھورا کر لاڈو	مان کرت رس مانے چاڈو	
	نخرے نہ کر اتنا ناز کافی ہے	نخرے وغیرہ سے مالک بہت زیادہ غصہ ہو جاویگا	
دوہا	ساجن لئے پٹھائی ائیں جاے نہ مینٹ	تن من جوبن ساج سب دیسی چلی لے بھینٹ	
	تیرے شوہر نے تجھے لانے کیلئے کہ بھیجا ہے اس کا حکم کسی طرح ٹالا نہیں جاسکتا	پس پدماوت جسم و دل جوانی مع ساز و سامان سب کچھ شوہر کو نذر کرنے کیلئے چلی	
پدمن گون ہتس گے دوری	ہست لاج میلہہ سر ٹھوری	بدن دیکھ گھٹ چند چھپانا	دسن دیکھ کے بیج لجانا
پدمنی پدماوت کی چال سے ہنس شرمندہ ہو کر دور بھاگا	اور ہاتھی نام ہو کر اپنے سر پر دھول ڈالنے لگا	چہرے کو دیکھکر چاند گھٹتے گھٹتے چھپ گیا	دانتوں کو دیکھکر بجلی شرمندہ ہو گئی
کھنجن چھپے دیکھ کے نینا	کوکل چھپے سُنت مدھ بینا	گیؤں دیکھ کے چھپا منجرو	لنک دیکھ کے چھپا سدورو
آنکھوں کو دیکھکر موسے پوشیدہ ہو گئے	اور شیریں آواز سنکر کوئل بھی چھپ گئی	گردن کی خوبصورتی دیکھکر مور چھپ گیا	اور کمر کو دیکھکر شیر چھپا
بھونہہ دھنک جو چھپا اکارا	بینی باسک چھپا تپارا	کھرگ چھپی ناسکا بیسکھی	انبرت چھپا ادھر رس دیکھی
ابرو کی کمان کو دیکھکر قوس قزح چھپ گئی	اور چوٹی کے رعب سے باسکی ناگ تپاتپا کر بھاگا	خوبصورت ناک کو دیکھکر تلوار روپوش ہو گئی	ہونٹوں کے رسیلے پن سے آبحیات دم مروا

ل اس شعر میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جب خالق اعمال کے بابت باز پرس کریگا تو اس وقت چہرہ زرد ہوگا یا سرخ ۱۲ منہ

پھونچہنہ چھپا کنول پوناری
بازو نکی خوبصورتی سے کنول کی ڈال پوشیدہ ہوگئی

جنگھ چھپا کدلی ہوئی باری
اور ران کی بناوٹ کو دیکھکر کیلا شرمندہ ہوا

دوہا

اچھرن روپ چھپائی جو چلی دھرن ساج
زیورات سے آراستہ ہوکر جیوں ہی پدماوت چلی کہ جوروں نے اپنی شکل چھپائی

جہنہ لگ گرب گہیل جگ کچھی من لاج
الغرض دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں یا تھیں سب شرمندہ ہوکر چھپ گئیں

ملیں سوگو ہن سکھی ترائیں
سہیلیاں مانند ستاروں کے ماہتاب

لینھہ چاند سورج پہنہ آئیں
پدماوت کو ساتھ لیکر آفتاب تن ہیرامن کے پاس آئیں

پارس روپ چاند دکھرائی
سنگ پارس کی مانند صورت جو چاند پدماوت نے دکھلائی

دیکھت سور کیو مرچھائی
تو صورت دیکھتے ہی سورج تن ہیرامن غش میں آگیا

سورہ کران دست کنھیں
سولہ سنگار کا منظر جو پدماوت چاند نے دکھلایا

سہس کران سورج کے لینھیں
تو سورج رتن سین کی ہزار کرنیں من کو جلانے لگیں

بھارب است ترائیں منھیں
سورج تن ہیرامن ہوتے ہوا مانند ستارے کے سہیلیاں نہ تھیں

سوئر نہا چاند پرگسیں
گویا سورج کے پوشیدہ ہونے پر چاند طلوع ہوا

جوگی آہ نہ بھوگی ہوئی
یہ تو واقعی جوگی ہے راجا نہیں ہے

کھای کرگٹا گا پرسوئی
مگرمچھ اگدا گری کا کھا کر سوگیا

پدماوت نرمل جس گنگا
پدماوت مانند گنگا جی کے صاف و شفاف ہے

ناہنہ جگت جوگی بھگمنگا
یہ گدا گر جوگی کے قابل نہیں ہے

آی جگا وہنہ چیلا جاگہہ
خواصیں آکر بیدار کرنے لگیں کہ اے چیلہ جاگ

آو اگرو پائیں اٹھ لاگہہ
تمہارا گرو آیا ہے اٹھکر قدمبوسی کرو

دوہا

بولہنہ سبد سہیلی کان لاگ گہہ ماتھہ
سہیلیاں کان میں لگ اور سر پکڑ کر کہنے لگیں

گورکھہ آی ٹھاڑھہ بھا اٹھہ رے چیلا ناتھہ
گرو گورکھ آکر کھڑا ہے اے ناتھ کے چیلے اٹھہ

گورکھ سبد سدھہ بھارا جا
گورکھ کا نام سنتے ہی رتن سین بیدار ہوا

راما سس اون ہوی گاجا
نازنین پدماوت کو دیکھکر مانند اون کے مغرور ہوا

سکچی ڈری مری من باری
نازکبدن بل کھاتی ہوئی لیکن خوف سے کھسک گئی

گہہ نہ باہنہ رے جوگ بھکھاری
اور کہا کہ اے بھکاری جوگی میری باہنہ سے پرے

دیکھ بھبھوت چھوت مہنہ لاگا
تیرے بھبھوت سے میں نجس ہوگئی۔ اسطرح کہکر

کانپے چاند راہو سوں بھاگا
پدماوت چاند کانپنے لگا اور گرہن تن ہیرامن کا نارہ کشی ہوئی

آنچل اوٹ رہی چھپ رانی
لیکن وہ رانی دوپٹے کی آڑ میں پوشیدہ ہوگئی

کہی باہنہ دھن سیجوں آنی
پدماوت کا دست نازک پکڑکر پلنگ لایا

آوے پاس کرکٹا کیری
تیرے جسم سے گدا گری کی خشک ٹکوٹے کی بو آتی ہے

اوہٹ ہو جوگی تو رچیری
تیری خادمہ ہوں اے جوگی دور رہو

لاگی چہے انگ مورچھیا
مجھپر بھی اُس کا سایہ پڑ جاوے گا

جوگی تو رتپسی کر کیا
اے جوگی تیرا جسم ریاضت کا ہے

بار بھکھار نا نگس بھیکھا
اے فقیر تو نے دروازے پر بھیک نہیں مانگی

مانگی آی سرگ چڑھ سیکھا
بدون اُسکے طلبہ پر چڑھکر بھیک مانگنا کیسے سیکھا

دوہا

جوگِ بھکھاری کوئی مندر نہ پیسے پار
کوئی بھی جوگی یا بھکھاری محل میں گھسنے کا حق نہیں رکھتا

مانگِ لیہہ کچھ بھیکھیا جای ٹھاڑھ ہو بار
کچھ بھیک لیکر دروازے پر جاکر کھڑے ہو

ان تُم کارن پیم پیاری
ناگمتی نے کہا اے پیاری تمھاری محبت میں ہی

راج چھانڑ کے بھیوں بھکھاری
میں نے سلطنت ترک کرکے گداگری اختیار کی ہے

جس مالت مہنہ بھنورِ بیوگی
جس طرح گل مالتی کے ہجر میں بھنورا ہوتا ہے

چڑھا بیوگ چلیوں ہوی جوگی
اُسی طرح مہاجرت کا نشہ چڑھا اور جوگی بنکر چلدیا

بھیوں بھکھار نار تم لاگی
اے نازنین تمھاری فرقت میں بھکھاری بنا

دیپ پتنگ ہوی انگیوں آگی
اور شمع کا پروانہ بنکر آتش مہاجرت کا تحمل کیا

کت تیہ میچ جو مرکے جیا
جو اپنے کو فنا کرکے دوبارہ زندگی حاصل کرتا ہے

نیہ تمھار جو ہیئے سمانا
تمھاری محبت جو دل میں سمائی

بھنور کھوج جس پاوے کیوا
بھنورا جس طرح تلاش کرکے کنول پاتا ہے

ایک بار مرے ملے جو آئے
ایک بار مرکر اگر زندگی ملی

بھنور کنول ملکے رس پیا
وہ مانند بھنورے کے کنول کا رس پیتا ہے اور پھر جدا نہیں

چتور[۵۱] سوں نسریوں ہوی آنا
چتور گڑھ سے ایک اجنبی کی طرح نکل پڑا

تم کارن میں جیو پر چھیوا
تمھارے لئے جان پر کھیل گیا

دوسر بار مرے کت جائے
تو پھر دوبارہ مرنے کون جاتا ہے

دوہا

بھنور جو پاوے کنول کہنہ بہہ آرت بہہ آس
بعاجزی تمام بہت امیدواری سے بھنورا کنول کو پاتا ہے

بھنور ہوی نیو چھاور کنول دیئی ہنس باس
اور اپنی جان نچھاور کردیتا ہے تب کنول ہنسکر بھنورے کو پناہ دیتا ہے

اپنے منھ نہ بڑائی چھاجا
پدماوت نے کہا اپنی زبان سے اپنی تعریف نہیں کرنی چاہیئے

جوگی سیے چھند اس کھیلا
جوگی کو تو تمام عجائبات حاصل ہوتے ہیں

ایہی بھانت سشٹ بہہ چھیڑی
اسی برتے پر تو خلقت کو ٹھگنا چاہتا ہے

جوگی کتہنہ ہو مہنہ نہنہ راجا
جوگی کبھی راجا نہیں ہوسکتا

تو بھکھار کیہہ ماہنہ اکیلا
تو محض ایک گدا کیا ہستی رکھتا ہے

یہی بھیکھ راون سیہ ہری
اسی بھیس میں راون نے سیتا کو ہر لیا تھا

دیپک جوت دیکھ اُجیاری
روشن چراغ کا اجالا دیکھکر

ہوں رانی توں جوگ بھکھاری
میں رانی ہوں اور تو بھک منگا جوگی

پون باندھ اپسوہنہ کاسا
جوگی تو دم کشی کی طاقت سے آسمان پر پرواز کرسکتے ہیں

بھنورہہ میچ نیر جو آوا
بھنورے کی موت جب نزدیک ہوتی ہے

آسی پنکھ ہوے پر اکھکھاری
اے جوگی تو مانند پروانہ کے جلنا چاہتا ہے

جوگ کہہ بھوگ کہہ کون چھنارِی
جوگی اور بھوگی کی شناسائی کیسی

منسہنہ جہاں جاہنہ تہنہ ہاسا
جہاں جہاں انسان خواہش کرتا ہے وہیں جاکر رہ سکتے ہیں

کیتک باس لیئی کہنہ دھاوا
تو گل کیتکی کی خوشبو لینے دوڑتا ہے

---

۵۱ درحقیقت چتور سے مراد قلب و روح ہے ۱۲

دوہا

رین جو دیکھے چند مکھ مس تن ہوی الوپ
چاند کی صورت دیکھنے سے رات کی تاریکی غائب ہوجاتی ہے

تہوں جوگ اس بھولا ہوی راجا کی روپ
اے جوگی تو بھی اُسی دھوکھے میں شاہی لباس بنا کر گمراہ ہوگیا

ان دُھن تو ستیسر نس ماہاں
اے پدماوت تو رات میں چاند کے مانند ہے

ہوں دینکر حیسے کے توچھا ہاں
اور میں (رتن سین) سورج کے مانند جسکا تو سایہ ہے

چاندہ کہاں جوتِ اوکلا
چاند میں بذات خود روشنی و کرنیں کہاں

سورکی جوتِ چاند نرملا
چاند تو سورج کی ہی روشنی سے روشن ہے

بھنورا چمپا نہہ لیئی
بھنورا چمپا کی خوشبو کا طالب نہیں ہوتا

مالت جہاں تہاں جو دیئی
جہاں گل ملتی ہوتا ہے وہیں وہ اپنی جان قربان کرتی ہے

تمھ ہنت بھیوں پتنگ کی کرا
تمھارے ہی خاطر میں شمع کا پروانہ بنا

سنگھلدیپ آسی اُڑ پرا
اور اُڑ کر سنگلدیپ آپڑا

سیوں مہادیو کر بارو
یہاں مہادیو کے دروازہ کی خدمت کی

تجا انّ بھاپون اہارو
اور اناج وغیرہ ترک کرکے مکتشی کی غذا اختیار کی

تم سوں پریت گانٹھ میں جوری
تم سے میں نے محبت کی گرہ باندھی ہے

کٹے نہ کاٹے چھُٹے نہ چھوری
جو کاٹنے سے کٹ نہیں سکتی اور نہ کھولنے سے کھل سکتی ہے

سیا بھیکھ راون کہنہ دیہیں
سیتا نے تو راون کو بھیک دی تھی

توں اس ٹھر نتر پٹ کینہیں
اور تو ایسی بیوفا ہے کہ درمیان میں چھوڑ دیا

دوہا

رنگ تمھارے راتیوں چڑھیوں گنگن ہوی سور
میں تمھاری محبت میں پھنس گیا اور سورج بن کر آسمان پر چڑھا

جہنہ سس سیتل کہنہ تیوں من اچھا دھن پور
اے نازنیں جہاں ہو نچکر چاند کی ٹھنڈک میں بھی تپش برداشت کرکے مرا پورا ہی کی

جوگ بھگھار کر میں بہہ باتا
پدماوت نے کہا اچھا جوگی بھگھنگے تو بہت باتیں بناتا ہے

کہس رنگ دیکھوں تُہہ راتا
ٹھہر ذرا تیرے رنگ کی سُرخی تو دیکھوں

کیہ ارنگے رنگ نہنہ ہوئی
کچھ کیہ ارنگنے سے رنگ نہیں ہوتا

ہیئے اوٹ او پچھے رنگ سو ئی
دل کی سوزش دینے سے وہ رنگ پیدا ہوتا ہے

چاند کی رنگ سُرج جو راتا
چاند کی رنگت میں جو سورج سرخ ہوا ہے

دیکھی جگت سانجھ پر بھاتا
وہ صبح اور شام کو دنیا میں دکھلائی دیتا ہے

دگدھ برہ نت ہوی انگارو
ہمیشہ آتش مفارقت میں جلا کرتا ہے

وہک آنچ دگدھے سنسارو
اُسی آنچ سے تمام خلقت جلتی ہے

منجیٹھ اوٹے بہہ آنچا
اگر منجیٹھ کو آگ پر کافی جوش دیا جاوے

سور رنگ جنم نہ ڈوے رانچا
تو اُس کا رنگ کبھی زائل نہیں ہوسکتا

جرے برہ جو دیپک باتی
بعالم مفارقت جو خلیسہ چراغ کا جلتا ہے

بھیتر جرا و پر ہوی راتی
تو باطن میں سوزش ہوتی ہے لیکن ظاہر میں سُرخی

جرے پلاس کوئلا کے بھیسو
جب درخت ڈھاک مانند کوئلہ کے جلتا ہے

تب پھولا راتا ہوی ٹیسو
تب گل ٹیسو کھلکر اُسے سرخ بنا دیتا ہے

دوہا

پان سپاری کھیر تہنہ ملے کرے چکسون
پان وسپاری اور کتھا ایک میں مل کر اگرچہ ریزہ ریزہ ہوجاوے

تب لگ رنگ نہ راچی جب لگ ہوی نہ چون
لیکن جب تک چونا نہیں ملے گا ہرگز سُرخی نہیں آسکتی

دھنیاں کا سُرنگ کا چونا
اے نازنین خوشرنگی اور چونے سے کیا نسبت
سُن تُمھار سنسار بڑونا
دنیا میں تمھاری تعریف شکر
پھیر پھیر تن کینھ بھجونا
جسم کو پان کی طرح پھیر کر آب شک سے بھگویا

جیہ تن نیہ دگدھ تیہ دونا
جسمیں محبت ہے اُسمیں سوزش بھی ہوتی ہے
جوگ لینھہ تن کینھہ گڑونا[۱]
فقیری لی اور جسم کو مانند برگ نیلوفر کے کر دیا
اوٹ رکت رنگ ہرے اونا
اور خون کو اوٹا کر اُس سے دل کو نگنے دیا
ہاڑ چون بھے بریہیں دہے
آتش مفارقت میں ہڈیوں کو جلا کر چونا بنایا

ہوں تم نیہ پیر بھا پانو
میں تمھاری الفت میں مثل پان کے زرد پڑ گیا
کرہ جوگنگری لے بیراگی
ہاتھ میں کنگری لیکر گھر بار چھوڑ دیا
سوکھ سُپاری بھا منمارا
دلکو سوزش دیکر اُسے سُپاری بنا کر خشک کیا
جانے سوئی جو دگدھ ہمارا
جو اس طرح سوزش برداشت کرے وہی سمجھ سکتا ہے

پیڑی ہُنت سُنراس بکھانو
آغاز الفت سے ہی نزدیکی دور رہی ہے
نیوتی ہوی برہ کی آگی
اور آتش مفارقت کا مہمان بنا
سر سروت جنّ کروت سارا
اور سر کو مانند سپاری کے سروتہ سے کتر ڈالا

دوہا

کی سو جان بہُہ پیرا جیہ دُکھ ایس سریر
جسکے جسم نے اسطرح کی تکلیفات برداشت کی ہوں وہی جان سکتا ہے
رکت پیاسے جے اہیں کا جانیں پر پیر
اور جو خون تاحق کے پیاسے ہیں وہ دوسرے کے درد کو کیا جانیں

جوگی بہت چھند اور راہیں
جوگی لوگ بہت طرح کے مکر و فریب کیا کرتے ہیں
پرہنہ سمند کھار جل اوہیں
سمندر میں گرنے سے اُسکا پانی کھاری ہو جاتا ہے
جوگی بھنور نٹھر اسے دوُو
جوگی اور بھنورے یہ دونوں بیدرد ہوتے ہیں

بوند سیوانی جیس پر اہیں
جو بند قطرہ ابر نیساں مخلوقات تاثیر رکھتے ہیں
پرہنہ سیپ سب موتی ہوہیں
اور وہی قطرہ سیپ میں گر نیسے موتی بنجاتا ہے
کیہہ آپن بھے کہو سو کوُو
بتلاؤ انمیں سے کون کسکا ہوا ہے
ہوی گرہی پُن ہوی اُداسی
کبھی دنیادار بن گئے اور کبھی فقیر

پرہنہ پُہم پر ہوی کچورو
ابر نیساں کا قطرہ زمین پر گرنے سے زکچر بنجاتا ہے
پرہنہ میرو پر انبرت ہوئی
پہاڑ میرو پر وہ قطرہ امرت پھل پیدا کرتا ہے
ایک ٹھانوں یہ تھر نہ رہاہیں
کبھی یہ ایک مقام پر ٹھہرتے نہیں
انت کال دونوں بسواسی
آخر کار دونوں نامعتبر ہی ثابت ہوئے ہیں

پرہنہ کدل پر ہوی کپورو
اور وہی قطرہ کیلے پر گرنے سے کافور ہو جاتا ہے
پرہنہ ناگ مُکھ بکھ ہوی سوئی
اور سانپ کے منھ میں وہی قطرہ زہر بنجاتا ہے
رس لے کھیل انت کہنہ چاہیں
رس لیا اور پھر دوسری جگہ روانہ ہوئے

دوہا

تاسوں نیہہ جوڑ ڈھر کر رہنہ نہ ایکو دیس
اُنسے جو مستقل محبت کرتے ہیں وے کسی مقام پر ٹھہرنے نہیں پاتے
جوگی بھنور بھکھاری دور وہنہ آدیس
جوگی بھنورے اور گداگر دور ہی رہیں اُن کو سلام ہے

[۱] تنبولی لوگ پان کو موسم سرما میں ریت کے نیچے گاڑ دیتے ہیں اور موسم گرما میں کام میں لاتے ہیں ۱۲ مصحح

تھل تھل نگ نہ ہو ہنہ جیہہ جوتی
روشنی دینے والے نگینے ہر جگہ نہیں ہوتے

جل جل سیپ نہ اُپنہنہ موتی
ہر ایک پانی کے سیپ میں موتی پیدا نہیں ہوتے

بن بن برکھ نہ چندن ہوئی
ہر جنگل میں صندل کے درخت نہیں ہوتے

تن تن پرہ نہ اُپنے سوئی
اور ہر ایک کے دل میں آتش محبت پیدا نہیں ہوتی

جمنہ اُپنا سو اوٹ مرگیو
اور جسکے دل میں عشق پیدا ہوا وہ جل بھن کر مر جاتا ہے

جرم نرار نہ کہوں بھیو
تا عمر اُس کو نجات نہیں ملتی

جل انیج رب رہے اکاسا
کنول زمین پر رہتا ہے اور سورج آسمان پر

جو پریت جانہنہ اک پاسا
انکی طرح جو عشق کی قدر کرتے ہیں گویا مشوق کو اپنی

جوگی بھنور جو تھر نہ رہا ہیں
جوگی اور بھنورے کبھی قائم نہیں رہتے

جیہہ کھو جہنہ تیہہ پاو ہنہ ناہیں
جو انکو کھو جتے ہیں وے پاتے ہیں

میں تویں پاوا آپن جیو
مانند اپنی جان عزیز کے میں نے تجھکو حاصل کیا ہے

چھانٹر سوات جائی نہنہ پیو
ابر نیساں کی بوند کو چھوڑ کر پیاسا کہیں جا نہیں سکتا

بھنورہ مالتہنہ ملے جو آئی
بھنورے کو جب گل مالتی مل جاتا ہے

سو تج آن پھول کت جائی
تو وہ اُسے چھوڑ کر دوسرے پھولوں کے پاس کبھی جاتا ہے

دوہا

چنپا پریت جو تیل ہے دن دن آگر باس
گل چمپا کے تیل میں بجائے عشق جو خوشبو ہوتی ہے وہ روز بروز بڑھتی ہی جاتی ہے

گل گل آپ ہرای جو موہیہ نہ چھانڑے باس
چھیجے چھیجے اگر تیں غائب یعنی فنا ہو جائے تو بھی خوشبو اُسکا ساتھ نہیں چھوڑتی

ایسین راج کنور نہنہ مانوں
پدماوت نے کہا ایسا راجکمار میں نے سطح زمین پر نہیں دیکھا

کھیل سار پانسا تج جانوں
اگر میرے ساتھ چوپڑ کھیلے تو البتہ میں جانوں

پکی تو پھر تھر نہ رہا سی
لیکن پکی گوٹ پھر قائم کیوں نہیں رہتی؟

رہے نہ آٹھ اٹھارہ بھاکھا
آٹھ اور اٹھارہ تو محفوظ رہ ہی نہیں سکتی

سوہ سترہ رہے سو راکھا
لیکن سولہ اور سترہ کی حفاظت اگر کر سکے تو البتہ

کچی بارہ یار پھر اسی
کچی گوٹیں تو خانہ بخانہ نہ پھرتی ہیں

ڈھارا گیارہ جاس نمارا
اگر کھیل جاتا ہے تو سات پانسا ڈھال

تون لینھس آچھے من دوا
تو نے تو دل میں دغا کی بازی لی ہے

او جگ سار جیس پن چھوا
اور دونوں پستان مثل دو گوٹوں کے چھونا چاہتا ہے

ستیں دھرے سو کھیلن ہارا
گیارہ پانسا پھینکنے سے مارا نہیں جا سکتا

ہوں تو نیہہ چیوں تو نہیں
میں نے الفت میں تجھ سے ساتھ کیا ہے چھوڑنا نہیں چاہتا

تب چوپر کھیلوں کے ہیا
تو بھی میں دل کھول کر چوپڑ کھیلتی ہوں

دسوں داؤں تورے ہیہہ نہیں
ورنہ تجھ سے دلیس سول داؤں تو موجود ہی ہیں

جو ترہیل ہوے سو تیا
جو بازی ہار جائے وہ ذات عورت کی ہے

دوہا

جیہہ ل بچھرن او تین انت تنت تیہہ نت
جسکے ملنے سے فراق اور سوزش کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ہمیشہ کیلئے راحت ملتی ہے

تیہہ ل کنچن کو سہہ پر بن ملیں کچنت
گویا اسکو سونے کا خزانہ مل گیا جس سے اُسکا دل کبھی رنجیدہ نہیں ہوتا

نہ "تیہہ ل کنچن کو سہے بر بن ملے کچنت" اُس سے ملنے کے لئے تکلیفات کون برداشت کرے اس سے تو نہ ملنا ہی بہتر ہے ۱۲

بولوں بچن نارِ سن سانچا
اے پدماوت میں حقیقت بیان کرتا ہوں سن
پی پرہ بارہ بار منایوں
دل باکی بار بار منتیں کرتا ہوں
پاک اُٹھایوں آس کرتیا
تیری الفت میں میں نے کی گوئیں اُٹھالیں

پُرکھ کہ بول سپت اوسانچا
کہ مرد کا قول و اقرار سچا ہوتا ہے
سِر سوں کھیل نیٹ جیوں لاؤں
اور سر دے کر جان نچھاور کرتا ہوں
ہوں جیتہہ ہارا توں جیتا
بازی جیت کر بھی میں ہار گیا اور تو جیت گئی
اب جیو جرم جرم توہ پاسا
اب تمام زندگی یہ دل تیرے ہی پاس رہیگا

یہ من لاگیو تُہہ اس ناری
یہ دل تیری جیسی نرن یار سا پر ہی فریفتہ ہوگیا
بھل بھانتی میں رچنا رچی
میں نے بخوبی بازی تیار کرلی ہے
مِلکے جُگ نہہ ہوہہ نراری
جوڑی مل کے پھر جدا نہیں ہوتی
چڑھیوں جوگ آیوں کیلاسا
جوگ اختیار کرکے بہشت پہونچگیا

دن تہہ باسا اونس ساری
تمام دن اور رات تیرے ہی پاس رہتا ہے
مارس توہ بسے کے کاچی
لیکن تو نے سب کو کچی قرار دیکر بازی مار لی
کہاں بیچ دوتی دینہاری
کتنی اُس جوڑی میں نفاق پیدا نہیں کرسکتی

دوہا

جاکر جیو بسے جیہ سیتی تیہ پُن تاکر ٹیک
جس کا دل جسمیں لگ جاتا ہے اُس کو اُسی کی دُھن لگی رہتی ہے
کنک سہاگ نہ بچھڑہہ اوٹ ملہہ جو ایک
سونا اور سہاگا جب پگھل کر ایک میں مل جاتے ہیں تو پھر جدا نہیں ہوتے

بھنسی دھن سُنکے ست باتا
راستی کی بات سن کر یہ پدماوت ہنسی
جب ہیرامن بھیو سندیسی
جب ہیرامن نے مجھے پیغام دیا
سِدھ گنگا جو دشٹ کمائی
تیری نظروں میں سدھ گنگا کا اثر ہے

پنچھے تو موسے رنگ اتا
اور بولی کہ کیا در حقیقت تو میرے رنگ میں رنگ گیا ہے
توہ مُہت منڈپ گیون دیسی
تو اسے پردیسی میں تھانے خاطر منڈپ میں گئی
پارے میل روپ بسیائی
کہ پارہ ملاکر چاندی بنا دیا
نین بہپ توں ال بھاسو بھی
اب کنول میں بھنورے کی طرح تو زینت پا رہا ہے

جو جیہ من سو تیہ من بسا
جیسے کے دل میں جو ہوتا ہے وہی اسکے دلیں جگہ پاتا ہے
جُن جوگی توں میلی ٹونا
کہ اے جوگی تو نے تو گویا جادو کر دیا ہے
کنول نین ہوی بھنور بیٹھا
اور تو کنول کے مانند آنکھوں بھنورا بنکر بیٹھ گیا

نہچے بھنور کنول رس رسا
بیشک کنول کے رس میں بھنورا محو رہتا ہے
تو رروپ جس دیکھیوں لونا
تیرے حسن پر میں ایسی فریفتہ ہوئی ہوں
بُھگت دین کہہ میں توہ دیٹھا
بھیک دینے کیلئے میں نے تجھے دیکھا
رہا بیدھ تس اڑس لوبھی
اور اُسمیں بھرا ایسا جکڑ گیا کہ اُڑتا نہیں

جاکر آس ہوی اس جاکہہ تہہ پُن تاکر آس
جس کو جس سے اسطرح کی امید ہوتی ہے پھر وہی اُس کی سراپا امید ہے
بھنور جو ڈارھا کنول کہہ کس نہ پاوے رس باس
بھنورا جو کنول کے لئے جان دیتا ہے پھر کونسی شے اس سے رس و خوشبو حاصل کرے

کون موہنی دھون تُت تونہیں
نہ معلوم کون سا جادو تجھ میں تھا
جو توہ بتھا سو اپنی مونہیں
جو تیرے دل کا درد مجھ میں پیدا ہوگیا

بن جل مین تپے جس جیوُ
بغیر پانی کے جیسے مچھلی تڑپتی ہو ویسے ہی میری جان
چاتک بھیوں کہت پیو پیوُ
پیو پیو کہتے ہوئے میں پپیہا بن گئی

جریوں پرہ جس دیپک باتی
جدائی میں مانند فتیلۂ چراغ کے میں جل رہی ہوں

مگ جوت بھے سیپ سیواتی
قطرۂ برنیساں کیلئے سیپ کیطرح میں راہ دیکھتی رہی

ڈار ڈار جیوں کوئل بھئی
مانند کوئل کے ہر شاخ پر پھرتی رہی

بھیوں چکور نیند تس گئی
چکور کی طرح رات میں نیند حرام ہوگئی

موریے پیم پیم تہہ بھیو
مجھ میں محبت[۵۱] پیدا ہوئی کہ جو تجھ سے ملی تجھ میں بھی محبت پیدا ہوئی

راتا ہیم اگن جم تیو
آتش عشق میں سونے کی طرح تپ گئی

ہیرا دیپہہ جو سورُ اُدوتی
ہیرا چمکتا ہے سورج کی روشنی سے

نانہنت کت مدھکرت پایا
ورنہ بھنورے کو کنول کی خوشبو کیسے نصیب ہوتی

نانہنت کت پاہن کہنہ جوتی
ورنہ پتھر میں روشنی کیسی

دوہا

تاسوں کون انتر بٹ جو اس بیتم پیو
اُس سے کون پردہ ہے جو ایسا دلپذیر شوہر ہے

نیو چھاور کر آپہوں تن من جوبن جیو
جسم دل جوانی اور جان سب کچھ اُس پر نچھاور ہے۔

ہنس پدماوتِ مانی باتا
پدماوت نے ہنسکر بات مان لی

نہچے توں مورے رنگ راتا
اور کہا کہ واقعی تو میرے رنگ میں رنگا ہوا ہے

توں راجا دھن کل اُجیارا
تو راجا ہے اور اعلیٰ خاندان میں روشن ہے

اس کے چرچیوں مرم تمھارا
تیری ذات میں نے بخوبی جانچ لی

پیں توجنبو دیپ بسیرا
لیکن تو جنبو دیپ کا باشندہ ہے

کاجانیں کس سنگھل میرا
میرے سنگلدیپ کی حالت کو کیا جانے

سُن سُبھنور بھاجو رچھیوا
محض سنکر ہی بھنورے کی طرح جان کھل گیا

ناتوں سُنی نہ کوئی ڈیٹھی
نہ تو نے سنا اور نہ کسی طرح دیکھا

کیسیں چترہوی چت پیٹھی
پھر کیسے مانند تصویر کے تیرے دلمیں نقش ہوا

جو لہہ اگن کرے نہنہ بھیؤ
آگ کی جب تک آنچ نہ دیجاوے

تو لہہ اوٹ چوے نہنہ میؤ
تب تک چوا عطر بات کیسے تیار ہوسکتے ہیں

کیں سنکر توں ایس لکھاوا
کس مرشد نے تجھے ایسی نصیحت بخشی

ملا الکھ تس پیم چکھاوا
اور نہایت پوشیدہ مزہ عشق کا چکھایا

دوہا

جہکے ست سنگھاتی تاکر ڈر سوے میٹ
جو جس کا سچا ساتھی ہوتا ہے وہی اُس کے خوف کو دور کرسکتا ہے

سوست کہہ کیسیں بھاؤھوں ساتھ سو بھینٹ
یہ ٹھیک ٹھیک بتلاؤ کہ تم دونوں کی یکجائی ملاقات ہوئی کیسے؟

سنتیہ کہوں سُن پدماوتی
اے پدماوت سن میں راستی کی بات کہتا ہوں

جہنہ ست پُرکھ تہاں سُرستی[۵۲]
کہ جہاں سچے مرد ہوتے ہیں وہاں سرستی رہتی ہے

پایوں سُوا کہیں وہیں باتا
طوطا مجھے ملا تو اسکی زبانی سب باتیں معلوم ہوئیں

بھانہچے دیکھت مکھ راتا
اُسکا منھ سرخ دیکھکر مجھے سب کچھ یقین ہوا

---

۵۱ عشق اول در دل معشوق پیدا میشود چنانسوزد شمع کے پروانہ شیدا میشود ۵۲ لفظ سنسکرت زبان کا سرسوتی ہر حسب عقیدۂ مذہب ہندو ایک دیوتا ہے جس کی زبان پیدا ہوئی ہے ۱۲

روپ تمھار سینوں اس نیکا
تمھارا حسن بیمثال ہے میں نے سنا

ناجیہنہ چڑھا کاہُ کہنہ ٹیکا
کہ جس کی شادی کا عندیہ بھی کسی سے ملے نہیں ہوا

چتر کیوں بُن لے نانوں
تمھارا نام لے کر ایک تصویر کو متصور کرلیا

نینہہ لاگ پئے بھاٹھانوں
آنکھوں کو نیازکی تنظاری ہوئی اور لبریز جگہ

ہوں بھاسا نچ سنت وہ گھڑی
اُسوقت تمھارا حسن سنکر میں ایسا نچنے لگا

تھ ہوہی روپ آسی چت بھری
اور تمھاری صورت دل کے سانچہ میں بھر کر ڈھلگئی

ہوں بھاکا ٹھ مورت منمارے
میں دل کو مار کر کٹھ پتلی بن گیا

چلے جوکر سب ہاتھ تمھارے
جو مرضی ہو کرو سب تمھارے ہاتھ ہے

تھ جو دُلاوہ سوئی ڈولا
تم نے جس طرح پھیرایا اُسی طرح پھرا

مون سانس جو دیہ تو بولا
خاموشی دم کشی اور بولنا تمھاری ہی مرضی پر منحصر

دوہا

کو سووے کو جاگے اس ہوی گیوں بموہ
میں ایسا مدہوش ہوگیا کہ کون سوتا ہے کون جاگتا ہے اسکی ذرا بھی خبر نہیں

پرگٹ گپت نہ دوسر جہنہ دیکھوں تہنہ توہ
ظاہر و باطن میں کوئی دوسرا نظر نہ آتا تھا جہاں دیکھا ایک تو ہی موجود ملتی تھی

بھنسی دھن سنکے ست بھاؤ
خیالات کی راست بیانی سنکر بدیاوتی ہنسی

ہوں راماں تول راون راؤو
اور بولی میں فرزند نازکبدن رامچندر اور تم مثل راون کے

رہا جو بھنور کنول کی آسا
گل کنول کی امید میں جو بھنورا تک رہا

کس نہ بھوگ مانے رس باسا
تو اُسے عشرت لذت و راحت کیونکر حاصل ہو

جس ست کہا کنور تو موہنیں
اسپر اجکمار تم نے جسطرح سچی لگن کی بات مجھسے کہی

تس من مور لاگ پُن تو ہنیں
اُسی طرح میرا بھی دل تم میں لگا ہے

جب ہنست کہہ گا پنکھ سندیسی
جب سے طوطے نے تمھارا پیغام مجھسے کہا

سُینوں کہ آوا ہے پردیسی
اور میں نے سنا کہ کوئی پردیسی میرا مشتاق آیا ہے

تب ہنت تھ بن رہے نہ جیوؤ
تب سے تمھارے بغیر دل کو راحت نہیں ملتی تھی

چاتک بھیوں کہت پیو پیوؤ
اور پپیہے کی طرح پیو پیو پکارا کرتی تھی

سمند سیپ جس نین پسارں
اور سمندر کے سیپ کی طرح آنکھیں لگائے رہتی تھی

برہ بھیوں وہ کوئل کاری
آتش ہجرت میں جلکر مثل کوئل سیاہ ہوگئی

ڈار ڈار جم پیو پکاری
اور درخت کی ڈال ڈال پر پی پی پکارتی تھی

دوہا

کون سو دن جب پیو ملے یہ من راتا جاس
وہ کون سا دن مبارک آئیگا جب محبوب ملیگا جس کا یہ دل مشتاق ہے

وہ دُکھ دیکھے مور سب ہوں دُکھ دیکھوں تاس
وہ محبوب میری مصیبتیں دیکھے اور میں اُس کی تکالیف دیکھوں

کہہ ست بھاؤ بھئی کنٹھلا گو
اسطرح راست گفتاری کے بعد دونوں باہم گلے ملے

جن کنچن اوملا سُہاگو
جس طرح سونا اور سہاگا ایک میں ملتے ہیں

چوراسی آسن پر جوگی
جوگی رتن سین چوراسی آسن سے بدماوت سے ملا

کھڑس بندک چتر سو بھوگی
نہایت دانشمند و رازعشرت اور چہیتا سو کا جاننے والا تھا

لذت غذا چھ ہیں۔ میٹھا۔ کھٹا۔ نمکین۔ تلخ۔ کسیلا۔ کڑوا ۱۲

کُسم مال اس مالتِ پائی
مالتی نے گویا گل مصفر کی مالا حاصل کی

جن چمپا گہہ ڈار اونائی
اور گویا چمپا کی شاخ پکڑ کر جھکائی گئی ہو

کرے بیدھ جن بھنور بھلانا
غنچۂ ناشگفتہ کو بید کھا کر مانند بھنورے کے اسطرح ہو

ہنا راہُ ارجن کی بانا
گویا ارجن نے روہو مچھلی کو نشانہ بنایا

کنچن کرے جرے نگ جوتی
مانند سونے کی کلی آدم نہانی پر گویا نگینے روشن ہیں

برماں سوں بیدھا جن موتی
اس طرح کہ گویا برمے سے موتی چھید گیا ہو

نا رنگ جان کیر مکھ دیئے
بستان کو نارنگی سمجھ کر طوطے نے گویا پنجہ چلایا

ادھر آنب بس جانہہ لئے
لبوں سے گویا امرس کا مزہ لے لیا

کوتک کیل کرہنہ دُکھ نسا
کھیل و تماشے کرتے ہوئے تمام کو اہیں دور ہوگئی

کھوند ہنہ کر لیہنہ جن سر نسا
جیسے جوڑے سارس کے کودنے ہوئے لگا یلیں کرتے ہوں

دوہا

رہی بساے باسنا چو و اچنت دن میت
چوپایا اور صندل وغیرہ اشیا خوشبودار سے تمام لباس معطر تھے

جو اس پدمن راوی سو جانے یہ بھید
جس کو اس طرح کی پدمنی نازنین نصیب ہو وہی اس کا راز جانے

رتن سین سو کنت سجانوں
شوہر رتن سین ایسا معلم تھا

گھنٹ رس پنڈت سو ماتو[1]
کہ علم موسیقی میں ایک معزز عالم تصور کیا جاتا تھا

تس ہوی ملی پرکھ او گوری
خاوند اور زوجہ باہم ایسے ملے

جیسیں بچھری سارس جوری
جیسے سارس کا جوڑا مجبور مل گیا ہو

رچی سار دونوں اک پاساں
دونوں نے آپس میں کھیل چوپڑ سجایا

ہوی جگ جگ او ہیں کیلا ساں
مبارک ہو یہ جوڑی بہشت میں

پیہ دھن گہہ دیہیں گل بانہاں
محبوب نے پرجوش نازنین کے گلے میں بانہیں ڈالدیں

دھن بچھری لاگی ارمانہاں
اور پدماوت اچھل کر سینے سے چپٹ گئی

تیہ چھک س تب کیل کرہیں
دل سے آسودہ ہو کر مواصلت کے کھیل کھیلنے لگی

چوکھ لای ادھر نہہ رس لہیں
دندان لطیف سے لبوں کی لذت حاصل کرنے لگی

دھن نو سات سات او پانچا
پدماوت تو سات سات اور پانچ پانسوں سے مغلوب ہوئی۔ اور شوہر (رتن سین) نو سے تیرہ پانسوں سے غالب ہوا

پور کھہ دس تیرہ کم پانچا
لینھ پدھانس دھن سب اچا
پدماوت کا سامان مہاجرت سب لٹ گیا

اوسب رچن جیت ہت اچا
اور فتحیابی کا ساز و سامان رتن سین نے مہیا کر لیا

دوہا

جہنہ اوٹ سے مل گئے تس دونوں بھے ایک
جس طرح جوش دینے سے دو مفرد چیزیں ایک ہو جاتی ہیں اسیطرح دونوں ایک ہو گئے

کنچن کست کسوٹی ہاتھ نکو ٹیک
طلا خالص کو کسوٹی پر پرکھنے کیطرح دونوں نے باہم امتحان کر لیا غیر کسی مددگار کے

چتر نار جیت ادھک چھونٹی
ہوشیار محبوبہ کا دل ہم آغوش میں چسپاں ہو

جہاں پیم باڑھی کم چھونٹی
جب محبت بڑھکر چمٹ گئی پھر جدا نہیں ہو سکتی

کرلا کام کیر متہاری
ناز و اصلت کی منتیں کرتے دیکھکر

کرلا جہنہ تیہ سوں سوناری
سیکڑوں ناز بردار نازنین نادم ہوئیں

[1] عالموں نے رس نو طرح کے بتلائے ہیں۔ شرنگار متعلق وصل و ہجر۔ ہاسیہ متعلق کیفیت خندہ۔ کرتن متعلق غم و رنج۔ رودر متعلق کمال غصہ۔ بیر متعلق شجاعت۔ بھیانک متعلق خوف۔ ادبھشت متعلق حیرت۔ بھبھتسیہ متعلق کراہت۔ شانت متعلق اوداسی و سنجیدگی ۱۲

کرلا ہوی کنت کرتو کھو
موصلت کے نازونخرے محبوب کو آسودگی حاصل ہوئی ہے۔ اور نازونخرے کرنے سے نازنین کچھ بھی نخرا نہیں کرتی

کرلا کہیں پاؤ دھن موکھو

جیہ کرلا سو سہاگ سبھاگی
جس نے موصلت سے نازنین کا سہاگ سرسبز ہوا

چندن جیس سام کنٹھلاگی
یعنی مانند صندل[1] محبوب کے گلے سے لپٹ گئی

گیند گود کے جانہہ لئی
محبوب نے نازنین کو مانند گیند کے آغوش میں لیلیا

گیند چاہ دھن کومل بھئی
نازنین گیند سے بھی ہلکی ولطیف تھی

ڈاریوں داکھ بیل رس چاکھا
شوہر نے انار انگور اور بیل کا مزہ حاصل کیا

پیہ کی کھیل نہ دھن جیو راکھا
محبوب کی الفت میں نازنین نے جان کی پروا نہ کی

بین سہاون کوکل بولے
مانند کوئل کے دلکش اور فصیح آواز سے بولنے لگی

بھیو بسنت کری مکھ کھولے
گویا موسم بہار میں غنچہ تا شگفتہ کھل گیا

دوہا

پیو پیو کرت جیبھ دھن سوکھی بولی جاتک بھانت
پیارے پیارے کہتے ہوئے نازنین کی زبان خشک ہوگئی اور مانند پپیہا کے بولی

پری سو بوند سیپ جن موتی ہنے پری سکھ سانت
جیسے سیپ میں قطرہ گرنے سے موتی بنجاتا ہے ایسے ہی دلکو راحت وتسکین حاصل ہوئی

بھیو جو جھو جس راون رامان
راون اور رامچندر کی گویا جنگ عظیم برپا ہوئی۔ بستر کو تسخیر کے مہاجرت پر فتح حاصل کی

سیج بدھانس برہ سنگرماں

لینھہ لنک کنچن گڑھ لوٹا
کمر پر حملہ کرنے سے گویا سونے کی گڑھ لنکا لوٹ گئی

لینھہ سنگارا ہا سب لوٹا
اور سجا ہوا سنگار لوٹ لیا گیا

اوجھ بن میمنت بدھانسا
فیل مست جوانی نے مستی دور کردی

بچلا برہ جیو لے تانسا
اور ہجر کا صدمہ رفع ہوا جو جان کا وبال تھا

لوٹے انگ انگ سب کھیسا
تمام عضو کے لباس وزیورات گویا لٹ گئے ہیں

چھوٹی منگ بھنگ بھے کیسا
مانگ کھل گئی اور گندھے ہوئے کے بال بکھر گئے

کنچک چور چور بھئی تانے
انگیا ریزہ ریزہ ہوئی اور بند ٹوٹ گئے

ٹوٹی ہار موتن چہرانے
ہار ٹوٹ گیا اور موتی بکھر گئے

بارس ٹاڈ سلونی ٹوٹے
بالیاں ٹاڈ اور سلونی زیورات ٹوٹ گئے

بانہوں کنگن کلائیں چھوٹے
اور چوڑیاں کنگن اور بانک چھوٹ گئے

چندن انگ چھوٹ تس بھنڈے
بدنیں جو صندل لگا تھا وہ بوقت ہم آغوشی چھوٹ گیا۔ ناک کی بیسر ٹوٹ گئی اور قشقہ بگڑ گیا

بیسر ٹوٹ تلک گا میٹے

دوہا

ٹھپ سنگار سنوار سب جوبن بول بسنت
پھولوں کا سنگار، تمام سجاوٹ اور مثل موسم بہار کے جوانی

اوگج جیوں ہیہ لامی کے مرگج کینھوں کنت
اور تمام خوشبویات کو شوہر نے ہم آغوشی سے ملگجا کر ڈالا

بنت کرے پدماوت بالا
نوخیز پدماوت عاجزی کرنے لگی۔ کہ بہترین خوبصورت صراحی سے شراب محبت نوش کیجئے

سدھن سراہی پیوہ پیالہ

پیہ آبس ماتھے پر لہوں
حکم محبوب کو بسروچشم قبول کرتی ہوں

جو مانگی نے نے سر دیوں
جو فرمائش ہو بتعظیم وادب بجالاؤں

[1] صندل معطر ٹھنڈا اور راحت بخش ہوتا ہے ۱۲

پے پیسہ بچن ایک سُن مورا
لیکن اہی پیارے میری ایک عرض پر غور فرمائیں

چاکھو پیہ مدھ تھورا تھورا
یہ کہ شراب محبت کا مزہ تھوڑا تھوڑا لیں

پیم سُرا سوئی پے پیا
شراب محبت کا مزہ اسطرح حاصل کرنا چاہیے

لکھے نہ کوئو کہہ کا ہو دیا
کہ کسی کو گمان نہو کہ کس نے دیا اور کس نے نوش کیا

چُوا دا کھ مد جو اک بارا
شراب انگوری کا پینا ایک بار کافی ہے

دوسر بار لیت بسنبھارا
دو بار پینے سے نشہ بے قابو ہو جاتا ہو

ایک بار جو لیکے رہا
جس نے ایک بار شراب پی کر صبر کیا

سکھ جیون سکھ بھوجن لہا
وہ زندگی کا مزہ اور غذا کی لذت پاتا ہے

پان پھول رس رنگ کے کیجے
پان پھول و رنگ رلیو نکا مزہ حاصل کیجیے

ادھرا دھر سوں چا کھا کیجے
اور لبوں کا مزہ لبوں سے چکھتے رہیے

دوہا

جو تھ چاہو سو کرہُ نہنہ جانوں بھل مند
جو تمھاری مرضی ہو وہ کرو میں نیک و بد کچھ نہیں جانتی

جو بھاوے سو ہوی موہنہ تھ پیہ چھوں اتند
جو تمکو اچھا لگے وہی مجھے منظور ہے میں تو تمھاری خوشی کی طلبگار ہوں

سُن دھن پیم سرا کی پیئں
اے دلربا جس نے شراب محبت نوش کی

مرن جیئن ڈر رہے نہ ہیں
اُسکو مرنے اور جینے کا خوف نہیں رہتا

جہنہ مد تہاں کہاں نستارا
جہاں شراب ہے وہاں نجات کہاں

کی سو گھر ہا کی متوارا
خواہ بدحال ہو یا سرمست

سو پی جان پیئے جو کوئی
مفرح دل جان کر جو کوئی پیتا ہے

پی نہ اگھای جای پرسوئی
وہ پی کر آسودہ نہیں ہوتا چاہے بدحواس ہی کیوں نہ ہو جائے

جاکہنہ ہوی بار اک لاہا
جو کہ ایکبار بھی شراب محبت سے مستفید ہوا

رہے نہ وہ بن او ہی چلہا
اسکے بغیر اسکو چین نہیں ہر وقت اُسی کا طلبگار رہتا ہے

ارب درب سب دیئی بہائی
اربوں کی دولت سب اُس میں برباد کر دیتا ہے

کی سب جاؤ نجای پہائی
چاہے سب کچھ جلا جائے لیکن مینوشی نہیں چھوڑ سکتا

را تہنہ دوس رہے سب بھیجا
رات دن اُسی میں مخمور رہتا ہے

لا بھ ندیکھ نہ دیکھے چھیجا
نفع و نقصان کو وہ نہیں دیکھتا

بھور ہوت تب پلہہ سر یدو
صبح ہوئی نہیں کہ نفس پروری شروع ہوئی

پای گھر ہا سیتل نیرو
جیسے تپش میں آب سرد میسر ہو

دوہا

ایک بار بھر دیہہ پیالا بار بار کو مانگ
ایک ہی بار ساغر لبریز کر دے بار بار کون مانگتا رہے

محمد کم نہ پکارے ایس داؤں جہہ کھانگ
محمد کیوں نہ پکارے جب ایسا زریں موقع ہاتھ سے جا رہا ہو

بھیو بہان اُٹھا رب سائیں
صبح ہوئی اور مثل آفتاب شوہر زمین سے اُٹھکر باہر آیا

چہنہ دس آئیں نکھت تر ائیں
ماہ پیر پاوت کے چاروں طرف مانند ستاروں کے سہیلیاں جمع ہو گئیں

سب نس سیج ملاس سورو
(سہیلیوں نے کہا) تمام رات پلنگ پر چاند اور سورج کی خوب ملاقات ہوئی۔ ہار کپڑے اور چوڑیاں خوب چکنا چور ہو گئیں

ہار چیر بلیاں بھئی چورو
سو دھن پان چون بھے چوی
پدماوت بیل پان کی نازک تھی اُسکی محرمانہ رنگ بگڑ گئی

رنگ رنگیل نرنگ بھے بھولی
رنگ سے رنگیلی وہ بھولی نازنین بدرنگ ہو گئی

جاگت دین بھیو بھنسارا
وصل محبوب میں رات جاگتے ہوئے صبح ہو گئی

بھئی بسنبھار سوت بکرارا
اب مدہوشی میں کیسی بیحال ہو کر سو رہی ہے

الک سُرنگن ہر دیں پرے
سر کے لمبے بال سینے پر بکھرے پڑے ہیں

نارنگ چھوٹی ناگن بکھرے
جیسے ہریلی کالی ناگنیں نارنگیوں لپٹی ہوں

لڑی مُری ہیہ ہار لپیٹی
نار مری مڑکر ہار میں لپٹی ہوئی سینے پر پڑی ہے

سُرسر جن کالندی بھینٹی
جس سے گنگا اور جمنا کے سنگم کا لطف آرہا ہے

جن پیاگ ارول بیچ ملی
ہر دو پستانیں گویا الہ آباد (ارال) میں جمنا کے درمیان سنگم ہوا اور چوٹی گویا سرستی بنکر زمینی ہوگئی

بینی بھئی سورو ماؤلی[۱]

دوہا

نابھی لابھے پُنّ کے کاسی کنڈ کہاؤ
پدماوت کی نافہ نے خیرات وغیرہ کرکے کاسی کنڈ کا متبرک رتبہ حاصل کیا ہے

دیوتا مرہنہ کلپ سر آپہنہ دوس نہ لاؤ
اسلیئے دیوتا اپنا سر کٹا کر جان دیدیتے ہیں اور اسکو عذاب نہیں لگتا

بہنس جگاوہنہ سکھی سیانی
ہنستی ہوئی دانشمند سہیلیاں پدماوت کو جگاتی ہیں

سور اُٹھا اُٹھہ پدمن رانی
کہ آفتاب طلوع ہوگیا اے پدمنی رانی تو بھی بیدار ہو جا

سُنت سور جن کنول بکاسا
آفتاب کا نام سنتے ہی پدماوت مانند کنول کے کھل گئی — اور بھونرے آکر خوشبو لینے لگے

مدھکر آی لینھہ مدھ باسا

جنہہ مانت نسیانی بسی
جیسے نشہ سے ہوش وحواس کھو کر خاموش ہوگئی ہو

ات بسنبھر پھولی جن ارسی
بیحد بے بسی کے عالم میں جیسے رنگ گل تیسی کھل گئی ہو

نین کنول جانہنہ دوی کھولی
مانند گل کنول کے دونوں آنکھیں پدماوت نے کھولیں — گویا بھولی بھالی ہرنی نے نیند سے بیدار ہو کر چوکڑی بھرنے کیلئے آنکھیں کھولی ہیں

چتون مرگ سوت جن بھولی

تن سنبھار کیس اوچولی
اپنے بہم زلفوں اور محرم کی کوئی خبر نہ تھی

چت اچیت جن باور بھولی
اور مانند نا سمجھ بچے کے دل بیدل تھا

کنول مانجھ جن کیسر دیٹھی
چہرہ زرد ہوگیا تھا جیسے گل کنول میں زعفران

جوبن ہُت سو گنوائی بیٹھی
جوانی کی مستی گویا کھو بیٹھی تھی

بھئے سس ہین گہن اس گہے
خسوف گرفتہ چاند کے مانند جسکی آب جاتی رہی

بتھرے نکھت سیج بھر رہے
اور بستر پر گویا ستارے بکھرے پڑے ہوں

دوہا

بیل جو راکھی اندر کہنہ پون باس نہنہ دیہہ[۲]
جس بیل کی حفاظت کی گئی تھی محض اندر کیلئے جہاں ہوکا بھی گذر نہ ہوسکتا تھا

لاگیو آے بھنور تیہ کلی بید ھکر رس لیہہ
وہاں آکر اُس بیل کے غنچۂ ناشگفتہ کو بید ھکر رس لے لیا

ہنس ہنس پوچھہ سکھی سر کھی
ہمدم سہیلیاں ہنس ہنسکر پوچھنے لگیں اسطرح

جانہنہ کمد چند مکھہ دیکھی
جیسے شگفتہ گل نیلوفر نے چاند کے مکھڑے کو دیکھا

رانی تمھہ ایسی سکمارا
سہیلیوں نے کہا۔ اے رانی تم نہایت نازک بدن ہو

باس پھول تن جیو تمھارا
پھولوں کی خوشبو ہی سے تمھاری زندگی ہے

سہہ نسکوں ہر دین پہارو
جبکہ تمھارے سینہ پر اُبھار کا وزن بھی ناقابل برداشت ہے

کیسیں سہو کنت کر بھارو
تو شوہر کا بوجھ کیونکر برداشت کیا ہوگا

سو کینھلات کہو کہہ بھانتی
وہ اس طرح کیوں کھلایا ہوا ہے؟

بدن کنول گبست دن راتی
جسم مانند کنول کے جو شب و روز شگفتہ رہتا تھا

---

[۱] پریاگ کے قریب ارول نامی ایک قصبہ ہے جن کے درمیان میں قلعہ کے پاس گنگا اور جمنا کا سنگم ہوا ہے۔ مذہب ہنود کی کتابوں لکھا ہے کہ ان دونوں ندیوں کے اتصال پر پوشیدہ ایک تیسری سرسوتی بھی شامل ہے۔ اسی باعث اس مقام کا نام ترینی مشہور ہے ۱۲ [۲] بہشت کے دیوتاؤں کا مالک ۱۲

ادھر کنول جو سہت نہ پانو
مثل کنول کے نازک تھا ہے پان کو بھی اٹھا نہ سکتے تھے۔ وے آفتاب ہجر کے بوجھ کو کیسے گوارا کر سکتے

کیسیں سہا لاگ مکھ بھانو
تھا ری کمر جو قدم رکھنے سے بھی لچکتی تھی

لنک جو پیگ دیت مُچ بھائی
وہ راون سے شوہر کے حملے کو کس طرح دفع کرتی ہوگی

کیسیں رہے جو راون رائی
وصل محبوب میں تو تصویر کی طرح ہوگئی کیسی ملتی ہوگی

چندن چوتب پون اس ہوئو
توسل خوشبو صندل و محبوب تیرا شامل ہوا کے

بھیو چیر سم کس بھا جیوئو

دوہا

سب ارگج مرگج بھیو لوچن بمب سروج
جسم کی آراستگی خوشبویات وغیرہ اور کنول کی طرح خوشنما آنکھیں سب آب جو گئیں

ستیہ کہو پدماوت سکھی پیرین سب کھوج
اے پدماوت ٹھیک ٹھیک بتلا سہیلیاں کھوج میں ہیں کیا بات ہے

کہوں سکھی آپن ست بھاؤ
اے سکھیو اپنے راز دل کو میں ٹھیک ٹھیک ظاہر کرتی ہوں

ہوں جو کہت کس راون راؤ
ہوں جو کہ راجہ راون کا ذکر میں کیا کرتی ہوں وہ کسطرح

کانپوں بھنور پھپ پر دیکھے
پھولوں میں بھونر کو رس لیتے دیکھکر میں کانپتی تھی

جن سس گھن تیس مہینہ لیکھے
جیسے لے ویسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے چاند کو گہن

آج مرم میں پاوا سوئی
آج مجھے اس کا راز معلوم ہوگیا

جس پیا رہیہ اور نکوئی
کہ محبوب کی محبت کے مقابلے اور کچھ نہیں ہوتا

ڈر تب لاگ ہا ملا نہ پیوئو
خوف تو تب تک تھا جبتک محبوب سے ملاقات نہ ہوئی تھی

بھان کی دشٹ چھوٹ گا سیوئو
آفتاب کی کرنیں پڑتے ہی سردی جاتی رہی

جتکھن بھان کینھ پر گا سو
جیوں ہی آفتاب رتن سین ظاہر ہوا

کنول کری من کینھ بگا سو
کہ پدماوت کا دل مانند غنچہ کنول کے شگفتہ ہوگیا

پیو نہ رسا ؤ لیو بر جیوئو
کہ محبوب اگر جان بھی لیلے تو پرواہ نہیں لیکن ناراض نہ ہو

ہئے چھوہ اُ پنا او سیوئو
دل میں اشتیاق اور الفت ایسی پیدا ہوئی

ہت جو اُپا رہ دُکھ دو کھا
دلمیں جو بعید دور مفارقت کی تکلیف تھی

جنہہ اگست[1] اُو دھ جل سوکھا
اُسے سمندر کے پانی کو اگست مُنی کیطرح شوہر نے سوکھا

دوہا

ہمہنہ رنگ بہہ جانب لہریں جیت سمند
سمندر میں جتنی لہریں ہوتی ہیں اُتنے طرح کے داؤ پیچ میں بھی جانتی تھی

پیہ لے گئے چترائی سکیوں نہ ایکو بند
لیکن محبوب نے اُن سکو چالاکی سے اسطرح بیکار کر دیا کہ ایک داؤ بھی کامیاب ہونے نہ پایا

سے سنگار تا پہنہ کہنہ جاؤں
اب سنگار کر کے میں اُس کے پاس کہاں جاؤں

او ہی دیکھوں ٹھانو نہنہ ٹھانو
جبکہ اُس محبوب کو میں ہر جا موجود دیکھتی ہوں

نینہنہ مہنہ تو وہے سمانا
آنکھوں میں بھی تو وہی بسا ہوا ہے

دیکھوں جہاں نہ دیکھوں آنا
کہیں بھی اُسکے بغیر کچھ دوسرا دکھلائی نہیں پڑتا

جو جی مہنہ تو وہے پیارا
دل میں جو کچھ ہے ایک وہی محبوب ہے

تن مہنہ سوی نہ ہوی نرارا
جسم میں بھی وہی ہے الگ نہیں ہو سکتا

آپہنہ رس آپہنہ پے لیئی
وہ خود ہی لذت ہے اور خود ہی لذت کا لینے والا

ادھر مہیں لاگے رس دیئی
ہزار بلاؤں سے لذت عطا کر رہا ہے

[1] ایک حکایت ہے کہ پرندہ ٹٹہری کے انڈے کو سمندر نے ڈبو لیا تو ٹٹہری زار زار روتے ہوئے سمندر کے پانی کو چونچ سے اُلچنے لگی۔ یہ دیکھکر اگست مُنی کو جو آیا تو اُنھوں نے سمندر کا تمام پانی چلو سے پی لیا ۱۲

ہیا تھا رسگیج کنچن لاڈو سینے کی تھالی میں پستانیں طلائی کے لڈو دیکھکر	اگمن بھینٹ دینھہ کے چاڈو میں نے پہلے ہی سے اُس محبوب کو نذر کر رکھا ہے	ہلسی لنک کنک سوں لسی زیورات طلائی سے مزین کمر رنگ میں بھری تھی	راون رہس کسوٹی کسی شوہر نے بخوشی کسوٹی پر رکھ کر پرکھ لیا
	جوبن سبھے ملاو ہنہ جائی جوانی مع تمام ساز و سامان کے اسپر جا کر ملگئی	ہوں ری بچ ہت گیو ہرائی اور میری خودی اُن کے درمیان میں گم ہو گئی	
دوہا	جس کچھ دیجے دھرن کہنہ آپن جیج سنبھار جیسے کوئی شخص اپنی کوئی چیز کسی کے پاس برائے حفاظت امانت میں رکھدے	تس سنگار سب لینھس کینھس موہنہ ٹھٹھار اُسی طرح میری تمام آراستگی محبوب نے واپس لیکر مجھے خالی کر دیا	
اری چھیلی تہہ چھب لاگی سہیلیو! میں کیا کہوں اپنی زبان سے تمہیں کیا بتاؤں ایک عجیب ہی رنگت پیدا ہو گئی ہے	نیتر گلال کنت سنگ جاگی محبوب کی محبت میں ہر وقت شب بیدار رہنے سے تیری آنکھیں سرخ ہو گئیں ہیں	چنپ سُدرسن اس بھاسوئی جو تیرا بدن گل چمپا اور صدرشن کے مانند تھا	سون جرد جس کیسر ہوئی وہ اب زرد رنگ طلائی مانند زعفران کے ہو گیا
بیٹھہ بھنور کچ نارنگ بارے مثل نارنج نازک پستانوں پر سیاہ بھٹی مانند بھنورے کے مزین ہے	لاگی نکھ اچھر رنگ دھارے اُنپر ناخن کے داغ سے تجھ جور کی عجب رنگت ہے	ادھرا دھر لہہ بھیج تنبوری پان کی پیک سے لب تر ہیں	الکاول مُرمُرے موری زلفیں مڑمڑ کر پیچدار بن گئی ہیں
رای منی تھہ اورت مہیں تو چڑیا رای منی اور رت ہمیں کے مانند تھی	ال نکھ لاگ بھئی پھلپھیں بھنورے کے ڈنک لگ کر تو پھلجھیں چڑیا کے مانند ہو گئی	جیس سنگار ہارسوں ملے جس طرح گل ہار سنگار سے ملاقات ہوئی	مالت ایس سدا رہ کھلے اور گل مالتی کی طرح ہمیشہ کے لئے کھل گئی ہے
	ین سنگار رس کرا نیواری نخرے و ناز چھوڑ دے اور سنگار کر کے سیلے تیار ہو کر	کدم سیوتی ہیہہ پیاری قدموں کی خدمت کرتی ہوئی ہمیشہ ہر کی پیاری بنی رہی	
دوہا	گوندکری کم بگسیں رت بسنت او پھاگ موسم بہار میں پھاگ کھیل کر مانند گوند پھول کی کلی کے کھلی ہے	پھولہہ پھلہہ سدا سکھ او سکھ پھل سہاگ اسی طرح ہمیشہ پھولو پھلو اور عیش و عشرت کے انجام بہترین کے ساتھ سہاگ قائم رہے	
کہہ یہ بات سکھی اُٹھ دھائیں اسطرح کی گفتگو کے بعد سہیلیاں اُٹھکر دوڑیں	چنپاوت کہنہ جای سنائیں اور پدماوت کی ماں چنپاوت سے جاکر کہا	آج نرنگ پدماوت باری کہ آج پدماوت کا رنگ بدرنگ ہے	جیو نجانے پون ادھاری اُسکی جان کو نفض ہوا کا سہارا ہے
ترک ترک گے چندن چولی صندلی محرم ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہے	دھرک دھرک ڈر اٹھے نبولی دل دھڑک رہا ہے اور خوف زدہ کچھ بولتی نہیں	آہ جو کری کنول رس بوئی مانند غنچۂ کنول جو رس سے بھری ہوئی تھی	چور چور ہوی گئیں سو چوری اُس کی چوڑیاں چور چور ہو گئیں

۵۱ ایک چڑیا ہے جسکی آواز سہانی معلوم ہوتی ہے کہ ایک قسم کی ہے ۱۲ ۵۲ ایک زرد رنگ کی خوبصورت چڑیا ہے ۱۲ ۵۳ کدم سیوتی پھولوں کے نام ہیں ۱۲

دیکھہ جیاے جیس کنھلانی
جاکر دیکھیے کس طرح پژمردہ ہوگئی ہے

سُن سُہاگ رانی ہینسانی
سہاگ کی بات سنکر ہینپاوت باغ باغ ہوگئی

لے سنگ سب ہی پدمن ناہی
اور تمام پدمنیوں کو ساتھ لے کر

آئی جہنہ پدماوت باری
جہاں پدماوت تھی وہاں آئی

آے روپ سب ہی جو دیکھا
سب نے آکر پدماوت کی صورت کو دیکھا

سون برن ہوئی ہی سُرکھیا
کہ وہ خوش قسمت سنہری ہوگئی ہے

دوہا

کُسم[1] پھول جس مردی نرنگ دیکھ سب انگ
کسم کی طرح ملی گئی پدماوت کا تمام جسم زرد پڑ گیا

چنپاوت بھے واری چونب کیس اومنگ
اُس کے بال اور مانگ کو چوم کر پدماوت کی ماں چنپاوت نچھاور ہوئی

سب رنواس بیٹھے جیہہ پاساں
اوج محل کے سب لوگ چاروں طرف گھیر کر بیٹھے

سسِ منڈل جو بیٹھا کاساں
گویا آسمان میں چاند کے گرد ہالہ ہو گیا ہے

بولیں سبھے بار کنھلانی
سب لوگوں نے کہا کہ لڑکی مرجھائی ہوئی ہے

کرہُ سنگار دیہہ کھنڈوانی
اس کی پوشاک درست کرکے آب شیر مالیے

کنول کری کو نول رنگ بھینی
مثل کنول کی کلی ملائم اور خوشرنگ

اتِ سکوار لنک کی کھینی
نہایت نازک کمر کی پتلی

سہس کرن ہوی سورِ گاسی
جو شمل آفتاب ہزار بارکرنوں سے روشن تھی

تیہ کے جھار گہن اس گہی
اُسی حسن کے صدمے آفتاب کے گہن کی طرح پژمردہ ہوگیا

بھے نرنگ مُکھ جوتِ نرہی
ایسی بدرنگ ہوگئی کہ چہرے کی آب و تاب جاتی رہی

اوے بار سنا سہنہ دیہو
اور در و زر سے پر کھکر فقیروں کو تقسیم کرو

درب وار کچھ پُن کریہو
مال و زر تصدق کرکے کچھ خیرات کرو

بھرکے تھار نکھت گجموتی
مانند ستاروں کے گجموتی تھال میں بھر کر

ورتی کینھہ چاند کی جوتی
حسین پدماوت چاند پر نچھاور کیا

دوہا

کینھہ ارگجا مردن اوسکھ دینھہ انھان
ارگجا وغیرہ اشیاء خوشبودار پدماوت کے بدن میں مالش کیا اور نزاکت سے غسل کیا

پُن بھے چاند جو چودس روپ کیو چھپ بھان
وہ پدماوت پھر چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوگئی جسکے حسن میں آفتاب چھپ گیا

پٹو ہنہ چیر آن سب چھوری
ریشمیں جوڑا سب سہیلیوں نے لاکر پہنایا

ساری کنچک لہر پٹوری[2]
ساڑی و محرم اور لہر پٹور پہنائے گئے

چکوا چیر کھونا بونے
چکوا چیر کھونا وغیرہ دھنوار کپڑے

موتِ لاگ اوچھاپے سونے
جنمیں موتی لگے تھے اور سنہرے بوٹے چھپے

چھائل پنڈواہی گجراتی
چھائل اور گجراتی پنڈواہی بنائے گئے

خوشنا پھندیاں اور کنسیاں راتی
خوشنما پھندیاں اور کنسیاں

کینھہ جو چھاپا دھن و چھپی
خوش قسمت ہو وہ چھپی جس نے اسے چھاپا

سُرنگ چیر بھل سنگھلدیپی
کیا خوب سنگلدیپ کا خوشرنگ جوڑا

[1] کُسم ایک تخم ہے جس سے تیل نکلتا ہے اُسکے پھولوں میں پانی ڈالکر چوایا جاتا ہے جسکو بینی کہتے ہیں اور اُس سے نہ دو سرخ رنگ تیار کیا جاتا ہے اور اُن پھولوں کو کُسم کہتے ہیں ۱۲ سید حیدر علی صحح

[2] یہ ایک قسم کی ابریشمیں چادر ہے ۱۲

پیچھا ڈریا اور بندیری
پیچھا وڈوریا اور بندیری کپڑے

سیام سیت پیری اوہیری
سیاہ سفید زرد اور سبز رنگ

سات رنگ سو چیر چیترے
سات رنگ کے کپڑے تصاویر منقش سے تھے

پھر گے ڈیٹھ جاہنہ نہنہ پھیرے
جن پر نگاہ نہیں ٹھہرتی اور پھسل جاتی ہے

چند نوتا جو کھڑدک بھاری
چندنوتا اور کھڑدک نامی نفیس کپڑے

بانس پور جھلل کی ساری
اور بانس پور وجھلل قسم کی ساریاں

دوہا

پُن ابھرن بہہ کاڑھا آنوں بھانت جڑاؤ
بہر بہر سب پہرہنہ جیس جیس من بھاؤ

پھر بہت طرح کے بیش قیمت زیورات جڑاؤ نکالے گئے
سبھوں نے ہنستے کھیلتے سب دلخواہ پوشاک پہنی

رتن سین ساتھی کھنڈ

رتن سین گے اپنی بھا
راجا رتن سین اپنی محفل میں آیا۔ اور

بیٹھے پاٹ جہاں ٹھکھیبھا
ہشت ستون شامیانے میں تخت شاہی پر دبدبہ افروز ہوا

آئی ملے چتور کے ساتھی
چتور گڑھ کے ساتھی آکر ملے

سبھے ہنس کے دیکھا ہاتھی
اور سب لوگوں نے خوش وخرم ہاتھ ملایا

راجا کربھل ماتہہ بھائی
سب نے کہا۔ اے بھائیو راجا کی خیر منائو

جیس ہم کہنہ یہ پہم دکھائی
جنھوں نے ہکم یہ زمین (ملک) دکھلائی

تب ہم کہاں کہاں یہ دیسیو
تو کہاں ہم لوگ اور کہاں یہ ملک نکالے پہ

دھن راجا تویں راج بیسکھا
اے راجاؤں کے سرتاج مہاراج تجھکو مبارک ہو

جہک جائس سب کچھ دیکھا
کہ جس کی عنایت سے سب کچھ دیکھا

کہاں جیبھہ تس استت آوا
ہلو گونگی ایسی زبان کہاں جس سے تعریف کر سکیں

بھوگ بلاس سبھی کچھ پاوا
عیش وعشرت سب کچھ ملا

اب تم آسی انترپٹ ساجا
لیکن یہاں آکر اب ہمسے پردہ اختیار کیا ہے

درسن کہنہ نہ تپاوہ راجا
اے راجا دیدار کے لئے نہ ترساؤ

نین ہرانے بھونکھہ گے دیکھہ درس تمھہ آج
تمھارا دیدار پاکر آنکھوں میں ٹھنڈک پہونچی اور بھوک زائل ہوگئی

دوہا

آج بھیو اوتار نواو سب بھے نو کاج
آج نئی پیدائش ہوئی اور تمام کاروبار نئے ہوگئے

ہنس کے راج رجایدن نھاں
رتن سین نے سنکر اکر تشفی بخش جواب دیا

میں درسن کارن تپ کینھاں
کہ میں نے دیدار ہی کیلئے یہ ریاضت اختیار کی ہے

اپنی جوگ لاگ اس کھیلا
اشتیاق ریاضت پیدا ہوا اسکو اسطرح کامیاب پایا

گرو بھا آپ کینھہ تمھہ چیلا
کہ خود مرشد بنا اور تم لوگوں کو مرید بنایا

اہک مورپہ کھارت دیکھہ
میرے اشتیاق ریاضت اور جانفشانی کو دیکھو

گرو چینھہ کے جوگ بسیکھہ
اور مرشد کو پہچانکر ریاضت اختیار کرو

جو تمھہ تپا دھا موہنہ لاگی
میری خاطر جو تم لوگوں نے ریاضت میں تکالیف اٹھائی ہیں

اب جن ہیں ہوہ بیراگی
اسکے صلے میں اب دل سے اُداسی نکالدیجئے

جوجیہ لاگ سہے تپ جوگو
جو جسکی ریاضت میں تکالیف برداشت کرتا ہے

سو تہکے سنگ مانے بھوگو
وہ اُسی کے ساتھ عشرت حاصل کرتا ہے

سورہ سہس پدمنی مانگی
یہ کہکر رتن سین نے سولہ ہزار نازنیں پدمنی طلب کیں

سبے دیکھہ نہنہ کاہو کھانگی
اور سب کو تقسیم کرکے آسودہ کردیا

سبک دھور ہر سونے ساجا
سب کے لئے مطلا بالاخانے آراستہ ہوئے

سب اپنے اپنے گھر راجا
اور اپنے اپنے محلوں میں سب راجا بن گئے

دوہا

ہستِ گھوڑا وکا پرسہہ دیکھہ بڑ ساج
سب کو ہاتھی گھوڑے اور پوشاک وغیرہ ساز و سامان شاہی دیے گئے

بھے گرہست سب لکھپتی گھر گھر مانہہ راج
مرشد کی دست شفقت سے سب لوگ دولتمند ہوئے گویا گھر گھر بادشاہت ہے

کھٹ رُت بارہ ماس کھنڈ

پدماوت سب سکھی بولائی
پدماوت نے سب سہیلیوں کو بلایا

چیر پٹورہار پہرائی
اور جوڑا پٹورا اور ہار سب کو پہنایا

سیس سبن کے سیندُر پورا
سب کے سر میں سیندور لگایا

سیس پور سب مانگ سیندورا
سر میں سیندور بھرنے کے بعد مانگ میں سیندور بھرا

چندن اگر چیر سم بھریں
مصوری سے صندل اور عود کے قشقے لگائے گئے

نئے چار جا نہنہ اُدریں
گویا شادی کے نئے رسوم ادا ہو رہے ہیں

جاؤں کنول سنگ پھولیں کوئیں
گویا کنول کے ساتھ گل نیلوفر کھلے ہیں

اوسو چاند سنگ تریں اوئیں
اور ماہتاب کے ساتھ ستارے روشن ہیں

دھن پدماوت دھن تو رناہو
آفریں پدماوت اور اُسکے شوہر کو

جیہ ابھرن پہرا سب کاہو
کہ جنھوں نے سب کو زیورات پہنائے

بارہ ابھرن سورہ سنگارا
بارہ قسم کے زیورات اور سولہ طرح کے سنگار ہیں

توہ سو ہے پیہ سِس مسیارا
شوہر تجھ جیسا چاند کو مثل کے مانند فریب ہے

سیس سُکلنک رہے نہ پہنچہ جا
چاند میں سیاہ نشان ہونے پر وہ تیرے مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور تو عیبوں سے پاک بے ہتا دیگانہ ہے

توہیں نکلنک نکوی سر دوجا

دوہا

کاہوں بین گہا کر کاہوں نا در مردنگ
کسی نے اپنے ہاتھ میں بین باجہ لیا اور کسی نے مردنگ کے ساتھ گانا شروع کیا

سب دن انند بدھاوا رہس کو داک سنگ
سب نے ایک ساتھ ناچ کود کر خوشی کے گانے گائے

پدماوت کہہ سنہہ سہیلی
پدماوت نے کہا کہ اے ہمنشین سہیلیو

ہوں سو کنول تھہ مکدن بیلی
میں تو گل کنول ہوں اور تم لوگ گل نیلوفر کی طرح

منجھہ پدماوت کا جوبیوانو
درمیان میں پدماوت کا محافہ تھا

جن پربھات پرے لکھ بھانو
جس طرح صبح کا آفتاب دکھلائی پڑتا ہے

کلس مان ہوں تیہ دن آئی
میں ہمادیو کو اُسدن کلس کی منت مان آئی تھی

آس پاس باجت چونڈولا
محافہ کے آس پاس چار و نطرف باجے بجتے ہیں

پوجا چلو چڑھاوہنہ جائی
چلو پوجا کریں اور کلس چڑھاویں

دُندمردنگ جھانجھ ڈھپ ڈھولا
شہنائی مردنگ جھانجھ دف اور ڈھول وغیرہ

ایک سنگ سب سونہ بھری
اشیا خوشبودار سے معطر سب ایک ساتھ

دیو دوار اُتر بھئیں کھری
مہادیو جی کے دروازے پر اُتر کر کھڑی ہو گئیں

اپنے ہاتھ دیو اٹھوا وا
اپنے ہاتھ سے مہادیو جی کو غسل دیا

کلس سہس اِک گھرت بھراوا
گھی سے بھرے ہوئے ایک ہزار گھڑے پیش کئے

پوتا منڈپ اگرا وچندن
مہادیو جی کے منڈپ کو خود اور صندل سے لیپا

دیو بھرا ارگج اوبندن
اور مورتی کو ارگجا وغیرہ خوشبویات اور پھول وغیرہ چڑھائے

دوہا

کے پرنام آگیں کھری بنے کینھہ بہُ بھانتِ
سجدہ کر کے آگے کھڑی ہوئی اور ہر طرح سے آرزو اور منتیں کیں

رانی کہا چلہُ گھر سکھی ہوت ہے راتِ
اس کے بعد پدماوت نے کہا اب رات ہو رہی ہے گھر چلو

بھئے نِس دھن جس سرگ سی
رات ہوئی اور پدماوت مثل ماہتاب کے روشن ہوئی

راجیں دیکھہ پھم پھر بسی
راجا نے دیکھا کہ آج یہ سرزمین پھر آباد ہوئی

بھئے کٹکی سرد سس آوا
موسم سرما کا چاند نمودار ہونے پر سامان جنگ کیا جاتا ہے

پھیر گنگن رب جابی چھاوا
مانند آفتاب کے رتھ میں پھر لاکھانہ پر جانیکا خواہشمند ہوا

سُن دھن دھنکھ بھو نہہ کر پھیری
پدماوت نے یہ بات سنکر کمان ابرو کر گھمایا

کام کٹا چھہ مکورت ہیری
اور تکیوں چتون سے دلکو بیقرار کرتے ہوئے نظر ڈالی

پتا سپت ہوں آج نبانچو
باپ کی قسم آج تم بچ نہیں سکتے

کاٹھہ نہ ہوے رہے سُکھ راما
کل کی طرح نہ سمجھ لینا کہ چین سے گذر گئی

آج کروں راون سنگرامہ
آج رام و راون کی طرح معرکہ آرائی ہوگی

سین سنگار رہوں ہے سجا
سنگار کی فوج میں نے بھی تیار کی ہے

گج گت چال انچل گت دُھجا
رفتار فیل مست کی اور آنچل کا جھنڈا ہے

نین سمندر کھرگ ناسکا
آنکھیں گویا سمندر اور ناک تلوار ہے

سر بر جو جھہ کو موسوں جتا
مقابل جنگ کر کے مجھ سے کون فتحیاب ہوا

دوہا

ہوں رانی پدماوتِ میں جیتا سُکھ بھوگ
میں رانی پدماوت ہوں عیش و عشرت سب کو فتح کر لیا ہے

توئیں سر بر کرتا سوں جس جوگی توہ جوگ
تو اُس سے مقابلہ کر جو تجھ سے مقابلے کے لائق ہو

ہوں اس جوگ جان سب کوؤ
میں اسطرح کا جوگی ہوں کہ سب کوئی جانتا ہے

بیر سنگار رجتے میں دوؤ
شجاعت اور مواصلت دونو میں فتح حاصل کی ہے

اہاں توہیہ چڑھکے منھ منڈوں
اُدھر تو گھوڑے پر سوار ہو کر لوئے زمین پر قبضہ کرتا ہوں

اُہاں تو ہنوں بیر گھٹ ماہاں
اُدھر تو دل میں ہنومان بیر جوش کھا رہا ہے

اِہاں تو ادھر اہیں رس گھنڈوں
ادھر ہونٹھوں میں آبحیات سے مقابلہ ہے

اُہاں تو کونپ نرندہ ماروں
ادھر غضبناک ہو کر راجاؤں کو مارتا ہوں

اہاں تو کام کنک تھہ پاہاں
اور ادھر فوج شہوت سے مقابلہ ہے

اہاں تو برہ تھہ سنگاروں
ادھر تمھاری جدائی سے جنگ کرتا ہوں

سلہ عموماً راجہ لوگ برسات ختم ہونے پر آغاز موسم سرما میں جنگ و جدل کا سامان تیار کر کے مقابلہ کرتے ہیں ۱۲

اُہاں تو گج بیلوں ہوی کیہر اُدھر شیر کی طرح ہاتھیوں کو مغلوب کرتا ہوں	اِہاں تو کُنج کامنِ کرہیہ ہر ادھر کلیجا نچوانے نازنین کی پستانوں سے مقابلہ کرتا ہے	اُہان تو لوٹوں کٹک کھنڈ ڈارو اُدھر تو غنیم کی فوج کا سامان لوٹتا ہوں	اہاں تو جیت تمہار سنگارو ادھر تمہارے سنگار پر فتح حاصل کرتا ہوں
	اُہان تو کنچھستھل گج نائوں اُدھر تو ہاتھیوں کا سر جھکاتا ہوں	اِہاں تو کُنج کلسہنہ کرلاؤں اور ادھر پستان نازنین کا مقابلہ کرتا ہوں	
دوہا	پرا نیچ تب دھرہر بیراج کے ٹیک ہم دونوں کے جھگڑے کو شاہ الفت نے فیصلی کردیا	مانو بھوک چھورت مل دونوں ہوی ایک چاہیے کہ ہم دونوں مل کر چھوں رتوں میں عیش وعشرت حاصل کریں	

چھہ رُت بارہ ماس کھنڈ

پرتھم بسنت نول رت آئے پہلے نئی بسنت رت آپہونچی	مرت چیت بیساکھ سہائے یہ خوشنما موسم ماہ چیت اور بیساکھ کو زیب دیتا ہے	چندن چیر پہر دھن انگا نازنین نے جسم میں صندلی جوڑے پہنے	سیندور دیہہ ہبنس بھر منگا اور خوش خرم مانگ کو سیندور سے بھرا
کسم ہار اور پرمل باسو پھولوں کے ہار اور خوشبویات سے جسم معطر کیا	ملیا گر چھر کا کیلا سو صندل ملیاگر کیلاس میں چھڑکا	سور سیتی پھولن ڈاسی لطیف بستروں سے آراستہ پلنگ پھولوں سے سجایا	دھن اوکنت ملے سکھ باسی اور میاں بیوی سکھ چین سے ملے
پیہ سنجوگ دھن جوبن ہاری وصل محبوب میں نازنین نے جوانی نچھاور کردی	بھنور پُہپ سنگ کے ہنہ دھماری بھونرے پھولوں کے ساتھ دھماری لگاتے ہیں	ہوی پھاگ بھل چاچر جوری حلقہ باندھکر سب پھاگ اور چاچر کھیلتے ہیں	برہ جرای دیہہ جس ہوری جدائی کو ہولی کی طرح جلادیا
	دھن سس سیر تپی پیہ سورو پدماوت مثل چاند کے سرد اور راجا مانند آفتاب کے گرم	نکھت سنگار رہو ہنہ سب چورو سنگار کے سامان چوری ہو رہے ہیں	
دوہا	جیہہ گھر کنتا رت بھلی آو بسنتا رت جس کا شوہر گھر میں ہے اُسکے لئے ہمیشہ خوشتر موسم بہار ہی بہار ہے	سُکھ بھرا وہنہ دیوہرے دُکھ سنجاگ کت ہمیشہ عیش کا ہی بول بالا رہتا ہے رنج وغم کا نام بھی نہیں جانتی	
رُت گرکھیم کی تہن نہنہ تہاں موسم گرما کی تپش بھی وہاں نہیں محسوس ہوتی	جیٹھ اساڑھ کنت گھر جہاں ماہ جیٹھ و اساڑھ میں جہاں شوہر موجود رہتا ہے	پہرے سُرنگ چیر دھن جھینا نازنین خوش رنگ اور باریک پوشاک زیب تن کرتی ہے اور جسم سے عطریات کی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے	پرمل میدر ہے تن جھینا

سال رت یعنی موسم چھہ ہیں۔ بسنت رُت (چیت۔ بیساکھ) گرکھیم رُت۔ (جیٹھ۔ اساڑھ) برکھا رُت یا بارش (ساون۔ بھادوں) سرد رُت۔ (کنوار۔ کاتک) ہیمنت رُت (اگہن۔ پوس) ششر رُت (ماگھ۔ پھاگن) ۱۲

پدماوت تن سیر سُباساں	نیہر راج کنت گھر پاساں	اوبڑ جوڑ تھاں سوونارا	اگر پوت سُکھ تنے اوہارا
پدماوت کی زندگی نہایت راحت میں ہے	اول تو بیکے کی سلطنت دوسرے شوہر پاس ہو چوتھے	اور ساتھ ہی آرامگاہ کی ٹھنڈک نہایت ہی اپنے پیمانہ پر	اور نہایت ہی آرام دہ عود سے معطر پرے لگے ہوئے ہیں
سیت بچھاون سور سیتی	بھوگ بلاس کرہہ سکھ ستی	ادھر تنبور کپور رہیو سیناں	چندن چرچ لاونت بنیاں
بستر نہایت صاف و شفاف ہیں	دونوں عیش و عشرت نہایت اطمینان سے حاصل کرتے ہیں	کافور بھیم پسنی سے معطر پانی کی خوشبوؤں میں	اور خوشبو صندل سے معطر پنکھے کی ہوا
	بھاانند سنگھل سب کہوں	بھاگونت کہنہ سکھ رت چھوں	
	تمام سنگلدیپ میں بہار ہی بہار ہے	نصیب وروں کو چھوٹی رتوں میں سکھ میسر ہے	

دوہا

داریوں داکھ لیہنہ رس برسہنہ آنب چھہار ہر یہ رتن سوتا کر جو اس چاکھن ہار

انار انگور کے مزے حاصل کرتے ہیں آم اور چھوہارے ٹپک رہے ہیں — سرسبز اس کی زندگی جس کی قسمت میں اس طرح کے لذائذ میسر ہوں

رت پاوس برسے پیو پاوا	ساون بھادوں دھک سہاوا	پدماوت چاہت رت پائے	گگن مہاوا پہم سہائے
موسم برسات میں پیہو کی چھڑی اور محبوب کی قربت	ماہ ساون و بھادوں نہایت ہی خوشگوار ہے	پدماوت کو موسم مطلوب حاصل ہوا	آسمان اور زمین دونوں خوشگوار
کوکل بین پانت بگ چھوٹی	دھن نسری جن بیر بہوٹی	چمک بیج برسے جل سونا	دادُر مور سید سُٹھ لونا
خوشگو کوئل کی میٹھی آواز اور بگلوں کی قطار	نازنین بیر بہوٹی کے مانند نکھر آئی	بجلی کی چمک اور سنہرا ابر و باراں	مینڈک اور طاؤس کی آواز نہایت ہی خوشگوار ہے
رنگ راتی پیہ سنگ نس جاگی	گرجے گگن چونک کنٹھ لاگی	سیتل بوند اونچ چوپارا	ہر یر سب دیکھے سنسارا[1]
رنگ رنگیلی رات میں محبوب کے ساتھ جاگی	آسمان کی گڑگڑاہٹ سے چونک کر محبوب کے گلے لگ گئی	مینہ کی ٹھنڈی بوندی اور اونچا محل	تمام خلقت سرسبز نظر آتی ہے
	ہر یہ پہم کسو نبھی چولا	اوپی سنگ رچا ہنڈولا	
	زمین کی سبزی اور سرخ لباس	اور محبوب کے ساتھ ہنڈولے میں جھولنا	

دوہا

پون جھکورے ہیہ ہر کھ لاگے سیتل باس دھن جانے یہ پون ہے پون سوا اپنے پاس

ہوا کے جھونکے سے دلیں مسرت اور ٹھنڈی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے — پدماوت جانتی تھی کہ یہ ہوا کی کرامات ہے لیکن ہوا تو اُسی کے پاس ہے

آے سرد رت اوھک پیاری	نوکنوار کا تک اُجیاری	پدماوت بھے پونیوں کلا	چودہ چاند اُئی سنگھلا
نہایت لطیف سرد رُت (موسم) آپہنچا	ماہ کنوار و کاتک کی چاندنی خوشنما ہوتی ہے	پدماوت پورنماسی کے چاند کیطرح روشن ہوئی	گویا سنگلدیپ میں چودھویں کا چاند نکلا

[1] بعض نسخوں میں یہ چوپائی بھی ہے ۱۲ مصحح

[2] سُمیر باس سُکھ باسی + بیل پھول سیجا سُکھ داسی ۔ راحت بخش بادِ نسیم کی خوشبوئی اور نہایت آرام دہ پھولوں کی سیج آراستہ تھی ۱۲

سورہ کراں سنگار بناوا	نکھت بھرا سورج رس پاوا	بھانر مل سب دھرت اکاسو	سیج سنوار کینھ بل داسو
سولہ طرح سے سنگار آراستہ کیا	گویا آفتاب نے ستاروں سے بھرا ہوا اجاڑ حاصل کیا ہے	تمام روے زمین آسمان صاف و شفاف ہوگیا	خادموں نے پلنگ کو سجا کر درست کیا
سیت بچھاون او اُجیاری	ہنس ہنس ملہنہ پرکھہ اوناری	سونے پھول پرتھمی پھولی	پیو دھن سون دھن پیو سون بھولی
سفید بستر اور چاندنی رات	ہو لہاد و ہنس ہنس کر مل رہے ہیں	تمام روے زمین میں سنہرے پھول شگفتہ ہوے	نازنین محو سیمیں اور محبوب نازنین میں محو ہوگئے
	چکھہ انجن دے کھنجن دیکھاوا	ہوی سارس جوری رس پاوا	
	آنکھوں میں سرمہ لگا کر موے کی طرح دکھلایا	سارس کے جوڑے کی طرح سوصلت کا مزہ حاصل کیا	

دوہا	یہ رُت کنتھا پاس جیہ سُکھہ تن کے ہیہ مانہہ	دھن ہنس لاگی پیہ گلے دھن کل پیہ کے بانہہ	
	اس موسم میں جس کے پاس شوہر ہے اُسی کے دل میں راحت ہے	نازنین ہنستے ہوئے محبوب کے گلے لگی اور محبوب کی بانہیں نازنین کے گلے میں	

رُت ہمنت سنگ پیو پیالہ	اگہن پوس سیت سکھ کالا	دھن اوپی مہنہ سیو سُہاگا	دوہوں انگ ایک مل لاگا
ہیمنت رُت میں محبوب کے ساتھ شراب کا پیالہ پیجیے	اگہن اور پوس کا جاڑا عیش و آرام کا وقت ہوتا ہے	محبوبہ اور نازنین کو جاڑا ایسا خوب سہاونا ہوتا ہے	کہ دونوں کا جسم ملکر ایک ہو جاتا ہے
من سوں من تن سوں تن گہا	ہیہ سوں ہیہ بچ ہار نہ رہا	جانہہ چندن لاگیو انگا	چندن رہے نپاوے سنگا
دل میں دل اور بدن میں بدن پیوست ہوگیا	سینہ سے سینہ ایسا ملا کہ درمیان میں ہار کی گنجایش نہ رہی	جسم میں صندل لگنے کا احساس تک ہوتا ہے	لیکن صندل جسم میں رہنے نہیں پاتا
بھوگ کرہنہ سکھ راجا رانی	وہنہ لیکھے سب سرسٹ جٹانی	جوجھ دُہوں جوبن سوں لاگا	بچ ہُت سیو جیوے بھاگا
راجا اور رانی نہایت اطمینان سے عیش و عشرت میں مصروف ہیں	اُنکے لئے گویا تمام خلقت خدمتگار ہے	دونوں کی جوانی سے جب معرکہ آرائی شروع ہوئی تو اُنکے درمیان سے جاڑا اپنی جان لیکر بھاگا	
	دوی گھٹ مل ایکے ہوئی جائیں	ایس ملہنہ تہوں نہ اگہا ہیں	
	دونوں کی شخصیت فکر ایک ہوگئی	اس طرح ملنے پر بھی آسودگی نہیں ہوتی	

دوہا	ہنسا کیل کرہنہ جم سرور کھوندہنہ کرلہنہ دوو	سیو پکارے پار بھا جس چکوئی بچھو ڈو	
	جس طرح جانور ہنس کا جوڑا تالاب میں کھیلکر کرتا ہوا سیطرح یہ دونوں اصلیت میں مشغول ہیں	جاڑا ایک کنارے ہو کر پکارتا ہے کہ مانند چکوہ چکوی کے ہم جدا ہوگئے	

آئی سسر رُت تہاں سیو	جہاں ماگہہ پھاگن گھر پیو	سور سیتی مہنہ دن راتی	دگل چیر پہر ہنہ دن راتی
ششر رُت آئی اس موسم میں سردی کی تکلیف نہیں معلوم ہوتی اگر چہ ماگھ پھاگن میں محبوب گھر میں موجود ہے		دن اور رات لحاف اور توشک میں بسر ہوتا ہے	گرم اگر پہنے اور جاڑوں رات دن پہنے جاتے ہیں

لہ پہ بھادوں کے عام نسخوں میں سسر رُت کے بعد ہیمنت رُت کا ذکر آیا ہے ترتیب ضروری نہیں کیونکہ سنسکرت کی قدیمی معتبر کتابوں میں ہیمنت کا ذکر ششر رُت کے پیشتر کیا گیا ہے۔ جائسی صاحب سے ایسی غلطی کا ہونا ناممکن ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ نقل کرنیوالوں نے ترتیب کو بدل دیا ہو جیسا کہ اکثر ہو جاتا ہے اور یہ غلطی کاتب یا ناقل کی ہے ۱۲ مصحح

گھر گھر سنگھل ہوی سکھ بھوجو
پرسنگلدیپ میں گھر گھر اس طرح غذائے لطیف میسر تھی - کہیں رنج وغم کا نام ونشان بھی نہ تھا

رہا نہ کہتوں دُکھ کر کھوجو

جہہ دھن پڑکھ سیت نہہ لاگا
میاں بیوی کے باہم ملنے سے جاڑا سطح دور بھاگتا ہے

جانہہ کاگ دیکھ سر بھاگا
جیسے کوا تیر کو دیکھکر بھاگتا ہے -

جای اندر سوں کینھہ پکارا
جاڑے نے جاکر راجا اندر سے فریاد کی کہ

ہوں پدماوت دیس نسارا
میں پدماوت کے ملک سے نکالدیا گیا

یہ رُت سدا سنگ میں سوا
اس رُت میں میں ہمیشہ ساتھ میں سوتا تھا

اب درسن تے بھرا بچھوا
اب دیدار سے بھی محروم ہو کر جدائی کا تنکا بن گیا

اب ہنس کے سس سورہ بھینٹا
اب ہنس کا آفتاب تن سیتن سے چاند پدماوت سے ملاقات کی

اہا جو سیت بیچ ہت مینٹا
اور دونوں کے بیچ میں پڑکر میں (جاڑا) نابود ہو گیا

دوہا

بھیو اندر کر آیس برستاو یہ سوی
اندر نے کہا کہ یہ وہی ہے جو سب کو ستایا کرتا تھا

کبہنہ کاہُ کے پیر بھے کبہنہ کاہُ کے ہوی
کبھی کسی کو سوزش دیتا تھا اور کبھی کسی کو

ناگمتی یوگ کھنڈ

ناگمتی[۵۱] چتوڑ پیٹھہ ہیرا
چتوڑ گڑھ میں ناگمتی نے بہت انتظار کیا

پیو جوگی پُن کینھہ نہ پھیرا
کہ شوہر جوگی بنکر گیا اور پھر واپس نہ آیا

ناگر نار کاہُ بس پرا
شاید کسی چالاک عورت کے بس میں پڑگیا

تیں بھوہ موسوں چت ہرا
اور اُسنے میری جانب سے اپنے پر فریفتہ کر لیا

سُوا کال ہوی لیگا پیوُ
طوطا دشمن ہو کر محبوب کو دور غلا لیگیا

پیو نجات جات برجیوُ
چاہے میری جان چلی جائی لیکن محبوب کا ناگوار نہیں

راج کرت بل راجا چھرا
کہ راج کرتے ہوئے راجہ بلی کو ٹھگ لیا

کرن بان لینھوں کے چھندو
راجہ کرن کو دھوکا دیکر تیر لے لیا

بھر تہنہ بھیو جھل ملا اندو
گویا مہابھارت میں اللہ نے کرن سے سندرہ کہ کر ٹھگ لیا[۵۲]

مانت بھوگ گو پچند بھوگی
راجہ گوپی چند عشرت میں مصروف تھے

لے اپسوں جلندھر جوگی
اُنھیں جوگی جلندھر دور غلا کر لے گیا

لیگا کشنہہ گرر الوپی
جس طرح پرندہ گرڈ کرشن کو لیکر روپوش ہو گیا

کٹھن بچھوہ جیہہ کم گوپی
جس سخت جدائی میں پڑکر گوپیوں کو زندگی وبال ہو گئی

دوہا

سارس جوری کم سہری مار گیو کن کاگ[۵۳]
افسوس سارس کے جوڑے کو کس نے جدا کر دیا وہ کھاگ کی بیماری سے کیوں مر گیا

جُھر جھر مانجر دھن بھئی برہ کی لاگی آگ[۵۴]
اسطرح بکتی ہوئی ناگمتی کا بدن خشک ہو گیا اور جدائی کی آگ بھڑک اُٹھی

---

۵۱ رتن سین کی رانی ۱۲ ۵۲ سریدھا گوت میں ایک کتھا ہے کہ جگیہ کرتے ہوئے راجہ بلی کو بھگوان بامن جی نے سوا قدم خیرات میں لیکر اُسے مفلس بنا دیا - یہ مہیشن کے اوتار تھے اُنکا قد ۵۲ انگل کا تھا - دیکھو بھاگوت ۱۲ ۵۳ دیکھو مہابھارت اس کی کتھا بہت بڑی ہے ۱۲ ۵۴ یہ بیماری جانوروں کو ہوتی ہے ۱۲

پی بیوگ اس باور جیوؤ
فراق محبوب میں ناگمتی کا دل ایسا دیوانہ ہو

پپیہا جس بولے پیو پیوؤ
کہ پپیہے کی طرح پی پی پکارا کرتی ہے

ادھک کام دادھے سو رامی
خواہشات کی زیادتی نے تاثیر کے بدن کو موختہ کر دیا ہے ۔ طوطا شوہر کو بہکا لیگیا

ہرے سوا گیو پیو نا ماں

برہ بان تس لاگ نہ ڈولی
جدائی کے ایسے تیر لگے کہ جنبش بھی نہیں کرتی

رکت پسیج بھیج تن چولی
بدن کا تمام خون پسیج گیا جس نے محرم کو بھگو دیا

سو کھا ہیا ہار بھا بھاری
دل ایسا سوکھ گیا کہ گلے کا ہار بھی قابل برداشت نہیں

کھن اک آو پیٹ مہنہ سانسا
شکم میں سانس محض ایک لحہ کیلئے آتی ہو

کھنہہ جاسی جیو ہوی نراسا
اور فوراً باہر نکلکر ایسے زندگی سے مایوس کر دیتی ہے

پون ڈولاو ہنہ سینچنہ چولا
بکھرا جھلا جاتا ہو اور بدن کو تھوڑی تھوڑی پر بھگوئی جاتی ہے

پھر ایک سمجھنہ مکھ بولا
گھڑی بھر میں کہیں بات سمجھ میں آتی ہے

پران پیاں ہوت کو راکھا
جان نکلتے ہوئے کون روک سکتا ہے

کو سنا وے بیتم کے بھاکھا
محبوب کی آواز تو کوئی سنا دے

دوہا

آہ جو مارے پرہ کے آگ اٹھے تیہ لاگ
درد فراق کی آہ نکلنے سے شعلہ بھڑک کر بدن کو خاک کئے ڈالتا ہے

ہبنس جو رہا سریر مہنہ پانکھ جرا گا بھاگ
پرندہ ہنس ۔ (روح جسم اور پر کے جلجانے سے بھاگ ہی جائے گا

پاٹ مہادیئی ہیے نہ ہارو
اے مہارانی دل کو پژمردہ نہ ہونا

سمجھ جیو چت چیت سنبھارو
ہوش میں آدل میں خوب سوچکر اپنے کو سنبھال

پپیہے سوانی سوں جس پریتی
جس طرح پپیہے کو ابر نیساں سے محبت ہے

ٹیک پیاس باندھ مرن تھیتی
اسی طرح خواہشات کو ضبط کر کے دل میں قرار رکھ

پون بسنت رت آو نویلی
دوبارہ نئی بسنت رت پھر آتی ہے

سور رس سو مدھکر سو بیلی
پھر وہی لذت وہی بھونرا اور وہی بیلیں

بھنور کنول سنگ ہوی میلوا
بھونر اکنول سے ملاقات تو ضرور کرتا ہے

سنور نیہہ مالت پہنہ آوا
لیکن مالتی کی محبت کو یاد کر کے آخر کار اسکے پاس آتا ہے

دھرتہہ جیس گگن سوں نیہا
جس طرح زمین کو آسمان سے محبت ہے

پلٹ آو پرکھا رت میہا
ایکبار مدت میں برسات پھر واپس آکر اسے شاداب کر دیتی ہے

جن اس جیو کرس توباری
اے رانی اس طرح اپنے دل کو مایوس نہ بنا

یہ ترو ریں اٹھہ سنواری
جلے ہوئے نباتات پھر ہرے بھرے ہو جاتے ہیں

پن سوئی سرور سوئی ہنسا
پھر وہی پانی سے لبریز تالاب اور وہی ہنس

دن دس بن جل سوکھہ بدھنسا
تالاب کا پانی محض تھوڑے ہی دن خشک ہو کر ناپدید ہو جاتا ہے

دوہا

ملہنہ جو بچھرے ساجن انکم بھینٹ گہنت
جب بچھڑا ہوا محبوب ملیگا تو اس کی ہم آغوشی سے تکالیف دور ہو جائینگی

تپن مرگسرا جے سہیں تے ادرا پلہنت
جو نباتات مرگسرا نچھتر کی تپش برداشت کر لیتے ہیں وے آردرا نچھتر میں پھر سرسبز ہو جاتے ہیں

چڑھا اساڑھ گگن گھن گاجا
مہینہ اساڑھ لگا آسمان میں بادل گرجنے لگا

ساجا برہ دند دل باجا
گویا مفارقت کی فوج تیار ہوئی اور باجے بجنے لگے

دھوم سام دھوریں گھن دھائے
بھورے سیاہ اور سفید بادل دوڑنے لگے

سیت دھجا بگپانت دیکھائے
بگلوں کی قطار آسمان میں سفید جھنڈے کی طرح دکھلائی پڑتی ہے

کھڑگ بیج چمکے چہنہ اورا	بُندبان برسہنہ گھنگھورا	اونئی گھٹا آئی چہنہ پھیری	کنت اُبارمدن ہوں گھیری
تلواروں کے مانند بجلیاں چاروطرف چمکنے لگیں	مینھ کی بوندیں تیر کے مانند دروں سے گرنے لگیں	ہرچہارطرف سے گھٹا گھر آئی	اے پیارے مجھے بچاؤ خواہش وصل نے گھیرلیا
داوُر مور کو کلا سوُ	گرے بیج گھٹ رہے نکیوُ	پکھیہ نکھت سراوپر آوا	ہوں بن ناہ مندر کو چھاوا
دلبر مینڈک مور اور کوئل بول رہے ہیں	بجلیوں کے گرنے سے جان نکل جارہی ہے	بغیر شوہر کے گھر کو کون چھائے گا	
	ادرا لاگ بیج بھئیں لیئی	موہنہ بن پیو کو آدر دیئی	
	آردرا بچھ لگا کہ زمین تخم ریزی کے قابل ہوئی	بغیر شوہر کے میری عزت کون کرے گا	

دوہا

جنھہ گھر کنتا تے سکھی تنھہ گا رواو گرب — کنت پیارا باہرے ہم سُکھ بھولا سرب

جسکے گھر شوہر موجود ہے اُسی کو راحت ہے اور اُسی کو عزت و فخر حاصل ہے — میرا تو شوہر باہر گیا ہے مجھے تمام راحت و تفریح حرام ہے

ساون برس مینھات پانی	بھرن پری ہوں برہ جھرانی	لاگ پنر جیوں نیپو نہ دیکھا	بھے باور کہنہ کنت سرکھا
مہینہ ساون میں جھما جھم مینھ برس رہا ہے	روے زمین تر آب ہوگیا اور میں مفارقت میں کھوگئی	بچھڑ پیو برس لگا اور محبوب کا تک نہ دکھلائی پڑا	میں دیوانی ہوگئی نہ دانشمند شوہر کہاں ہے
رکت کے آنسُو پہنہ بھئیں ٹوٹی	رینگ چلیں جس بیر ہوٹی	سکھن رچا پیو سنگ ہنڈولا	ہرے بھوم کُسنبھی چولا
خون کے آنسو ٹوٹ کر زمین پر گر رہے ہیں	جیسے بیر بہوٹیاں رینگ رہی ہوں	سہیلیوں نے اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ ہنڈولا بھایا	زمین کی سبزی میں سُرخ لباس کیا ہی خوشنما ہے
ہیہ ہنڈول اس ڈولے مورا	برہ جھلای دیئی جھکجھورا	باٹ اسوجھہ اتھاہ گنبھیری	جیو باوُر بھا پھرے بھنبھیری
مثل ہنڈولے کے میرا دل ہل رہا ہے	اور مفارقت پینگ لگا کر جھلا رہی ہے	ناپید اکنار پتار یک راہ نہیں سوجھتی	میرا دل دیوانہ ہو کر مثل بھنبھیری پتنگے کے چکر کاٹ رہا ہے
	جگ جل بوڑ جہاں لگ تاکی	مورنا وُ کھیوک بن تھاکی	
	جہاں تک نگاہ جاتی ہے تمام دنیا سیلاب میں بھلائی پڑتی ہے	بغیر ناخدا کے میری کشتی غرق ہوا چاہتی ہے	

دوہا

پربت سمُد اگم بیچ بہیڑ گھن بن ڈھانکھ — کم کے بھینٹوں کنت تنھہ نا موہنہ پانوں نپانکھ

درمیان میں نا پید اکنار پہاڑ اور سمندر دو دشوار گنجان ڈھاک کے جنگل ہیں — اے شوہر ترے سے کس طرح ملاقات کروں نہ تو میرے پیر ہیں اور نہ پر

بھا بھادوں دوبھرات بھاری	کیسے بھروں رین اندھیاری	مندرسوں پیو انتے بسا	سیج ناگنی پھر پھر ڈسا
مہینہ بھادوں کا نہایت مشکل و سخت گزر رہا ہے	اندھیاری رات کو کس طرح گزاروں	محل خالی کر کے محبوب الگ جا بسا	بستر ناگن بنکر بار بار ڈستا ہے
رہوں اکیل گہے اک پاٹی	نین پسار مروں ہیہ پھاٹی	چمک بیج گھن گرج تراسا	برہ کال ہوی جیو گراسا
پلنگ کی ایک پٹی پکڑ کر تنہا گزر کرتی ہوں	آنکھیں پھیلا کر دیکھتی ہوں تو کلیجہ پھٹا جاتا ہے	بجلی چمک کر اور بادل گرج کر قہر نازل کرتے ہیں	ہجر فلک الموت کی طرح نکل رہا ہے

برسے گھا جھکور جھکوری
بھنجر گھا جھکورے دیکر برستا ہے میری دونوں آنکھوں کی پلکوں کی طرح ٹپک رہی ہیں

مور دوی نین چوئیں جس اوسی
پُر بالاگ بھوم جل پوری
بھنجر پورا بالگا اور زمین پانی سے بھر گئی

دھن[۵۱] سوکھے بھر بھادوں ماہ ماں
بھرے بھادوں میں نازنین سوکھ رہی ہے
آگ جواس بھئیں تس چھوری
میں مدار اور جو انسے کی طرح خشک ہو گئی

ایہنہ نہ آئینھ سینچہنہ ناہاں
اب بھی شوہر آکر سینچتے نہیں

دوہا

جل تھل بھرے اپور سب دھرت گگن مل ایک
تمام زمین پانی سے لبالب بھر گئی زمین و آسمان مل کر ایک ہو گئے

دھن جوبن اوگاہ مہنہ دے بوڑت پیو ٹیک
اور تا گتی جوانی کی عمیق طغیانی میں ڈوب رہی ہے اے شوہر پناہ دے

لاگ کوار نیر جگ گھٹا
بھنجر ساون بھادوں کی کثرت کمی پر ہوئی
اوا اگست ہست گھن گاجا
ستارہ اگست طلوع ہوا اور بھنجر بہت آسمان میں گرجا
سوات بوند چاتک[۵۲] مکھ پرے
بھنجر سواتی (نیساں) کا بوند چاتک کے منہ میں پڑا

اہوں آو کنت تن لٹا
بدن خشک ہو گیا اے شوہر اب بھی تو آ
تری پلان چڑھے رن راجا
راجگان گھوڑے تیار کر کے میدان جنگ کو روانہ ہوئے
سمد سیپ موتی سب بھرے
اور سمندر کے تمام سیپ موتی سے بھر گئے
بھا پر گاس کانس بن پھولے
ہر جا بطرف اُجالا ہوا اور جنگل و نمکین زمین بھی پھول گئے

توہنہ دیکھے پیو پلہے کیا
اے محبوب تمہیں کو دیکھتے سے پیرا مدن سر نہ ہوگا
چیتوا میت مین گھر آوا
بھنجر چیترا اپنی محبوبہ مچھلیوں[۵۳] کے گھر آیا
سرور سنور ہنس چل آئے
ہنس تالاب کو یاد کر کے آپہنچے
کنت نہ پھرے بدیسہنہ بھولے
لیکن محبوب واپس نہ آیا پردیس میں ہی بھول گیا

اُترا چیت بہر کر میا
بھنجر اُترا کو یاد کر کے واپس آکر مجھ پر رحم کر
پپیہا پیو پکارت آوا
پی پی پکارتے ہوئے پپیہے کو راحت ملی
سارس کرلہنہ کھنجن دیکھائے
جوڑی سارس کی کلیلیں کرنے لگی اور مجھے دکھلائی دیئے

دوہا

برہ ہست تن سالے گھای کرے چت چور
فیل مہاجرت بدن کو مجروح کر کے دل کو چور چور کر رہا ہے

بیگ آی پیو باجہہ گاجہہ ہوے سدور
اے شوہر جلد آکر اس فیل مہاجرت سے جنگ کر اور شیر کی طرح گرج

کاتک سرد چند اُجیاری
مہینہ کاتک میں سردت کی خوشنما چاندنی ہے
تن من سیج کرے اگدا ہو
بدن و دل اور پلنگ تلنہ آگ کے جلتے ہیں سب لوگوں کو چاندنی ٹھنڈک پہونچاتی ہے اور میرے لئے وہ خصومت ہے

جگ سیتل ہوں بہے جاری
تمام دنیا کو ٹھنڈک پہنچی ہے اور میں فراق محبوب میں جل رہی ہوں
سب کہنہ چند بھیو موہنہ راہو
چھوں کھنڈ لاگے اندھیارا
تمام زمانہ ہر جا بطرف سے تاریک معلوم ہوتا ہے

چودہ کرا چاند پرگاسا
چودھویں کے چاند کے طلوع ہونے پر
جنہنہ جرے سب دھرت اکاسا
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان میں آگ لگی ہے

جوں گھر ناہیں کنت پیارا
اس لئے کہ گھر میں محبوب موجود نہیں ہے

---

۵۱ دھن دھان کو بھی کہتے ہیں ۱۲ ۵۲ یعنی مچھلیاں اپنے خاص قیامگاہ ندی اور نالے اور تالابوں میں آگئیں ۱۲ ۵۳ چاتک ایک چڑیا کا نام ہے جو صرف سواتی کا پانی پیتی ہے یعنی وہ اسی انتظار میں رہتی ہے کہ کب سواتی کا مینھ برسے احمد میں سیراب ہوں ۱۲ صحیح

ابھوں نٹھر آو یہہ بارا
اے بیدرد اب بھی اس دروازہ سے آ

پرب دیواری ہوی سنسارا
کہ تیو ہار دیوالی تمام دنیا میں ہے

سکھہ جھومک گا ویں ناگ موری
جھمک جھمک کے سہیلیاں مجھے چھیڑ ناگ گاتی ہیں

ہوں جھراون پھری مورجوری
اور شوہر کی جدائی میں میں سوکھ گئی ہوں

جیہ گھر پیو سو منور تھہ پوجا
جسکے گھر شوہر ہوتا ہے کہی میرا پوجا ہوتی ہیں

موکھنہ برہ سوت دکھ دوجا
اول تو مجھے مفارقت کی مصیبت دوسرے سوت کی

دوہا

سکھہ مانیں تیوہار سب گای دیواری کھیل
سب سہیلیاں دیوالی میں کھیل کود اور گا بجا کر خوشی منا رہی ہیں

ہوں کا گاؤں کنت بن رہی چھار سر میل
اور شوہر کے بغیر میں کیا گاؤں کہ خاک بر سر ہوں

اگھن دوس گھٹانس بارھی
مہینہ اگھن میں دن چھوٹا ہوتا ہے اور رات بڑی

دوبھر رین جای کم گاڑھی
درد مفارقت میں یہ رات نہایت ہی مشکل سے گذرتی ہے

اب دھن برہ دوس بھارا تی
شوہر کی جدائی میں دن اگھن کی رات کی طرح معلوم ہوتا ہے

جروں برہ جس دیپک بالی
جلتی ہوں جیسے چراغ میں بتی

کانپے ہیا جناوے سیوؤ
جاڑے کی شدت سے دل تک کانپ رہا ہے

توپے جای ہوی سنگ پیوؤ
یہ تکلیف تبھی جا سکتی ہے جب شوہر ساتھ ہو

گھر گھر چیر رچے سب کاہو
گھر گھر سب نے طرح طرح کے کپڑے سلوائی آراستہ کیے ہیں

مور روپ رنگ لے گا ناہو
میرا حسن اور رنگت تو شوہر سا تھ ہو لیگیا

پلٹ نہ بہرا گا جو بچھوئی
جب سے جدا ہوا پھر لوٹ کر واپس نہ آیا

ابھوں پھرے پھرے رنگ سوئی
شوہر اب بھی اگر واپس آجائے تو وہی رنگت پھر ہو جائے

بجر اگن برہن ہیہ جارا
سخت آتش مہاجرت نے مجھ بیچارہ کا دل ایسا جلایا

سلگ سلگ دگدھے ہوی چھارا
کہ سلگ سلگ کے جلکر خاک ہو رہا ہے

یہ دکھ دگدھ نہ جانے کنتو
اس موجودہ تکلیف و جلن کو شوہر نہیں جانتا

جوبن جنم کرے بھسمنتو
کہ جوانی زندگی کو ہی جلا کر راکھ کر رہی ہے

دوہا

پیو سوں کہیو سندیسڑا ہے بھنورا ہے کاگ
اے بھونرے اور اے کوے میرا پیغام شوہر سے اس طرح کہو

سو دھن برہ جرمری تیہک دھنواں ہم لاگ
کہ وہ عورت آتش مفارقت میں جلکر مر گئی اور اسی کے دھوئیں سے ہم سیاہ ہو گئے

پوس جاڑ تھر تھر تن کانپا
مہینہ پوس کی سردی سے بدن تھر تھر کانپتا ہے

سورج جای لنکا دس چانپا
اور آفتاب بجانب لنکا دبا کر ہو لیتا ہے

برہ باڑھ دارن بھا سیوؤ
کثرت مفارقت سے جاڑا نہایت سخت ہو رہا ہے

کنپ کنپ مروں لیی ہر جیوؤ
کانپ کانپ کر مر رہی ہوں اور وہ روح قبض کر رہا ہے

کنت کہاں لاگوں وہ ہیرے
شوہر کہاں ہے کہ اسکے گلے لگ جاؤں

پنتھ اپار سوجھ نہہ نیرے
اسکی منزل کا وار پار نہیں بہت ہی دور ہے

سور سیتی آوے جوڑی
لحاف اور توشک میں تپ لرزہ کا دورہ ہوتا ہے

جا نہہ سیج ہیو پنچل بوڑی
جیسے بستر برف میں ڈوب گیا ہو

چکئی رس بچھڑے دن ملا
چکوی اپنے جوڑے سے رات کو بچھڑا ہو کر دن میں ملجاتی ہے

ریں اکیل ساتھ نہہ سکھی
رات کی تنہائی میں کوئی سہیلی بھی ساتھ نہیں ہوتی

کیسے جیئے بچھوہا پنکھی
میں مہجور پنچھ کس طرح زندہ رہوں

	برہ سچان بھیو تن جاڑا اول تو بدن کو سخت جاڑا دوسرے برہ شاکر کے مانند جلاتا ہے	جیت کھای اوسے پچھاڑا جیتے جی کھائے جاتا ہے اور مرنے پر بھی پیچھا نہ چھوڑیگا	
دوہا	رکت ڈھرا مانسو گرا ہاڑ بھیو سب سنکھ خون آنسو بنکر بہ گیا گوشت گل گیا اور تمام ہڈیاں چونا بن گئیں	دھن سارس ہوی رر مئی پیئو سمیٹہہ پنکھ مہجورہ مانند سارس کے رٹ رٹ کر مرگئی اور محبوب نے پر سمیٹ لئے	
لاگیو ماگھہ پرے اب پالا مہینہ ماگھ کا لگا اور پالا پڑنے لگا	برہا کال بھیو جڑ کالا ایسے جاڑے کے موسم میں ہجر ملک الموت ہوتا ہے	پہل پہل تن روئی چھانپے جیسے جیسے روئی کی تہوں سے جسم ڈھکتی ہوں	بہر بہر ادھکو ہیہ کانپے دل اور بھی تھرتھرا کر کانپتا ہے
آی سور ہوی تپ رے ناہا اسی شوہر آفتاب بنکر اور جسم کو گرمی دے	توہ بن جاڑ نہ چھوٹے ماہا بغیر تمھارے ماگھ کا جاڑا نہیں چھوٹ سکتا	ایہہ ماہہ اوپجے رسمولو اس مہینے میں عیش کی جڑ جمتی ہے	توں سو بھنور مور جوبن پھولو تو مانند بھونرے کے ہو اور میری جوانی ہو مانند پھول کے
نین چوہنہ جس مہوٹ[1] نیرو آنکھوں سے آنسو مہاوت کی طرح ٹپک رہے ہیں	توہ بن انگ لاگ سر چیرو بغیر تمھارے بدن کے کپڑے تیر کے مانند لگتے ہیں	ٹپ ٹپ بوند پریہہ جس اولا آنکھوں سے آنسو کے قطرے مانند اولے کے گر رہے ہیں	برہ پون ہوی مارے جھولا اور فرقت کی آندھی کے جھکڑ چل رہے ہیں
	کیہک سنگار کے پہر پٹورا افسوس کہ سنگار کسی کا اور چوٹ اپنے کوئی اور	گیو نہ ہار رہی ہوی ڈورا گلے میں ہار بھی نہ رہا وہ خود تاگا بن رہا ہے	
دوہا	تم بن کانپے دھن ہیا تن تنور بھا ڈول تمھارے بغیر میرا دل کانپ رہا ہے اور جسم مانند تنکے کے پھر رہا ہے	تیہ پر برہ جرای کے چہے اُڑا وا جھول اسپر بھی ہجر چاہتا ہے کہ جلا کر خاک کو بھی اُڑا دوں	
پھاگن پون جھکورا بہا مہینہ پھاگن میں ہوا کے جھونکے چل رہے ہیں	چوگن سیئو جای نہہ سہا جاڑا چوگنا بڑھ رہا ہے برداشت نہیں ہوتا	تن جس پیر پات بھا مورا میرا جسم پتوں کی طرح زرد ہو گیا	تیہ پر برہ دیئی جھکجھورا اسپر بھی ہجر جسم کو جھکجھورتا ہے
تروور جھر مہنہ جھرن بن ڈھاکھا درختوں کے پتے گر رہے ہیں جھاڑ کے جنگلوں میں خزاں شروع ہو گئی	بھئی اونمت پھول پھر ساکھا شاخوں میں از سر نو پھول پتے نمودار ہوئے	کر ہنہ بنسپت ہیئے ہلاسو نباتات بھی اپنے دل میں خوش ہو رہے ہیں	مو کہنہ بھا جگدون اُداسو لیکن مجھے تمام زمانہ رنج و غم میں جلا رہا ہے
پھاگ کرہنہ سب چانچر جوری لوگ جا بجا فاگ وغیرہ سے پھاگ کھیل رہے ہیں	موہنہ تن لای دینھہ جس ہوری یہ سب میرے بدن کو ہولی کیطرح جلا رہے ہیں	جو پے پیئو جرت اس پاوا اگر اس طرح جلتے ہوئے بھی شوہر کو پا جاتی	جرت مرت موہنہ روس نہ آوا تو جلنے اور مرنے کا مجھے ذرا بھی غم نہ ہوتا

[1] مہینہ ماگھ میں مینھ کی جھڑی کو مہاوٹ کہتے ہیں ۱۲

رات دِوس بس یہ جیو مورے
بس رات اور دن میرے جی میں یہی رہتا ہے

لگوں نہور کنت اب تورے
کہ میری جان تیری خدمتیں شمار نہ ہو جائے

دوہا

یہ تن جاروں چھار کے کہوں کہ پون اُڑاؤ
اس جسم کو جلا کر خاک کر دونگی اور ہوا سے کہونگی کہ اس خاک کو اُڑا دے

تُک تیہ مارگ اُڑ پرے کنت دھرے جہنہ پاؤ
شاید میری یہ خاک اُڑ کر اُس راستے میں پڑ جائے جہاں محبوب اپنے قدم رکھتا ہو

چیت بسنتا ہوی دھماری
مہینہ چیت موسم بہار میں سب لوگ ہولی کھیلتے ہیں

موہنہ لیکھے سنسار اُجاری
اور میرے لئے تو دنیا اُجاڑ معلوم ہوتی ہے

پنچم برہ پنچ سر مالے
ہجر میں کوئل کی آواز سے خواہشوں کے تیر چبھتے ہیں

رکت روی سگروں بن ڈھارے
خون کے آنسو رو کر تمام جنگل کو بھر دیا

بوڑا دھٹے سب تروریاتا
سب پیڑوں کے پتے اُسی خون میں ڈوب گئے

بھیج مجیٹھو تیس بن راتا
جس سے تمام ٹیسو کا جنگل سرخ ہو گیا

بورے آم پھرے اب لاگے
آم کے درخت میں بور آیا اور پھل لگے

سہس بھاؤ پھولیں بن سیتی
نباتات ہزاروں قسم سے شگفتہ ہوئے ہیں

مُدھکر گھوہ مہنہ سنورِ مالتی
مالتی کی یاد میں بھنورے پھر رہے ہیں

موکہنہ پھول بھئے سب کانٹے
تمام پھول میرے لئے کانٹوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں

پھر جوبن بھے نارنگ سا کھا
جوانی کے درخت کی شاخ میں نارنگیاں پھلی ہیں

سُوا برہ اب جای نراکھا
جدائی کا طوطا اب اُس کو خراب کر رہا ہے

دوہا

گھرن پریوا ہوی پیو آو بیگ پُر ٹوٹ
اے شوہر مانند کبوتر کے بہت جلد آ کر ٹوٹ پڑو

نارِ پرائے ہاتھ ہے توہِ بن بُا و پچھوٹ
یہ عورت دوسرے کے ہاتھ میں پڑ رہی ہے بغیر تمہارے چھوٹ نہیں سکتی

بھابیسا کھ تپن ات لاگی
مہینہ بیساکھ میں تپش کی بیحد شدت ہے

چوا چیر چندن بھا آگی
چوا اور صندل سے معطر لباس آگ کی طرح جلتا ہے

جرت بجاگن کرہیو چھانہاں
اے شوہر سخت آتش فراق میں جل رہی ہوں اُس سایہ کرو

آسی بجھاوا نگار نھ مانہاں
شعلۂ آتش میں پڑی ہوں اُسے بجھا دو

لاگیو جرے جرے جس بھارو
تمہارے فراق میں بھڑ بھڑ جے کے بھاڑ کی طرح جلتی ہوں۔ آسٹ پلیٹ کے بھینتا ہوا اور ریت جلتی ہوئی نہیں کہتا

پھر پھر بھونجس تجیوں بنارو
شعلۂ آتش میں پڑی ہوں اُسے بجھا دو

بہرت ہیا کرہ پیو ٹیکا
اے شوہر پھٹتے ہوئے دل کو سہارا دو

سورج جرت ہیو چل تا کا
جلتا ہوا آفتاب شمال جانب ہالیہ کو چلا

توہ درسن ہوی سیتل ناری
تمہارے دیدار سے ہی مجھ کو ٹھنڈک ملیگی

سرور رہیا گھٹت نت جائی
دل مانند تالاب کے ہر دم سوکھ رہا ہے

دیٹھ دونگرا میروہ ایکا
ایک نظر مجھ پر مانند مینہ برسنے کے ڈالئے

پرہ بجاگ سونہہ رتھہ مالکا
سخت آتش فراق میں جلتی ہوئی میرے سامنے اپنا رتھ چلاؤ

آسی آگ میں کر پھلواری
اسی آگ کو فروکر کے گلزار کر دو

ٹوک ٹوک ہوی کے پہرائی
اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دل پھٹا جاتا ہے

دوہا

کنول جو بگسا مانسر بن جل گیو سکھائے
تالاب مانسرور میں جو کنول شگفتہ ہوا تھا وہ بغیر پانی کے خشک ہوگیا

ابہنہ بیل پھر پلھے جو پیو سینچے آسے
اگر شوہر آکر آبپاشی کرے تو اس کی بیل پھر شگفتہ ہو سکتی ہے

بیٹھ جرے جگ چلے لوا را
بیٹھ کی تپش اور لوٗ سے تمام عالم جلتا ہے

اوٹھہنہ بونڈر پر ہنہ انگارا
بگولے اُٹھتے ہیں اور انگارے برستے ہیں

چارہ پون جھکورے آگی
ہوا چار طرف سے جھکوڑ کر آگ کے شعلے برسا رہی ہے

لنکا داہ پلنکا لاگی
لنکا کو جلا کر اب پلنکا پر دھاوا ہے

اُٹھے آگ او آوے آندھی
آگ بھڑکتی ہوا اور ساتھ ہی آندھی بھی آئی ہے

نین نسو جھہ مروں دُکھ باندھی
آنکھوں سے سوجھتا نہیں سخت مصیبت میں گرفتار ہوں

مانس کھای اب ہاڑ نھہ لاگے
گوشت کھا کر اب ہڈیوں پر لگا ہے

لنکا داہ کرے تن لاگا
اور جسم کو مثل لنکا کے جلانے لگا

برہ گاج ہنونت ہوی جاگا
ہجر مانند ہنومان کے گرجتے ہوئے بیدار ہوا

برہک آگ کٹھن ات مندی
ہجر کی آگ سختی سے اور زیادہ رفتہ رفتہ جلاتی ہے

دہ بھئی سام ندی کالندی
جلکر مانند ندی کالندی کے سیاہ ہوگئی

لاگیو برہ کال ہوی بھوکھا
ہجر بھوکا موت کی طرح ہوگیا ہے

ادھجر بھیوں مانس تن سوکھا
نیم سوختہ ہوگئی جسم کا گوشت سوکھ گیا

ابہنہ آو آوت سُن بھلگے
ابھی اگر تم آجاؤ تو سنتے ہی فوراً بھاگ جائیگا

دوہا

گر سمند سس میگھ رب سہہ نہ سکہنہ وہ آگ
پہاڑ۔ سمندر۔ چاند۔ ابر۔ اور آفتاب اُس آگ کو برداشت نہیں کر سکتے

محمد ستی سراہیئے جرے جو اس پیو لاگ
اے محمد وہی پارسا عورت قابل تحسین ہے جو اسطرح شوہر کی محبت میں جلتی ہے

تپے لاگ اب جیٹھ اساڑھی
موسم جیٹھ اساڑھی تپنے لگا

موہنہ پیو بن چھاجن کاڑھی
بدون شوہر میرا یہ بدن مثل چھپر کے مشکل گذارہ ہوتا ہے

تن تنور بھا چھورروں کھری
میرا یہ جسم گھاس ہے اور میں کھڑی سلگ رہی ہوں

بھئے برکھا دُکھ آکر جری
برسات شروع ہوئی اور میرا غم مفارقت دھیرے دھیرے بڑھنے لگا

بندھہ ناہنہ او کندھ نکوئی
چھپر باندھنے کو رسی نہیں اور نہ کوئی مددگار

بات نہ آوٗ کہوں کا روئی
منہ سے آواز نہیں نکلتی کسطرح رو کر حالت کا اظہار کروں

سانٹھہ ناٹھہ جگ بات کو پوچھا
دولت کھوئے ہوئے کو دنیا میں کون پوچھتا ہے

بن جیو پھرے مونج تن چھوچھا
جان کے بغیر یہ جسم مونج کیطرح خالی پھرتا ہے

بھئی دُہیلی ٹیک بہوئی
بناہ سے محروم سخت لاغر ہوگئی ہوں

تھا مبھہ ناہنہ اُٹھہ سکے تھوئی
بغیر ستون کے سہارے تھوئی کسطرح کھڑی رہ سکتی ہے

برسے مینھہ چوے نینا ہا
آنکھوں سے آنسو مینھ کی طرح ٹپک رہے ہیں

چھپر چھپر ہوی رہ بن ناہا
بغیر شوہر کے پانی میں شرابور ہو رہی ہوں

کوروں کہاں ٹھاٹ نوساجا
کڑیاں کہاں پاؤں جس سے چھپر کا ٹھاٹ بناؤں

تم بن کنت نہ چھاجن چھلیا
اے شوہر تمہارے بغیر چھپائی زیب نہیں دیتی

[1] ایک لکڑی جو چھپر وغیرہ کو گرنے سے روکنے کے لئے زمین میں ٹیک کر لگا دیتے ہیں ۱۲

دوہا

ابھوں میا دستِ کرناہ نُٹھر گھر آو
اب بھی بنظرِ عنایت رحم کرو اے شوہر گھر آؤ

مندر اُجار ہوت ہے نو کے آسی بساؤ
محل اُجاڑ ہو رہا ہے آکر اُسے پھر از سرِ نو آباد کرو

روے گنوائے بارہ ماسا
اسطرح روتے روتے بارہ مہینے گزر گئے

سہس سہس دُکھ ایک ایک سانسا
ایک ایک سانس میں ہزار ہزار دکھ بھرے تھے

تِل تِل برکھ برکھ پر جانی
تل بھر کا وقت برس کے برابر معلوم ہوتا ہے

پہر پہر جُگ جُگ سیرائی
اور ایک ایک پہر ایک ایک جگ کیطرح گذرا

سو نہنہ آوے روپ مراری
کرشن کنہیا کی طرح خوبصورت وہ نہیں آیا

جاسوں پاؤں سُہاگ سُناری
جس سے یہ عورت خوش قسمت سہاگن کہی جاتی ہے

ساجھ بھئے جُھر جُھر تپھ ہیرا
شام تک ہو کو سوکھ کر راہ دیکھا کرتی ہوں

کون سو گھری کرے پیو پھیرا
وہ کون ساعت ہوگی جب محبوب پھر کر آئیگا

دہِ کوئلا بھے کنت سینہا
شوہر کی یاد میں جلکر کوئلا ہو گئی

تو لا مانس رہا نہنہ دیہا
بدن میں گوشت تولہ بھر بھی باقی نہ رہا

رتی رتی ہوی نینن ڈھرا
آنکھوں کی راہ سے لہو ایک ایک رتی بہہ گیا

رکت نہ رہا برہ تن گرا
ہجر کے سبب سے بدن محل گیا لہو بھی نہ بچا

پائیں لاگ جوے دھن ہاتھا
تا گتی دست بستہ قدموں پر گری ہوئی عرض کرتی ہے

جارا نیہہ جُڑاوہ نا تھا
کہ تمہاری الفت نے جلایا اور تم ٹھنڈا کرو

دوہا

برس دِوس دھن روی کے ہار پری چیت جھنکھ
برس دن تا گتی رو رو کر بیمار گئی اور دل کی سخت سوزش برداشت کی

مانُس گھر گھر بوجھے کے بوجھے بنسری پنکھ
گھر گھر لوگوں سے شوہر کی جستجو کر کے اب پرندوں سے دریافت کرنے نکلی ہے

بھئی پچھار لینھہ بن باسو
تمہاری جستجو میں مانند رطاؤس کے صحرائی بنگئی

بیرنِ سوت دینھہ چلہاسو
دشمن سوت نے پھندہ ڈالدیا ہے

جوبیو آوے اُڑہِ توکا گا
اگر شوہر کی آمد کا شگون چواکو دیکھے تو اُڑ جائے

ہاریل بھئی پنتھہ میں سیوا
تمہاری الفت کی راہ میں پر کر میں ہار ل چڑیا بنگئی

اب تہنہ پٹھوؤں کون پریوا
اب تمہارے پاس کس پرندے کو بھیجوں

ہوی کھربان برہ تن لاگا
شوہر کی جدائی مثل تیر سخت کے بدن میں لگی ہے

جوں چیت روکھہ ندوسر ٹھاؤں
اگر تم بھی ناراض ہو تو میرے لئے کوئی پناہ نہیں

جاہ بیا ہوی پیو کنٹھہ لوا
اے پرند جا و بیٹھو اور میرے محبوب کے پاس جاؤ

کرے مرا و سوی گورِوا
جو محبوب سے ملادے وہی پرند گورو اقابل تعظیم ہے

دھوری پنڈک کہو پیو ناؤں
اے چیل اور فاختہ محبوب کا نام کہہ

مہر پکارے لیئی لیئی دہی
اور ابہیرن کی طرح سے دہی پکارتی تھی

کوئل بھئی پکارت رہی
کوئل کے مانند پکارتی تھی

پیر تلوری او جل ہنسا
اے پیڑ والی تلوری اور تالاب کے ہنس

ہر دے پیٹھہ برہ کٹ[۵۳] منسا
درد فراق دل میں گھسکر مجھے مار رہا ہے

---

۵۱ عموماً عورتوں کو اسطرح کے شگون پر اعتقاد ہوتا ہے ۱۲ ۵۲ تھک گئی یا بادل چڑیا کی طرح تنکا رہ گئی ۱۲ ۵۳ کٹنا اس کو عوام سنسکٹھ کہتے ہیں ۱۲

دوہا

جیہ پنکھی کے نیئر ہوی کہے برہ کے بات
جس پرندے کے نزدیک جاکر فرقت کی بات کہتی ہوں

سوئی پنکھی جای جر ترور ہوی نپات
وہ پرندہ جل جاتا ہے اور درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں

کُہک کُہک جس کوئل روئی
کوئل کی طرح کہک کر گریۂ وزاری کی

رکت آنس گھنگچی بن بوئی
خون کے آنسو مانند گھونگچی کے جنگل میں بکھیرے

جہنہ جہنہ ٹھاڑھ ہوی بن باسی
صحرائی بنکر جہاں جہاں کھڑی ہوتی ہوں

تہنہ تہنہ ہوی گھنگچ کے راسی
وہاں وہاں گھونگچی کی طرح ایک ایک قطرہ نے ٹکڑے ٹکڑے کیا

تیہ دُکھ بھئے پراس نپاتی
اس مصیبت کو دیکھکر درخت پراس کے پتے جھڑ گئے

لوہو بوڑ اُٹھے ہوی راتی
اور درخت اسی لہو میں شرابور ہو کر سرخ ہو گیا

دیکھوں جہاں ہوی سوی راتا
جہاں دیکھتی ہوں وہیں لہو کی سرخی دکھلائی پڑتی ہے

سبھے کر کھی نین تن راتی
چہرہ سیاہ ہو گیا اور آنکھیں وجسم سرخ

کو سیرا ور ہا دُکھ تاتی
درد فراق میں جلی ہوئی کو کون ٹھنڈا کرے

بوند بوند مہنہ جا نہنہ جیو ؤ
ہر ایک قطرے کو یا جاندار ہیں

گنجا گونج کرے پیو پیو ؤ
مثل گھونگچی کے ہر قطرے کو یا پیو پیو کر رہے ہیں

راتے بیب بھیج تیہ لوہو
اسی لہو سے کندرو سرخ ہو گیا ہے

پرو رپاک پھاٹ ہیگو ہوں
پیلو پک گیا اور گیہوں کا دل پھٹ گیا

جہاں سور تن کہے کو باتا
جہاں وہ گوہر بے بہا ہے وہاں کون جا کر حال کہے

دوہا

نہنہ پاوس اوہ دیسرا نہنہ ہیونت بسنت
اُس ملک میں نہ تو موسم برسات ہوئی ہو اور نہ موسم سرما نہ موسم بہار

ناکو کل نہ پپیہرا جیہ سُن آوے کنت
وہاں نہ کوئل کی آواز ہے نہ پپیہے کی جس کو سنکر شوہر گھر آوے

پھر پھر رو وکوی نہنہ ڈولا
تمام جنگل میں گھوم گھوم کر نالہ کرتی رہی لیکن کوئی بھی نہ بولا

آدھی رات بہنگم بولا
البتہ آدھی رات کو ایک پرندہ بولا

نا گمتی کا رن کے روئی
نا گمتی درد ناک لہجہ میں رونے لگی

کاسو وے جو کنت بچھوئی
کہ محبوب سے بچھڑی ہوئی کو کیونکر نیند آسکتی ہے

کوی سنجای اوہِ سنگھلدیپا
اُس محبوب کے پاس سنگلدیپ کو کوئی نہیں جاتا

جیہ سیوات کہنہ نینا سیپا
جس ابر فیساں کے لئے آنکھیں صدف بن رہی ہیں

تو پھر پھر داہے سب پانکھی
تو کون ہے جو جنگل میں پھرتی ہوئی تمام پرندنکو جلا نہیں دیتا

کیسہ دُکھ رین نہ لاوے آنکھی
کس تکلیف سے تمام رات پلک سے پلک نہیں لگاتی

من چیت ہنتے نہ اُترے مورے
میرے دل و دماغ سے وہ محبوب کبھی محو نہیں ہوتا

نینک جل چک ہا نموے
میری آنکھوں میں اب آنسو بھی ختم ہو رہے ہیں

جوگی ہوی نسرا سونا ہو
جب سے محبوب جوگی بنکر نکلا

تب مُہنت کہا سندیس کا ہو
تب سے کسی نے اُسکا کوئی بھی پیام نہیں کہا

کوی نکہے سچ بات بہنگم
لیکن ای طالع کوئی بھی میری مراد کو نہیں بتلاتا

دوہا

چار یو چکر اُجاڑ بھے کوی نہ سند یسا ٹیک
ہر چہار جانب ربیع مسکون اوجاڑ ہو گیا پیام محبوب کا کوئی بھی پتا نہیں

کہوں برہ دُکھ آپن بیٹھہ سنہہ ڈنڈ ایک
اپنا درد فراق بیان کرتی ہوں ایک طرف بیٹھکر ذرا سن لو

تاسوں دُکھ کہئے ہو بیرا
تکلیف اُس سے کہنی چاہیئے جو ہمدرد ہو

جہیں کنت گئے ہوی جوگی
وہاں جب سے شوہر جوگی بن کر گیا ہے

کتھا جو کہے آی اوہِ کیری
جو کوئی ذکر شوہر کا مجھسے آکر کہے

جیہ سُن کے لاگے پر پیرا
اور جو دوسرے کی تکلیف کو سنکر اسکا احساس کرے

ہوں کنگری بھے جھوٹ بیوگی
میں لونڈی مجبورہ فراق میں خشک ہو گئی

پا نور ہوؤں جنم بھر چیری
تو میں اُسکے پیر کی جوتی بنکر تمام عمر خدمتگزاری کرتی

بِرہ گرو کھیر کے ہیا
ہجر کو مرشد بنایا اور دل کو کھیر

کو ہوی بھیوں انگوے پردا ہا
کون بھیم بنکر دوسرے کی مصیبت برداشت کریگا

وے سنگی پوری گر بھینٹا
اُنھوں نے سنگی (صور) بجا کر مرشد سے ملاقات کی

اوہِ کے گن سُنورت بھئی مالا
اُس کے اوصاف کی تصور میں تسبیح بن گئی نشست

پون ادھار رہے سو جیا
محض ہوا کی غذا سے زندہ رہتی ہے

کو سنگھل پہونچاوے چاہا
میری خبر کو سنگلدیپ کون پہونچائے گا

ہوں بھے بھسم نہ آئے سمیٹا
اور میں جلکر خاک ہو گئی کہ سمیٹنے میں بھی نہیں آسکتی

ابھنہ نہ بُھرا اڑ گا چھالا
اُس کے بدن کا چھالا مٹکر نہ مٹرے ہو گیا لیکن شوہر واپس آیا

دوہا

ہاڑ بھئے سب کنگری نسیں بھئیں سب تانت
تمام ہڈیاں چکارا باجہ بنگئیں اور جسم کی تمام رگیں تانت بنگئیں

رُوں روؤں تے دُھن اُٹھے کہوں تِھا کہہ بھانت
روئیں روئیں سے وہی آواز نکلتی ہے مصیبت کس طرح بیان کروں

پدماوت سوں کہیو ہنگم
اے طائر پدماوت سے گلہ نہ کرنا

کنت لُبھای رہی کرِ سنگم
کہ میرے شوہر کو اپنی صحبت میں فریفتہ کر لیا!

راوٹ کنک سو تو کہنہ بھیوؤ
اپنے لئے تو نے تو محل طلائی آراستہ کر لیا

راوٹ لنک موہنہ کے گیوؤ
اور جلتی ہوئی لنکا میرے گلے منڈھ دی

ہمہنہ میا ہی سنگ اوہ پیوؤ
اُس محبوب کیساتھ میری بھی شادی ہوئی ہے

آپہنہ پای جان پر جیوؤ
اپنی مراد حاصل کر کے دوسرے کی بھی زندگی بھی ہے جانا

موہنہ بھوگ سوں کاج نباری
اے کمسن سوت مجھے عیش و عشرت سے کچھ مطلب نہیں۔ فقط آنکھوں سے دیدار کی خواہاں ہوں

موہنہ تن دنہیں جیہ اوبرتا
اور میرے لئے ریاضت تسبیح مفاتحہ کشی دیدی!

توگھر گھرن بھئی پیوہر تا
تو میرے شوہر کو جیسکی خاتون بن بیٹھی

موکہنہ ہئے دُنڈ دُکھ پورا
اور میرے دل کو تکلیفات اور ایذا رسانیوں سے بھر دیا

توہنہ جین سُکھ ملے سریرا
تو نے تو عیش و عشرت حاصل کیا

موہنہ جیا و کنت دیئی میرا
میرے شوہر کو واپس کر کے مجھے زندگی بخشدے

ابھنہ میا کرُ کرُ جیو پھیرا
اب بھی رحم کر کے میری جان کو واپس کر

سو نہنہ دیٹھہ کے چاہ ہاری
سوت نہیں بلکہ دشمن ہے جس نے میرے محبوب کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے

دوت

سلوُتِ نہ ہوس تو بیرن مور کنت جیہ ہاتھ
آن ملاؤ ایک بیر تو پائیں مور ماتھ
ایک بار یہاں لاکر مجھسے ملا دے تو تیرے قدموں پر میرا سر ہے

لہ بھیم ایک بہت طاقت ور شخص۔ مہابھارت کے جد امجد کا بھائی تھا ۱۲

رتن سین کے ماں سُرستی
رتن سین کی ماں سرسوتی نام کی تھی
جیون اہا لینھہ سو کاڑھی
میری زندگی کا جو سہارا تھا اُسے نکال لیا
نین دشٹ نہنہ دیا برہیں
اول تو نابینا دوسرے گھر میں چراغ بھی نہیں

گو پچند جس مینا وتی
جسکی حالت اب گوپی چند کی ماں مینا وتی کی طرح ہو گئی تھی
بھئی بِن ٹیک کرے کو ٹھاڑھی
سہارے سے محروم ہو گئی ہوں مجھے کون کھڑا کریگا
گھر اندھیارو یوت جو ناہیں
فرزند کے موجود نہ ہونے سے تمام گھر میں اندھیرا ہے
تھہ سرون ہوی کا نور سہجے
شرون کمار کی طرح تنکے کا نور آہستہ کی

آندھر بو ڑھہ ہوی دُکھہ روا
ضعیفی میں بیٹے کی جدائی سے دُکھ درد کو اور بھی ہو گئی
بن جیون بھے آس پرائی
بغیر پناہ زندگی کے دوسرے کی محتاج بن گئی
کو رے چلے سرون کے ٹھاؤں
مانند شرون کمار کے مجھے کون لیکر چلیگا
ڈار لای سو کاہے سجے
بھنگی میں ڈال کر کیوں چھوڑ دیا

جیون رتن کہاں دہنہ کھو وا
کہ زندگی کا بیش بہا گوہر کہاں کھو گیا
کہاں سپوت کھمبھہ ہوی آئی
فرزند کہاں ہے جو اُسکے لئے ستون بنکر آجائے
ٹیک دیہہ اور ٹیکے پاؤں
ثابت قدم ہو کر کون حفاظت کرے گا

دوہا

سرون سرون رر مُئی ماتا کا نور لاگ
مثل شرون کمار کے ماں بیٹے کا نام لے لیکر کا نور میں پڑی ہوئی مر رہی ہے

تھہ بن پان نہاوے دس تھہ لاوے آگ
تمہارے بغیر پانی بھی نہیں پاتی راجہ دشرتھہ کی طرح کوئی شخص نعش کیلئے آگ دیگا

لے سو سندیش بہنگم چلا
ناگمتی کا یہ پیام لیکر وہ پرندہ جسوقت روانہ ہوا
بھر گا گگن لوک تس چھوٹے
اُس آگ کے شعلے ایسے بھڑکے کہ تمام آسمان بھر گیا
راہو کیتو شس لنکا جرے
راہو اور کیتو شس لنکا کے جلنے لگے

اُٹھی آگ سکرون سنگھلا
اُسی وقت سے تمام سنگلدیپ میں گویا آگ لگ گئی
ہوی سب نکھت گرہنہ بھئیں ٹوٹے
تمام شعلے ستارے بنکر زمین پر ٹوٹ کر گر رہے ہیں
او اُڑے چنگ چاند مہنہ پرے
اور چنگاریاں اُڑ کر چاند میں پڑیں
ڈاڑھے بن بیہڑ جل سیپا
ہیبت ناک جنگل جلگئے اور پانی میں صدت

برہ بجاگ بیچ کو ٹھیکھا
آتش مفارقت کے درمیان کون ٹھہر سکتا ہے
جہنہ جہنہ بھوم جری بھار ہیو
اور اُس آگ سے جتنی زمین جلگئی وہ ریہ بنگئی
جای بہنگم سمند ڈ پھارا
پرندہ جا کر سمندر میں چلا یا
جای نیر بھا سنگھلد یپا
اسطرح سنکو جلاتے ہوئے سنگلدیپ کے نزدیک پہنچا

دھوم سو اُٹھی سام بھے میگھا
اُس سے ایسا دھواں اُٹھا کہ ہر سیاہ ہو گیا
برہ کی دگدھ بھئی جن دیکھیو
آتش مفارقت سے جل کر نسل خاک ہو گئی
جرے مچھہ پانی بھا کھارا
تو مچھلیاں جلنے لگیں اور سمندر کا پانی کھارا ہو گیا

---

۵۱ قصہ مشہور ہے کہ اجودھیا میں شرون کمار نامی ایک نہایت ہی مفلس شخص رہتا تھا جس کے ماں باپ اندھے تھے۔ اپنی ماں باپ کی فرمانبرداری و خدمت میں شرون کمار نے کمار نکی طرح ایک بہنگی بنائی اور اُن کو اُسی میں بٹھا کر بھیک مانگتے ہوئے پھرتا تھا۔ اتفاق وقت کہ ایکدن راجہ دشرتھہ سرجو ندی کے کنارے شکار کھیل رہا تھا کہ ندی کے پانی میں بھک بھک کی کچھ آواز سنائی دی۔ دشرتھہ نے سمجھا کوئی جنگلی ہاتھی پانی پی رہا ہے فوراً کمان پر تیر کھینچکر مارا اور جا کر دیکھا تو وہ شرون کمار تھا جو پیاسے اور اندھے والدین کیلئے گھڑوں سے پانی بھر رہا تھا راجا نہایت ہی پشیمان ہوا مرتے ہوئے شرون کمار نے کہا کہ تیر آلادت والدین کو پانی پلا دینا۔ پس راجا اندھوں کے پاس گیا اور اپنے قصور کی معافی چاہتا ہوا پانی دیا لیکن اُنھوں نے بیٹے کی محبت میں پانی پینے سے انکار کر دیا اور مرتے ہوئے بددعا دی کہ جس طرح فرزند کیلئے ہم دونوں تڑپ تڑپ کر مر رہے ہیں تو بھی تیرا بیٹا ہو۔ اسکے بعد دشرتھہ نے اُن کی نعش کو آگ دیکر فرزندگی کی آخری رسم ادا کی ۱۲

دوہا

سمُند تیر ایک ترور جا ہی بیٹھ تیہ روکھ
سمندر کے کنارے ایک درخت تھا اُسی پر جا کر وہ پرندہ بیٹھ گیا

جون لگ کہا سندیس نہنہ نہنہ پاس نہنہ بھوکھ
جب تک ناگمتی کا پیغام نہیں کہا تب تک بھوک اور پیاس کا نام نہ لیا

رتن سین بن کرت اہیرا
راجہ رتن سین جنگل میں شکار کھیل رہا تھا

تُری باندھ کے بیٹھ اکیلا
رتن سین گھوڑے کو باندھ کر تنہا درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا

پنکھن مہنہ سو بہنگم اہا
اُس درخت پر بیٹھے ہوئے پرندوں میں وہ بھی پرندہ تھا

کیہنھ اوہی ترور ترچھیرا
وہ اسی درخت کے نیچے ہو کر گذرا

ساتھی اور کرہنہ سب کھیلا
اُس کے ہمراہی علمدہ قفریہ شکار میں مشغول تھے

ناگمتی جاسوں دُکھ کہا
جس سے ناگمتی نے اپنی مصیبتوں کا پیغام کہا تھا

کہیس میت ماسیک دُوی بھئے
اُس نے جواب دیا کہ اے دوست دو مہینے گزرے

سیتل برچھ سمُدکے تیرا
سمندر کے کنارے وہ درخت ٹھنڈے سایہ والا تھا

دیکھت پھرے سو ترور ساکھا
تفریحاً درخت کی شاخوں پر نظر دوڑائی

پوچھہنہ سبے بہنگم ناما
تمام بجنس پرندے اسکا نام پوچھتے تھے

جنبودیپ جہاں ہم گئے
کہ جنبو دیپ جہاں مجھے جانے کا اتفاق ہوا

اتِ اُتنگ اوچھا نہنہ گنبھیرا
بہت اونچا تھا اور اُسکا سایہ نہایت ہی پھیلا ہوا تھا

لاگ سُنے پنکھن کے بھاکھا
اور پرندوں کی آواز سننے میں محو ہو گیا

اہو میت کاہے تم سامانا
اور کہتے کہ اے دوست تم سیاہ کیوں ہو گئے

دوہا

نگر ایک ہم دیکھا گڑھ چتوراوہ نانوں
وہاں میں نے ایک شہر دیکھا جس کا نام چتوڑ گڑھ ہے

سو دُکھ کہوں کہاں لگ ہم ڈاڑھے تیہ ٹھانوں
اُس مصیبت کا کیا بیان کروں کہ وہاں میں جل کر سیاہ ہو گیا

جوگی ہوی نسرا سو راجا
وہاں کا راجا جوگی بنکر سنگلدیپ کو نکل آیا ہے

اب لاگ جر بھے ہو یہہ چھارا
اب تک تو وہ جل کر خاک ہو گئی ہو گی

چھوں کھنڈ چھپٹکی وہ آگی
ہر چہار طرف وہ آگ چھٹک گئی

سون نگر جا نہنہ دھندھ باجا
اس شہر کے نزدیک پہنچ کر شہر والی طرف انہوں نے بھیجا گیا ہے

کہی سنجاہی برہ کی جھارا
جدائی کے شعلے بیان سے باہر ہیں

دھرتی جرت گگن کہنہ لاگی
زمین تو جلتی ہی تھی وہ آگ آسمان میں بھی جا لگی

ہوں پُن تہاں سو ڈاڑھے لاگا
میں بھی وہیں تھا میں جلنے لگا

ناگمتی ہے تاکر رانی
اُس کی رانی کا نام ناگمتی ہے

رہیا پھاٹ وہ جبہیں کہکی
اُسکا کراہنا سنکر میرا کلیجہ پھٹ گیا

برہ دوان کو جرت بجھاوا
جلتی ہوئی جدائی کی آگ کو کون بجھا سکتا ہے

تن بھا سام جیوے بھاگا
تمام جسم سیاہ ہو گیا اور جان لیکر بھاگا

جری برہ بھے کوئل بانی
اپنے شوہر کی جدائی میں کوئل مانند کوئل کے سیاہ ہو گئی ہے

پرے آنس سب ہوی لوکی
جنکے آنسو کے قطرے آگ کی چنگاریاں بنکر گرتے تھے

جیہ نہ لاگ سو ہیرے دھاوا
جس کو وہ آگ نہیں لگتی وہ تلاش کرنیکو دوڑتا ہے

دوہا

کا تھہ ہنسہہ گرب کے کرہ سمند مہنہ کیل
غرور میں بھرے تم لوگ کیا ہنستے ہو اس سمندر کے کنارے کھیلو

مت اوہ برہا بس پرے دہے اگن جل میل
اُس جدائی کے پھندے میں کوئی نہ پڑے جو پانی ملی ہوئی آگ سے جلاتی ہے

سُن چتور راجا من گُنا
چتوڑ گڑھ کا نام سنکرتن سین نے دل میں سوچا

بدھ سندیس میں کاسوں سُنا
یہ غیبی آواز میں کس سے سُن رہا ہوں

کوتور پر پنکھی بیسا
پرندہ کی شکل میں اس درخت پر کون ہے

ناگمتی کر کہے سندیسا
جو رانی ناگمتی کا پیغام کہتا ہے

کو تو یں میت من چیت بسیرو
دل میں بیٹھنے والا اے دوست تو کون ہے

دیو کہ دانوں پون پکھیرو
دیو ہے یا راکشش یا ہوا یا پرندہ

سورنج بات انت کہہ موہیں
اپنی وہ باتیں تخلیہ میں مجھ سے کہہ

تیری باتیں برہا و بشن اور مہیش کی طرح ہیں

کہنہ سو ناگمتی تو یں دیکھی
تم نے اُس ناگمتی کو کہاں دیکھا

کہیس برہ جس مرن بسکھی
جو عالم جدائی میں موت کی حالت بیان کی

ہوں سوئی راجا بھاجوگی
میں وہی راجا ہوں جو جوگی بن گیا

جیہ کارن وہ ایس بیوگی
جسکی جدائی میں اُس ناگمتی کی ایسی حالت ہوگئی ہے

جس توں پنکھی ہوں دن بھرں
مثل تجھ پرندہ کے میں بھی دن کاٹ رہا ہوں

چاہوں کہنہ جُای اُڑ پروں
چاہتا ہوں کہ کب اُڑکر پہونچ جاؤں

دوہا

پنکھہ آنکھ تیہ مارگ لاگی سدا رہا نہنہ
اے پرند میری آنکھیں ہمیشہ اُسی راستہ پر لگی ہیں

کوی نہ سندیسی آوہنہ تہک سندیس کہاہنہ
کوئی پیامبر بھی تو نہیں آتا جس کے ذریعہ اپنا پیغام بھیج سکوں

پوچھس کہا سندیس بیوگو
فرقت کا پیغام کیا پوچھتا ہے

جوگی بھئے نجانس بھوگو
تو جوگی تو بنا لیکن عیش و عشرت کی قدر نجانی

تیل بل جس بائیں پھیری
مثل تیلی کے بیل کے بائیں جانب گھوم رہا ہے

پرا بھور مہنہ سو نہنہ نہ مری
اور گرد لب میں پڑا ہوا تو پانی کے اوپر نہیں آتا

توہ اس نا نہنہ جو پنکھہ بھلا نا
پرندے تمہاری طرح گمراہ نہیں ہوتے

اُڑے سو آوجگت مہہ جانا
وہ جانتے ہیں کہ ہم دنیا میں لوٹنے کیلئے آئے ہیں

دہنے پھرے سو اس اُجیارا
جو داہنی طرف سے گھومتے ہیں وہ اسطرح روشن ہیں

دہنے سنکھہ نہ سنگی پورے
تو نے دکشنا ورت[1] شنکھ تو پھونکا نہیں بجا رہا سنگی پھونکتا ہے

تری ناؤ داہن رتھ ہانکا
گھوڑا کشتی اور رتھ داہنی جانب ہانکے جاتے ہیں

ایک دیپ کا آیوں تورے
ایک تیرے سنگدیپ میں کیا آیا

جس جگ چاند سُرج اوتارا
جس طرح دنیا میں آفتاب ماہتاب اللہ تعالیٰ نے اتارے

پانی بوڑ رات دن جھورے
رات دن پانی میں ڈوبا ہوا خشک ہی رہ گیا

بائیں پھرے کھارکا چاکا
لیکن تو مانند چاک کوزہ گر کے بائیں جانب گھوم رہا ہے

سب سنسار پائیں ترموے
کہ تمام دنیا تیرے پیروں کے نیچے پڑ گئی

دوہا

محمد بائیں دس تجی ایک سرون ایک آنکھ
جب تین داہن ہوی ملا بول پیہیا پانکھ
اسی لئے شاعر محمد بائیں جانب کے ایک کان اور ایک آنکھ سے کنارہ کش ہوگیا[2] اس فرقت سے جب سے راست گو پرندہ پپیہا اسکو ملا اور "پیو کہاں" کی آواز سنی

[1] یہ ایک نایاب اور بیش قیمت ناقوس ہے ۱۲ [2] داہنے سے مراد راستی اور بائیں سے مراد اُلٹا راستہ (بام مارگ) جس کو رتن سین نے اختیار کیا یعنی گو کر کھنا تھہ کا مذہب ۱۲

ہوں دھوا چل سودا ہر لاوا
مثل خلاصہ یہ ثابت قدم تھا اور بھی اپنے عزت طلوب کرتا ہوا۔

جس سرون بن اندھی اندھا
جس طرح بنوشرون کمار کے اُسکے ماں باپ مرگئے

گئی پیاس لاک تیہ ساتھا
اُسکی پیاس فرزند کے ساتھ چلی گئی تھی

پھر سمیر چیتور گڑھ آوا
کوہ سمیر کے گرد اگرد گھوم کر چیتور گڑھ آیا

تس رر مُئی تو نہہ چت بندھا
اُسی طرح رو رو کر تمھاری یاد میں وہ مرگئی

بان دینھہ دسرتھ کے ہاتھا
خون کمار نے تو دسرتھ کے ہاتھ سے پانی دیا تھا

بھاگیر تھی ہوہِ کر پھیرا
مانند بھاگیرتھی کے اب تو وہاں پھیر اکر[1]

دیکھیوں تورے مندر گھموئی[2]
تمھارے محل میں گھموئی جمی ہوئی دیکھی

کہس مروں کو کا نور لیئی
کہا کہ میرے مرنیکے بعد جنازہ کون اُٹھائیگا

بان نہ پیئے آگ پے چاہا
لیکن نے وہ پانی نہیں پیا بجائے اسکے آگ کی خواہشمند ہوئی

جای سنوار مرن کی بیرا
اب مرتے وقت جاکر آخری رسوم موت ادا کر

متا تو رآندھر بھے روئی
اور تمھاری ماں نابینا ہو کر روتی تھی

پوت نا نہہ پانی کو دیئی
فرزند موجود نہیں ہے پانی کون دے گا

توہِ اس پوت جرم اس لاہا
تمھیے فرزند کے موجود رہتے ہوئے کیا زندگی کا نفع ہے

دوہا

تون سپوت من تاکر اس پردیس نہ لیہہ
تو اُس کا بے بہا گوہر فرزند ہے اس طرح پردیس میں رہنا زیبا نہیں

اب تائیں موی ہو یہہ موہہ جای گت دیہہ
اب تک تو وہ مرچکی ہوگی مرنے کے بعد جاکر مٹی سوار تھہ کر

ناگمتی دُکھ برہ اپارا
ناگمتی کے ناپید اکنار شعلۂ درد و فراق سے

دھرتی سرگ جرے تیہ جھارا
زمین و آسمان سب جل رہے ہیں

نگر کوٹ گھر باہر سونا
شہر قلعہ محل وغیرہ اندر و باہر طرح طرح کے ویران ہیں

نیوج ہوی گھر پُرکھ بہونا
مرد سے خالی گھر کا ہونا غذا نہ کرے

توکا نور و پرا بس لوناں
تو لنکا کے مرد میں لونا چماری کے پھیر میں پڑگیا

بھولا جوگ چھرا تہہ ٹوناں
تو جوگ کو بھول گیا اور ٹونے سے چھرا گیا

وہ تہہ کارن مرہے چھارا
وہ ناگمتی تیرے لئے مرکر خاک میں ملنا چاہتی ہے

رہی ناگ ہوی پون ادھارا
اور ناگن کیطرح فقط ہوا پر زندگی بسر کر رہی ہے

کہہ بولہہ نے موکہہ کھاہو
کبھی کہتی ہے کہ کوئی مجھے لیکر کھاے

مانس نہ کایا جو رُچ کاہو
جسم پر تو گوشت باقی نہیں رہا اگر کسی کو بھائے تو کھاے

برہ منجور ناگ وہ ناری
ہجر مثل طاؤس کے اور وہ ناگمتی مثل ناگن کے ہے

توں منجار کر بیگ گہاری
ایسی حالت میں تو بلی بنکر جلد اسکی خلاصت کر

جوگی ابہنہ پہنچ لے جری
اے جوگی اب بھی جڑی بوٹی لیکر پہونچ

دوہا

دیکھہ برہ دُکھ تا کر میں سو تجا بن باس
اُسکی درد و فرقت کی سوزش دیکھکر میں نے اُس جنگل کا رہنا چھوڑ دیا

آیوں بھاگ سمند تٹ تیہہ نہ چھانڑے پاس
اور سمندر کے کنارے بھاگ آیا تو بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑتی

---

[1] اسکو ہندی میں ستیا سی کہتے ہیں۔ یہ منحوس ہوتی ہے اور خاصکر بھاڑ مقاموں میں سمجھی جاتی ہے ۱۲ [2] دیکھو مہا بھارت۔ راجا بھاگیرتھ اپنے بزرگوں کو دودھ سے نہلوا دینے کیلئے گنگا جی کو بہشت سے لائے جس سے وہ سیدھے بزرگ بہشت کو گئے۔ اسی لئے گنگا جی کو بھاگیرتھی کہتے ہیں ۱۲ [3] کامروپ ایک بڑا دیس کا نام ہے وہاں ایک چماری نام کی بہت بڑی جادوگرنی رہتی تھی۔ جس کا جادو دور دور مشہور ہے ۱۲

اس پر جرا برہ کر گٹھا
آتش فرقت کا ڈھیر اس طرح بھڑکا

میگھ سام بھے دھوم جو اُٹھا
کہ اُسکے دھوئیں سے بادل سیاہ ہو گئے

ڈاڑھا راہ کیت کا دادھا
رہا، جلا اور کھیتو بھی جل گیا

سورج جرا چاند جرا آدھا
آفتاب جل گیا اور چاند جلکر آدھا ہو گیا

اوسب نکھت ترائیں جرہیں
اور تمام ستارے جلتے ہیں

ٹوٹھنہ لوک دھرت مہنہ پرہیں
اُس کے شعلے ٹوٹ کر زمین پر گر رہے ہیں

جرے سو دھرتی ٹھانو نہنہ ٹھانوں
وہاں کی سرزمین جا بجا جل رہی ہے

دہک پرا اس جرے تیہ دانوں
اور اُس آتش سے ڈھاک کا تمام جنگل جل رہا ہے

برہ سانس تس نکسے جھارا
درد فرقت کی آہ گرم سے ایسے شعلے نکلتے ہیں

دہ دہ پربت ہو نہنہ انگارا
کہ اُنسے پہاڑ جل جلکر انگارے ہو رہے ہیں

بھنور تپنگ جریں اونا گا
بھنورے۔ پروانے اور ناگ جلتے ہیں

کوکل بھجیل ڈوما کاگا
کوئل۔ بھیڑے اور سیاہ لوے وغیرہ اور پرندے

بن پنکھی سب جیو لیئی لڑے
جتنے پرندے صحرائی تھے سب اپنی اپنی جان لیکر اُٹھ

جل مہنہ مچھہ دُکھی ہوی بڑے
اور پانی کے جانور سوزش سے غوطہ لگا گئے

دوہا

اہوں جرت تہنہ نکسا سمُد بجھایوں آئے
سمُد پان جر کھا رہا دُھواں رہا جگ چھائے

یہں بھی جلتا ہوا وہاں سے بھاگا اور اس جلن کو سمندر میں آکر بجھایا
تو سمندر کا پانی جلکر کھاری ہو گیا اور اُس کا دھواں دنیا میں چھا گیا

راجے کہا رے سرک سندیسی
راجا رتن سین نے کہا اے غیبی پیامبر

اُترِ آو موہنہ مِل رے بدیسی
درخت سے اُتر اے پردیسی مجھ سے ملاقات کر

کہا بہنگم جو بن باسی
طائر نے جواب دیا کہ جنگل کا رہنے والا ہے

رکت گرہی تے ہوی اُداسی
اُس اُداسی کو دنیا دار سے کیا سروکار

دھرتی مہنہ بکھہ چارا پرا
زمین پر زہریلا چارہ پڑا ہے

ہارِل جان بھوم پر ہرا
یہ سمجھکر پرندہ ہارل[1] نے زمین پر آنا ترک کر دیا

پای ٹیک توہ لاؤں ہیرے
تیرے قدموں پر سر رکھکر تجھے چاہتی ہے لگاؤں

پیم سندیس کہو ہوی نیرے
محبت کا پیغام نزدیک ہو کر بیان کر

جیہ ترور تر تمہہ اس کوؤ
جس درخت کے نیچے تجھ جیسا کوئی بھی ہو

کوکل کاگ پرا برہ دوؤ
اُس کے لئے کوئل اور کوا دونوں یکساں ہیں

پھروں بیوگی ڈارہ ڈارا
عالم بیقراری میں ڈالی ڈالی پھر رہا ہوں

کروں چلے کہنہ پنکھہ سنوارا
اور پرواز کرنے کو بازو تول رہا ہوں

جیئے کے گھری گھٹت نت جاہیں
زندگی کی گھڑیاں دمبدم گھٹ رہی ہیں

ساجھہ جیورہے دِن ناہیں
شام کو اگرچہ جان بچگئی تو صبح خیریت نہیں

دوہا

جوں لہہ پھروں مُکت ہوی پروں نہ پنجر ماہنہ
جاؤں بیگ تھل آپنے ہے جیہ بیچ نباہنہ

جبتک آزادی سے پھرتا ہوں تبھی تک غنیمت ہے پنجرے میں گرفتار ہونا نہیں چاہتا
جلد اپنے آشیانے میں جانا چاہتا ہوں جہاں میری بسر اوقات ہوتی ہے

[1] پرندہ ہارل درخت کے نیچے بہت کم آتا ہے، اگر آتا ہے تو پنجے میں ایک لکڑی دبائے رہتا ہے ۱۲

کہہ سندیس بہنگم چلا
یہ پیغام کہکر طائر تو اُڑ گیا

آگ لاگ سگروں سنگھلا
اور تمام سنگلدیپ میں گویا آگ لگ گئی

گھری ایک راجا گہراوا
ایک گھڑی تک تن مین پرندے کو پکارتا رہا

بھا الوپ پُن دِشٹ نہ آوا
لیکن وہ ایسا غائب ہوا کہ پھر نظر نہ آیا

پنکھی ناؤں نہ دیکھا پاکھا
پرندہ کے نام سے ایک پر بھی سند کھلائی پڑا

راجا روی پھرا کے سانکھا
تب راجا رنج و الم میں رو کر پھرا

جس ہیرت وہ پنکھ ہیرانا
جسطرح ڈھونڈھتے ہوئے وہ پرندہ غائب ہوگیا

دِن ایک ہمھوں کرب بیہانا
اُسی طرح ایک دن میں بھی روانہ ہو جاؤنگا

جو لگ پران پنڈ ایک ٹھاؤں
جب تک جان اور جسم ایک جا ہیں

ایک بار چیتور گڑھ جاؤں
تب تک ایکبار پھر چیتور گڑھ جاؤں گا

آوا بھنور مندر مہنہ کیوا
کنول پدماوت کے محل میں بھنورا رتن مین آیا

جیو ساتھ لیئی گیو پریوا
لیکن اُسکی جان تو پرندہ اپنے ساتھ لیگیا تھا

تن سنگھل من چیتور بسا
جسم سنگلدیپ میں اور دل چیتور گڑھ میں

جیو بسبنھر ناگن جم ڈسا
قالب رتن سین بے قابو جیسے ناگن کے ڈس لیا ہو

دوہا

جیئتِ نار ہنس پوچھہنہ امینچن جیو تنت
جنس آبحیات شیریں زبان سے تمام مستورات ناسازگی طبیعت کا حال دریافت کرتی تھیں جسکی آپ جواب دیتی رہی اور سرتاپا زہر ہو گیا جسکا نہ کوئی علاج اور نہ تدبیر

رس اُترا بکھ چڑھ رہا ناوہِ تنت نمنت

برس ایک تیہ سنگھل بھیو
اب رتن سین کو سنگلدیپ پہنچے ہوئے ایکسال ہو گیا تھا

بھوگ بلاس کرت دن گیو
عیش و عشرت کے شغل میں دن گزر گئے

بھا اُداس جو سُنا سندیسو
پرندہ سے جوگنی کا پیغام سنا تو نہایت رنجیدہ ہوا

سنور چلا من چیتوڑ دیسو
اور ناگمتی کے تصور میں دل چیتوڑ گڑھ پہونچگیا

کنول اُداس جو دیکھا بھنورا
کنول پدماوت نے بھنورے رتن سین کو جو رنجیدہ دیکھا

تھر نہ رہے اب مالتِ سنورا
تو سمجھگئی کہ اب محبوب ناگمتی کے تصور میں گیا اس سے وہ بیقرار ہو گئی

جوگی بھنورا اور نہ کوئی
جوگی بھنورا اور نوکر بیگانے ہوتے ہیں

کِت سور ہے جو چیت اُٹھاوا
جب دل اُچٹ گیا پھر قابو میں نہیں آتے

جوپے کاڑھ دیئی جیو کوئی
جو چاہے کوئی اپنی جان نکال کر رکھدے

جوگی بھنور نہ آپن ہوئی
لیکن جوگی اور بھنورے اپنے نہیں ہوتے

تجا کنول مالت ہیہ گھالی
گل کنول کو چھوڑ کر گل مالتی کو دل میں بسالیا

اب کِت تھر آپھے اِلی
اے سہیلیو اب بھنورا کیسے ٹھہر سکتا ہے؟

گند حرب سین آوس بارا
خسر (گندھرب سین) ناسازگی مزاج سنکر دوازدہ پر آیا۔ اور پوچھا کہ تمھاری طبیعت رنجیدہ کیوں ہے

کس جیو بھیو اُداس تمھارا

دوہا

میں تمھ ہی جیو لاوا دینھہ نین مہنہ باس
میں نے اپنی جان تمھاری ہی خدمت میں دیدی ہے اپنی آنکھوں میں تمکو بٹھایا ہے

جو تم ہوہ اُداس تو یہ کا کر کیلاس

رتن سین بدائی کھنڈ

رتن سین بنوا کر جوری
رتن سین نے دست بستہ عرض کی

استت جوگ جیہہ نہہ موری
اور کہا کہ تمہاری تعریف کرنیکے لائق میری زبان نہیں ہے

مہس جیبھہ جو ہوہنہ گسائیں
اے مالک ہزار وں زبان اگر میں ہو جاویں

کہہ سنجای استت جہنہ تائیں
تو بھی جہاں تک تمہاری تعریف کیجائے وہیں تک برابر ہے

کانچ رہا تم کنچن کینھا
مثل کانچ کے میری زندگی کو تم نے سونا بنا لیا

تب بھا رتن جوت تم دینھا
اور جب تمنے روشنی بخشی تو جیسا جواہر ہوگیا

نا رہے ملے جل ہوی ملینا
اُسمیں جب ملے ملاتے ہیں تب وہ میلا ہو جاتا ہے

پان سمدر ملا ہوی سوتی
میں ایک تاثیر چشمہ سمندر کے پانی میں ملا

پاپ ہرا نر مل بھا موتی
تو تمام گناہ دور ہوگئے اور صاف موتی بنگیا

تس ہوں اہا ملینی کلا
میں ایک میلی شخصیت کا انسان تھا

ملا آی تمھ بھا نر ملا
جب تم سے ملا تو پاک وصاف ہوگیا

تمھ من آنگھل پری
تمہاری مرضی سے میں سنگھل پری میں آیا

تمھ تیں چڑھا راج اوکری
اور تمہاری ہی مہربانی سے میں سنگھل کا راج حاصل کیا

دوہا

سات سمد تمھ راجا سرنپا و کوی کھاٹ
تم سات سمندر کے راجا ہو تمہاری ہمسری کرنیمیں کوئی ٹھہر نہیں سکتا

سبے آئے سرنا و ہنہ جہنہ تمھ ساجا پاٹ
سب لوگ آکر سر جھکاتے ہیں جہاں تمہارا تخت شاہی آراستہ ہوا ہے

اب بنتی ایک کروں گسائیں
اے مالک اب تم سے ایک التجا ہے

تو لاگ کیا جیو جب تائیں
یہ جبتک کہ میرا جان ہو تب تک تمہارا ہے

راج کاج او بھیئیں اُپراہیں
راج کاج اور زمین جائداد کے لئے

ستُر بھای سم کوئی ناہیں
بھائی کے برابر کوئی دشمن دنیا میں نہیں ہے

بھیئے اماوس نکتھہ راجو
اماوس کی تاریکی میں ستاروں کا راج ہے

ہمھ کے چند چلا وہ آجو
ہمکو چاند مقرر کرکے آج ہی روانہ کر دیجئے

آوا آج ہمار پریوا
آج ہمارے گھر سے ایک پرندہ آیا

آپن آپن کرہنہ سو لیکا
یہ سب اپنا اپنا سکہ جمانا چاہتے ہیں

پاتی آن دیہہ موہنہ دیوا
اے بندہ پرور اُسنے مجھے ایک خط لاکر دیا ہے

راج ہمار جہاں چل آوا
جہاں پر ہماری سلطنت چلی آرہی تھی

ایکہہ مار ایک چہہ ٹیکا
ایک کو مٹا کر ہر ایک اپنی لکیر جمانا چاہتا ہے

ہوی جو بھور اُٹھے جم بھانو
صبح ہوتے ہی تندآفتاب کے اُسکا قہر غالب ہو جائیگا

لکھہ چھپنیں اب ہوی پراوا
دونسے یہ لکھا آیا ہے کہ اب یہ سلطنت دوسرے کی ہو گئی ہے

دوہا

رہہہ امر مہہ گگن لگ تم مہہ لیئی ہمھ آو
جبتک زمین آسمان ہیں تبتک آپ بسلامت رہیں سلطنت کی حفاظت کریں ہم لوگ آپکے ہیں

سیس ہمار تہاں نت جہاں تمہارا پاؤں
جہاں آپ کے قدم ہیں وہاں ہمارا سر ہمیشہ رہے گا

راج سبھا پُن اُٹھی سباری
دربار کے سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے

برو والای نہ سوکھے دیجے
درخت لگا کر اُسے خشک نہ ہونے دے

جا کر راج جہاں چل آوا
جہاں جس کی سلطنت زمانے سے چلی آرہی ہے

اُن بنتی راکھیہ پت بھاری
ہمی ہاں ہم لوگوں کی آرزو ہے کہ آپ ہمیشہ ہماری حفاظت فرماتے رہیے

پاوے پان دِسٹ سو کیجے
ایسی نگہبانی رکھے کہ وہ پانی پاتا رہے

اُہے دیس پے تاکنہ بھاؤ
وہی ملک اُس کو خوشگوار معلوم ہوتا ہو

دوس دیہہ سہہ کُسل سدھاؤ
رہن سہن کے ایسے قاعدے مقرر کیجئے کہ ہم لوگ بخیر عافیت رہیں

بھائیہہ ماہنہ ہوی جن پھوٹی
بھائیوں کے آپس میں نفاق نہ ہونے پاوے

آن رکھا تھہ دیپک لیسی
سلطنت کے چراغ کو روشن کر کے آپنے بات کہہ لی

ہمہہ تھہ نین گھال کے راکھے
ہم لوگوں نے آپ کو اپنی نگاہوں میں بگرفتہ کر رکھا

دیر گھہ آو ہوی پُن آوہنہ
اور یہاں پھر واپس آنے پر بہت بڑی آؤ بھگت حاصل کریں

گھر کے بھید لنک اس ٹوٹی
نفاق ہونے سے گھر مانند لنکا کے برباد ہو جاتا ہے

پے نرہے پاہن پردیسی
لیکن پردیسی مہمان کبھی ٹھہر سکتا ہے

ایس بھاکھہ اہہ جیہ بھاکھے
اس زبان سے اس طرح کے الفاظ کیسے استعمال ہو سکتے ہیں

دوہا

سبہہ بچار پرا اس بھاگونے کر ساج
سب لوگ اس سے متفق الرائی ہوئے اور رخصت کی تیاریاں ہونے لگیں

سدھ گنیس منا وہنہ بدھہ پرو سب کاج
سدھ گنیش دیوتا کو مناتے ہیں کہ بخوبی سب کام پورا کرو

بنے کرے پدماوت باری
نازنین پدماوت عاجزی کرنے لگی

ہوں پیو جیسی کُند نیواری
کہ اے پیارے میں مثل کُند اور نیواری پھول کے ہوں

ہو سنگار رہا رجس تاگا
گل سنگار رہا میں جس طرح تاگا پرویا ہوتا ہے اسی طرح تم مجھ میں ہو

پہُپ کلی اس ہر دے لاگا
اور مثل غنچہ گل میرے دل سے لگے رہو

بچن بنوں روس نموہی
دست بستہ عرض کرتی ہوں ذرا بھی مجھ پر ناراض نہیں

سُن بکاولی کچھ نہ وچ چاہ نجوہی
سنو بکاولی کو چھوڑ کر جو بھی کی خواہش نہ کرو

موہنہ اس کہا سو مالتی بیلی
وہ گل مالتی کی بیل میری برابری کیسے کر سکتی ہے

ہوں سو بسنت کروں نت پوجا
میں اُس بسنت کی ہمیشہ پرستش کرتی ہوں

کدم سیوتی چمپ چمیلی
اور کدم سیوتی، چمپا اور چمیلی کیا چیز ہیں

کُسم گلال سُدرسن کوجا
جس میں کُسم گلال اور سدرسن کی کلیاں کھلتی ہیں

ناگیسر جو ہے من تورے
ناگیسر جو تمہارے دل میں ہے

پوج نہ سکے پول سرورے
وہ مجھ پر بسر کی برابری نہیں کر سکتا

آگے کرُ جو کنت توہِ کرنا
اے شوہر آگے جو تمہاری مرضی ہو کرو

دوہا

کیت بار سمجھاوے بھنورنہ کانٹے بیدھہ
پدماوت نے بہت اچھا کہا کہ بھنورے گل ناقص کے خار میں نہ پھنس

کہے مروں پے چتوروگیہ کروں اسمیدھہ
لیکن وہ کہتا ہے کہ اشومیدھ جگیہ کر کے چتوڑ گڑھ پر قربان ہو جاؤں گا

۵۱ راون کا بھائی بھبیشن اُس کے دشمن رامچندر سے مل گیا جس سے راون مع سلطنت لنکا کے مٹ گیا ۱۲ ۵۲ کسی کام کے شروع میں رسدھ گنیش کی پرستش کیجاتی ہے برسم اہل ہنود ۱۲ ۵۳ ایک جھاڑی ملک عرب و شام کی طرف ہوتی ہے ۱۲

گون یار پدماوت سُنا
رتن سین کی تاریخ روانگی پدماوت نے سنی

اُٹھا دھسک جیو اور سِر دُھنا
تو دل میں دہشت سما گئی اور سر پیٹنے لگی

گہر نین آسی بھر آنسو
آنکھیں نم ہو کر پُر اشک ہو گئیں

چھانڑب یہ سنگھل کیلاسو
کہاں یہ سنگلدیپ کا کیلاش ترک کر دینا پڑیگا!

چھانڑیوں نیہر چلیوں بچھوئی
میکہ چھوٹ گیا اور سب سے قطع تعلق ہوا

یہ رے دِوس کہ ہوں تپ روئی
ہائے اسی دن کیلئے میں پہلے رویا کرتی تھی

دور گون تج چلیوں اکیلی
سب کو چھوڑ کر اکیلی بہت دور جا رہی ہوں

چھانڑیوں آپن سکھی سہیلی
اپنی سکھی سہیلیوں کو چھوڑنا پڑا

جہاں نہ رہن بھیوں بن چالو
جہاں سے آج چلنا پڑا ہمیشہ نہ رہنے والا بودوباش جو ہوگا[1]

نیہر آسی کاہ سُکھ دیکھا
میکے میں آکر کونسا سکھ دیکھا

جنم ہوی گا سپنے کر لیکھا
گویا سب کچھ خواب خیال کی طرح ہو گیا

ہوتہہ کس تہاں بھاکا لو
پیدا ہوتے ہی وہاں موت کیوں نہ آگئی

کِت بیاہ اس دینھہ بچھوہا
شادی کر کے اس طرح کی فرقت کیوں دیدی

راکھت بار سو پتا نچھوہا
وہ باپ بڑا بیدرد ہے کہ اپنی دختر کو اپنے نہیں دیتا

دوہا

ہئے آسی دُکھ باجا جیو جا نہہ گا چھینک
رنج والم نے دل میں تہلکہ مچا دیا گویا روح گرفتار ہو گئی

من تیوان کے رووے ہر مندر کر ٹیک
پدماوت حواس باختہ ہو کر ہر ایک محل میں ہاتھ ٹیک کر روتی ہے

پُن پدماوت سکھی بولائیں
پھر پدماوت نے تمام سہیلیوں کو بُلایا

سنکے گون ملے سب آئیں
پدماوت کی رخصت سُنکر سب ملنے کو آئیں

ملہہ سکھی ہم تہنہ واں جاہیں
اے سہیلیو مل لو ہم وہاں جا رہے ہیں

جہاں جای پُن آوب ناہیں
جہاں جا کر پھر واپس آنا نہیں ہوگا

سات سمدر پار وہ دیسا
وہ ملک سات سمندر کے پار ہے

کِت رے ملن کت آوسندیسا
کچھ سلسلہ ملنا ہو سکتا ہو اور کس طرح پیغام آسکتا ہے

اگم پنتھ پردیس سدھاری
راستہ دشوار گزار اور غیر ملک میں جا رہی ہے

بچھوں کسُل کہ بتھا ہماری
ہماری خیر عافیت و مصیبت کا حال تلوگونکو کیونکر معلوم ہوگا

پتے نہ چھوہ کینھہ ہیہ ہاں
جب باپ ہی کے دل میں مجھ پر رحم نہ آیا

تہنہ کو ہمہنہ راکھہ گہہ ہاں
پھر وہاں میرا ہاتھ پکڑ کر کون رکھ سکتا ہے

ہم تم مل ایکے سنگ کھیلا
ہم اور تم ایک ساتھ مل کر کھیلے ہیں

انت چھوہ آن گیو میلا
آخر کار جدائی کا طوق گلے میں پڑ ہی گیا

تھہ اس ہُت سنگھنی پیاری
تلوگونکی طرح بہادر اور شیر افگن ساتھی کوئی نہیں ہے

جیئت جیو نہہ کروں نناری
جیتے جی تم لوگوں کا ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتی

دوہا

گنت چلائی کا کروں آیسُ جای نہ مینٹ
شوہر کے ہمراہ رخصت ہونے کو میں کیا کروں حکم کسی طرح ٹالا نہیں جا سکتا

پُن ہم ملہنہ کہ نا ملہنہ لیو سہیلی بھینٹ
پھر ہم سے ملاقات ہو یا نہ ہو اے سہیلیو مل لو

[1] مراد ہو دنیا فانی میں آکر ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا ۱۲

دھن روت روو ہنہ سب سکھی
پرماوت کے رونے سے سب سہیلیاں رونے لگیں

ہم تمھ دیکھہ آپ کہنہ جھنکھی
کہ ہم لوگ تمکو دیکھکر اپنے کو جھینکتے ہیں

تمھ ایسی جیئی رہے نپائی
تم جیسی جب رہنے نہیں پائیں

پین ہم کاہ جو آہنہ پرائی
تو پھر ہم لوگ کیا چیز جو دوسرے کی ہیں

آو پتا جو اہا ہمارا
ہمارے قدیم باپ جو بابا آدم تھے

اُہوں نہ یہہ دن ہمئیں بچارا
اُنھوں نے بھی آج کی مصیبت کو دلمیں خیال نکیا

کاہم دوکھہ لاگ اک گوہوں
کیا ایک گیہوں کھانیکے الزام سے ہی ہم لوگوں کو یہ سزا ملی

ماک گوہوں کر ہیا چراناں
شاید اسی مصیبت کو دیکھکر گیہوں کا دل پھٹگیا

چھوہ نہ کیئہہ نچھوہی اوہوں
وے بھی بیدرد تھے کہ ذرا بھی رحم نہ کیا

یہہ نیہر پاہُن کے لیکھا
کہ اس میکے کا رہنا بلوہ مہمانداری کے ہو

پے سو پتا نہ ہیئے چھوہاناں
لیکن اس باپ کے دل میں رحم نہ آیا

اوہم دیکھا سکھی سر کیھا
اے پیاری سکھی ہم نے یہ دیکھا ہے

تب تیئی نیہر نا ہیں چاہا
اسی لئے شوہر نے میکے میں رہنا بہتر نہ سمجھا

جو سسرار ہوی اتِ لاہا
خواہ سسرال میں کتنا ہی نفع کیوں نہ ہو

دوہا

چالن کہنہ ہم اُتریں چلن سکھا نہیں آسی
اس دنیا میں چلنے کے لئے ہی ہم آئے ہیں لیکن یہاں آکر چلنا نہیں سیکھا

اب سو چلن چلاوے کو راکھے کہہ پاسی
اب وہی چلن چلاتا ہے پیروں کو پکڑکر کون رکھے

تم باری پیو ڈہنہ جگ راجا
تم ناداں ہو اور شوہر دونوں جہان کا مالک ہے

گرب کرو دھہ اوہ پے چھاجا
غرور اور عفصہ کرنا اسی کو زیبا ہے

آیس لیے رہہ نت ہاتھا
اسکے حکم کو ہمیشہ ہاتھوں ہاتھ لئے رہنا

سیوا کرہُ لاہی بھُئیں ماتھا
اور زمین پر سر ٹیک کر خدمت کرنا

بو نر جو پو ڑھ سیس بھُئیں لاوا
کدو وغیرہ کی بیلیں جو زمین پر پڑ گئیں

بڑ پھل سُپھل اوہ جگ پاوا
تو دنیائے نباتات میں انکو بیٹے اور اچھے پھل ملے

سب پھر پھول اوہ کے ساکھا
تمام پھل اور پھول سب اسی کی شاخ سے ہیں

سوی پیاری پیہہ پریتی
وہی دلربا شوہر کی منظور نظر ہوتی ہے

بر بیسر سر اوبھہ جو کیھا
بزرگ اور پھل کی جو سر بلند کیا تو کوئی خصوصیت نہیں

آم جو پھر کے نوے تراہیں
آم جو پھل کر نیچے جھک گئے

جو چہے سو تورے چاہے راکھا
مرضی ہو توڑے اور مرضی ہو رکھے

پاکر تنہنہ سو کھہ پھر دیھا
اور درخت پکھڑ تو شاخ کا کچھ بھی پاس لحاظ کرکے اسے خوار کرتا ہے

پھل انبرت بھا سب اُپاہیں
تو انہیں جسے وہ مثل آبحیات کے پھل لگے

دوہا

پترا کاڑھہ گون دن دیکھہنہ کون دوس
پنڈت لوگ پترا پوتھی نکالکر رخصت کی ساعت دیکھتے ہیں آیا کس روز رخصت کیلئے اچھا شگون ہے۔

دساسول چک جوگنی سو نہنہ نہ چلئے کال
دشاشول اور جوگنی چکر کے سامنے سفر نہ کرنا چاہیئے برا شگون ہے

۹۱ شیطان کے بہکانے سے بہشت میں حوا اور حضرت آدمؑ نے گیہوں کھا لیا تھا جسپر وے دونوں بہشت سے نکالدیئے گئے۔ جس کا مفصل حال کتب سیر میں ملتا ہے ۱۲

۹۲ مقصد مصنف کا یہ کہ دنیا رہنے کی جگہ نہیں ہے ۱۲

اِدت سوک پچھیوں دِس راہو	بیپھے دکھن لنک دس داہو	سوم سنیچر پُرب نہ چالو	منگر بُدھ اُتر دِس کالو
اتوار شنیچر اور جمعہ کو مغرب میں رہتا ہے	بروز پنجشنبہ بجانب لنکا جنوب میں سفر تجویز ہوتا ہے	دوشنبہ یا شنبہ کو سمت مشرق میں سفر نہ کرے	سہ شنبہ اور چہارشنبہ کو جانب شمال موت کا سامان ہے
اوس چلا چاہے جو کوئی	اوکھد کہوں روگ نہہ ہوئی	منگر چلت میل مکھ دھنیا	چلت سوم دیکھے در پنیا
اگر خواہ مخواہ کوئی شخص سفر کرنا ہی چاہتا ہے	تو اسکے لئے علاج بتلاتا ہوں تکلیف نہیں ہو سکتی	اگر سہ شنبہ کو شمال جانب سفر کرے تو منہ میں دھنیا ڈال لے	اور دوشنبہ کو بجانب مشرق سفر کرے تو آئینہ دیکھے
سو کہنہ چلت میل مکھ رائی	بیپھے چلے دکھن گڑ کھائی	بای برنگ سنیچر کھنڈی	
جمعہ کے روز بجہت مغرب سفر کرے تو منہ میں رائی ڈالے	پنجشنبہ کو سمت جنوب میں سفر کرے تو گڑ کھائے	اور شنبہ کو سمت مشرق سفر کرے تو بای برنگ چلے	
	بُدھ دہی چلہہ کر بھوجن	اوکھد اہے اور نہہ کھوجن	
	بروز چہارشنبہ دہی کھا کر شمال جانب سفر کرے	بس یہی علاج ہے دوسری چیز کھوجنے کی ضرورت نہیں	
دوہا	اب سُن چکر جوگنی تے بُن تھر نہ رہا نہہ	تیسو دوس چندر ما آٹھو دِسا پھرا ہنہ	
	اب جوگنی کا چکر بیان کرتا ہوں سنو وہ جوگنی ایک جگہ قائم نہیں رہتی	چاند کی تیس تاریخوں میں جوگنی آٹھوں سمتوں میں پھرا کرتی ہے	
بارہ اُونیس چار ستائیس	جوگن پچھیوں دسا گنائیس	نو سورہ چوبس اور ایکا	دکھن پُرب کون تیسی ٹیکا
بارہ - اونیس - چار اور ستائیس تاریخوں میں	جوگنی سمت مغرب میں رہتی ہے	نو - سولہ - چوبیس اور ایک تاریخوں میں	گوشہ جنوب اور مشرق میں جوگنی کا قیام رہتا ہے
تین اگارہ چھبس اٹھارہ	جوگن دکھن دِسا بچارہ	دوی پچیس سترہ اودسا	دکھن پچھیوں کون بچ بسا
تین - گیارہ - چھبیس اور اٹھارہ تاریخوں میں	جوگنی کو سمت جنوب میں جانا چاہیے	دو - پچیس - سترہ اور دس تاریخوں میں	گوشہ جنوب اور مغرب میں جوگنی رہتی ہے
نیئس تیس آٹھ پندرہا	جوگن ہو ہنہ پُرب ساہا	چودہ بائیس اونتس ساتا	اُتر پچھیوں کون تیئی ناچا
نیئس - تیس - آٹھ اور پندرہ تاریخوں میں	جوگنی بجانب مشرق سامنے رہتی ہے	چودہ - بائیس - اونتیس اور سات تاریخوں میں	جوگن اُتر دِس کہنہ جاتا
	بیس اٹھائیس تیرہ پانچا		جوگنی شمال جانب چلی جاتی ہے
	بیس - اٹھائیس - تیرہ اور پانچ تاریخوں میں	گوشہ شمال مغرب میں رقص کرتی ہے	
دوہا	اکیئس اوچھہ جوگن اُتر پُرب کے کون	یہ گن چکر جوگنی بانچ جو چہہ سدھہ ہون	
	اکیئس چھہ تاریخوں میں جوگنی گوشہ شمال اور مشرق میں رہتی ہے	جوگنی کے اس دورے کو شمار کر کے سفر میں محفوظ رہے اگر کامیابی کی خواہش ہو	
پروا نومی پُرب نہ بھائے	دوئج دسمی اُتر ادائیں	تیج اکادس اگنیو مارے	چوتھہ دوادس نیرت وارے
ستھہ پرو اور نومی کو سمت مشرق اچھا نہیں	دوئج اور دسمی ستھہ کو شمال مغرب ہے	تیج اور ایکادسی ستھہ کو گوشہ مشرق جنوب بہت کام آتا ہے	چوتھہ اور دوادسی ستھہ کو گوشہ جنوب مغرب کبھی نہ کرے

پانچئیں نیرس دکھن پیسری
تتھہ پنچھی اور تیرودشی کو جنوب دیشا کا نشہ

تتھہ پنچھتر پُن بار کہیجے
تتھہ پنچھتر اور دن کا بخوبی شمار لگا کر

چھٹھہ چودس پچھیو پیسری
چھٹھہ اور چترودشی تتھہ کو مغرب میں پرشری ناڑی ہوتی ہے

سُدن سادھہ پرتھان دھرکیجے
اچھی ساعت کا شگون مقرر کرکے سفر شروع کرنا چاہئے

چکر جوگنی سگنے جو جانے
جو شخص جوگنی چکر کا شمار کرنا جانتا ہے

ستمی پونیوں بائیب آچھی
ستمی اور پورنماشی کو گوشہ مغرب شمال بخش ہے

سگن دُگھریا لگن سادھنا
دوگھڑیاں شگون شمار کرکے بموجب لگن سفر کرے

پربر جیت لچھہ گھر آنے
وہ دشمنوں پر فتح پاکر دولت گھر جیت لاتا ہے

اٹھئیں اماوس ایسن لاچھی
اشٹمی اور اماوس آگو گوشہ شمال مشرق میں لکشمی دیوی ہے

بھدرا اودگسول بانچتا
بھدرا اور دشا شول سے بچنا چاہیئے

دوہا

سُکھہ سمادھہ آنند گھر نیہہ پیا ناپیو
حصول عیش و عشرت اور سکھ چین سے شوہر اپنے گھر کو روانہ ہوا ہے

تھر تھر اے تن کانپے دھرک دھرک اٹھے جیو
جسم تھر تھر کانپ رہا ہے اور دل میں دھڑکن پیدا ہو گئی ہے

میکھہ سنگھہ دھن پورب بسے
برج حمل۔ اسد اور قوس میں چاند بجانب مشرق رہتا ہے

گون کرے کہنہ اگرے کوئی
اگر کوئی شخص سفر کرنے کو نکلے

ادت ہوی اُتر کہنہ کالو
یکشنبہ کو بجانب شمال سفر کرنے سے موت کا اندیشہ ہے

پورب کال سنیچر بسے
بروز شنبہ سمت مشرق منحوس ہے

برکھہ مکر کنیا جم دسے
برج سرطان اور عقرب میں چاند بجانب جنوب ہے

سنگھہ سوم لابھہ بہو ہوئی
تو بموجب برج سامنے چاند ہونے سے بہت سا فائدہ ہوتا ہے

سوم کال بائب نہنہ چالو
اور دوشنبہ کو گوشہ شمال مغرب سفر نہ کرے

بھوم کال پچھیوں بدھ رتا
شنبہ بجانب مغرب اور چہارشنبہ گوشہ مغرب جنوب پنجشنبہ جنوب اور جمعہ کو گوشہ جنوب مغرب منحوس ہے

تھن تُلا او مکھہ چھاہاں
برج جوزا میزان اور دلو میں چاند بجانب جنوب ہے

دھن چندرما سکھہ سربدا
اگر داہنی طرف چاند ہو تو بہت آرام ملے

سوم کال پچھیوں بدھ رتا
شنبہ بجانب مغرب اور چہارشنبہ گوشہ مغرب جنوب پنجشنبہ جنوب اور جمعہ کو گوشہ جنوب مغرب منحوس ہے

پیٹھہ کال دیئی چلے تو ہنسے
جو شخص کو شب شنبہ سفر کرتا ہے وہ خوش و خرم رہتا ہے

کرک مین برچھک اُترا ہاں
اور برج سرطان اور عقرب میں چاند بجانب شمال ہے

بائیں چندت دُکھہ آپدا
اور بائیں جانب چاند ہونے سے مصیبتوں کا سامنا ہو

گردکھن اوسک انگوتا
یکشنبہ جنوب اور جمعہ کو گوشہ جنوب مغرب منحوس ہے

دھن پنچھترا و چندرما او تارا بل سوی
زہے پنچھر و چاند اور تارا بل یعنی قوت سیارگان

سمے ایک دن گونے پچھمی کیتک ہوی
اگر سفر میں سب ایک ہی روز موافق شگون پڑ جاویں تو بے انتہا دولت حاصل ہو

پہلے چاند پُرب دِس تارا
اول چاند بجانب مشرق طلوع ہوتا ہے

چھٹھیں نیرت دکھن ستئیں
چھٹے گوشہ جنوب مشرق اور ساتویں جنوب میں

دوجے بسے اِسان بچارا
اور دوم گوشہ شمال مشرق میں رہتا ہے

بسے جای اگنیو سو اُٹھیں
دوازدہم گوشہ جنوب مشرق میں چاند جا کر قیام کرتا ہے

تیجے اُترا و چوتھے بائیب
تیسرے شمال جانب اور چوتھے گوشہ شمال مغرب

نویں چندر سو پرتھوی باسا
نویں چاند زمین پر رہتا ہے

پچھئیں پچھیو ساگنا ئب
پانچویں سمت مغرب میں شمار کرتے ہیں

دسئیں چند جو رہے اکاسا
اور دسویں آسمان پر رہتا ہے

اگیارہویں چند پربھ جائی گیارھویں چاند سمت مغرب اوٹھ آتا ہے	بہہ کلیس سوں دوس بہائی اسوقت سفر میں بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے	اُسنی بھرن ریوتی بھلی پنچھنرا شونی - بھرنی اور ریوتی اچھے ہیں	مرگسر مول پُنربس ملی اور مرگسرا مول اور پنربس پنچھنر سفر میں اچھے ہوتے ہیں
	پکھہ جیسٹھا ہست انرادھا پکھیہ - جیسٹھا ہست اور انورادھا	جو سکھہ چاہے پوجے سادھا ان پنچھنر میں سفر کرنے سے کام مراد کو پہنچتے ہیں	

دوہا	تتھہ پنچھنر او بار ایک اسٹ سات کھنڈ بھاگ بہتر تتھہ پنچھنر اور روز اگر ایک ساتھ پڑھا دیں تو نحوست ہفت اقلیم سے بھاگ جاتی ہے	آدِ انت بُدھہ سو ایہہ دُکھہ سُکھہ انکم لاگ عالموں کو چاہیے کہ اول سے آخر تک سمجھ کر پڑھیں تو تکلیف اور راحت نہ ملنے کے ساتھ ہے	
پرواچھٹھیہ ایکا دس نندا تتھہ پرواچھٹھہ اور ایکادشی کو سفر میں فتح حاصل ہوتی ہے	دوتیج سمی دوادس مندا دوتیج - سمی دوادشی تتھیاں منحوس ہیں	تیج اسٹمی تیرس جیا تتھہ تیج - اسٹمی اور تریودشی کو سفر میں فتح حاصل ہوتی ہے	چوتھہ چترُدس نومی کھیا چوتھہ چترُدشی اور نومی تتھیاں میں موت کا سامنا ہوتا ہے
بورن پونیوں دسمی پانچے تتھیاں پورنماشی - دسمی اور پونمی پورنما کہلاتی ہیں	شکرے نندے بُدھہ بھلے ناچے جمعہ اچھا شنبہ کو نندا تتھہ ہو تو فتح حاصل ہوتی ہے	ادیت سوں ہست نکھت سدھہ لیہے یکشنبہ کو اگر پنچھنر سمت ہو تو کامیابی حاصل ہوتی ہے	بیسے پکھیہ سروں بس لیئے پنچھنر کو پکھیہ سروں بس کرنے والے ساتھ رہنا اچھا ہوتا ہے
بھرن ریوتی بُدھہ انرادھا چارشنبہ کو پنچھنر بھرنی - ریوتی بدھا اور انورادھا ہو	بھلے اماوس روہن سادھا اور اماوس کو پنچھنر روہنی کامیابی دیتی ہے	راہُ چندر بھو سمپت آئے راہو اور چاند سے زمین حاصل ہوتی ہیں	چند گہن تب لاگ سجائے ایسی حالت میں چاند گہن قابل تحسین ہے
	سنِ رکتا کج اگیا لیجے شنبہ یا شنبہ کو رکتا نامی تتھہ میں اجارہ لینا چاہیے	سدّھہ جوگ گرُ پروا کیجے اور شنبہ کو پرواپھلگنی سے سدھ جوگ یعنی پھلگنی ہے	

دوہا	چھٹھے پنچھنر ہوی رب او ہی اماوس ہوی جس پنچھنر میں سورج ہو اُس سے چھٹا پنچھنر اگر اماوس تتھہ میں پڑے	پچھہ پرواجو ملے سُرج گہن تب ہوی اور دوسرے میں اگر پرواتتھہ پڑ جائے تو سورج گہن ہوتا ہے	
چلہہ چلہتہ بھا پیو کر چالو چلو چلو کہتے ہوئے شوہر کی روانگی ہوئی	گھری نہ دیکھہ لیست جیو کالو اس وقت جان کو نکالنے میں یمراج بھی عار نہیں کرتا	سمد لوگ پُن چڑھی بوانا سب لوگ شمشان سے پھر اپنا گھر سوار ہوئی	جیہہ دِن ڈری سو آئی تلانا جس دن کیلئے ڈرتی تھی وہ دن آج آ ہی گیا
رووہنہ مات پتا او بھائی ماں باپ اور بھائی سب روتے ہیں	کوُ نہ ٹیک جو کنت چلائی شوہر کے ساتھ خصت ہوتے ہوئے کسی نے تسلی نہ دی	رووہنہ سب نیر نگھلا جسے نگلدیپ کے سب لوگ رو رہے ہیں	لیئی بجای کے راجا چلا باجا گاجے کے ساتھ راجا بیر بکرماجیت کو رخصت کیا گیا

۵۱ تمام تتھیاں پانچ حصوں میں منقسم ہیں جن کے نام یہ ہیں - نندا - بھدرا - جیا - رکتا - پورنا ۱۲ ۵۲ یہ بادت اُردو میں قاسم علی صاحب اس طرح فرماتے ہیں

	۵ جو ہفتم ٹھہرے گھر ماہ کے راہ	ز ہشتم گہن میں اوسے دیں ماہ

تجا راج راون کا کیہو جب راون نے لنکا راج کو چھوڑ دیا اور کوئی کیا چیز ہے	چھانڑا لنک بھیکن لیہو چھوڑی ہوئی لنکا کو اب بھیکن سے لے	بھریں سکھی سب بھینٹ پھیرا بھینٹ کرنے لگیں سیلوں سنے پھیرے پھیرنے کی رسم ادا کی گئی	انت کنت سوں بھیو گریرا آخر کار کنت شوہر کیا ہے قہر نازل ہوا کہ جاری کھا
دوہا	کنچن کیا سو رانی رہا نہ تولا مانس اُس رانی کے طلائی جسم پر ایک تولہ بھی گوشت باقی نہ رہا		کنت کسوٹی گھال کے چورا گڑھے کہ ہانس معلوم نہیں کہ اب شوہر کسوٹی پر کس کر ٹکے کے کرتے بنا دے یا ہنسلی
جب پہنچای پھر اسب کوئی جب لنکا کی کوٹھ کر کے سب لوگ واپس ہو گئے	چلا ساتھ گن اوگن دوئو تو اب اسکے ساتھ فقط دو چیزیں اعمال نیک و بد گئے	اونگ چلا گون سب ساجا اور گونے کا سب ساز و سامان ساتھ چلا	اُسہے دیئی اس پارے راجا اب پار لگانے والا وہی راجا بجای خود ہے
ڈولی سہس چلیں سنگ چیری ڈولی کے ساتھ ہزاروں لونڈیاں چلیں	سے پدمنی سنگھل کیری جو سب سنگھلدیپ کی پدمنیاں تھیں	بھلے پٹور جرا و سنوارے نہایت عمدہ پٹینے جڑاؤ جوڑے سجائے گئے	لاکھہ چار ایک بھرے پیارے جو چار لاکھہ بناروں میں بھرے تھے
رتن پدارتھہ مانک موتی لعل و ہیرے جواہرات اور موتی	کاڑھہ بھنڈار دینھہ رتھہ جوتی خزانے سے نکال کر رتھہ پر آراست کئے گئے	پرکھہ سو رتن پارکھنھہ کہا جو جوہریوں نے جواہرات کو پرکھ کر کہا کہ	ایک ایک دیپ ایک ایک لہا ایک ایک دیپ ایک ایک ٹاک کی قیمت کے ہیں
دوہا	لکھنی لاگ جو لیکھے کے نہ پارے جور متصدی جو لکھنے لگا تو شمار کر کے میزان نہیں لگا سکا ۔		ارب کھرب دس نیل سنکھہ او اربد پدم کرور دولت کی تعداد ارب۔ دس کھرب۔ سنکھہ۔ اربد۔ پدم اور کروڑ تھی
دیکھہ درب راجا گربانا اتنی دولت دیکھکر رتن سین کو غرور ہو گیا	دشٹ ماہنہ کوی اورنا آنا اپنی نگاہوں میں کسی اور کو کچھ بھی نہ سمجھا	جو میں ہوہنہ سمدک پارا جب میں سمندر کے اُس پار جاؤں گا	کوہے موہنہ سرس سنسارا دنیا میں میری جیسری کون کر سکے گا
درب تیں گرب لوبھ کی موری دولت سے تکبر اور حرص کی خبر ہار جیت ہم	دت نہ رہے ست ہوئی ڈھری سخاوت تو رہتی نہیں اور ساتھی دھرم بھاگ جاتے ہیں	دت ست ہیں دونوں بھائی سخاوت اور راستی دونوں بھائی بھائی ہیں	دت نہ رہے ست پے جائی سخاوت کے نہ رہنے سے راستی بھی نہیں رہتی
جہاں لوبھ تہہ پاپ سنگاتی جہاں حرص رہتی ہے وہاں گناہ کا ساتھ ہے	سنچ کے مرے آن کے تھاتی وہ دولت کو انسان پیش نہیں جاتا کہ کہہ کر مرا ہے	سدھہ جو درب آگ کے تھاپا مرکاں دولت کو آگ کی طرح تصور کرتے ہیں	کوئی جار جار کوی تاپا دولت کمانے کو جلاتی ہے اور کوئی دولت کو پکا کھاتے ہیں

کاہو چاند کاہُ بھارا ہو
دولت کسی کو چاند اور کسی کو خسوف ہوتی ہے

کاہو انبرت بکھہ بھاکا ہو
کسیکے لئے آبحیات کا فرد کھتی ہو اور کسیکے لئے زہر قاتل کا

دوہا

تس بھُلان من راجا لوبھہ پاپ اندھکوپ
راجا رتن سین کا حرص دل حرص کے بحر تاریک گناہوں کے غار میں غرق ہوگیا

آی سمُدر رکھا رُپ بھاکے دانی کر روپ
اتنے ہی میں سمندر ایک سائل کی شکل میں آکر آگے کھڑا ہوا

دیس جاترا کھنڈ

بُوہت بھرے چلا لیئی رانی
جہاز پر سوار ہوکر رتن سین مع مال متاع پدماوت کو لیکر چلا

دان مانگ ست دیکھے دانی
سائل سمندر رتن سین کی سخاوت کا امتحان کرنے کیلئے خیرات مانگنے لگا

لوبھہ نہ کیجے دیجے دانو
سائل نے کہا حرص کو چھوڑ کر کچھ خیرات کر

دان پُنّ تیں ہوی کلیانو
کیونکہ خیرات سے عاقبت میں راحت حاصل ہوتی ہے

درب دان دیوے بدھہ کہا
خدا کا حکم ہے کہ دولت پاکر خیرات کرنا چاہیئے

دان موکھہ ہوی دُکھہ نہ رہا
خیرات کرنیسے نجات ملتی ہے اور دکھ لیکھ دور ہوجاتے ہیں

دان آہ سب درب ک جُورُو
خیرات کرنا سب دولتوں کا جمع کرنا ہے

دان لابھہ ہوی بانچے مورو
خیرات بطور نفع کے ہو جس سے اصل دولت محفوظ رہتی ہے

دان کرے : چھما منجھہ نیرا
منجھدار میں خیرات ہی پناہ ہوتی ہے

دان کھیئی کے لاوے تیرا
خیرات ہی کھے کر پار لگاتی ہے

دان کرن دے دوی جگ ترا
راجہ کرن خیرات کرکے دونوں جہان سے پار ہوگیا

راون سنچا اگن مہنہ جرا
اور راون نے جو دولت جمع کی تو وہ آگ میں بلکہ خاک ہوگیا

دان میرُ بڑھے لاگ اکاسا
خیرات مانند کوہ سمیر کے بڑھکر آسمان میں لگجاتی ہے

سینت کُبیر موے تیہ پاسا
کُبیر دولت اکٹھا کرکے اُسی کے پاس خاک میں ملگیا

دوہا

چالیسُواں[1] انس درب جہنہ ایک انس تہنہ مور
دولت کے چالیسویں حصّے میں ایک حصّہ میرا ہے

ناہنت جرے کہ بوڑے کی نس موسہنہ چور
ورنہ وہ دولت یا تو جل جاتی ہے یا ڈوب جاتی ہے یا رات میں چور لوٹ لیتے ہیں

سُنِ سو دان راجے رِس مانی
سائل کی زبان سے خیرات کی تعریف سنکر راجہ غصہ میں آیا

کیئی بو رائیس بورے دانی
اور کہا کہ اے فقیر دیوانے تجھے کس نے بہکا دیا ہے

سو ئی پُرکھہ درب جہی سنتی
مرد وہی ہے جس نے دولت اکٹھا کی

درب تیں گرب کرے جو چاہا
دولتمند کو غرور زیبا ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے

درب تیں دھرتی سرگ بیساہا
دولت سے زمین و آسمان بھی خرید سکتے ہیں

درہہ تین سُن باتیں ایتی
سن دولت سے اتنی باتیں ہوتی ہیں

درب تیں ہاتھہ آوے کیلاسو
دولت سے بہشت بھی ہاتھ آجاتی ہے

درب تیں اچھری چھانڑ نہ پاسو
اور دولت سے حوریں ساتھ نہیں چھوڑتیں

[1] مصنف نے اس دوہے میں مطابق مذہب اہل اسلام زکوٰۃ کے مسئلہ کو بتلایا کہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں سالانہ دینا چاہیئے یعنی اڑھائی روپیہ سیکڑہ
سید جعفر علی صحیح

درب تیں نرگن ہوئی گنونتا
دولت سے بے ہنر ہنرمند ہوجاتا ہے

درب تیں کبج ہوئی پونتا
اور دولت سے کبڑہ وغیرہ بدصورت بھی خوبصورت بنجاتا ہے

درب رہے بھئیں دُکھ لالا
خزانہ دفن ہوتا ہی زمین میں اور چمکتی پریشانی

اس من درب دیئی کو پالا
اس طرح نایاب دولت کو کون دے سکتا ہو

دوہا

کہا سمدر نے لچھمی تیں درب نہ جانپ
سمندر نے کہا اے لچھمی دشمن دولت کو پوشیدہ رکھنا چاہیئے

بھیونہ کاہو آپن موند پٹاری سانپ
دولت کسی کے کام نہیں آتی گویا پٹاری میں سانپ روپوش ہے

درب تیں دھرم کرم اور اجا
دولت سے ہی دین و دنیا اور راج پاٹ قائم ہیں

درب تیں سُدھ بُدھ بل گیا
دولت سے انسان میں عقل و ذکاوت اور طاقت آجاتی ہے

آدھے سمدر تے آئے ناہیں
راجا ابھی نصف سمندر میں بھی نہیں پہنچا تھا

اٹھی باؤ آندھی اُتراہیں
کہ شمالی ہوا سے تند سے ایک زبردست بگولا اٹھا

آدن آسی جو پہونچے کاؤ
جب کسی کے بُرے دن آجاتے ہیں

پاہن اُڑے بہے سو باؤ
تو ایسی ہوا چلتی ہے کہ پتھر بھی اُڑنے لگتے ہیں

جو لیئی بھار نباہ نہ مارا
جو بوجھ اُٹھا کر سنبھال نہیں سکتا

سو کا گرب کرے کندھارا
وہ کہار فضول ہی غرور کرتا ہے

لہریں اُٹھیں سمدا لتھانا
بے تحاشا لہروں کے اُٹھنے سے سمندر زیروزبر ہونے لگا

بھولا پنتھہ سرگ نیرانا
ایسی گہرائی چھائی کہ جہاز آسمان میں جانے لگا

بوہت چلے جو چتوڑ تاکے
جو جہاز چتوڑگڑھ کی طرف جارہے تھے

بھئے کنتھہ لنک دیس نکے
وہ برباد ہو کر اب لنکا کی طرف چلدیئے

درب بھار سنگ کاہ نہ اٹھا
دولت کا بوجھ بزور کسی سے اُٹھ نہیں سکتا

جیئی سینتا تا ہی سوں رُٹھا
جس نے دولت جمع کی اُسی سے وہ آزردہ ہوئی

مور مور جو کرے سو بُڑے
دولت کو جس نے اپنا سمجھا وہی ڈوبا

دوہا

درب جو جانہہ آپنا بھولہہ گرب مناہہ
دولت کو اپنا سمجھ کر جو دل میں غرور کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں

جورے اُٹھائی نہ لیئی سکے بوجھ چلے جل ماہہ
جو دولت کا بوجھ اٹھا کر سنبھال نہیں سکتا وہ غرقاب ہوجاتا ہے

کیوٹ ایک بھیکن کیرا
اسی اثنار میں بھیکن کا ایک ملاح وہاں پہونچا

آو مچھہ کرکرت اہیرا
جو مچھلیوں کے شکار کی تلاش میں آرہا تھا

پانچ مونڑ دس باہیں تاہی
اُس کے پانچ سر تھے اور دس ہاتھ

دہ بھا سانوں لنک جب آہی
جب لنکا ہی تب وہ اسمیں جاکر سیاہ ہوگیا تھا

پھینکرے مونڑ چنور جن لائے
جنگلے سر پر لمبے بال مانند چنور کے معلوم ہوتے تھے

تکس دانت مُنہ باہر آئے
اور اسکے بڑے بڑے نوکدار منہ کے باہر نکلے ہوئے تھے

لنکا کرا کس ات کارا
لنکا کا وہ رہنے والا بیحد سیاہ رنگ کا تھا

دھنواں اُٹھے مکھہ سانس سنگھاتا
اُسکے منہ سے سانس لینے میں دھواں نکلتا تھا

دیہہ رنچھہ کے رنچھہ ڈیرائی
اسکا جسم ریچھ کی طرح تھا جس سے ریچھ بھی خوف کھاتا

آوے چلا ہوی اندھیارا
وہ اسیطرح آرہا تھا جسکے جسم کی سیاہی سے اندھیرا چھاگیا

نکسے آگ کہے جو باتا
اور اسکی آواز سے آگ کے شعلے نکلتے تھے

دیکھت دس ٹھاہی جن کھائی
دیکھتے ہی دس ٹھاہی جن کھا گئے

راستے نین نیر جو آوا
سرخ آنکھوں والا وہ کرشن جیوں ہی نزدیک آیا

دیکھہ بھیاون سب ڈر کھاوا
کہ اسکی ہیبت ناک صورت دیکھکر سب لوگ ڈر گئے

دوہا

دھرتی پائیں سرگ سر جنہنہ سہسراہ[۱]
اسکے پیر زمین پر اور سر آسمان میں لگا ہوا گویا وہ سہسراہ ہے

چاند سورا ونکھت جنہنہ اس دیکھا جس راہ
چاند (پدماوت) آفتاب (رتن سین) اور ستارے (سپاہیوں نے) اسکو خوش کیلئے اسنکو دیکھا

بوہت بیے نہ ماہنہ کھیوا
جہاز ونکی کپتانی ایسی پڑ گئی تھی کہ ملاحوں کے قابو میں نہ رہا

راہجہنہ دیکھہ ہنسا من دیوا
راجا کی تباہی دیکھکر وہ راکشس ہنسا

بہتے دنہہ بار بھے دوجی
دل میں خوش ہوا کہ بہت دنکے بعد یہ دوسرا موقع ہاتھ آیا ہے۔ آج دوجے کو آج کافی خوراک ملی ہے

اجگر کیر آسی بھکھہ پوجی
اژدہے کو آج کافی خوراک ملی ہے

یہ پدمنی بھیکن پاوا
یہ حسین پدمنی گویا بھیکمن کو مل گئی

جانہنہ آج اجودھیا چھاوا
گویا آج اجودھیا کا راج ملا

لنکا بسی رام کہنہ جیتا
گویا رامچندر نے فتح پاکر لنکا کو آج تو آباد کیا

مجھہ دیکھہ جیسے بگ آوا
مچھلیوں کو دیکھکر جس طرح بگلا چلا آتا ہے

ٹوی ٹوی بھیں پاؤں ٹھاؤں
نہایت آہستہ آہستہ زمین پر پیر رکھتا تھا

آسی نیر ہوی کینہہ جوہاؤں
راجا کے پاس پہونچکر راکشس آداب بجالایا

پوچھا کھیم کسل بیوہارو
اور حسب رواج خیر وعافیت پوچھی (اور کہا)

دوہا

کہاں میت تم بھولیہہ او آیہہ کیہہ گھاٹ
اے دوست تم کہاں بھول گئے اور کس گھاٹ آ پہونچے

ہوں تمہارا سیوک لای دیؤں توہہ باٹ
میں تمہارا مستعد خادم ہوں تم کو ٹھیک راستے پر لگا دوں گا

گاڑھہ پرے جیو باور ہوئی
وقت مشکل میں ہوش ٹھکانے نہیں رہتا

جو بھل بات کہے بھل سوئی
جو کوئی اچھی بات کہتا ہے وہی اچھا ہے

کر بسوا اس راکسہہ بولا
راکشس پر کامل اعتبار کرکے راجا نے کہا

راجے راکس نیر بولاوا
راجا نے راکشس کو اپنے نزدیک بلایا

آگے کینہہ بیٹھہ جن پاوا
اور اُس کو آگے کرکے گویا راستہ پا گیا

توہہ بیت پھیر جای نہنہ ڈولا
جہاز جنبش نہیں کھاتا تو اُسے گھما دے

توکھیوک کھیو کنہہ اُپراہیں[۲]
تو ملاحوں میں سب سے زیادہ طاقتور ملاح ہے

بوہت تیر لاو گہہ بانہیں
جہاز کے بازوؤں کو پکڑ کر کنارے لگا دے

توہہ تیں تیر گھاٹ جو پاؤں
تیرے باعث اگر میں گھاٹ کے کنارے لگ جاؤں

نوگر ہی توڑ رہیراؤں
تو تجھے زیور رات نوگری اور توڑا پہناؤں گا

کنڈل سرون دیؤں پہرائی
تیرے کانوں میں جڑاؤ کنڈل پہناؤں گا

مہرا کے سونپوں مہرائی
اور تجھے سب نوکروں کا سردار بناؤں گا

---

[۱] یہ ایک بہت بڑا طاقتور راجا ہے جس کے ہزاروں ہاتھہ تھے اور صورت ہیبت ناک ۱۲ [۲] کلائی میں باندھنے کا ایک زیور جو بہت سے دانوں کو گوندھکر بنایا جاتا ہے ۱۲

	تس میں تو رُپراؤں آسا میں تیری تمام مراد اس طرح پوری کرونگا	رکسائی کے رہے نہ باسا کہ تجھ میں راکشش پن کی بو تک نہ رہیگی	
دوہا	راجے بیرا دیکھا نہنہ جانا بسواس راجا نے راکشش کو دشمنہ داریوں کا بیڑا دیا اور دل میں بالکل اندیشہ نہ کیا	بگ اپنے بھگھہ کارن ہوی مچھہ کرداس یہ نہ جانا کہ بگلا اپنی خوراک کے لئے مچھلیوں کا مرید بن جاتا ہے	
راکس کہا کسائیں بناتی راکشش نے کہا اے مالک میری ایک عرض ہے	بھل سیوک راکس کے جاتی کہ راکشش کی قوم بہت ہی خدمتگزار ہوتی ہے	جیا لنک دہی سری راما جس دن سری رامچندر نے لنکا کو جلایا۔ ہنومنت بھی ہمراہ تھے	سیو کچھا نڑادہ بھا ساما اس دن سے راکشش کی قوم بھی بڑی خدمتگزار ہوگئی ہے
اہوں سیو کروں سنگ لاگے اب بھی ساتھ لگا ہوا خدمت کر رہا ہوں۔ اگر کوئی انسان راستہ بھول جاتا ہو تو راستہ پر لگا دیتا ہوں	منس بھلای ہوؤں تیہ آگے کہ کوئی انسان راستہ بھول جاتا ہو تو اسے راستے پر لگا دیتا ہوں	سیت بندھ جہنہ راگھو باندھا جہاں رامچندر جی نے سیت بندھ کا پل باندھا تھا	تہنواں چڑھوں بھا لیئی کاندھا کندھے پر چڑھا لیکر میں وہاں بھی چڑھا پھرتا ہوں
پے اب تُرت دان کچھ پاوؤں لیکن اس کے صلے میں کچھ انعام تو پاؤں	تُرت کھیئی او ہ باندھ چڑھاؤں فوراً لکھ کر اُس باندھ پر چڑھا دونگا	تُرت جو دان بان منس دیجے سوال کرتے ہی اگر خوشی سے خیرات کر دیجے	تھوڑے دان بہت پُن لیجے تو تھوڑی خیرات پر بہت زیادہ ثواب ملتا ہے
	سیو کرای جو دیجے دانو خدمت لیکر اگر خیرات دی جاوے	دان ناہنہ سیوا کرمانو تو وہ خیرات نہیں ہوتی بلکہ خدمت کی مزدوری ہوتی ہے	
دوہا	دیا بجھا ہت نار ہا ہت نرمل جیہ روپ سخاوت کا چراغ جب گل ہوگیا اور راستی چلی گئی جس سے انسان نورانی ہوتا ہے	آندھی بو ہت اُڑای کے لای کینہہ اندھکوپ تو گناہوں نے آندھی بنکر راجا کے جہاز کو اُڑا کے تاریک غار میں ڈالکر گرایا	
جہاں سمند منجدھار نہ ارو جہاں سمندر کے بیچوں بیچ ایک عمیق غار تھا	پھرے پان پاتار دُوارو وہ گہرا پانی تحت الثریٰ کے دروازے تک گھسا ہوا تھا	پھر پھر پان ٹھانوں او ہ مرے پانی گھوم گھوم کر بار بار اُسی مقام پر آکر تلاطم کرتا تھا	پھیر نہ نکسے جو تہنہ پرے جو اُس گرداب میں پڑ جاتا پھر نکل نہیں سکتا
او ہی ٹھانوں مہراون پری اُسی مقام پر مہراون کی پڑی ہے	ہلکا ترجمکا تر چھیری لہروں کے نیچے جمکا تر نامی ملاح لاوت کی چھپری ہے	او ہی ٹھانوں مہراون مارا اُسی مقام پر مہراون مارا گیا تھا - جہاں اسکی ہڈیاں پڑی تھیں گویا ایک پہاڑ کھڑا ہے	پرے ہاڑ جن کھرے پہارا یوہت بھنور چکر مہنہ پرے
پری ریڑھہ جو تیہ کے پیٹھی وہیں اُس کے پیٹھ کی ریڑھ پڑی ہے	سیت بندھہ اس آوے دیٹھی جو سیت بندھ کے مانند نظر آتی ہے	راکس آسی تہاں کے جرے وہاں کے تمام راکشش آکر جمع ہونے لگے	لیکن ان سب کی کشتیاں گرداب میں داخل ہوکر کشتیاں اسطرح گھومنے لگیں
	پھرے لگے یو ہت تس آئی گرداب میں داخل ہوکر کشتیاں اسطرح گھومنے لگیں	جس کو ہانر دھر چاک پھرائی جیسے کمہار چاک کو پکڑ کر گھماتا ہے	

دوہا	راجے کہارے راکس جانِ بوجھ بورس راجا نے کہا اے راکشش تو سمجھ بوجھکر دیوانہ ہو رہا ہے	سیت بندھ یہ دیکھے کس نہ تہاں لیئی جاس سیت بندھ تو یہ سامنے دکھلائی پڑ رہا ہے وہاں کیوں نہیں لے چلتا ؟
سیت بندھ سُن راکس ہنسا سیت بندھ کا نام سنکر راکشش کھلکھلا کر ہنسا	جانہہ سرگ ٹوٹ بھُئیں کھسا ایسا معلوم ہوا کہ آسمان ٹوٹکر زمین پر آپڑا	کو باوُر باوُر تمھہ دیکھا جس کو تم دیوانہ کہتے ہو وہ دیوانہ کون ہے
پانکھی جو باور گھر ماٹی دیوانہ بھی پرِ دانہ مٹی کا گھر بنا کر رہتا ہے	جیبھہ بڑھای بھکھے سب چانٹی اور زبان بڑھا کر تمام چیتیوں کو کھا جاتا ہے	باوُر تم جو بھکھے کہہ آنے دیوانے تو تم ہو جو ہماری غذا بنکر یہاں آئے ہو
مہراون کے ریڑھ جو پری مہراون کی ریڑھ کی ہڈی جو پڑی ہے	کہہ سو سیت بندھ بدھ چوری کہ تم سیت بندھ کو توڑ کر مہراون کی چوری کی ہے	یہ تو آہ مہراون پری یہ تو مہراون کی پڑی ہے
	اب پچھتاہ درب جس جوڑا جس طرح تم نے دولت جمع کی تھی اسکے لیے بجز پشیمانی کے اور کچھ نہیں رہا - اب بہشت میں جاکر کفِ افسوس ملنے لگے	کرہ سرگ چڑھہ ہاتھ مروڑا وہ بہشت میں جاکر ہاتھ ملنے لگے
		جو باور بھکھہ لاگ سر کھیا دیوانہ بھی اپنا کھانا تلاش کرنے میں ہوشیار ہوتا ہے
		تہنہ نہ سمجھے پنتھہ بھلانے راہ گم ہو جانے پر تنے کیا اس لئے نہیں سمجھا تھا ؟
		جھواں سرگ نیر گھر دری جہاں سے بہشت نزدیک ہو اور گھر بہت دور
دوہا	جورے جیئت مہراون لیت جگت کر بھار اگر کہیں مہراون زندہ رہتا تو تمام دنیا کا بوجھ اپنے سر لے لیتا	سبو مر ہاڑ نہ لیئی گا اس ہوی پرا پہار وہ مہراون مر کر اپنی ہڈی بھی نہ دے جا سکا جو اس طرح پہاڑ بن کر پڑی ہے
بوہت بھنو نہہ بھنو سب پانی سمندر کے گرداب میں پڑ کر جہاز چکر میں آ گئے ہیں	ناچہہ راکس آس تلانی یہ دیکھکر راکشش بڑی امید میں ناچ رہے ہیں کہ ہمارا کھانا تیار ہے	بوڑہہ نہہ ہستی گھوڑ ما نوا ہاتھی - گھوڑے اور آدمی ڈوبنے لگے
تنکھن راج پنکھہ ایک آوا اتفاقاً اسوقت ایک سیمرغ آ پہونچا -	سکھر ٹوٹ جبڑ دہن ڈولاوا اور جیوں ہی اسنے اپنا باندو پھٹپھٹایا تو معلوم ہوا کہ پہاڑ ٹوٹ پڑا	پرا دسٹ وہ راکس کھوٹا سیمرغ نے اس خاباز راکشش پر نظر ڈالی
آی اوہی راکس پر ٹوٹا وہ سیمرغ اسی راکشش پر ٹوٹ پڑا	گہہ لیئی اڑا بھنور جل چھوٹا اور اپنے پنجے میں دبوچ کر اڑ گیا پھر گرداب بھی جاتا رہا	بوہت ٹوک ٹوک سب بھجے جہاز ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
	بھے راجا رانی دوی پاٹا راجا اور رانی نے ایک ایک تختہ کی پناہ لی	دونوں بہے چلے دوی باٹا دونوں علیحدہ علیحدہ دو طرف بہہ چلے
		چہہ دس آی جُرے منس کھوٹ چاروں طرف سے گوشت خور آ کر جمع ہو گئے
		تا کیس جیبیں ہست بڑ موٹا سطرح جیسے ایک موٹا تازہ ہاتھی کسی چھوٹے جانور کو کھا جائے
		ایہہ نجانا کہنہ چل گئے یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کہاں چلے گئے
دوہا	کایا جیو ملای کے مار کئے دوی کھنڈ جسم اور جان کو ایک میں ملایا اور مار کر دو حصوں میں جدا کر دیا	تن رووے دھرتی پرا جیو چلا برہمنڈ جسم تو زمین پر پڑا رو رہا ہے اور جان آسمان کو چلی گئی

لچھمی سمندر کھنڈ

سُرچھہ پری پدماوت رانی
رانی پدماوت بیہوش ہو گئی تھی

کہاں جیو کہنہ پیو نجانی
اُسے کیا معلوم کہ اسکی جان اور شوہر کہاں ہے

جانہنہ چیتر مورت گہہ لائی
گویا ایک نہایت خوبصورت سجان مورت گڑھی گئی ہے

پاٹا پری بہی تس جائی
اور ایک تختہ پر بہتی چلی جا رہی ہے

جنم نہ سہاپون سکوارا
جس نے کبھی دن نے اپنی زندگی میں کبھی بھی دُکھ اٹھایا ہو

تیئی سو پری دُکھہ سمُدا پارا
اُسپر سمندر کی ناپید اکنار مصیبتیں نازل ہوئیں

لچھمی نانوں سمُدر کے بیٹی
اتفاقاً لکشمی نام کی سمندر کی لڑکی

تیہ کہنہ لچھہ ہوی جیہ بھینٹی
جسکی ملاقات سے ہر فرد بشر دولتمند ہو جاتا ہے

کھیلت اہی سہیلی سینتی
وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی

پاٹا جای لاگ تیہ ریتی
پدماوت کا تختہ اُسی کے پاس جا کر ریتی میں جا لگا

کہیس سہیلی دیکھہ پاٹا
لکشمی نے کہا اے سہیلی ذرا اس تختہ کو تو دیکھ

موتِ ایک لاگ بہہ گھاٹا
اُسپر ایک مورت بہتی ہوئی کنارے گھاٹ پر آ لگی ہے

جو دیکھا تیوے ہے سانسا
جا کر دیکھا تو سچمچ بیدم ایک نازنین پڑی ہے

پھول مُواپے موئی نہ باسا
پھول تو مرجھا گیا ہو لیکن اسکی خوشبو نہیں گئی

دوہا

رنگ جو راتی پیم کے جانہنہ بیر بہوٹ
وہ الفت کے رنگ میں رنگی ہوئی مانند بیر بہوٹی کے تھی

آسی بہی دد ھہ سمُدھہنہ پے رنگ گیو نچھوٹ
حالانکہ بحر حیرات میں یہ گرائی تھی لیکن اس کی وہ رنگت زائل نہ ہوئی

لچھمی لکھن بتیسو لکھی
لکشمی جی نے اسکی خوش نصیبی کے بتیسوں علامات کو جو دیکھا

کہیس نہ مرے سنبھارہُ مکھی
تو کہا اے سہیلیو ذرا سنبھالنا مرنے نہ پائے

کا گر پترا ایس سریرا
اس کا جسم مانند کاغذ کے اسطرح نازک تھا

لہر جھکور اُدد ھہ جل بھیجا
سمندر کی لہروں کے جھکولے میں پڑ کر کھیک گئی تھی

تبہوں روپ رنگ نہنہ چھیجا
لیکن تو بھی حسن اور اسکی رنگت زائل نہ ہوئی

آپ سیس لیئی بیٹھی کورے
لکشمی جی خود اسکا سر اپنی گود میں لیکر بیٹھ گئیں

بُہر جو سمجھہ پراتن جیوُ
کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ یہ اب ہوش میں آ گئی ہے

مانگس پان بول کے پیوُ
کیونکہ شوہر کا نام لیکر اُس نے پانی مانگا

پان پیای سکھی مکھہ دھوئیں
سہیلیوں نے پانی پلا کر اُس کا منہ دھویا

تب لچھمی دُکھہ پوچھا اوہیں
تب لکشمی جی نے اسکی مصیبت کا حال پوچھا

پون اُڑای پرا منجھہ نیرا
کہ ہوا نے اُڑا کر پانی میں گرا دیا

پون ڈولاوے سکھہ چہنہ اُورے
اور سہیلیاں چاروں طرف سے پنکھا جھلنے لگیں

پدمن جنہنہ کنول سنگ کوئیں
کنول پدماوت کے ساتھ لکشمی جی کی سہیلیاں بھی گئی تھیں

تریا سمجھہ بات کہہ موہیں
اور کہا کہ اے عورت ہوش حواس میں آ کر بات کر

دیکھہ روپ تور آگر لاگ رہا چیت مور
تیرا حسن بے مثال دیکھکر میرا دل فریفتہ ہے

کیہہ نگری کے ناگری کاہ نانوں دھن تور
تو کس شہر کی رہنے والی ہے اے نازنین اور تیرا نام کیا ہے

نین پسار دیکھہ دھن چیتی
پدماوت آنکھیں کھول کر ہوش میں آئی

دیکھے کاہ سمد کے ریتی
تو دیکھا کہ سمندر کی ریتی میں پڑا ہوا ہے

آپن کوی نہ دیکھیں تہاں
وہاں پر جب اپنا کسی کو نہ دیکھا

پوچھیں تمھہ ہو کو ہوں کہاں
تو پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور میں کہاں ہوں

کہاں سو سکھی کنول سنگ گوئیں
کنول کے ساتھ نیلوفر کی طرح وہ میری سہیلیاں کہاں ہیں

سونا ہیں موہنہ کہاں بچھوئی
وہ نظر نہیں آتیں مجھے چھوڑ کر کہاں چلی گئیں

کہاں جگت مہنہ پیو پیارا
زمانے میں اب میرا پیارا شوہر کہاں ہے

تا کر گروئی پریت اپارا
لامحدود اور گہری اُس کی محبت

چڑھی ہئے جن چڑھا پہارا
میرے دل پر ایسی چڑھی ہے جیسے پہاڑ

رہوں جو گروئی پریت سو جھانپی
اور اُس گہری محبت سے میں ایسے ہی ڈھکی ہوئی ہوں

کیسے جیوں بھار دُکھ چانپی
دوسرے معنے کیسے بوجھ سے پگھل میں کیسے زندہ رہ سکتی ہوں

کنول کری جم چوری ناہاں
شوہر نے مانتا غنچہ کنول کے مجھے چور چور کر دیا

دیہہ بہای اُدھہ جل ماہاں
اور سمندر کے پانی میں پھینک دیا

دوہا

آوا پون بچھوہ کر پاٹ پری بیکرار
جدائی کی ہوا سے تند آپہونچی اور مجھے ایک تختے پر بیقرار ڈال دیا

ترور تجا جو چور کے لاگوں کیہہ کے ڈار
چور چور ہو کر درخت سے الگ جا گری اب کس درخت کی شاخ بنکر پناہ لوں

کہن نجا نہہ ہم تور پیوؤ
لکشمی جی نے کہا کہ ہم تمھارے شوہر کو نہیں جانتے

ہم تو نہہ پاو رہا نہہ جیوؤ
ہم نے تو تمکو اُسوقت پایا جبکہ جان باقی نہ تھی

پاٹ پری آئی تمھہ بہی
ایک تختے پر بہتی ہوئی تم یہاں پہونچیں

ایس نجا نہہ دُہنہ کہنہ لہی
یہ نہیں معلوم کہ تم کہاں کہاں

تب سُدھہ پدماوت من بھئی
اب پدماوت کا دل و دماغ صحیح ہوا

سنور بچھوہ مُرچھہ مر گئی
شوہر کی جدائی یاد آگئی اور غش کھا کر پھر بیہوش ہو گئی

نینہہ نہہ رکت سُراہی ڈھرے
آنکھوں سے گویا خون سے بھری صراحی ڈھلنے لگی

جنہہ رکت سر کاٹے پرے
جیسے سر کاٹ لینے پر خون کی بوچھار ہونے لگتی ہے

کھن چیتے کھن ہوی بیکرار
کسی لحظہ میں ہوش آتا اور کبھی بیقراری

بھا چندن بندن سب چھارا
پوشاک صندل سب خاک آلودہ ہو رہی تھی

باؤر ہوی پری پُن پاٹا
باولی ہو کر پھر تختے پر گر پڑی

دیہہ بہای کنت جیہ گھاٹا
اور کہا مجھے محبوب کے گھاٹ پھینک دو

کو موہنہ آگ دیئی رچ ہوہی
مانند ہولی کے مجھے کون آگ میں جلائیگا

جیت نہ بچھرے سارس جوری
زندگی رہتے ہوئے سارس کی جوڑی جدا نہ ہو

دوہا

جیہ سر پر اپچھو ہا دیہہ او ہِ سر آگ
جس کے سر پر یہ جدائی پڑی ہے اسی کے سر آگ لگا دو

لوگ کہیں یہ سر چڑھی ہوں سو جروں پیو لاگ
لوگ کہیں گے کہ یہ چتا پر چڑھی ہے اور میں تو شوہر کے فراق میں جلوں گی

کایا اُدھہ جیو پیو پاہاں
جسم تو سمندر میں پڑا ہے اور تصور شوہر کے پاس

دیکھوں رتن سوہر دے ہاں
اُس گوہر بے بہا کو دل میں دیکھ رہی ہوں

جنہہ آہِ درپن مور ہیا
میرا دل مثل آئینہ کے ہے

تیہہ مہنہ درس دیکھاوے پیا
اُسی میں شوہر اپنی صورت دکھلا رہا ہے

نین نیر پہنچت سُٹھ دوری
آنکھیں تو نزدیک ہیں لیکن پہنچنے میں بہت دور

اب تیہ لاگ مروں میں جھوری
اب اُس محبوب کے فراق میں خشک ہو کر مر رہی ہوں

پیو ہر دے مہنہ بھینٹ ہوئی
محبوب تو دل میں موجود ہے لیکن ملاقات نہیں ہوتی

کورے ملاو کہوں کیہہ روئی
کون ملاقات کرا دے کس سے رو کر کہوں

سانس پاس نت آوے جائی
سانس تو قریب ہی آیا جایا کرتی ہے

سو نہ سندیس کہے موہنہ آئی
وہ بھی آکر مجھسے شوہر کا پیغام نہیں کہتی

نین کوڑیا ہوی مڑ راہیں
آنکھیں مثل پرندہ کوڑیا کے منڈلا رہی ہیں

تھرک مارپے آوے ناہیں
اور بار بار نظر تاج تاج کر رہی ہیں لیکن نیند نہیں آتی

من بھنورا بھا کنول بسیری
دل بھونرا بنکر کنول میں ہی لبھا گیا

ہوی مرچیا نہ آنے ہیری
خواص (غوطہ خور) بنکر شوہر کو تلاش نہیں کرتا

دوہا

ساتھی آتھ نیا تھ جو سکے ساتھ نر باہ
ساتھی وہی ہے جو دولت اور مفلسی میں برابر ساتھ دیتا رہے

جو جیو جا رے پیو ملے بھینٹ رے جیو جر جاہ
اگر زندگی کھو دینے سے محبوب ملے تو ایسی جان آپل ہے اور پھر مل جا

ستی ہوی کہنہ سیس اُگھارا
ستی ہونے کے لئے پدماوت نے سر کھولا

گھن مہنہ بیج گھاو جم مارا
تو معلوم ہوا کہ برہمن بلی نے ختم ہو کر وار کر دی ہے

سیندُر جرے آگ جن لائی
سیندور کی رنگت ایسی تھی گویا آگ لگی ہے

سرکے آگ سنبھار نجائی
سر میں لگی ہوئی آگ ناقابل برداشت ہے

چھوٹ مانگ اس موتی پروئی
موتی پروئی ہوئی مانگ کھلگئی تو ایسا معلوم ہوا

بار مہنہ بار جرے جوں روئی
گویا بار بار رو رو کر جل رہی ہے

ٹوٹہ موت بچھوہ جو بھرے
درد و فرقت سے بیقرار موتی ایسے ٹوٹتے

ساون بوند گرہنہ جن جھرے
گویا ساون میں مینھ کی بوندیں گر رہی ہیں

بھر بھر کے جو بن برا
درد فراق میں جوانی اسطرح بھڑک کر جلنے لگی

جا نہنہ لنک اگن مہنہ پرا
جیسے آگ میں سونا ڈالدیا گیا ہو

اگن مانگ پے دیئی نکوئی
آگ مانگتی ہے لیکن کوئی دیتا نہیں

پاہن پون پان سب کوئی
سب لوگ پدماوت کو مہان سمجھکر ہوا اور پانی دیتے ہیں

کھین لنک ٹوٹی دُکھ بھری
درد سے بھری ہوئی نازک کمر ٹوٹ گئی

بن راون کیہہ بر ہوی کھری
بغیر راون کے کسکے سہارے کھڑی ہو سکتی ہے

دوہا

ردوت پنکھ بموہے جس کو کلا ارمبھہ
مثل کونل کے کہک کہک کے روتی تھی جس سے تمام پرند بیقرار ہو گئے

جا کر کنک لتا سو بچھرا پیتم کھمبھہ
جس ستون کی سنہری بیل ہے اُس شوہر سے جدائی ہو گئی

چھمی لاگ بجھاوے جیوُ
لکشمی پدماوت کے دل کو تسلی دینے لگی

نا مر بہن ملہہ تو رپیوُ
کہا مو بہن جان دے تیرا شوہر مل جاوے گا

میں توہہ لاگ لیوں کھٹواٹو
میں تیرے خاطر کھٹواٹو لوں گی

کھوجہہ پتا جہاں لگ گھاٹو
جس سے تیرا باپ تیرے شوہر کو جہاں تک گھاٹ ہے تلاش کر لگا

پیو بان ہو و پون ادھاری
اے ہوا پر زندہ رہنے والی پانی پے لے

جس ہوں تہوں سمُد کے باری
جسطرح میں ہوں مچھلی طرح تو بھی سمندر کی لہر ہے

ہوں جیہہ ملوں تا وہ بر بھاگو
میں جسکو مل جاتی ہوں نہایت ہی خوش نصیب ہوتا ہے

راج پاٹ او دیوں سُہاگو
تجھے راج پاٹ اور سہاگ سب کچھ دوں گی

کہہ بجھای لئی مندر سدھاری
پدماوت کو سمجھا بجھا کر لکشمی اپنے محل میں لے گئی

بھئی جیونا رنہ جیوے باری
کھانا کھانے کا وقت آیا تو پدماوت نے انکار کیا

جیہ رسے کنت کرہوی بھیوا
اور کہا کہ جسکو شوہر کی جدائی ہو

کہنہ تیہ بھوک کہاں سکھ سیوا
اُس کو بھوک اور سکھ کی نیند کہاں

کہاں سمیر کہاں وہ سیسا
کہاں کوہ سمیر اور کہاں سیس کی تحت الثریٰ

کواس تیہ سوں کہے سندیسا
ایسا کون ہے جو اُس شوہر سے پیغام کہے

دوہا

لچھمی جای سمد پہنہ روی بات یہ چال
لکشمی اپنے باپ سمندر کے پاس گئی اور روتے ہوئے اس واقعہ کا ذکر کیا

کہا سمندا ہے گھٹ مورے آن ملاوؤں کال
سمندر نے کہا کہ اسکا شوہر میرے پاس ہی ہے کل لاکر ملا دوں گا

راجا جای تہاں بہہ لاگا
راجا رتن سین بیتے ہوئے اُس مقام پر جا لگا

جہاں نہ کوی سندیسی کاگا
جہاں کوّا بھی پیغام نہ لیجا سکتا تھا

تہاں ایک پربت اہ ڈونگا
وہاں پر ایک پہاڑ کا ٹیلا تھا

جہواں سب کپورا و مونگا
جہاں ہر طرح کا کافور اور مونگا پیدا ہوتا تھا

تیہ چڑھہ ہیر کوی نہنہ ساتھا
اُس ٹیلے پر چڑھکر تلاش کیا لیکن کوئی ساتھی نہ ملا

درب سینت کچھہ لاگ نہ ہاتھا
تمام دولت جمع کی آخر کار کچھ ہاتھ نہ لگا

گا ہیرای کوی ملا نہ ہیرا
اسی میں اسطرح گم ہوا کہ ڈھونڈھنے سے بھی نہ ملا

ڈار ڈھہ مار کے راجا روا
راجا رتن سین زور زور سے چلا کر رونے لگا

کیئی چیتوڑ گڑھہ راج بھیوا
کہ چیتوڑ گڑھہ کا راج مجھ سے کس نے چھڑا دیا

کہاں مور سب درب بھنڈارا
میری تمام دولت کا خزانہ کہاں ہے

کہاں مور سب کٹک کھنڈارا
میری سب فوج اور خیمے کہاں ہیں

کہاں تُرنگم بانکا بلی
کہاں ہیں میرے بانکے اور طاقتور گھوڑے

کہاں مور ہستی سنگھلی
اور میرے سنگھلدیپ کے ہاتھی

دوہا

کہنہ رانی پدماوت جیو بسے جیہ پاہنہ
وہ رانی پدماوت کہاں گئی جس میں میری جان رہتی ہے

مور مور کے کھوئیوں بھول گرب اوگاہ
اپنا اپنا کہتے ہوئے میں نے یہ سب غرور کے عمیق سمندر میں گمراہ ہو کر کھویا

بھنور کیتکی کر جو ملاوے
اگر کوئی بھنورے کو کیتکی سے ملا دے

مانگے راج بیگ سو پاوے
تو تمام راج پاٹ اسکو انعام میں دیدونگا

کھوجوں پربت میر پہارا
تمام پہاڑ اور کوہ سمیر تک اُسے تلاش کروں

چڑھوں سرگ اوپروں پسارا
آسمان پر چڑھکر تحت الثریٰ تک کھوج کروں

پریوں سمدر ماہنہ اوگاہا
تا پیہ اکنار عمیق سمندر میں چکر کھاؤں

جہاں نہ وار پار نہنہ تھاہا
جس کا نہ وار پار ہے اور نہ تھاہ

پدمن چاہ جہاں سُن پاوؤں
پدماوت کی خبر اگر سُنائی پڑے

پروں آگ اوپان دھنساؤں
تو اُسکے لئے آگ اور پانی میں کود پڑوں

اگم پنتھہ جو کہے گو یسی
جو مجھے مشکل سے مشکل راہ کھوجکر بتلاتا ہے

سیتا برن رام سنگراما
سیتا کے ہری جانے پر رام اور راون کی لڑائی ہوئی۔ رامچندر کو جب ہنومان ملا تب فتح حاصل ہوئی

ہنونت ملا جتا تب رامہ

	موہنہ نکوی بنوؤں کیہ روئی میرا یہاں کوئی نہیں جس سے روکر منت کروں	(دنگر سہاسی گچھ پیسی ہوئی) کو بر باندھہ گویسی ہوئی مضبوط عہد کرکے کون محبوبہ کا سرانع لگائے	
دوہا	بھنورہ جو پاوا کنول کہنہ من چیتا بہہ کیل بھنورے کو جب خواہش کنول ملا تو اُسی میں لبھا کر رس لینے لگا	آسی پراکہی ہستی چور کینھہ سو بیل اتفاقاً کوئی ہاتھی آپہونچا اور اُس کنول کو مع بھنورے کے چور چور کر دیا	
کاہِ پکاروں کا پہنہ جاؤں کس کو پکاروں اور کس کے پاس جاؤں کہاں سو برمھا بسن مہیسو کہاں ہیں وہ برھا۔ بشن اور مہیش کو دھہ سمدھ متھے جس منھا جس طرح سمندر رتھا گیا تھا اسطرح کون مجھے سمندر کو متھے	گاڑھے میت ہوی یہ ٹھاؤں جو اس مصیبت میں حق دوستی ادا کرے کہاں سمیر کہاں وہ سیسو اور وہ کوہ سمیر کہاں ہے اور کہاں سیس ناگ کرنی سار نہ کہئے کتھا مطلب تو عمل کرنے سے ہے محض قصے سے کام نہیں چلتا	کو یہ سمدھ متھے بل گاڑھے بہت بڑی طاقت سے اس سمندر کو کون متھے کو اس ساج دیئی موہنہ آنی اسطرح کے ساز و سامان مجھے کون لا کر دیگا جو لہہ متھے نہ کوئی دیئی جیوؤ جیتا کہاں کچھیل کر متھا نہیں جائیگا مگر مراد پوری نہیں ہوگی۔ سیدھی انگلی سے کبھی گھی نہیں نکلتا	کو متھہ رتن پدار تھہ کاڑھے اور متھکر گوہر بے بہا کون نکالے باسک دام سمیر متھانی باسکی ناگ کی رسی اور کوہ سمیر کی متھانی سودھی انگر نہ نکسے گھیو ؤ سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلتا
	لیئی ناگ مور سمدھ بھا بٹا میرے گوہر بے بہا سمندر نے لیکر چھپا دیا ہے	گاڑھہ پرے تو لیئی پر گٹا جب مشکل پڑے گی تو البتہ یہ ظاہر ہوگا	
دوہا	لیل رہا اب ڈھیل ہوی پیٹ پدار تھہ میل سمندر نے میرے گوہر بے بہا کو نگل کر اپنے پیٹ میں کھولیا اور بالکل غائب کر دیا	کو اُجیار کرے جگ جھانپا چند اُگھیل پوشیدہ چاند کو سمندر سے نکال کر اس دنیا کو کون روشن کرے	
اے گسائیں تو سرجن ہارا اے مالک تو نے اس خلقت کو پیدا کیا توئیں جل اوپر دھرتی راکھی تو نے پانی کے اوپر زمین کو قائم کیا پانی پون آگ اوماٹی اربع عناصر پانی۔ ہوا۔ آگ اور مٹی وغیرہ	توئیں سرجا یہ سمدھ اپارا اور تو نے ہی اس سمندر کو ناپید اکنار بنایا جگت بھار لیئی بھار نہ تھاکی جو تمام دنیا کا بوجھ لیکر تھکتی نہیں سب کے پیٹھہ تو رہیں سانٹی سب کے اوپر تیری حکومت ہے گھٹ گھٹ جگت تو رہے دیٹھی تمام خلقت کے ذرے ذرے پر تیری نگاہ ہے	توئیں اس گگن انتر کھہ تھاپا تیری ہی صنعت سے یہ آسمان فضا میں معلق ہے چاند سورج اونکھتھہ پانتی مہتاب اور آفتاب اور ستاروں کی قطاریں سو مورکھہ او باورا ندھا وہ جاہل گونگے اور اندھے ہیں ہوں اندھا جیسہ سوجھہ نہ پیٹھی میں اندھا ہوں جو اپنے محافظ کو نہیں دیکھتا	جہاں نہ ٹیک نہ تھونی کھانبھا جہاں نہ کوئی آڑ ہے اور نہ تھونی نہ کوئی ستون تورے ڈر دھا وہنہ ڈراتی تیرے ہی خوف سے شب و روز دوڑتے رہتے ہیں توہ چھانڑ چت اور نہہ بندھا جو تجھے چھوڑ کر کسی اور سے دل لگاتے ہیں

دوہا

پون ہوی بھا پانی پان ہوی بھا آگ
ہوا سے پانی بنا اور پانی سے آگ پیدا ہوئی

آگ ہوی بھا ماٹی گورکھ دھندھے لاگ
اور آگ سے مٹی یعنی یہ جسم بن گیا کیا خوب گورکھ دھندے کا اثر ہے

توئیں جیو تن میروس دیئی آدا
تونے جسم میں روح پھونک کر زندگی بخشی ہے

تہی بچھوو ہیں کرس میراؤ
اور تو ہی جدا کرکے پھر ملا دیتا ہے

چودہ بھون سو تورے ہاتھا
اس آسمان کے چودہ طبقات تیرے ہاتھ میں ہیں

جہنہ لگ بچھڑ آوا ایکساتھا
جہاں تک فرقت کی حد ہے وہ قدرتی وصل ہو سکتا ہے

سب کرمرم بھید توہ پاہاں
سب خلقت کا راز تیرے پاس ہے

رؤوں جماوس ٹوٹے جاہاں
جہاں ایک ڈیاں بھی ٹوٹا کہ تونے فوراً جما دیا

جانس سبے اوستھا موری
میری تمام حالت کو کون جانتا ہے۔ مانند سارس بھی جوڑی کے جس طرح میں محبوب سے بچھڑ گیا ہوں

جس بچھری سارس کے جوری

ایک موئے رہ رموے جو دوجی
اس جوڑے کا اگر ایک بھی مر گیا تو دوسرا رو رو کر جان دیگا تکلیف ناقابل برداشت ہے بس زندگی کا خاتمہ ہوا

رہا نجای آؤاب پوجی
اگر مروں گا تو یہ ماوت کا نام لیکر مرونگا

جھورت تپت بہت دکھ بھروں
سوکھ سوکھ کر اگر جلوں تو بہت تکلیف ہوگی

توئیں کرتار کریس ایک ٹھاؤں
تو کارساز ہے ہم دونوں کو اکٹھا کر دینا

کلپوں ماتھ بیگ نسترؤں
ایکدم اپنا سر کاٹ ڈالوں تو جلد نجات ملجائے

دوہا

دکھ سوں پیتم بھینٹ کے سکھ سوں سووں ہوی
مصیبتیں جھیلتے ہوئے محبوب کا وصل حاصل کرکے کوئی آرام کی نیند سو سکا

یہی ٹھاؤں من درپے مل نہ بچھوہا ہوی
اسی لئے تو دل خوف کھاتا ہے کہ ملاقات ہو کر پھر جدائی نہ ہو جائے

کوکے اٹھا سمد مہنہ آوا
اس طرح گریہ و زاری کرکے سمندر میں آیا

کاڑھہ کمار گیو مہنہ لاوا
اور کنار نکال کر گردن پر لگائی

کہا سمد رپاپ اب گھٹا
سمندر نے سوچا کہ میرے سر عذاب پڑنا چاہتا ہے

باجھن روپ آئے پر گٹا
بس بصورت برہمن ظاہر ہو کر سمندر کے پہونچا

تلک دوادش مستک کینھے
پیشانی پر دوادش تلک لگائے ہوئے تھا

ہاتھہ کنک بیساکھی لینھے
اور ہاتھ میں سونے کی لاٹھی لئے ہوئے تھا

مدر اسرون جینیو کاندھے
کانوں میں کنڈل اور کندھے پر جنیو

کنک پتر دھوتی تر باندھے
سونے کے پتر دھوتی میں باندھے ہوئے

پانوں کنک جراؤ پانوں
مرصع سونے کی کھڑاؤں پیر میں پہنے ہوئے

دینھہ اسیس آسی تیٹھاؤں
اس مقام پر آکر آشیرباد دیا

کہس کنور موسوں ست باتا
اے راجکمار مجھسے ٹھیک ٹھیک بیان کر

کاہے لاگ کرس اپگھاتا
تو کس لئے خودکشی کر رہا ہے

پرہنس مرس کہ کونیو لاجا
کسی حد میں مرنا چاہتا ہے یا کسی شرمندگی سے

آپن جیو دیس کیہ کاجا
کس وجہ تو اپنی جان دے رہا ہے

---

[1] آئین کتابوں میں عناصر اربع لکھے ہیں اور ان کی پیدائش اس طرح ہے کہ اوّل اکاش پیدا ہوا۔ اکاش سے ہوا۔ ہوا سے آگ۔ آگ سے پانی۔ پانی سے مٹی پیدا ہوئی۔

دوہا

جِن کٹار گر لاوس سمجھہ دیکھہ من آپ
گردن پر کٹار مست مارو دل میں غور کر کے اپنے کو پہچان

سکت جیو جوں کاڑھے مہا دوکھہ اوپاپ
تو زبردستی اپنی جان کو کھو رہا ہے اس سے بہت بڑا گناہ اور عذاب ہوگا

کو تُمھہ اُتر دیئی ہو پاتڑے
دانشمند بنکر تمکو کون جواب دے

سو بولے جاکر جیو بھا تڑے
وہی جواب دیسکتا ہو جسکی جان جسم میں ہو

جمبو دیپ کیر ہوں راجا
میں جمبو دیپ (ہندوستان) کا راجا ہوں

سو میں کینھہ جو کرت نہ چھاجا
میں نے ایسا کام کیا جو کرتے نہیں بنتا تھا

سنگھلدیپ راجگھر باری
سنگھلدیپ کے راجا کی راجگھر کی

سو میں جای بیاہی ناری
میں نے بیاہ کر اپنی زوجیت بنایا

بہُت بوہت دائج اُن دینھا
سنگھلدیپ کے راجا نے جہیز میں بہت سے جہاز دیئے

نگ امول نر مر بھر لینھا
اُن جہازوں میں میں نے آبدار بیش قیمت جواہرات بھر لئے

رتن پدارتھہ مانک موتی
جواہر درخشاں لعل وصدف وغیرہ اتنے ذخیرے

سو میں جای اتی ہُتی نہ کاہُ کے سمپت
کہ اتنی دولت کسی کے بھی نہیں ہو سکتی

بہل گھوڑ ہستی سنگھلیں
گاڑی بیل و گھوڑے اور سنگھلی ہاتھی

اوسنگ کنور لاکھہ دوسی چلیں
اور دو لاکھ دوشیزہ نازنین ہمراہ چلیں

تیہ گوہن سنگھل پدمنی
اُنکے ساتھہ سنگھلدیپ کی حسین پدمنیاں تھیں

ایک سوں ایک چاہ رُپمنی
جو ایک سے ایک بڑھکر خوبصورت تھیں

دوہا

پدماوت جگ روپمن کہنہ لگ کہوں دُہیل
اپنی تکلیفات کہانتک بیان کروں تمام دنیا میں پدماوت ایکہی مثال حسین تھی

تیہ سمُدر مہنہ کھوئیوں ہوں کا جیوں اکیل
اُسکو میں نے سمندر میں کھو دیا اب میں تنہا زندہ رہ کر کیا کروں

ہنسا سمُد ہوی اٹھا انجو را
یہ سنکر سمندر رہنسا جسسے وہ مقام روشن ہو گیا

جگ بوڑا سب کہہ مورا
سمندر نے کہا کہ اسطرح تمام دنیا اپنا اپنا کہتے ہوئے ڈوب گئی

ہاتھہ مروڑ دھنے سر جھانکی
کفِ افسوس ملکر سر پیٹتے ہوئے جھینکتا ہے

پے تو ہیئے نہ اُگھرے آنکھی
لیکن تیرے دل کی آنکھ نہیں کھلتی

جو پے جگت ہوت پھر مایا
اگر درحقیقت دنیا و دولت کوئی چیز ہوتی

سینت سدھہ نہ پاوت پارا
تو اے راجا دولت جمع کر کے تو کامل نہ بنجاتا؟

توریہوی تو ہ پرے نہ بیرا
اگر واقعی تیرا ہوتا تو تیرا تجھسے دور نہ ہوتا

بُہتے آسی روی سر مارا
کتنے ہی لوگوں نے آکر روتے ہوئے سر پٹکا

سرِدھے در بنے سینتا گاڑا
کاملوں نے نہ دولت جمع کی اور نہ خزانہ گاڑا

پانی کے پانی مہنہ گئی
پانی کی چیز پانی ہی میں غرق ہو گئی

بوجھہ بچارتہوں کیہ کیرا
بخوبی غور کر کے سمجھلو کہ تم خود کس کے ہو؟

ہاتھہ نہ رہا جھوٹھہ سنسارا
لیکن اس بے حقیقت دنیا میں کچھ بھی ہاتھ نہ لگا

دیکھا بھار چرم کے چھاڑا
بھاری دیکھکر چرم کر چھوڑ دیا

تو جو جیا کُسل سب بھئی
تو جو زندہ بچگیا یہی بس خیریت ہوئی

دوہا

جا کر دینھہ کیا جیو لیئی چاہ جب بھاو
جسنے جاں اور جسم دیا ہے وہ جب چاہے لے سکتا ہے

دھن لچھمی سب تا کر لیئی تو کا پچھتاؤ
دولت و زر سب اُسی کا ہے اگر لے لیا تو افسوس کیسا

اُن پانڑے پُرکھہ کا ہانی
راجا نے کہا ہاں ہمارے مرد کو نقصان کی پروا نہیں ہوتی

جو پاؤں پدماوتِ رانی
اگر میں رانی پدماوت کو پا جاؤں

تپ کے پاوا مل کے پھولا
ریاضت کرکے سے حاصل کیا اور ملنے پر غرور میں

پُن تیہ کھوی سوی تپہہ پھولا
پھر گیا۔ پھر اُسے کھو کر اسکے ملنے کا راستہ بھول گیا

پُرکھہ نہ آپن نارِ سراہا
یہ ضرور ہے کہ مرد اپنی اہلیہ کی تعریف نہیں کیا کرتے

مُئے گئے سنورے پے چاہا
لیکن اُسکے مر جانے پر سکیا دکرا کوئی مضائقہ نہیں

کہنہ اس نارِ جگت اُپراہیں
تمام دنیا میں اس طرح کی عورت کہاں ملیگی

کہنہ اس جیون کے سکھ چھاہیں
اپنے وصل کے سائے میں زندگی کو راحت دینے والی اس طرح کہاں

کہنہ اس رہس بھوگ کب ناٹا
تخلیے میں اب اُس طرح کا عیش و عشرت کہاں

ایسے جیئے چاہِ بھل مرنا
اس طرح کی زندگی سے تو مرنا بہتر ہے

تہنہ کم جیا چہے مرجیا
وہاں بھر غوطہ خور کیونکر زندہ رہ سکتا ہے

جس یہ سمُد دینھہ دُکھ موکاں
اس سمندر نے مجھے جیسی تکلیف دی ہے

جہنہ اس پر اسمُد نگ دیا
جہاں ایسا جواہر و درخشاں سمندر میں گر گیا ہو

دیئی ہتیا جھگروں سیولوں
اس خون ناحق کا الزام پڑے اگر شیو لوک میں فریاد کرونگا

دوہا

کایں وہ بک نساوا کا سنورا سو دانوں
اس سمندر کا میں نے کیا بگاڑا تھا جس کا بدلا سمندر نے لیا

جای سرگ پر ہواہِ یہکر مورنیاؤں
اس سمندر کا اور میرا انصاف عاقبت میں چلکر ہوگا

جو تو مُوا کتِ رووس کھرا
جب تو مر گیا ہے تو کھڑا رو تا کیوں ہے

نا مُئی مرے نہ روو مرا
نہ مرا ہوا مرتا ہے اور نہ مرا ہوا روتا ہے

جو مرجیو نہ بوڑے نیرا
مرے ہوئے کی نعش پانی میں نہیں ڈوبتی

جو مرجھا و چھا نڑس کایا
جسم کو چھوڑ کر جب کوئی مرجاتا ہے

بُہرِ نہ کرے مرن کے دایا
پھر وہ بارہ مرنے کا ساز و سامان نہیں کرتا

دھونار کر پرا بچھو وا
وہ بھی عورت کی جدائی میں پڑا

یہی سُمد مہنہ پھر پھر روا
اور اسی سمندر میں گھوم گھوم کر گریہ و زاری کی

اُدھہ آسی تیئی بندھن کنھیا
یہاں آکر اُس نے سمندر پر پُل باندھا

ہت دسماتھہ امر بدنھیا
اور راون کو مار کر اُسے جنت بخشی

توہِ بل ناہنہ موند اُب آنکھی
اب تجھ میں طاقت نہیں ہے لہذا آنکھ بند کر

لاوؤں تیر ٹیک بیساکھی
لاٹھی کو ٹیک دے میں تجھے کنارے لگاتا ہوں

دوہا

باور اندھہ پیم کرسنت لُبدھہ بھا باٹ
محبت کا دیوانہ اور اندھا وہ راجا سمندر کی بات سنکر للچا گیا اور راستہ پکڑا

نمکھہ ایک مہنہ لیئی گا پدماوتِ جیہ گھاٹ
سمندر ایک لمحہ بھر میں جہاں پدماوت تھی وہاں راجا کو لے گیا

پدماوت کہنہ دُکھہ تس بیتا
پدماوت پر اس طرح کی مصیبتیں گزر رہی تھیں

جس اسوک بیر و ترسیتا
جیسے درخت اشوک کے نیچے سیتا بھی گزریں

کنک لتا دوی نا رنگ پھری
سونے کی بیل میں دو نارنگیاں پھلی تھیں

تیہلے بھار اُٹھِ ہوی نہ کھری
اُن کے بوجھ سے اٹھکر کھڑی نہ ہو سکتی تھی

تیہ پر الک بھونگن ڈسا
اسپر بھی زلفیں کالی ناگن کی طرح ڈستی تھیں
تِلن کھنڈ دوی تس کرہاؤں
تارک کمرشل کنول کی نال کے دو ٹکڑے معلوم ہوتی

سر پر چڑھے ہئے پر گسا
زلفیں تھیں تو سر پر لیکن اُنکا اثر ہوتا تھا دل پر
روما ولی بچھوک کہانوں
اور روئیں کی خط مثل بچھو کے ڈنک مارتی

پان نہ کھای کرے اُپیاسو
فاقہ کشی کرتی ہوئی پان بھی ترک کر دیا

رہِ مرنال ٹیک دُکھ ڈاھی
دُکھ کی ملی ہوئی پدماوت کنول کی نال کا سہارا لیتی
رہی ٹوٹ جِم کنچن تاگو
تار طلائی کے مانند وہ ٹوٹکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی

پھول سوکھ تن رہی باسو
پھول اس طرح خشک ہے اگر خوشبو تک نہ رہی

آدھی کنول بھئی سسِ آدھی
جسم کا آدھا حصہ یعنی کنول معلوم ہوتا اور آدھا چاند کی طرح
کو پیو میروے دیئی سو ہاگو
محبوب سے ملا کر کون سہاگ عطا کرے

دوہا

گگن دھرت جل بوڑگے بوڑت ہوی نسانس
نزدیک تھا پدماوت کے زمین آسمان سب پانی میں ڈوب گئے اور وہ بھی سی میں ڈوب کر بیدم ہو گئی تھی
پیو پیو چاتک جیوں رٹے مرے سیوات پیاس
مانند چاتک کے پیو پیو چلاتی ہوئی آب نیساں کی پیاس میں مرتی رہی

مچھی چنچل نار پریوا
دولت اور ذات عورت کی مثل طائر چالاک ہوتی ہیں
اوبھے پدماوت کے روپا
اور پدماوت کی طرح اپنی صورت بنالی
نر کھت آی مچھی دیٹھی
بغور دیکھا تو وہ لکشمی تھی

جیہ ست ہوی چھرے کے سیوا
عموماً راستباز وہ کہ پیرو اعتقادات سے گمراہ کیا کرتی ہیں
کینھیس چھاہنہ جرے جینہ دھویا
جہاں تن سین نے صورت میں جل بھا تھا اسپر سایہ کر دیا
رتن سین تب دینھی بیٹھی
جب تن سین نے اسکی طرف سے منھ پھیر کر بیٹھ گیا

پِن دھن پھر آگے ہوی روئی
وہ عورت پھر آگے آکر رونے لگی اور کہا

رتن سین آوے جیہ گھاٹا
جس گھاٹ کو تن سین آرہا تھا
دیکھہ سو کنول بھنور ہوی دھاوا
کنول کو دیکھکر رتن سین بھنورے کی طرح دوڑا
جو جل ہوت لچھمی ناری
دل میں سوچا کہ اگر لکشمی اچھی ہی ہوتیں
پُرکھہ بیٹھہ کس دینھہ نچوئی
کہ میرے شوہر نے مجھے منھ موڑ کر بیدردی کیوں اختیار کر لی

اگمن ہوی بیٹھہ تیہ باٹا
لکشمی اُسی راستے میں پیشتر سے آکر بیٹھ گئی
سانس لینھہ وہ باس نہ پاوا
اور سونگھا تو پدماوت کے بدن کی خوشبو نہ معلوم ہوئی
تج تہیں کِت ہوت بھکھاری
تو تمہا دو جی اسکو چھوڑ کر فقیر کیوں بن جاتے

دوہا

ہوں رانی پدماوتِ رتن سین تو پیو
میں رانی پدماوت ہوں اور تو میرا شوہر رتن سین
آنِ سمند مہہ چھانڑیہہ اب دوں دیئی جیو
تو نے مجھے سمندر میں لاکر ڈالدیا اور اب رو رو کر جان دے رہی ہوں

میں ہوں سوی بھنورا اوبھورا
میں راجہ بھونرے کی طرح اسی گل مالتی کا بھونرا ہوں - اور اُس مالتی کی کھوج میں پھر رہا ہوں
کا تویں نار بیٹھہ اس روئی
تو عورت فضول کیا بیٹھی رو رہی ہے

لیت پھروں مالتِ کر کھوجو
پھول سوی پے باس نہ سوئی
پھول تو وہی ہے لیکن خوشبو وہ نہیں

مالتِ ناری بھنورا پیو
پدماوت مانند گل مالتی ہے اور شوہر مانند بھونرے کے
بھنورا جو سب پھولن کر پھیرا
بھنورا سب پھولوں پر پھیرا رہتا ہے

لہہ وہ باس رہے تھِر جیوؤ
جب اسکی خوشبو ملیگی تبھی دل کو تسکین حاصل ہوگی
باس نہ لیئی مالتہہ میرا
لیکن انکی خوشبو سے غرض نہیں جو گل مالتی کا باس ہے

جہاں پاو مالت کربا سو
جہاں مالتی کی خوشبو پائے گا

وارے جیو تہاں ہوی وا سو
خادم ہنکر وہاں اپنی جان نچھاور کردیگا

کت وہ باس پون پہنچاوے
وہ خوشبو کہاں ہے جو ہوا مجھ تک پہنچاوے

نو تن ہوی پیٹ جیو آوے
نئی زندگی حاصل ہو اور جسم میں جان آوے

ہوں وہ باس جیو مل دیؤں
میں اُس خوشبو پر جان کی قربانی دیتا ہوں

اور پھول کے باس نہ لیؤں
غیر پھول کی خوشبو ہرگز نہیں چاہتا

دوہا

بھنور مالتہہ پے چہے کانٹ نہ آوے دیٹھہ
گل مالتی کی خواہش میں بھنورے کو اُس کا خار نہیں دکھلائی پڑتا

سو نہیں بھال کھائی پھر کے دیئی نہ پیٹھہ
رو برو نیرے سے مجروح ہو کر بھی منہ پھیر کر پیٹھہ نہیں دکھلاتا

تب ہنس کہہ اجاوہ ٹھانو
تب ہنسکر رتن سین نے لکشمی سے کہا

جہاں سو مالت لیئی چل جانو
کہ اگر مرنا مقدر ہے تو چل جہاں وہ مالتی ہو تو میں چلوں

لیئی سو آسی پدماوت پاسا
پس لکشمی نے رتن سین کو پدماوت کے پاس پہنچا دیا

پان پیا و امرت پیا سا
اور آبحیات کے پیاسے کو پانی ملا یا

پانی پیا کنول جس تپا
کنول پدماوت کی فرقت میں صبح خنک لجانے پانی پیا۔ سمندر میں چھپا ہوا آفتاب نکلا

نکسا سُرج سمُد مہنہ چھپا
لکشمی نے کہا تیرے شوہر کو میں سمندر کے کنارے گھاٹ پر پایا

راج کنور من دیے لاٹا
پدماوت کی پیشانی شوہر کے ملنے سے چمکنے لگی

دسن دیے جس ہیرا جوتی
دانت مثل ہیرے کے چمک رہے تھے

نین کچور بھرے جن موتی
آنکھوں کے کٹوروں میں گویا موتی بھرے تھے

بھجا لنک اُر کیہر جیتا
بازو کمر اور سینے سے شیر کو بھی جیت لیا

مورت کانہہ دیکھہ گو ہیتا
گوپیوں نے جس طرح کنہیا کے حسن کو دیکھا تھا

جس راجا نل دمنہہ پوچھا
جس طرح راجا نل نے دمینتی کو پوچھا تھا

تس بن پران پنڈ ہے چھونچھا
اُسی طرح جان کے بغیر جسم خالی ہے

دوہا

جس تو پدک پدارتھہ تیس رتن تو ہ جوگ
جس طرح تو لعل بے بہا ہے اُسی طرح تیرے قابل گوہر بے بہا شوہر تجھے ملا

ملا بھنور مالت کہنہ کرہ دو دُبل بھوگ
گل مالتی کو بھنورا مل گیا اب دونوں عیش و عشرت سے بسر کرو

پدک پدارتھہ کھیں جو ہوتی
گوہر پدماوت جو تا تو ان جو رہی تھی

سنتہہ رتن چڑھی مُکھہ جوتی
شوہر رتن سین کی آمد سنکر چہرے پر رونق آگئی

کنول جو بہنس سوں دیکھہ درسا
کنول نے نظکتہ ہو کر آفتاب کے چہرے کو دیکھا

سو رُج کنول دست سوں رسا
اور آفتاب کی نظریں کنول پر پڑیں

مالت دیکھہ بھنور گا بھولی
گل مالتی کو دیکھکر بھنورا دیوانا ہوا

بھنور دیکھہ مالت بن پھولی
اور بھونرے کو دیکھکر گل مالتی بن میں کھل گئی

جا نہہ سور کینہہ پرگاسو
گویا آفتاب نے طلوع کیا

دن بہرا بھا کنول بگاسو
دن پھرے اور کنول شگفتہ ہوا

لوچن کنول سری مکھہ سوروٗ
آنکھیں مثل گل کنول اور چہرہ مثل آفتاب

بھیوا نند دُہوں رس مورو
طرفین کو وصل دیدار میں بیحد لذت حاصل ہوئی

دیکھا درس بھئے ایک پاسا
دیدار حاصل ہوتے ہی دونوں اکجا ہوئے

وہ وہکے وہ وہکے آسا
اناپیہ کو شوہر کی اُمید اور شوہر کو اناپیہ کی اُمید تھی

کنچن داہ دینھہ جن جیوؤ
طلائے گویا اپنے کو جلا کر جان دیدی

اُدوا سور چھوٹگا سیوؤ
آفتاب کے طلوع ہوتے ہی سردی جاتی رہی

دوہا

پائیں پری دھن پیو کے نینھہ سوں نیمیٹ
آنکھوں سے خاک جھاڑ کر اہلیہ شوہر کے قدموں پر گری

اجرج بھیو سبنھہ کہنہ بھئی سِس کنولہنہ بھینٹ
سب کو تعجب ہوا کہ چاند اور کنول سے ملاقات ہو گئی

جن کا ہو کہنہ ہوی بچھوؤ
خدا کرے کسی مفارقت کی مصیبت نہ پڑے

کے نیو چھاور تن وارِی
جسم نچھاور کر کے دل کو بھی نثار کر دیا

راجا رو گھال گیو پاگا
راجا رتن سین کو گویا اُتار کر اپنے گلے میں ڈال لی اور رو دیا۔ پھر پدماوت کے پیروں پر گرا

جس ملے ملے سب کوؤ
جس طرح وہ دونوں ملے اسیطرح سب کو ملے

پاینھہ پری گھال گیو ناری
اہلیہ پدماوت سر ڈالکر شوہر کے قدموں پر گر گئی

پدماوت کے پاینھہ لاگا
سوئی مار چھار کے میٹا
وہی الیشور مار کر خاک میں ملا دیتا ہے

پدماوت جو پاوا پیوؤ
پدماوت کو بچھڑا ہوا شوہر اسطرح ملا

نو اوتار دینھہ بدھہ آجو
اور کہا کہ ایشور نے آج نئی زندگی دی

تن جیو مہنہ بدھہ دینھہ چھوؤ
جسم اور جان کو ایشور نے جدا کر دیا

سوی جیای کراوے بھینٹا
اور وہی زندہ کر کے ملا دیتا ہے

جن مرجیہہ پراتن جیوؤ
جیسے مُردے میں جان واپس آگئی ہو

رہی چھار بھے مانکھہ ساجو
ابھی تک خاک تھی اب انسان کی زندگی ملی

اس نہ کرے تو چینھہ نہ کوؤ
اگر وہ اس طرح نہ کرتا تو کوئی اسکو پہچانتا نہیں

دوہا

محمد میت جو من بسے بدھ ملاوہ آن
اے محمد محبوب جو دل میں بسا تھا الیشور نے لا کر اُس سے ملا دیا

سمپت بپت پُرکھہ کہنہ کاہ لابھہ کا ہان
سکھہ اور دکھ مرد ہی پر پڑا کرتے ہیں نفع اور نقصان کیا چیز ہیں

لچھمی سوں پدماوت کہا
لکشمی نے پدماوت سے کہا

جے سب کنور لائے ہم ساتھی
جن شاہزادوں کو ہم ہمراہ لائے تھے

تب لچھمی گئی پتا کے ٹھاؤں
یہ سُنکر لکشمی اپنے باپ سنگھل کے پاس گئی اور کہا کہ اس جاکا کچھ کھا بڑھ گیا ہو وہ ملنا چاہئے

ایک ایک کے دینھہ سو آنی
جو کچھ بھی سامان تھا سب ایک ایک کے کر لا دیا

تمھہ پرساد پایوں جو چہا
تمنے جس تبرک کی خواہش کی تھی وہ تمکو ملگیا

اوجت ہست گھوڑا اوا تھی
اور جتنے بھی ہاتھی اور گھوڑے تھے

جو یہہ کرسب بوڑ سوپاؤں
جو کچھ کر سب ڈوب کر کھا لیا ہو وہ ملنا چاہئے

جو سب کھوی جاہنہ ہم دوؤ
اگر سب کچھ کھو کر فقط ہم دونوں گھر جائیں

جو پاویں سُکھہ جیوں بھوگو
وہ سب اگر ہم پاویں تو البتہ زندگی کا لطف ہے

تب سو جری انیرت لیئی آوا
تب سمندر آبحیات کی جڑی لے آیا

بھا سنتوکھہ من راجا رانی
تب راجا اور رانی کے دل کو تسکین ہوئی

جو دیکھے بھل کہے نہ کوؤ
نو کوئی دیکھے گا وہ اچھا نہیں کہے گا

تا ہنت مرن بھرن دُکھہ روگو
ورنہ درد اور مصیبتوں کو جھیلتے ہوئے مرنا ہے

دوہا

آی ملے سب ساتھی ہِل مِل کر رہنہ انند
راجا کے سب ہمراہی آگئے اور آپس میں ملکر خوشی کرنے لگے

بھئی پرا پت سُکھ سمپت گیو چھوٹ دُکھ دُند
راحت و دولت حاصل ہوئی اور تمام رنج و غم دور ہو گئے

اور دیکھہ بہُ رتن پکھانا
علاوہ اسکے سمندر نے بہت سے جواہرات نگینے دیئے

تنھہ کر روپ بھاو کو کہے
اُن کی آب و تاب اور قیمت کون کہے

جو ایک رتن بھنجاوے کوئی
اگر ایک نگینہ بھی کوئی بھناوے

سون روپ تو منھنہ نہ آنا
سونے اور چاندی کی تو خواہش بھی دلمیں نہ ہوئی

ایک ایک نگ دیپ چیے لے
ہر ایک نگینہ ایک ایک ملک کی قیمت کا تھا

کرے سوی جو من منھنہ ہوئی
تو جو کچھ بھی دل کا حوصلہ ہو وہ پورا ہو جائے

لگھہ دیر گھہ جو درب بکھانا
چھوٹی اور بڑی دولت جو قابل تعریف ہے

جے بہُ مول پدارتھ ناؤں
جتنے بھی بیش قیمت جواہرات نام کے تھے

ہیر بھار بہُ مول جواہے
ہیرے کے ٹکڑے جو بہت بیش بہا تھے

درب گرب من گیو بھلائی
دولت کے غرور میں دل دیوانہ ہو گیا۔ کہ

جو جیہ چہی سوی تیئی مانا
جس نے جو کچھ بھی خواہش کی اُسے وہ ملگئی

کا تنھہ برن کہوں مُکھ ٹھاؤں
اُن کا بیان میں تم سے کیا کروں

تیئی سب نگ چُن چُن کے گہے
اُن لوگوں نے سب قسم کے نگینے چُن چُن کر لئے

ہم سم لچھہ منھنہ نہنہ آئی
ہماری طرح دنیا میں لاکھوں ہیں یہ بات دلمیں نہیں آتی

دوہا

بڑا و چھوٹ دو و سم سوام کاج جو سوی
بڑے اور چھوٹے دونوں برابر ہیں جو مالک کے کام آئے وہی قابل تحسین ہے

جو چاہی جیہ کاج کہنہ اوہِ کاج سو ہوی
جو جس کام کیلئے موزوں ہوتا ہے اُس سے وہی کام نکلتا ہے

دن دس رہے تہاں پہنائی
سب لوگ دس دن تک وہاں مہمانداری میں رہے

دیکھہ سمُدر پان کر بیرا
سمندر نے پان کا بیڑا دیا

ایک تو انبرت دوسر ہنسو
اوّل آبحیات اور دوسرے پرندہ ہنس

پُن بھے بدا سمُد سوں جائی
پھر سمندر کے پاس سے رخصت ہوئے

بھر کے رتن پدارتھ ہیرا
اور جواہرات ہیرے وغیرہ بھر دیئے

او تیسر پنکھی کر بنسو
تیسرے شاہی پرندہ ہما

ترن ترنگم آن چڑھائے
تیز گھوڑوں پر سوار کرایا

پچھمی پدماوت سوں بھینٹی
لکشمی نے پدماوت کو گلے لگایا

اور پانچ نگ دنھہ بسیکھے
اور مخصوص پانچ نگینے دیئے

چوتھہ دنھہ ساوک سادورو
چوتھے شیر کا بچہ دیا

جل مانس اگو اُسنگ لائے
اور جل مانسوں کو ساتھ میں کر دیا

او تیہ کہا مور تو بیٹی
اور اُس سے کہا کہ تو میری بیٹی ہے

سرون سُنا نین نہنہ دیکھے
جو فقط کانوں سے سنے گئے لیکن آنکھوں سے نہ دیکھے گئے تھے

پانچوں پرس جو کنچن مورو
پانچوں سنگ پارس جسکے چھونے سے لوہا سونا ہو جاتا ہے

دوہا

بھینٹ گھانٹ کے سمد تب پھرے ناں کے ہاتھہ
محبت کے ساتھ گلے ملے رخصت کرتے ہوئے سر جھکا دیا اور واپس ہوئے

جل مانس تہیں پھرے جب آئے جگنا ناتھہ
جل مانس اُس وقت واپس ہوئے جب یہ سب جگناتھ پوری پہونچے

جگناتھ کہنہ دیکھا آئی
مندر میں آکر جگناتھ جی کا درشن کیا
سانٹھ ہوی جیہ تیہ سب بولا
دولتمند ہی سے سب سروکار رکھتے ہیں
سانٹھ آو گرب تن پھولا
دولتمند غرور میں پھول جاتا ہے۔ اور بے دولت والے کو بات چیت عقل اور طاقت بھول جاتی ہے
سانٹھ دسٹ جوت ہوی نینا
دولتمند ہی آنکھ والا ہے اور اسکی آنکھ پر روشنی ہے

بھوجن رندھا بھات بکائی
وہاں پکا پکایا کھانا ملتا اور بھات بکتا تھا
نسنٹھ جو پرکھہ پات جڑولا
بغیر دولت کے مرد مثل پتے کے ادھر اُدھر پھرا کرتا ہے
نسنٹھ بول بُدھ بل بھولا
دولتمند کی بات چیت عقل اور طاقت بھول جاتی ہے
سانٹھ دسٹ جوت ہوی نینا
دولتمند ہی آنکھ والا ہے اور اسکی آنکھ پر روشنی ہے

راجے پدماوت سوں کہا
رتن سین نے پدماوت سے کہا
سانٹھ رنک چلے جھونرائی
مفلس دولتمند ہو کر جھومتا چلتا ہے
سانٹھ جاگ نیند نس جائی
دولتمند جاگتا ہو رات میں نیند نہیں آتی
نسنٹھ ہوی مکھہ آو نہ بینا
اور بے دولت والے کے مُنہ سے بات تک نہیں نکلتی

سانٹھ ناٹھ کچھہ گانٹھ نہ رہا
دولت تو سب برباد ہو گئی پاس کچھ موجود نہیں
نسنٹھ راو سب کہہ بولائی
اور بیدولت راجا کو سب لوگ دیوانا کہتے ہیں
نسنٹھ کاہ ہوی اونگھائی
اور بے دولت کو تو نیند حرام ہی ہے

دوہا

سانٹھ رہے سادھ تن نسنٹھ آگر بھوکھہ
دولتمند نفس کو قابو میں رکھتا ہے اور بیدولت کو بھوک زیادہ ستاتی ہے
بِن گنٹھ برچھہ نپات جم ٹھاڑھہ ٹھاڑھہ پے سوکھہ
بغیر دولت کے انسان مثل درخت بے برگ کے کھڑا کھڑا سوکھا کرتا ہے

پدماوت بولی سُن راجا
پدماوت نے کہا اے راجا سنو
ٹکتی سانٹھہ گانٹھ جو کرے
دولت کافی جو گانٹھ باندھ رکھے
لچھمی دیہہ رہا مو ہنہ بیرا
لکشمی جی نے مجھے بیڑا دیا تھا

جیو گئے دھن کونے کاجا
جب جان ہی نہ رہے تو دولت کس کام آئیگی
سانکر پرے سوی اُپکرے
تو وقت مصیبت میں وہ مدد کرتی ہے
بھر کے رتن پدارتھہ ہیرا
اور لعل جواہرات اور ہیرے وغیرہ بھر دیئے ہیں
درب بھروس کرے جنہ کوئی
دولت کا بھروسہ کوئی نہ کرے

اہا درب تب کینھہ نہ گانٹھی
جب دولت تھی تب تو گانٹھ باندھ نہ سکے
جیہ تن پنکھہ جای جہنہ تاکا
جسکے جسم پر پنکھے ہوں وہ جدھر نگاہ اُٹھا دیکھ سکتا ہے
کاڑھہ ایک نگ بیگ بھنجاؤ
فوراً ایک نگینہ نکال کر بھنا لا
سانبھر سوی گانٹھہ جو ہوئی
جو گانٹھ میں بندھی ہوئی ہو وہی سفر میں کام آتی ہے

پن کت ملے لچھہ جو ناٹھی
پھر برباد ہوئی دولت کس طرح مل سکتی ہے
پیگ پہار ہوی جو تھا کا
۔ اگر ٹھوکر جائے تو پہاڑ دو پیر قدم رکھے
بہری لچھہ پھیر دن پاوا
گئی ہوئی دولت پھر واپس آئی اچھے دن آئے

دوہا

جور کٹک پن راجا گھر کہنہ کینھہ پیان
پھر لشکر اکٹھا کر کے راجا رتن سین اپنے گھر کو روانہ ہوا
دوسہہ بھان الوپ بھا یا سک اندر سکان
دن میں ہی آفتاب غائب ہو گیا یا سکی ناگ اور اندر ڈر گئے

چتوڑ آگمن کھنڈ

چتور آسی نیر بھارا جا
راجا رتن سین چتوڑ گڑھ کے نزدیک آپہونچا

بہرا جیت اندر اسن گا جا
فتح حاصل کر کے واپس آیا تو مانند اندر کے مرتبہ ہوا

باجن باجہنہ ہوی اندورا
باجوں کے بجنے سے ایک بہت بڑا شور مچا ہوا

آو ہنہ بہل مست او گھوڑا
بیل گاڑیاں ہاتھی اور گھوڑے آرہے ہیں

پدماوت چنڈول بیٹھی
پدماوت پالکی پر بیٹھی آرہی تھی

پُن گئی اُلٹ سرگ سوں دیٹھی
اُس کے خیالات پھر ایشور سے پھر گئے

بپت نہ سنورے سنپت بھاگ
دولت ملنے پر مصیبتوں کو یاد نہیں کرتا

سہس برس دُکھ سہے جو کوئی
خواہ ہزاروں برس تک کوئی تکلیفات اُٹھائے

گھری ایک سُکھ سہرے سوئی
لیکن ذرا دیر بھی آرام ملنے پر وہ سب کچھ بھول جاتا ہے

یہ من اینٹھا رہے نہ سوجھا
یہ دل ہمیشہ اکڑا ہی رہتا ہے کسی کو کچھ سوجھتا نہیں

جوگی اہے جان من مارا
یہی سمجھکر راجہ ہوں نے دل (نفس) کو مارا

تو ہنہ نہ یہ من مرے اپارا
تو بھی یہ دل نہ مر سکا کیونکہ اسکی کوئی حد نہیں ہے

رہا نہ باندھا باندھا جیہی
جس نے بھی دل کو گرفتار کرنا چاہا تو وہ گرفتار نہ ہو سکا

تیلیا مار ڈار پُن تیہی
پھر کیا زہر سنکھیا اُسے مار سکتا ہے

دوہا

محمد یہ من امر ہے کیہنہ نہ مارا جاے
اے محمد یہ دل ابدی ہے کسی طرح بھی نہیں مارا جا سکتا

گیان ملے جو ایہہ گھٹے گھٹتے گھٹت بلاے
البتہ علم تصوف حاصل ہونے سے وہ گھٹتا ہے اور گھٹتے گھٹتے نیست و نابود ہو جاتا ہے

ناگمتی کہنہ اگم جناوا
رانی ناگمتی کو آمد کی خبر پیشتر سے دیگئی

گئی تین برکھا جن آوا
تپش دور ہو گئی گویا موسم برسات آگیا

رہی جو مُوی ناگن جس تیاگی
سوختہ ناگمتی بدن کی کھال شل کنچلی ناگن کے ہوگئی تھی جاں کے آمد کی خبر سے مردہ جسم بیدار ہوا

جیو پائیں تنکے بھے سُچا
مثل کنچلی کے ناگمتی کا سب دُکھ چھوٹ گیا

سب دُکھہ جس کینچر کا چھوٹی
ہوی نسری جن بیر بہوٹی
وہ مانند بیر بہوٹی کے نکھر آئی

جس پھُٹیں دہ اساڑھ پلہانی
جس طرح مہینہ اساڑھ میں زمین جلکر سرسبز ہو جاتی ہے بوندیں پڑتے ہی زمین سے سوندھی خوشبو آنے لگتی ہے

پرہنہ بوندا و سوندھ بسائی
اُسی طرح سکھ کی پھلواری ناگمتی سرسبز ہوئی

اوہ بھانت پلہی سُکھیاری
اُٹھی کرل نئی کونپ سنواری
خوشی کی نئی کلیں اور نئے پھل آنے لگے

ہلسِں گنگ جم باڑھہ لیئی
مثل گنگا مذکر کے ناگمتی میں خوشی کی طغیانی ہوئی

جوبن لاگ ہلورں دیئی
کام دھنک سر لیئی بھئی ٹھاڑھی
ناز و ادا صلت کے تیر و کمان لیکر کھڑی ہوئی

اور جوانی ہلورں دینے لگی

بھاگیو برہ رہا جو ڈاڑھی
ہجر جو اُسے جلا رہا تھا وہ فرار ہو گیا

دوہا

پوچھہنہ سکھی سہیلری ہردے دیکھہ انند
ناگمتی کا دل بیحد خوش دیکھکر سکھی اور سہیلیاں پوچھنے لگیں

آج بدن تور نرمل اہے اُو اجس چند
کیا بات ہے آج تیرا بدن بہت صاف دکھلائی پڑ رہا ہے گویا چاند طلوع ہوا ہے

اب لگ رہا پون سکھ تاتا
اسی سہیلیو اب تک ہوا گرم معلوم ہوتی تھی
دسوں داؤں کے گا جو سہرا
دسہرے کا تیوہار ہوت کی گھات لگا کر گزر گیا
ہر یر سب دیکھوں سنسارا
تمام دنیا سرسبز دکھلائی پڑتی ہے

آج لاگ موہنہ سیر گا تا
آج میرے بدن کو ٹھنڈک ملی
پلٹا سوی ناو لیئی مہرا
مہرا اسی کشتی کو لیکر لوٹا یعنی ڈوبنے سے بچا لی
نئے چار جن بھا اوتارا
گویا از سر نو زندگی ملی اور نئے رسوم دا ہونے لگے
پلمے نین بانہہ ہلساہیں
آنکھوں میں سرور آگیا اور بازو خوشی کے مارے ہلنے لگے

مہہ ملسے جس پاوس چھاہاں
برسات کے سایہ میں جسطرح زمین خوش ہوتی ہے
ابجھ بن گنگا ہوی باڑھا
اب جوانی مانند گنگا کے بڑھی ہے
بھاگیو برہ کرت جو داہو
فراق محبوب جو جلا رہا تھا بھاگ گیا
کو دُہت آوے جاہِ ملاہیں
کہ کوئی محبوب آتا تو اس سے ملاقات کرتے

قس اپنا ہلاس من ماہاں
اسی طرح میرے دل میں خوشی پیدا ہوئی ہے
اوٹن کٹھن مارسب کاڑھا
جس سے فرقت کی تمام سوزش سخت مٹ کر گل گئی
بھاگھہ چند چھوٹ گا راہو
چہرہ مانند چاند کے روشن ہوا اور گہن چھوٹ گیا

دوہا

کہتہہ بات سکھنہ سوں تتکھن آوا بھاٹ
ناگمتی اپنی سہیلیوں سے یہ بات کہہ ہی تھی کہ فوراً بھاٹ نے خبر سنائی
راجا آسی نیڑ بھا مندر بچھا وہ پاٹ
کہ راجا بالکل نزدیک آگیا محل میں تخت آراستہ کرو

سُن تیہ کھن راجا کرناٹوں
راجا کا نام سنتے ہی
دیکھہ سو چھپر بھئی جگ چھایا نہاں
اُسکے چھپر کو دیکھکر تمام عالم میں سایہ ہوگیا
دھرت سرگ اب ہوی میراوا
گویا زمین و آسمان کا ملاپ ہو رہا ہے

بھا بلاس سب ٹھانو نہنہ ٹھانوں
سب جگہ خوشی منائی جانے لگی
ہست میگھہ ونئی جگ مانہاں
ابر کے مانند ہاتھی دنیا بھر میں گھر گئے
بھریں سرت اوتال تلاؤ
ندی و نالے اور تالاب بھرنے لگے
دادُر مور کوکلا بولے
مینڈک مور اور کوئل بولنے لگے

پلٹا جن برکھا رُت راجا
راجا مانند برسات کے واپس آیا
سین پور آئی گھنگھو را
راجا کی فوج زور و شور سے ہر چہار طرف بھر گئی
اُٹھی لہاک مہہ سُنتہہ نامَا
راجا کا نام سنتے ہی سرزمین لہلہا اُٹھی
ہت جو الپ جیو بھر سب کھوئے
جو ابتک غائب تھے انکی بھی زندگیاں مل گئیں

جس اساڑھہ آوے دریساجا
جسطرح اساڑھہ کے بادل سج بجکر آتے ہیں
رہس چاؤ برسے چہنُ اُورا
خوشی کے منھہ چاروں طرف سے برسنے لگے
ٹھانو نہنہ ٹھانوں دوبا ہن جاما
عوام مانند سبزہ زار دیکھے جا بجا خوش ہو گئے

دوہا

ہوی اسوار جو پرتھمے ملے چلے سب بھای
سب بھائی گھوڑوں پر سوار ہو کر سب سے پہلے ملنے کو چلے
ندی اٹھارہ گنڈ املیں سمُد کہنہ جای
جس طرح اٹھارہ گنڈ انام کی ندیاں سمندر سے ملنے کو جاتی ہیں

باجت گاجت راجا آوا
باجے گاجے کے ساتھ راجا آگیا
نگر چہوندس باج بدھاوا
تمام شہر میں چاروں طرف بدھاوے بجنے لگے

بھنس آسی ماتا سوں ملا
راجہ ہنستا ہوا آکر ماں سے ملا
رام جای بھینٹی کو سلا
گویا رامچندر جی اپنی ماں کوسلیا سے ملے

ساجے مندر بندنوارا محلوں میں بندنوار سجائے گئے	ہوی لاگ بہہ منگل چارا خوشی کے گانے طرح طرح کے گائے جانے لگے	پدماوتِ کرآ و بیوانو پدماوت کی پالکی آئی	ناگمتی جیو مہنہ بھا آنو تو ناگمتی کی طبیعت پراگندہ ہوئی
جنہہ چھانہہ مہنہ دھوپ دیکھائی جس طرح سائے میں دھوپ دکھلائی دیتی ہے	تیسے جھارلاگ جو آئی اسی طرح پدماوت کے آنے پر ناگمتی کو حسد ہوا	سہی نہ جای سوتِ کے جھارا سوت کا حسد برداشت نہیں کیا جا سکتا	دُسرے مندر دینہہ اُتارا لہذا پدماوت کی پالکی دوسرے محل میں اُتاری گئی
	بھئی اُہان چہنہ کھنڈ بکھانی ربیع مسکون میں اس کا تذکرہ ہونے لگا	رتن سین پدماوت آئی کہ راجہ رتن سین پدماوت کو لے آیا	
دوہا	پُہپ گندھ سنسار مہنہ روپ بکھانِ نجای گل کنول کی خوشبو تمام دنیا میں پھیل گئی خوبصورتی کی تعریف نہیں کیا جا سکتی	ہیم سیت جن اُگھرِ گا جگت پات پھہرای گویا سنہری برف کھل گئی اور تمام عالم میں پھریرا لہرا رہا ہے	
بیٹھہ سنگھاسن لوگ جوہارا راجا تخت پر بیٹھا تو رعیت آداب بجالائی	ندھنی نرگن درب بوہارا محتاج اور بے ہنر لوگ دولت سے آسودہ ہوئے	اگنت دان پنچھاورکینھا خیرات کے صریق دولت بیشمار صدقہ کر گئی	منگتہہ دان بہت کے دینھا اور محتاجوں کو دیکر خوش کر دیا گیا
لیئی کے ہست مہاُت ملے فیلبان ہاتھی لیکر حاضر ہوئے	تُلسی لیئی اُپر وہت چلے اور تلسی دل لیکر اُپروہت چلے	بیٹا بھای کنور جت آوہنہ بیٹے بھائی اور شاہزادے وغیرہ بھی آتے تھے	ہنس ہنس راجا کنٹھہ لگاوہنہ راجا ہنس ہنسکر سب کو گلے لگاتا تھا
نیگی گئے ملے ارکانا حقدار آئے اور سردار امرا ملے	پنورہ باجے گھر نسانا ڈیوڑھی پر باجوں کا غل تھا اور جھنڈے لہرا رہے تھے	سٹے کنور کا پر پہرائے شاہزادے ملے اور اُن کو خلعت دیے گئے	دیئی درب تنہہ گھرہ پٹھائے اور اُنھیں زر کثیر دیکر رخصت کیا گیا
	سب کے دسا پھری پُن دُنی دنیا میں سب کی حالت خوشحالی کی پھر واپس آئی	دان ڈانگ سبہی جگ سُنی خیرات نے ڈنکے کی آواز تمام عالم نے سنی	
دوہا	باجیں پانچ سبد نتِ سِدھہ بکھانہہ بھانٹ پانچ باجے ہر وقت بجتے تھے اور بھاٹ سدھ سنا رہے تھے	چھتیس کو رکھٹ درسن آی جُرے اوہ پاٹ چھتیسوں قوم کے چھتری اور چھ شاستروں کے عالم اُس تخت کے پاس آ موجود ہوئے	
سب دِن راجا دان دیاوا تمام دن راجا نے خیرات تقسیم کرائی	بھئی رِنس ناگمتی پہنہ آوا اور رات ہونے پر ناگمتی کے پاس آیا	ناگمتی مُکھہ پھیر بیٹھی ناگمتی مُنھ پھیر کر بیٹھی	سو نہہ نہ کرے پرکھہ سوں دیٹھی شوہر کے سامنے نگاہ نہیں کرتی تھی

لہ نقارہ - شہنائی - ترئی - جھانجھہ - کرنائی - یہ پانچ قسم کے باجے مشہور ہیں ۱۲

گرکھیم جرت چھاڑ جو جائی
موسم گرما کی تپش میں جلتے ہوئے کو جو چھڑکاؤ کر چھایا جائے

سو مکھ کون دیکھاوے آئی
اُس کو کون منھ دکھلاوے

جبھہ جرے پربت بن لاگے
جب پہاڑ اور جنگل جلنے لگے

اُٹھی جھار پنکھی اُڑ بھاگے
تو اُس کے شعلے سے پرندے اُڑ بھاگے

جب ساکھا دیکھے اوچھانہاں
جب شاخیں اور سایہ دکھلائی پڑیں

کونہنہ رہس پساریے بانہاں
تو خوشی میں آکر کون ہاتھ نہیں پھیلاتا

کونہنہ ہرکھہ بیٹھہ تیہہ ڈارا
ایسا کون ہے جو خوش ہو کر اُس شاخ پر نہ بیٹھے

کونہنہ کرے کیل کرہارا
کون نہیں کیل کود کر کھیلیں کرتا

توجوگی ہوئے گا بیراگی
تو تارک الدنیا ہو کر جوگی بن گیا

ہوں جرچھارِ بھیوں توہ لاگی
اور میں تمھاری خاطر جل کر خاک ہو گئی

دوہا

کاہ ہنسو تم موسوں کیو اور سوں نہہ
تم مجھ سے کیا ہنس رہے ہو جب تم نے غیر سے محبت کی

تھہ مکھہ چمکے بیجری موہنہ مکھہ برسے میہہ
تمھارے چہرے پر بجلی چمکتی ہے اور میرے چہرے مینھ

ناگمتی تو پہل بیاہی
اے ناگمتی پہلے تو ہی بیاہی گئی ہے

کٹھن پریت داہے جس داہی
جس طرح جلنا چاہیے اسطرح سخت محبت نے مجھے جلایا

دھن نہ ملے دھن پاہن جیوئو
اور اہلیہ اُس سے ملے آخر میں ہو اس سنگدلی کو

پاہن لوہ پوڑھہ جگ دوئو
پتھر اور لوہا ان دونوں کی سختی دنیا میں مشہور ہے

تیو ملہنہ جو ہوی بھیوئو
لیکن اگر وہ بھی جدا ہو جاویں تو ملجاتے ہیں

بہتے دِن آو جو پیوئو
شوہر بہت دن کے بعد آوے

بھلیہہ سیت گنگا جل دیٹھا
کیا خوب تتے تھل گنگا جل سفید دیکھا

کاہ بھیو تن دِن دس داہا
اے ناگمتی اگر دس دن جلنا پڑا تو کیا مضائقہ

جو برکھا سیر اوپر اہا
جب موسم برسات سر پر آموجود ہوا

کوی کیہہ پاس آس کے بیرا
اگر کوئی کسی کے پاس اُمید لیکر جاتا ہے

کنٹھہ لائی کے نارِ منائی
ناگمتی کو گلے سے لگا کر خوش کیا

جری جو بیل سینچ پلہائی
جو بیل جل گئی تھی اُسے سینچ کر سرسبز کیا

دوہا

پھرے سہس ساکھا ہوی داریوں داکھہ جنبیر
پھر ہزار شاخ سے انار جھوما رہے اور جنبیری لیمو پھلنے لگے

سے پنکھہ مل آی جو ہارے لوٹ اُہے بھیو بھیر
تمام پرندے آکر جمع ہوئے اور پھر اُسی طرح مجمع ہو گیا

جو بھا میر بھیو رنگ اتا
جب دونوں میں میل ہو گیا تو یہ ناگمتی ہی

ناگمتی ہنس پوچھی باتا
اور ناگمتی نے مزاقاً پوچھا

جو پدماوت سُٹھہ ہوی لونی
اگر پدماوت حسین سے بھی حسین ہو جائیگی

مورے روپ کہ سرد ہوتی
تو بھی میرے حسن کی ہمسری ہرگز نہیں کر سکتی

کہہ کنت اوہ دیس لبھائے
کہو اُس ملک میں جاکر خوب لبھائے گے

کس دھن ملی بھوک کس مانے
کیسی عورت ملی اور اُس سے کیسی گذری

کہہ کنت اوہ دیس لبھائے
کہو اُس ملک میں جاکر خوب لبھائے گے

کس دھن ملی بھوک کس مانے
کیسی عورت ملی اور اُس سے کیسی گذری

جہاں راد ھکا گوپہہ ماہاں
جہاں گوپیوں میں رادھکا خوبصورت تھی

چندرا ول سرپوج نہ چھاہاں
وہاں چندرا ول کے سایہ کو بھی نہ پہنچ سکتی تھی

بھنور رُپ کھہ اس رہے نراکھا
بھنورے اور مرد جیرا روکنے سے نہیں رکتے

تجے داکھہ مہوا رس چاکھا
وہ انگور کو چھوڑ کر مہوہ کے رس کو چکھتے ہیں

تج ناگیسر پھول سہاوا
خوشنما گل ناگیسر کو چھوڑ کر بھونرا

کنول بسیندھہ سوں من لاوا
بسا ہندے کنول سے دل لگاتا ہے

جو انھوای بھرے ارگجا
اگر کنول کو دھوکر اسمیں ارگجا بھرا جائے

توہنہ بسا یندھہ وہ نہ تجا
تو بھی وہ بسا ہندہ کو نہیں چھوڑتا

دوہا

کاہ کہوں ہوں توسوں کچھہ نہ ہتے توہ بھاؤ
میں تم سے کیا کہوں تمھارے دل میں کچھ آتا ہی نہیں

اہاں بات مکھہ موسوں اہاں جیوا وہ ٹھانو
یہاں مجھسے اس طرح کی باتیں کر رہے ہو اور وہاں تمھارا دل اُسکے پاس ہے

کہہ دُکھہ کتھا جورین بہانی
مصیبتوں کی کہانی کہتے ہوئے رات گزر گئی

بھیو بھور رہنہ پدمن رانی
اور صبح ہونے پر راجا پدماوت رانی کے پاس گیا

کنول نین راتے تن کھینا
مانند کنول کے آنکھیں سُرخ تھیں اور جسم عرق

رین نکھت گن کینھہ بہانو
تمام رات اختر شماری کرکے صبح کی

بکل بھئی دیکھا جب بھانو
جب آفتاب دیکھا تو بیچین ہوگئی

ٹوٹ آنسو جن نکھتھہ مارا
آفتاب رتن سین سے کہتا اور چاند پدماوت دھاتو کر روتی آنسو کو قطرے مثل ستارونکی اوا کے ٹوٹ کر گرتے ہیں

رہے نراکھی ہوی نسانسی
میں لب دم ہو رہی ہوں بچ نہیں سکتی

تہواں جاہ جہاں نس باسی
وہاں جاؤ جہاں رات گزاری

سینچے لاگ جھرانی بیلی
اور سوکھی بیل کو سینچنے لگے

بھانو دیکھہ سس بدن ملینا
آفتاب جانے لگا تب پدماوت کا چہرہ اداس دیکھا

سور ہنسے سس روی ڈھارا
آفتاب رتن سین سے ہنستا اور چاند پدماوت دھاتو کر روتی

ہوں کے نیہہ کنواں مہنہ میلی
محبت میں پھنسا کر مجھے کنوئیں میں ڈالدیا

بھرے ڈھاری چھو نچھی بھری
تمنے بھرے ہوئے گھڑے کو خالی کردیا اور خالی گھڑے کو بھر دیا

بھے دوی نین رہنٹ کی گھری
میری دونوں آنکھیں رہٹ کے گھڑے ہوگئیں

دوہا

سُبھر سرووَر ہنس چل گھٹتھہ گئے بچھوی
ہنس بھرے ہوئے تالاب میں رہتا ہے اور خشک ہوجانے پر چھوڑ دیتا ہے

کنول نہ پیتم پرہرے سوکھہ پنک بر ہوی
لیکن گل کنول اپنے محبوب کو نہیں چھوڑتا خواہ تالاب میں فقط کیچڑ ہی کیوں نہ رہگئی ہو

پدماوتِ توئیں جیو پرانا
اے پدماوت تو جان و دل ہے

جیوتیں جگت پیار نہ آنا
جان سے زیادہ عزیز دنیا میں اور کچھ نہیں

ہون ہوی اں بیدھا تو پاسا
اور میں مانند بھنورے کے تجھپر فریفتہ ہوں

توئیں جم کنول بسی ہیئہ ہاں
تو مانند کنول کے دل میں بس گئی ہے

مالتِ کلی بھنور جو پاوا
بھونرا اگر مالتی کی کلی پا جاتا ہے

سو تج آن پھول کت جاؤں
تو اس پھول کے سوا کسی اور پھول سے کیا چاہیگا

میں ہوں نگھل کے پدمنی
میں نگھلدیپ کی پدمنی ہوں۔

سر نیوج جنبو ناگنی
مجھے جنبو دیپ کی ناگنی کب پہونچ سکتی ہے

وہ بکھ بھری ڈراون کالی
وہ ناگنی زہر سے بھری ہوئی ہیبتناک اور کالی ہے

موری باس بھنور سنگ لاگنہ
میری خوشبو سے بھنورے ساتھ لگے رہتے ہیں

اوہ دیکھت مانس ڈر بھاگنہ
اور اُسے دیکھکر انسان ڈر کر بھاگتا ہے

ہوں پر کھنھ کے چتون ڈیٹھی
مردوں کی نظروں میں آ کر میں

جیہ کے جیو اس اہون پیٹھی
مانند جان کے اُن کے جسم میں گھس جاتی ہوں

دوہا

اونچے ٹھانوں جو بیٹھے کرے نہ نیچہہ سنگ
شریفوں کی صحبت میں رہنے والے کو چاہئے کہ کمینوں کی صحبت میں نہ رہے

جہاں سو ناگن ہر کے کریا کرے سو انگ
بدن کے جس عضو سے ناگن چھو جاتی ہے وہ سیاہ پڑ جاتا ہے

پلہی ناگمتی کے باری
باغیچہ کی مانند ناگمتی سرسبز ہوئی

سونے پھول پھول پھلواری
گویا پھلواڑی میں سونے کے پھول کھلے

جاوت پنکھ رہے سب ہے
جتنے بھی پرندے جل رہے تھے

سبے پنکھ بولت گہگہے
سب خوش ہو کر چہچہانے لگے

سا ریوں سوا مہر کوکلا
مینا - طوطا - مہری اور کوئل

رہسست آسی پیہیہا ہلا
پپیہا خوش و خرم آ کر ملا

ہارل سید مہوکھہ سُہاوا
ہارل اور مہوکھہ کی آواز خوشگوار تھی

کاگ کُرا ہر کرِ سُکھہ پاوا
کوّے شور و غل مچا کر تفریح کرتے تھے

بھوگ بلاس کینھہ کے پھیرا
گھوم پھر کر عیش و عشرت حاصل کرتے

بہنسہنہ رہہنسہنہ کر ہنہ بسیرا
خوش و خرم کود اُچھل کر بسیرا لیتے

ناچہنہ پنڈک مور پریوا
پنڈک و مور اور کبوتر ناچتے تھے

زبھل نجای کاہُ کے سیوا
ظاہر ہے کہ کسی خدمتگزاری کبھی رائگاں نہیں جاتی

ہوی اُجیار سورجس تپے
جیوں ہی آفتاب نکلا کہ اُجالا ہو گیا

کھوسٹ مُکھہ نہ دیکھاوے چھپے
اور اُلّو منھ چھپا کر بوشیدہ ہو گیا

دوہا

سنگ سہیلی ناگمتِ آپن باری ماہنہ
ناگمتی سہیلیوں کے ساتھ اپنی پھلواری میں

پھول چہنہ پھل تورہنہ رہس کود سُکھہ چھاہنہ
پھول چنتی اور پھل توڑتی ہوئی اطمینان سے ہنستی کھیلتی تھی

ناگمتی - پدماتی بوا دکھنڈ

جاہی جو ہی تیہ پھلواری
اُس ناگمتی کی پھلواری میں جاہی جوہی کے پھول تھے

دیکھہ رہس رہ سکی نہ باری
تخلیہ میں ناگمتی کو تنہائی برداشت نہ ہوئی

دوتنھہ بات نہ ہئے سمانی
چغلخوروں کے دل میں یہ بات نہ سما سکی

پدماوت پہنہ کہا سو آنی
فوراً آ کر پدماوت سے شکایت کی

ناگمتی ہے آپن باری
کہ اسوقت ناگمتی اپنی پھلواری میں ہے

بھنور ملارس کرے دھماری
مانند بھنورے کے راجا آ کر ملا اور ہوا کی طرح دھماری کھیلنا ہے

اوسنگار ہار سب گونتھہ نہ
اور زینت کے لئے ہار گوندھتی ہیں

تم جو بکاورِ تھہ سوں بھرنا
تم اگر مانند بکاؤلی ہو تو راجا تمہارے آنسو کیوں نہیں پونچھتا؟

سکھی ساتھہ سب رہسہنہ کودنہ
ساتھ میں سہیلیاں سب کھیلتی کودتی ہیں

کنول نہ آچھے آپن باری
کنول پدماوت اپنی جگہ پر نہیں ہے

ناگمتی ناگیسر ناری
ناگمتی مانند ناگیسر کے پیاری ہے

بگچن گہے چہے جو کرنا
اگر کرنا چاہتا ہے تو بچپن کو پکڑے

جس سیوتی گلال جمیلی
جسطرح سیوتی گلال اور چمپلی ناگمتی کی خدمت کرتی ہیں۔ اُسی طرح ایک پدماوت بھی ہے

تیس ایک جن وہوا کیلی

دوہا

الِ جو سُدرسن کو جاکت سد برگے جوگ
جو بھنورا گل سدرسن پر گونجے گا وہ گیندرے کے قابل کیسے رہ سکتا ہے

مِلا بھنور ناگیسرہِ دیکھہ اوہِ سُکھہ بھوگ
بھنورا راجا ناگیسر ناگمتی کو ملا اور اُسے لذت مواصلت سے لطف حاصل ہوا

سُنِ پدماوت رِس نہ سنبھاری
یہ سن کر پدماوت غصے کو سنبھال نہ سکی

سکھن ساتھ آئی پھلواری
اور سہیلیوں کے ساتھ پھلواری میں آپہونچی

دُو دُو سوت مِل پاٹ سُپٹھی
دونوں سوتنیں ملکر ایک ساتھ تخت پر بیٹھیں

ہیہ برودھ کُچھہ باتیں میٹھی
دلمیں تو بغض بھرا تھا اور منہ سے میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگیں

باری دستِ سُرنگ سو آئی
وہ پھلواری نہایت خوشرنگ دکھلائی دی

پدماوت ہنس بات چلائی
تو پدماوت نے اتفاقاً اس طرح کہنے لگی

باری سپھل اہے تُمھہ رانی
اے رانی تمھارا باغیچہ بہت سرسبز ہے

ہے لائی پے لای نجانی
آراستہ تو تمنے کیا لیکن آراستگی نہ کرسکیں

ناگیسر او مالتِ جہاں
جہاں ناگیسر اور گل مالتی ہے

سنگترا و نہنہ چاہی تہاں
وہاں لیمو سنگترا زیب نہیں دیتا

رہا جو مُدھکر کنول پر پیتا
جو بھنورا کنول پر فریفتہ تھا

لا یو آن کر یلہہ رپتا
اسکو کریل درخت میں پھنسا کر بیکار نے آئین

جہنہ املی پاکے ہیہ ماہاں
جہاں مفارقت دل کو جلا رہی ہے

تہنہ نہ بھاؤ نورنگ کے چھاہاں
وہاں رنگ رلیوں کی نئی بہار زیبا نہیں دیتی

دوہا

پھول پھول جس پھر جہاں دیکھہ ہیئے بچار
ذرا دل میں سوچ کہ جہاں پھول کھلے ہیں وہاں پھل کی کیسی ندیبائش

آنب لاگ جیہ باری جانبُ کاہ تیہ بار
جس باغ میں آم کے درخت لگے ہیں وہاں جامن کے درخت کی کیا آرائش

اُن تم کہی نیک یہ سوجھا
ناگمتی نے جواب پایا خوب تو نے زیبائش کی تعریف کی

پے پھل سوی بھنور جیہ لوبھا
یہ تو بھونرے کے فریفتہ ہونے پر منحصر ہے

تیہ گن اس بھے جانب پائی
جو مرد اپنے صفات سے اعلیٰ پیدائی ہوتی ہے

لائی آنِ مانکھہ کے باری
کہ لاکر باغ کے درمیان لگائی گئی

توں کس پرائی باری دیکھی
غیر کے باغیچہ پر تو نے طمنہ زنی کیوں کی

کجایانِ دھائی منہ سوکھی
پانی بھی نہ پیا اور سوکھے منہ دوڑی آئی

جو دیکھی ناگیسر باری
جہاں ناگیسر کا باغیچہ دیکھا

سام جانبُ کستوری چوا
جامن کیطرح کستوری اور چوا بھی تو سیاہ ہوتی ہیں

جل باڑھے بہلِ ہاں جائی
بانی جو طغیانی پر ہوا تو یہاں آپہونچا

اُٹھے آگ دوی ڈار ابھیرا
آپس کی شاخوں کی رگڑ سے آگ کے شعلے اُٹھنے لگتے ہیں

لاگ مرے سب سُوا ساری
تو طوطے اور مینا سب مرنے لگے

آنبا و رنج ہردے تیہ وا
آم جو اور نچا ہے تو اُسکے اندر رویں ہیں

ہے پاکی املی جیہ ٹھائیں
جہاں املی پکی ہوئی تیار تھی

کون ساتھ تہنہ بیری کیرا
درخت بیر اور کیلے کا کیا ساتھ

دوہا

جو سرور جل باڑھے رہے سو اپنے ٹھانوں
جو تالاب کے پانی میں بڑھتا ہے اُسے اپنی جگہ پر قائم رہنا چاہیئے

سج کے سرا و کُنڈہِ جای نہ پرا نبرا نوں
تالاب اور کنڈ کو چھوڑ کر غیر کے انبراؤ میں نہ جاوے

توئیں انبرانوں لیٹھہ کا جوئی
پدماوت سے کہا تو نے اپنے انبراؤ میں آنکھ ہی کیا کیا

کاہے بھئی نیم بکھ موری
مانند نیم کے زہر آلودہ کیوں ہو رہی ہے

بھئی بیر کٹ کٹیل کٹیلی
تو شکل کٹیلی خاردار کے دشمن کیوں ہو گئی

تیندو نیٹی چاہ کسیلی
تیندو اور نیٹی سے بھی بڑھکر تو تلخ زبان ہو گئی ہے

داریوں داکھہ نہ تو رکھوا ری
تیرے باغیچہ میں انار اور انگور تو ہیں نہیں

دیکھہ مرہنہ کا سُو واساری
طوطا اور مینا مریں گے کس کو دیکھکر؟

اونہ سدا پھر تُرنج جنبھیرا
اور نہ سدا پھل و ترنج اور جنبیری لیمو ہیں

لاگے کٹہر بڑہر کھیرا
فقط کٹہل و بڑھل اور کھیرے لگے ہیں

کنول کے ہردے بھیر کیسر
کنول پدماوت کے دل میں محبت مثل کیسر کے ہے

تہنہ نہ سر پوجے ناگیسر
اُسکی ہمسری ناگیسر تا گتی نہیں کر سکتی

جہنہ کٹہر او مرکو پوچھے
جہاں کٹہل اور گور ہیں اُسے کون پوچھتا ہے

برہ بیر کا بو لہنہ چھو نچھے
برگد اور پیپل خالی کو کیا بول سکتے ہیں

جو پھل دیکھا سوئی پھیکا
جس پھل کو چکھا وہی بے مزہ نکلا

گرب نہ کرہ جان من نیکا
اپنے تئیں اچھا جان کر غرور نہ کر

دوہا

رہُ آپن تو باری موسوں جو جھہُ نہ باج
تو اپنے باغیچے میں رہ بیکار مجھ سے بھڑ کر لڑائی نہ کر

مالتِ اُپم نہ پوجے بن کر کھو جا کھاج
جنگلی گھاس بھوس گل مالتی کی برابری کب کر سکتے ہیں

جو کٹہر بر ہر جھڑ بیری
تا گتی نہ جو بیا جو کٹہل و بڑھل و جھبیری کی قدر ہے

توہِ اس نا ہیں کو کا بیری
وہ تجھ جیسی گل نیلوفر کی نہیں

نریر داکھہ او ہِ کہنہ نہ اکھوں
ناریل اور انگور تو اُس محبوب کیلئے لگائے ہیں

گلگل جاؤں سوت نہ بھاکھوں
اگر چہ گل جاؤں لیکن سوت کا نام نہ لوں

نوے سدا پھر سدا جو پھری
سدا پھل ہمیشہ پھل کر جھک جاتا ہے

داریوں دیکھہِ پھات ہیہ ری
اُسے دیکھکر انار کلیجہ پھاڑ کر مر جاتا ہے

ہوں سو پان نگ پوج نہ کوئی
میں مثل پان کے ہوں میری نگت کو کوئی نہیں پہنچ سکتی

بِرہ جو جرے چون جرِ ہوئی
جو فرقت میں پڑے وہ جل کر چونا ہو جاوے

سام جانبُ مور ترنج جنبھیرا
سیاہ جامن و ترنج اور لیمو جنبیر مجھ سا کہیا

تورے کہے ہوی مور کاہا
تیرے بکنے سے میرا بگڑنا کیا ہے

جیپھر لونگ سُپاری چھوہارا
جائفل و لونگ سپاری اور چھوہارے کو دیکھکر

مرچ ہوے جو سے نہ جھارا
جو مانند مرچ کے ہے وہ حسد کی برداشت نہیں کر سکتی

کردی نیم تو چھا نہنہ گنبھیرا
نیم اگر چہ تلخ ہے لیکن سایہ تو گھنا ہے

پھرے برچھہ کوی دھیل نہ بایا
درخت پھلتے ہیں کسی کے ڈھیلا پھینکنے سے کیا

لاجہنہ بوڑ مرسِ نہنہ او بھہ اُٹھاوں یا نہنہ
تو شرم میں ڈوب نہیں مرتی ہے سودا تھہ اوپر اُٹھا رہی ہے

ہوں رانی پیہ راجا تو کہنہ جوگی نا نہہ
میں رانی ہوں اور راجا میرا شوہر ہے تیرے لئے تو جوگی خاوند چاہیئے

ہوں پدمنی مانسر کیوا
پدماوت نے کہا میں پدمنی مان سروور کی کنول ہوں

بھنورا مرال کر رہنہ مورسیوا
بھنورے اور ہنس میری خدمت کیا کرتے ہیں

پوجا جوگ دئی ہمھ گڑھی
راجہ رتنسین نے مجھے پوجا کے قابل بنایا ہے

اوہ مہیس کے ماتھے چڑھی
اور شیو جی کے سر پر چڑھتی ہوں

جانے جگت کنول کے کری
غنچۂ کنول کی صفت تمام دنیا جانتی ہے

توہنہ اس نہنہ ناگن بکھ بھری
تجھ جیسی زہر سے بھری ناگن نہیں ہوں

توئیں سب لئے جگت کے ناگا
تجھ میں تمام دنیا کے سانپوں کی عادت بھری ہے

کوئل بھیس نچھانڑ بیس کا گا
تونے کوئل کے بھیس میں کوے پن کو دھوڑا

توں بھجیل ہوں ہنس بھجوری
تو بھجیل ہے اور میں بھولی بھالی ہنس ہوں

کنچن کری رتن نگ بانا
مجھ طلائی انگشتری پر شوہر رتن نگینہ ہے

جہاں پدارتھ سوہ نہ آنا
جہاں مل و گوہر ہیں وہاں دوسری چیز نہیں

توں تو راہو ہوں سس اجیاری
تو جھوٹ کے مانند تاریکی میں مثل چاند کے روشنی کرتی ہے

دنہہ نہ پوجے نس اندھیاری
اندھیاری رات دن کی برابری نہیں کر سکتی

دوہا

ٹھاڑھہ ہوس جیہ ٹھائیں مس لاگے تیہ ٹھانوں
تو جہاں کھڑی ہوتی ہے وہ جگہ سیاہ ہو جاتی ہے

تیہ ڈر راندھہ نہ بیٹھوں مکسانور ہوی جانوں
اسی خوف سے میں تیرے نزدیک نہیں بیٹھتی کہ سانولی نہ ہو جاؤں

کنول سوکون سپاری روٹھا
سپاری کی ڈلی کے مقابلے میں کنول کی کیا حقیقت

جیہ کے ہئے سہس دس کوٹھا
جس کے اندر دس ہزار گھر ہیں

سوکت اگھیل چلے پر گٹا
اسکی سختی اور ڈھیٹ نے پر ہی ظاہر ہوتی ہے

کنول پتر تر داریوں چولی
کنول کے اندر جیسے کنول کے پتے طرح طرح کی چولی اور تہ پر تہ ہیں

دیکھے سور دیس ہے کھولی
آفتاب کو دیکھتے ہی تو اُسے میں کھول دیتی ہے

رہے نہ جھانپے آپن گٹا
وہ اپنے اندرون گٹے کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتی

اوپر راتا بھیتر پیرا
اوپر سے سرخ اور اندر سے زرد

جاروں اوہ ہر واس نہ لاؤں
اُس دل کو جلاؤں گی جو شمل ہلدی کے زرد ہے

اہاں بھنور مکھہ باتھہ لاوں
یہاں تو بھنورے کو کوری باتوں میں لگائے رہتی ہے

اُہاں سُرج کہنہ ہنس بھراوں
اور وہاں آفتاب کو سنگدلی کے ہتھ سہلا دیتی ہے

بھنور بھئے پاوس پیہ باسی
اور صبح ہونے پر پی کو باسی پایا

سب نس تپ تپ مرس پیاسی
ساری رات جل جل کر پیاسی مرتی رہی

سیجواں روی روی نس بھرسی
سیج پر رو رو کر رات گزارتی ہے

تو موسوں کا سرور کرسی
تو میری برابری کیا کرے گی

دوہا

سُرج کرن ہر اوے سرور لہر نہ پوج
کنول کو آفتاب کی کرنیں سہلایا کرتی ہیں تالاب کی لہر بھی اُس تک نہیں پہنچتی

بھنور ہیا تو رپاوے دھوپ دیہہ تو رہوج
تجھ کنول کا دل تو بھنورا پاتا ہے اور آفتاب کی دھوپ تیرے بدن کو جلاتی ہے

میں ہوں کنول سُرج کی جوری
پدماوت نے کہا میں کنول آفتاب کی جوڑی ہوں

جو پیہ آپن تو کا چوری
جو محبوب اپنا ہے تو چوری کیسی

ہوں اوہ آپن درپن لیکھوں
میں اُسکو اپنے آئینۂ دل میں دیکھتی ہوں

کروں سنگار بھور مکھہ دیکھوں
اور صبح سنگار کر کے اُسکے چہرے کا دیدار پاتی ہوں

مور بگاس او ہک پرگاسو
میری تابناکی اُس کے ظاہر ہونے پر منحصر ہے
کنول کے ہردے مہنہ جو گٹا
کنول کے اندر جو بیج ہوتے ہیں

تون جرِ مرسِ نہارِ اکاسو
اور تو آسمان دیکھکر جل بھُن جاتی ہے
ہرِ ہر ہار کینھہ کا گھٹا
اُسکا ہار بشنو اور رہماد یو پہنتے ہیں کوئی بھی

تو او مرجیہ بھیتر ماکھی
مثل گوبر کے تیرے اندر کیڑے بھرے ہیں

ہوں او ہِ سوں موسوں راتا
میں اُس سے خوش رہتی ہوں اور وہ مجھسے
جا کر دوس تیہہ پہنہ آوا
جسکا دن ہوتا ہے اُسی کے پاس وہ آتا ہے
چاہ مہنہ اُڑے مرن کے پاکھی
موت رسیدہ پروار چیونٹی کے مانند تاڑ رہی ہے

تمرِ بلاے ہوت پرھاتا
صبح ہوتے ہی تمام تاریکی دور ہو جاتی ہے
کارِ رین کت دیکھے پاوا
تاریک رات اُس کو کس طرح دیکھ سکتی ہے

دوہا

دھوپ نہ دیکھہِ بکھہ بھری انبرت سو سرپاو
زہر سے بھری ہوئی تو دھوپ نہیں دیکھہ سکتی آبحیات کی برابری کرنا چاہتی ہے؟ جبکو ناگن ڈستی ہے وہ آفتاب طلوع ہونے پر پھر آنے سے مرجاتا ہے
جینا گن ڈس سو مرے لہر سُرج کے آو

پھول نہ کنول بھاں بن اوئے
تا گنتی نے جاہد یا بغیر آفتاب طلوع ہوئے کنول نہیں کھلتا
مچھہ کچھہ وا دُر کر باسا
تیرے پاس مچھلیاں کچھوے اور مینڈکوں کا ڈیرا ہے
جو اُجیار چاند ہوی اُوا
اگرچہ چاند کے طلوع ہونے پر اُجالا ہوتا ہے

پانی میل ہوی جر چھوئے
کنول کی جڑ کو چھونے سے پانی گندا ہو جاتا ہے
بگ اس پنکھہ بسہنہ تو پاسا
بگلا جیسے پرندے تیرے پاس رہتے ہیں
بدن کلنک ڈوم لیئی چھوا
لیکن اُسکے بدن پر داغ ہے اور ہنس سے کھیلتا ہے
سہس بار جو دھوئے کوئی
ہزاروں بار اگر کوئی تجھے دھوے

پھر ہنہ بھنوتورے نیناہاں
تیری آنکھوں پر بھونرے پھرتے ہیں
جے جے پنکھہ پاس تو ہ گئے
جو بھی پرندے تیرے پاس گئے
مو ہنہ تو ہنہ نسدن کو بیچو
مجھ میں اور تجھ میں رات و دن کا فرق ہے
تو ہُ بسا یندھہ جا ہی نہ دھوئی
تو تیری بساندھہ دھوئی نہیں جا سکتی

نیر بسا یندھہ ہوی تو ہ پاہاں
تیرے فریب کا پانی بساندھہ ہو جاتا ہے
پانی مہنہ سو بسا یندھہ بھیئے
کہ پانی میں بہو نچکر وہ سب لیدار ہو گئے
راہُ کے ہاتھہ چاند کے میچو
چاند کی موت تو خسوف کے ہاتھ ہے

دوہا

کاہ کہوں او ہِ پیہ کہنہ مو ہنہ سر دھر سی انگار
اُس شوہر کو کیا کہوں کہ میرے سر پر آگ جلا دی ہے
تیہہ کے کھیل بھرو سے تو ی جیتی میں ہار
اُس کی دلبستگی کے بھروسے تو جیت گئی اور میں ہاری

تورا کیل کا جیتوں ہارو
پدماوت نے کہا تجھ نگوڑی سے کیا جیتنا اور کیا ہارنا
تینھہ جیتوں مرگ کے نینا
آنکھوں سے ہرن کی آنکھوں کو جیتا

میں جیتیوں جگ کر سنگارو
میں نے تو سنگار میں تمام دنیا کو جیت لیا ہے
کنٹھہ جیتوں کوکل کے بینا
خوش گلوئی سے کوئل کی شیریں آواز کو جیتا

بدن جیتیوں جو سس اُجیاری
بدن کے حسن سے چاند کی چاندنی کو جیت لیا
بھونہہ جیتیوں اُرجن دھن دھاری
ابرو کمان سے صاحب کمان تیر انداز کو جیتا

بینی جیتیوں بھونگن کاری
اور چوٹی کے بل سے کالی ناگن کو فتح کیا
گیو جیتیوں تج رچھاری
گردن کے حسن سے طاؤس کو جیتا

ناسِک جیتوں پُہپ تل سُوا
ناک سے تل کے پھول اور طوطے کو جیتا

سوک جیتوں بیسر ہوی اوا
اور زہر ہے کے مطلع کو تھکی آب جیتا

دامنِ جیتوں دسن دمکاہیں
دانتوں کی چمک سے بجلی کو جیتا

ادھر رنگ جیتوں بنباہیں
اور لبوں کی رنگت سے کندرو کو جیتا

کیہر جیتوں لنک مین لنکھیں
جیتے کو جیت کر اُس کی کمر کی نفاست کو لیلیا

جلیتوں ہرال چال وے رنکھیں
ہنس کو جیتا تو اُنھوں نے اپنی چال دی

دوہا

پُہپ باس ملیا گرِ نرمل انگ بسای
صاف و شفاف میرا بدن پھول اور صندل ملیا اگر سے معطر ہے

تو ناگن آسا لبدھ ڈسِس کاہ کہنہ جای
تو ناگن اُس خوشبو کی آرزو کی طمع میں پڑ کر کسی کو جائے ڈستی ہے

کا توہِ گرب سنگا ریہ ایکیں
ناگنی جو بیا غیرو کی زیبائش پر تجھے کیا فخر ہے

ابہیں لیہنہ لوٹ سب بھاکیں
ابھی جا بجا سب لوٹ لیں گے

ہوں سانورِ سلون مورِ نینا
میں سانولی ہوں اور میری آنکھیں سلونی

سیت چیرِ نکھ چانک بینا
سفید دو پٹا اور آواز مثل پپیہے کے ہے

ناسک کھرگ پھول دھو تارا
ناک مثل تلوار کے اور پھول مثل قطب ستارہ کے

بھونہیں دھنک گگن گا ہارا
ابر و کمان سے قوس قزح ہار گئی

ہیرا دسن سیت اوساما
سفید اور سیاہ دانت مثل اللہ کے

چھپے نیچ جو بہنسے باما
اور محبوبہ زمین کے ہنسنے سے بجلی چھپ جاتی ہے

بدرُم ادھر رنگ رس راتے
رس میں ڈوبے چھوہارے کی رنگت مثل مونگے کے ہے

جوڑا می اس رب نہنہ تارے
اب مانند آبحیات ٹھنڈے ہیں مثل آفتاب کے گرم نہیں

چال گیند گرب اتِ بھری
مثل ہاتھی کے ناز رفتاری سے غرور میں بھری ہوئی

بسا لنک ناگیسر کری
کمر مثل زنبور اور غنچہ گل ناگیسر کے

ساونرِ جہاں لون مُٹھ نکی
جہاں میں سانولی ہوں مٹھی بھر ہی مگر نمکین پن بھی ہے۔ تو بھی میرا مقابلہ کیا کرے گی

کا سرورِ تو کرس جو پھیکی
تو پھیکی میرا مقابلہ کیا کرے گی

دوہا

پُہپ باس اوپون ادھاری کنول مورِ تر سیل
پھولوں کی خوشبو اور ہوا پر زندگی بسر کرنے والی تو کنول میرے زیر ہے

چھوں کیس دھرِ ناؤں تو رمن مورِ کھیل
اگر چاہوں تو تیرا بال بیکا کر جھکا لوں پھر میرا کھیل ہو اور تیری موت

پدماوتِ سُن اُتر نہ سہی
پدماوت کو اس طرح کے سخت جواب کی توقع نہ تھی

ناگمتی ناگنِ جم گہی
اور ناگمتی کی چوٹی مثل ناگن کے پکڑ لی

وہ اوہِ کہنہ وہ اوہِ کہنہ گہا
پدماوت نے ناگمتی کو اور ناگمتی نے پدماوت کو خوب کس کر پکڑا

کاہ کہوں تس جای نہ کہا
کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا

دُو دُو نول بھر جوبن گاجیں
دونوں نئی جوانی میں بھری ہوئی مست تھیں

اچھری جنہنہ اکھاڑے باجیں
گویا دو حوریں اکھاڑے میں کشتی لڑنے کو ہوں

بھا باہُن باہُن سوں جوڑا
بازو سے بازو کا جوڑ بھر گیا

ہیہ سوں ہیہ کوی باگ نہ مورا
اور سینہ سے سینہ بھڑا کہ چھڑانے سے چھوٹتی نہ تھیں

کچ سوں کچ بھیئ سو نہیں انی
سینہ سے سینہ کی نوک بھڑ گئی

دُو دُو آی بھرے چو دنتا
گویا مست ہاتھیوں کی دو مستک بھڑے ہیں۔ اور دو چودنت ہاتھی لڑ رہے ہیں

دیو لوک دیکھت بہت ٹھاٹھ — لگے بان ہیہ جا ہنہ نہ کاڑھے

بہشت کے لوگ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہیں — دلمیں گھسی ہوئی زبان کے تیر نکالے نہ نکلتے تھے

دوہا

جنہنہ دیکھہ ٹھگ لاڑو دیکھ آسی تس بیچ — رہا نہ کوی دھیر ہر یا کرے دُہنھہ مہنہ بیچ

اگر یا کسی ٹھگ نے ان دونوں کو زہر ملا لڈو کھلا دیا ہو تا طرح انکی موت کا منظر کھلائی دیتا تھا — وہاں کوئی جھگڑا اچکانے والا نہ تھا جو اُن میں بیچ بچاؤ کرتا

پون سرون راجا کے لاگا — کیس لڑھہنہ پدمن اوناگا

لوگوں نے راجا کو یہ خبر جو پہنچائی — کہ پدماوتی اور ناگمتی بے طرح لڑ رہی ہیں

چل راجا آواتیہ باری — جرت بجھائی دونوں ناری

خود راجا رتن سین اُس باغیچہ میں پہونچا — اور دونوں کے آتش غضب کو بجھایا

اس گیان من آونہ کوئی — کیہوں رات کبہنہ دن ہوئی

دل میں اس طرح کے خیالات کیسے نہ لانا چاہیے — کبھی رات ہوتی ہے اور کبھی دن

جوجھہ چھاڑ اب بوجھہ دوؤ — سیو اکرہ سیو پھل ہوؤ ۲

لڑائی چھوڑ کر دونوں اب سمجھ بوجھ کر رہو — اور شوہر کی خدمت کر کے اسکا نیک انجام حاصل کرو

دونوں سوت سام اگوری — مرہنہ تو کہنہ پاوس اس جوری

دونوں ہمشوے (سوتیں) کالی اور گوری تھیں — اگر لڑ کر مر جائیں گی تو ایسی جوڑی کہاں پاؤ گے

ایک بار جبی پیہ من بوجھا — سو دُسرے سوں کاہیک سوجھا

جس نے محبوب کا دل ایک بار بھی سمجھ لیا ہے — وہ دوسرے سے کیونکر لڑے

دھوپ چھانہہ دُوؤ پیہ کے رنگا — دونوں ملی رہنہ ایک سنگا

دھوپ اور سایہ دونوں محبوب کے رنگ میں — دونوں کو چاہئے ایک ساتھ ملکر رہیں

سیو اکرہ سیو پھل ہوؤ

اور شوہر کی خدمت کر کے اسکا نیک انجام حاصل کرو

دوہا

گنگ جمن تم نار دوؤ لکھا محمد جوگ — سیو کرہ مِل دونو تو ماہنہ سکھ بھوگ

تم دونوں عورتیں مانند گنگا جمنا کے ہو یہ بڑی خدا نے بنائی ہے — تم دونوں مل کر اگر خدمت کرو گی تو زندگی سکھ چین سے گذرے گی

اس کہہ دونو نار منائی — بہنس دوؤ تب کنٹھہ لگائی

اس طرح کی نصیحتوں سے دونوں عورتوں کو سمجھایا بجھایا — اور ہنسکر دونوں کو گلے لگایا

بیجھی پانچ انبرت جیونارا — او بھوجن چھپّن پرکارا

پانچ طرح کے کھانے مثل آبجیات تیار کئے گئے — اور چھپن قسم کے لذیذ پکوان

سون مندر نگمت کہنہ دیکھا — روپ مندر پدماوت دیکھا

محل طلائی ناگمتی کو دیا — اور نقرئی محل پدماوت نے لیا

لیئی دوؤ سنگ مندر رہنہ آئے — سون پلنگ جہنہ رہے بچھائے

دونوں کو ساتھ لیکر راجہ محل میں آیا — جہاں سونے کے پلنگ بچھے ہوئے تھے

ہلسیں سرس کھجا کھائی — بھوگ کرت بہنیں رہسائی

پھر انگور وغیرہ رسیلے میوے کھا کر بہت خوش ہوئیں اور — محلے میں ہنسی خوشی عیش و عشرت حاصل کرنے لگیں

مندر رتن رتن کے کھمبھا — بیٹھا راج جوہارے سبھا

جہاں جواہرات کے محل اور جواہرات ہی کے ستون ہیں — ایسے دربار میں بیٹھکر راجہ مجلس طلب کی

سوئی اس جو گر بھل کہا — سب اہل مجلس نے تہ دل سے کہا

کہ بات معقول وہ ہو جسے مرشد پسند کرے ۵

دوہا

بہہ سگندھ بہہ بھوگ سکھ کرلہہ کیل کراہہ
بہت قسم کے عطریات وطرح طرح کے کھیل کود کرتے ہوئے عیش ومسرت حاصل کرتے ہیں ہرلحہ دونوں ایک ہمیشہ تخلیہ میں وصل حاصل کرتے ہوئے خوشی سے دن گزرنے لگے

بہہ سکھ سوں کیل نت مانے رہس انند دن جاہہ

رتن سین سنت کھنڈ

جائیو ناگمتی نگ نیہہ
رانی ناگمتی کے ناگسین نامی لڑکا پیدا ہوا

پنڈت بہہ بدھونت بولائے
بہت عالم فاضل پنڈتوں کو بلوایا

نوکھنڈ کے راجنھ جاہیں
نوکھنڈ ملک کے راجگان اکٹھا ہوں گے

اونچ بھاگ اونچے دن رہیہہ
جسکی قسمت بلند تھی اور طرز بلند ہی ہوتی گئی

راس برگ اوگرہ گنائے
متعلق نجوم راش برگ اور گرہ شمار کرائی

او کچھہ دُند ہوی دل ماہیں
اور اُنہیں کچھ جھگڑا اور لڑائی ہوگی

جاچک لوگ گنی جن آئے
سب بینگی اور ہنرمند لوگ آپہونچے

کنول سین پدماوت جائیو
اور پدماوت کے کنول سین نامی لڑکا پیدا ہوا

کہن بڑے دُوُر راجا ہوئیں
بنڈتوں نے کہا یہ دونوں لڑکے بہت بڑے راجا ہونگے

کھول بھنڈارہ دان دیواوا
خزانہ کھول خیرات کرایا گیا

اوانند کے باج بدھائے
اور خوشی کے بدھاوے بجائے گئے

جاہہ چند دھرت مہہ آئیو
گویا زمین پر چاند اُتر آیا

ایسے پوت ہوہہ سب لوئیں
ایسی طرح کے آپ کے سب لڑکے ہونگے

دکھی سکھی کرمان بڑھاوا
اور محتاجوں کی تکلیف دور کرکے سب کو خوش کیا گیا

دوہا

بہہ کچھ پاوا جو تسنیھہ اوریئی چلے اسیس
نجومی پنڈتوں کو بہت کچھ ملا اور دعائیں دیتے ہوئے چلے

پُتر کلتر کٹنب سب جیئہہ کوٹ برگیس
بال بچے رانیاں اور تمام کنبہ والے لاکھوں برس کی زندگیاں پائیں

راگھو چیتن دیس نکالا کھنڈ

راگھو چیتن چیتن مہا
راگھو چیتن نامی پنڈت بہت بڑا عالم تھا

برنی آئے راج کے کتھا
راجا کی تعریف وسپاس بیان کرتے چلے

دسٹ سودھرم نیتھہ جیہ سیو جا
نگاہ وہ اچھی ہے جسکو راہ راست سجھائی دے

آوُ سر راجا پہنہ رہا
جو ہمیشہ سے راجا کے پاس رہتا تھا

پنگل مہنہ سب سنگھل متھا
شاعری میں تمام سنگھلدیپ کے حالات بخوبی بیان کرتے

گیان سو جو پر مارتھ بوجھا
اور عقل وہ اچھی جو انجام کو سمجھے

چت چیتا جانے بہہ بھیوُ
وہ بیدار عالم ہر بات کا بھید جانتا تھا

جو کب سُنے سیس سوُ دُھنا
جس شاعر نے سُنا وہی سر دُھننے لگا

جوگ جو رہے سمادھ سمانا
جوگی وہ ہے جو تصور حق میں محو رہے

کب بیاس پنڈت سمدیوُ
وہ بیاس کی طرح شاعر اور سمدیو کے مانند پنڈت تھا

سرون نادبید سو سُنا
اُسکے کلام مثل نادو بید کے سب سنتے تھے

بھوگ سوگنی کیہ گرن جانا
اور صاحب عیش وہ ہے جو ہنرمندی کی قدر جانے

	بیر جو رِس مارے من گہا بہادر وہ ہے جو دل تمام کر غصے کو دور کرے	سوی سنگار کنت جو چہا اور سنگار وہ ہے جس کو شوہر پسند کرے	
دوہا	بید بھید جس یَر رُج چت چیتا تس چیت وہ مثل بر رج کے بید کا بھید جانتا تھا اور عقل و دانائی میں بیمثال تھا	راجا بھوج چترُدس بھا چیتن سوں ہیت مثل راجا بھوج کے چودہ علموں کا عالم تھا اسطرح کی راگھو چیتن کی سبت تھی	
ہوی اچیت گھری جو آئی ساعت بُری آنے پر عقل ماری جاتی ہے	چیتن کے سب چیت بھلائی اسطرح راگھو چیتن کی تمام دانائی کھو گئی	راجے کہا دوج کب ہوئی راجا نے راگھو سے پوچھا کہ دوج کب ہوگی	
راگھو کے مُکھ نکسا آجو راگھو کے منھ سے نکل گیا کہ آج ہے	پنڈت تنھ کہا کا کھہ مہراجو دوسرے پنڈتوں نے کہا اے مہاراج دوج تو کل ہوگی	اِن مہنہ کو باور کو سر کھیا کہ ان میں کون جھوٹا ہے اور کون سچا ہے	
بھا نیک پنڈت تب بولا تب راگھو نے زور دے کر کہا کہ اے راجہ	چھا نڑ ہہنہ دیس بچن جو ڈولا اگر میری بات جھوٹی ہو جاے تو بولا و ملک چھوڑ کر چلا جاؤنگا	بھا دِن ایک اماوس سوئی ایک روز اماوس کی تھہ تھی	راجے دوُ دسا پھر دیکھا راجا نے دونوں جانب سر پھیر کر دیکھا
تیہ اوپر راگھو بر کھا نچا اس مباحثہ پر راگھو نے نکیر کھینچکر کہا	دوج آج تو پنڈت سانچا کہ آج ہی دوج ہونی چاہیے تبھی سچی پنڈتائی ہے	راگھو کرے جا کھنی پوجا راگھو چیتن جا کھنی دیوی کی پوجا کرتا تھا	چلے سو بھاؤ دیکھاوے دوجا جیسا احمد کر پیتا ویسی کرکے دکھلاوے تیا خواہ خیر خواہ کہو خواہ نہ کہو
دوہا	راگھو پوج جا کھنی دوج دیکھا ئیں سانجھ اس طرح راگھو چیتن نے جا کھنی دیوی کی پوجا کرکے شام کو دوج کا چاند دکھلا دیا	بید پنتھ جے نہنہ چلہنہ تے بھولہنہ بن ماجھ جو لوگ بید کی راہ پر نہیں چلتے وہ مثل جنگل کے دنیا میں گمراہ ہوا کرتے ہیں	
پنڈتنھ کہا پرا تہنہ دھوکھا پنڈتوں نے سوچا کہ ہمکو کیوں دھوکا دیا ہے	کون اگست سمُد جیہ سوکھا کس ستارہ اگست نے سمندر کو سوکھ لیا	سو دن گیو سانجھ بھے دُجی وہ دن گزر گیا اور دوسرے روز کی شام آئی	دیکھی دوج گھری وہ پوجی جب وہ گھڑی آئی تو دوج کا چاند دکھلائی پڑا
پنڈتنھ راجہ دیھہ ایسا تمام پنڈتوں نے راجا کو دھوکا دے کر کہا	اب کس یہ کنچن او سیسا کہ اب اس سونے اور سیسہ پر غور فرماویں	جو یہ دوج کا لھہ کے ہوتی اگر کل دوج کی تتھ ہوتی	آج تیج دیکھت سس جوتی تو آج چاند کی روشنی تیج کی دکھلائی پڑتی
راگھو دِشٹ بندھ کلھہ کھیلا راگھو چیتن نے کل نظر بندی کا کھیل کھیلا تھا	سبھا ما نجھ چیٹک اس میلا کہ حاضرین مجلس پر بھر کر دیا	یہہ کر گرو چارن لونا اس راگھو کا مرشد لونا چلہری ہے	سکھا کا نور و پاڑھن ٹونا ملک کا مرد میں اسنے ٹونا پڑھنا سیکھا

۵۱ پنڈتہہ پنڈت نہ دیکھے بھیو بیر تنھہ ما نجھہ۔
پنڈت لوگ پنڈت سے حسد کرتے ہیں اس لئے انکے آپس میں دشمنی رہتی ہے

	دوریج اماوس کہنہ جو دیکھاوے جو شخص اماوس کو دوریج کرکے دکھلاوے	ایکدن راہُ چاند کہتہ لاوے وہ ایک دن چاند کو گہن بھی لگا دیگا	
دوہا	راج بار اس گرو نہ چاہی جیہہ ٹوٹا کے کھوج راج دربار میں ایسا مرشد نہ رہنا چاہیے جسے ٹوٹا کی کھوج رہتی ہو	یہہ چینک اودیّ یا چھلا سو راجا بھوج اس جادو اور ٹھگ بدّیا سے راجہ بھوج بھی دھوکا کھا گیا	
راگھو بین جو کنچن ریکھا راگھو چیتن کی بات کو سونے کے مانند	کسے بان پیترا اس دیکھا کسوٹی پر کسا تو پیتل کا رنگ دکھائی پڑا	اگیا بھئی بسان نرسیو راجا غضب میں آیا اور حکم دیا	مارہُ نا نہنہِ نسارہُ دیسو کہ اسے مارو نہیں بلکہ دیس سے نکالدو
جھوٹھہ بول تھر رہے نہ رنچا جھوٹی بات ذرا بھی قائم نہیں رہتی	پنڈت سوی بید مت سانچا پنڈت وہ ہو جو بید کے سچے مقولے پر عمل کرے	بید بچن مکھہ سانچ جو کہا بموجب مقولہ بید جو سچی بات منھ سے نکالے	سو جگ جگ اہتھر ہوئی رہا وہ بےخوف ہوکر ہمیشہ قائم رہتا ہے
کھوٹ رتن سوئی پھٹکرے سچا جوہری وہی جو کھوٹی چیز کو اپنے پاس بھی نہ پھٹکنے دے	کیہ گھر رتن جو اردیہ رے اسطرح کا مفلس کون دور کرنیوالا جواہر کے گھر رہ سکتا ہے	چہے پھٹھہ باو رکب سوئی جو شاعر دولت کی خواہش کرتا ہو وہ دیوانہ ہو	جہنہ مُرستی پھٹھہ کت ہوئی جہاں سرسوتی ہو وہاں لکشمی نہیں ہوتی
	کبتا سنگ دارِدمت بھنگی شاعری کے ساتھ مفلسی ہوتی ہے جو عقل کو خراب کرتی ہے	کانٹین کونٹ پہپ سنگی عموماً پھول کے ساتھ کانٹا بھی ہوتا ہے	
دوہا	کب توچیلا بدھہ گرو سیپ سیواتی بوند شاعر مرید ہے اور خدا مرشد جو مثل سیپ کے ابر نیساں کا خواستگار ہے	تیہ مانس کے آس کا جو مرجیا سمند امید انسان کی کیا امید جو سمندر کا خواص ہے	
یہہ رے بات پدماوت بھنی اس واقعہ کو پدماوت نے سنا	دیس نسارا راگھو گنی کہ راگھو جیسے دانشمند کو راجہ جلاوطنی کا حکم دیدیا	گیان دستِ دھن اگم بچارا پدماوت نے اس حادثہ کے انجام پر غور کیا	بھل نہ کینہہ اس گنی نسارا کہ ایسے صاحب علم کو شہر بدر کرکے اچھا نہیں کیا
جیئی جاکھنی پوج سس کاڑھا جس نے جاکھنی کی پوجا کرکے چاند طلوع کردیا	سور کے ٹھاؤں کرے پرٹھا ڑھا وہ آفتاب کی جگہ دوسرا آفتاب کھڑا کرسکتا ہے	کب کے جیبھہ کھڑگ ہو دوانی شاعر کی زبان مثل ہر دوانی تیز شمشیر کے ہوتی ہے	ایک دس آگ دسری پانی اسمیں ایک طرف آگ ہو اہ دوسری طرف پانی
	جس بُتے اچھس ہوی تھورے نیکنامی بہت کرنے سے ہوتی ہے اور بدنامی تھوڑے ہی میں	رانی راگھو بیگ ہنکارا رانی پدماوت نے فوراً راگھو چیتن کو بلایا	سور گہن بھا لیہہ اُتارا اور کہا کہ آفتاب کو گہن ہوا ہے صدقہ لو
	باھن جہاں دچھنا پاوا باھن کو اگر کہیں خیرات ملنے کی امید ہو	سرگ جای جو ہوی بولاوا تو وہ آسمان کو بھی چلا جائے اگر بلاوا ہو	

دوہا

آوا راگھو چیتن دھورا ہر کے پاس
حکم پاکر راگھو چیتن دھورا ہر کے پاس آیا

ایس بچانا تے ہیئی بجری بسے اکاس
اور دل میں یہ نہ سوچا کہ بجلی آسمان پر رہتی ہے

پدماوت جو جھروکے آئی
جب پدماوت جھروکے کے پاس آئی

نہکلنک سس دیکھہ دکھائی
تو وہ مثل چاند بے داغ کے دکھلائی پڑی

تتکھن آگے دیکھہ ایسا
فوراً راگھو نے دعا دی

بھیو چکور چند دکھہ دیسا
اور مانند چکور کے چاند پدماوت کا منہ دیکھنے لگا

پہرے سس نکھتہ کے مالا
چاند ستاروں کا مالا پہنے تھی

دھرتی سرگ بھیو اُجیارا
زمین و آسمان سب روشن ہوگیا

اوپہرے کر کنگن جوری
اور چوڑی کنگن کی دونوں ہاتھوں میں پہنے تھی

نگ لاگے جیہہ مہنہ نوکوری
جن میں نوکوڑی نگینے جڑے تھے

کنگن ایک کر کاڑھہ پوارا
کلائی سے ایک کنگن نکالا اور راگھو کے آگے پھینک دیا

کاڑھت ہار ٹوٹ اومارا
اور ہار نکالتے ہوئے مالا ٹوٹ گیا

جانہہ چاند ٹوٹ لیئی تارا
جیسے ستاروں کو لیکر چاند ٹوٹ گیا ہو

چھٹی اکاس کال کے دھارا
اور جیسے موت کی دھار آسمان سے چھوٹی

دوہا

پرا آسی بھٹیں کنگن جکت بھیو اُجیار
زمین پر کنگن گرا گویا تمام عالم میں اُجالا ہو گیا

راگھو بجری مارا بسبھر کچھہ نہ سنبھار
راگھو کو جیسے بجلی مار گئی بیخود ہو کر وہ اپنے کو سنبھال نہ سکا

پدماوت ہنس دیکھہ جھروکھا
پدماوت ہنس کر جھروکے کے پاس آئی

جو یہ گنی مرے موہنہ دوکھا
اور کہا کہ اگر یہ صاحب علم مر جائیگا تو پھر گنوار ہوگا

چیتن چیت جگا وہنہ آئی
اور آکر جگانے لگیں کہ چیتن ہوش میں آ

چیتن پرا نہ آوے چیتو
راگھو چیتن بیہوش پڑا تھا پھر ہوش میں آیا

سبے کہا یہ لاگ پریتو
سب نے کہا کہ اسے آسیب ہو گیا ہے

سبے سہیلی دیکھے دھائیں
سب سہیلیاں دیکھنے دوڑیں

کوئی کہے کہ مری باتو
اور کوئی کہتی کہ اسکو مرگی کی بیماری ہے

کوئی کہا آہِ سنیا تو
کوئی کہتی تھی کہ اسے سنپات ہو گیا ہے

کوی کہہ لاگ پون کر جھولا
کوئی کہتی تھی کہ اسکو باد ناقص کا جھولا لگ گیا

کیسیہہ سمجھہ نہ چیتن بولا
کسی طرح بھی ہوش میں آکر چیتن بولا

پن اُٹھای بیٹھایہ چھایاں
پھر چیتن کو اُٹھا کر سایہ میں بٹھایا

پوچھہ کون پیر ہیہ ماہاں
اور پوچھنے لگیں کہ دکو کونسا مرض ہو گیا

دہنہ کا ہو کے درسن ہرا
آیا کسی کے دیدار حسن میں غش کھا گیا

کی ٹھگ دیوت بھوت توہہ چھرا
یا کسی ٹھگ مکار یا بھوت نے تجھے ٹھگ لیا

دوہا

کی توہہ دیکھہ کاہ کچھہ کی رے ڈسا توہہ سانپ
یا کسی نے تجھے کچھ کھلا دیا یا تجھکو سانپ نے ڈس لیا

کہہ سچیت ہوی چیتن دیہہ تو بر کس کانپ
اے چیتن ہوش میں آکر بتلا کہ تیرا بدن کانپ کیوں رہا ہے

بھیو چیت چیتن چیت چیتا
اب راگھو چیتن ہوش میں آیا

نین جھروکھے جیو سنکیتا
تو نگاہیں جھروکھے پر تھیں اور دل پژمردہ تھا

پُن جو بولا مست بُدھ کھووا
پھر کسی طرح بولا بھی تو ہوش و حواس گم شدہ

نین جھروکھا لائے روا
نگاہیں جھروکھے پر لگائے ہوئے رو رہا تھا

باور بھر سیس پے دُھنا
بہرے اور دیوانوں کی طرح سر دُھن رہا تھا

آپن کہے پرای نہ سُنا
اپنی بات کہتا اور دوسرے کی کچھ نہ سنتا تھا

جا نہہ لائی کاہ ٹھگوری
جیسے کسی نے ٹھگ لیا ہو عقل و ہوش گم ہو چکا ہو

کھن پُکار کھن باتیں بوری
کبھی چیختا اور کبھی دیوانے پن کی باتیں کرتا

ہوں رے ٹھگا یہہ چیتو رگڈھ میں ٹھگا گیا
اور یہ بکتا کہ میں اسی چیتو رگڈھ میں ٹھگا گیا

کاسوں کہوں جاؤں کہ پاہاں
کس سے کہوں اور کس کے پاس جاؤں

یہ راجا سٹھ بڑ ہتیارا
یہاں کا راجا بہت بڑا ہتیارا ہے

جیئی راکھا اس ٹھگ ہٹیا
جس نے اس طرح کے راہزن اور ٹھگ اپنے یہاں رکھے ہوں

ناکوی برج نہ لاگ گوہاری
نہ کسی نے روکا اور نہ کوئی مددگار ہوا

اس ایہہ نگر ہوی ہٹیاری
اس طرح اس شہر میں راہزنی کا دور دورہ ہے

دوہا

دِسٹ دینہہ ٹھگ لاڈو الک پھانس پرگیو
نگاہوں نے گویا ٹھگ کے لڈو دیئے اور زلفوں نے گلے میں پھانسی ڈالی

جہاں بھکھاری نہ باچے تہاں باچ کو جیو
جہاں بھکھاری بھی نہیں بچتا وہاں دوسرا کوئی کیسے بچ سکتا ہے

کت دھورا ہر آئی جھروکھے
وہ کون ہے جو دھورا ہر کے جھروکھے پر آئی

لیئی گئی جیو دچھنا دھوکھے
اور خیرات کے دھوکے میں جان لے گئی

تیہ تے ادھک دیہنہ کیہ جوری
وہ اس سے بھی زیادہ حسین تھی پھر کسی مثال دوں

سرگ اُوی سس کرے بجوری
آسمان پر چاند روشن ہو کر اُجالا کرتا ہے

تہاں سسہہ جو ہوت وہ جوتی
آسمانی چاند میں اگر اس طرح کی روشنی ہوتی

تیئی ہتکار موہنہ کنگن دینھا
اُس نے بلا کر مجھے کنگن دیا

دِن ہوی رات رین کس ہوتی
تو رات میں دن ہوتا اور رات تو ہوتی ہی نہیں

دِسٹ جو پری جیو ہر لینھا
نگاہ پڑتے ہی میری جاں لے لی

نین بھکھار ڈھیٹھ ست چھنڑا
بھکھاری نگاہ شوخ و بے ایمان ہوتی ہے

لاگے تہاں بان ہوی گڑا
جہاں پڑتی ہے مثل تیر کے گڑ جاتی ہے

سیس دُھنے نس رہنہ نہہ تلنے
سر پیٹتے ہوئے کھینچنے سے بھی نہیں نکلتیں

نین بھکھار ڈھیٹھ ست چھنڑا
بھکھاری نگاہ شوخ و بے ایمان ہوتی ہے

نوہنہ نہ نائے نیج بھکھاری
یہ گدائی بے شرم آنکھیں جھکائے نہیں جھکتیں

مینہہ نین جو بید ھہ سمانے
نگاہیں نگاہوں میں سوراخ کر کے گھس گئیں

تبہہ نہ لاگ رہی مکھ کاری
اسی لئے اُن میں سیاہی لگی ہے

دوہا

کت کرہیں نین بھے جیو ہرا جیہ باٹ
آنکھیں سیاہ رو کیوں نہ ہوجائیں جن کی راہ میں جان ہی نکلی جاتی ہے

سرور نیر چھوجم درکِ درکِ ہیہ پھاٹ
اور پانی کے سوکھ جانے پر جس طرح تالاب میں دراڑ پڑ جاتی ہے ویسے دل پھٹ رہا ہے

سکھن کہا چیتن بسنبھالا
سہیلیوں نے کہا اے بیہوش کیا تو ہوش میں آگیا ہے

ہُئے چیت جیہ جاس نہ مارا
ذرا دل کو سنبھال جس سے تو ہلاک نہ ہو جائے

جو کوئی پاوے آپن مانگا
جو کوئی اپنی مانگی ہوئی چیز پا جائے

ناکوی مرے نہ کاہو کھانگا
تو نہ کوئی مرے اور نہ کسی کو کچھ کمی رہے

وہ پدماوت آہِ انوپا
وہ پدماوت نہایت بے مثال ہے
تمھ اس بہت بموہت بھئے
تمھارے جیسے کتنے ہی بیخود ہو گئے

برن سنجای کاہُ کے روپا
اُسکے حُسن کی تمثیل کسی سے نہیں ہو سکتی
دُھنِ دُھنِ سیس جیو دیئی گئے
اور سر دُھن دُھن کر جان دے گئے
تو ئیں پے مرہِ ہوی جر بھوئی
تو بیکار جلکر سر کنڈے کا گھونگھا ہو جاتا ہے

جو دیکھا سو گپت چل گیو
جس نے اُسے دیکھا وہ چپ چاپ چلا گیا
بہتتھہ دیتھہ نای کے گیوا
بہتوں نے تو اُسکے آگے اپنی گردن جھکادی
ابہنہ اُگھیل کان کے روئی
اب بھی کان کی روئی کھولکر سیدھا ہو جا

پرگٹ کہاں جیو بن بھیو
پھر ظاہر کس طرح کہے جبکہ وہ بیجان ہو گیا
اُتر دیئی نہنہ مارے جیوا
اُنھیں جواب تک نہ دیا اور جان مار دی

دوہا

کوی مانگے نہنہ پاوے کوی مانگے بن پاو
کوی مانگنے پر بھی نہیں پاتا اور کوئی بنمانگے پا جاتا ہے

توچیتن اور ہِ سمجھاوے تو کہنہ کو سمجھاؤ
توچیتن دوسرو، کو سمجھانے والا ہے سمجھے کون سمجھاوے

بھیو چیت چت چیتن چیتا
ہوش میں آکر چیتن نے دل میں سوچا
جہاں رہے سنسو جیو کیرا
جہاں جہاں جانے کا اندیشہ رہے
اس کنگن جو پاؤں دوجا
اس طرح کا کنگن اگر دوسرا پاؤں

بہُر نہ آسی سہوں دُکھ ایتا
کہ اب پھر یہاں آکر اسطرح کی تکلیفات جھیلونگا
کون رہن چل چلے سبیرا
وہاں کون ٹھہرے سویرا ہونے چلا پنا لیجائے
دار دہرے آس من پوجا
تو تمام محتاجگی دور ہو جائے اور دلکی ہر آرزو
سون ڈھرے جیہ کے نکسا
جسکی نکسال میں سونا ڈھلتا ہے

روءت آسی پرے ہم جہاں
جہاں روتے ہوئے ہم آپڑے تھے
اب یہ بھیکھ تہاں ہوی مانگوں
اب اسطرح کی بھیک وہاں مانگنی چاہیئے
دِلّی نگر آد ترکانو
شہر دلّی مسلمانوں کا قدیم شہر ہے
بارہ بانی چلے دِنارا
اور جہاں عمدہ سکہ دینار چلتا ہے

روءت چلے کون سکھ تہاں
وہاں سے روتے ہی ہوئے چلے یہاں کون آسایش ہے
دیئی ایت جیہ جنم نہ کھانگوں
جو اتنا دے کہ تمام عمر کمی نہ رہے
جہاں الاو دین سُلطانو
جہاں کا سلطان علاؤ الدین ہے

دوہا

کنول بکھانوں جای تہنہ جہنہ الِ الاؤ دین
اُس دہلی میں جاکر علاؤ الدین کے رو برو کنول پدماوت کی تعریف کرونگا

سُن کے چڑھے بھان ہوی رتن جو ہوی ملین
اُسکا حسن جیسا اُسکو وہ مثل آفتاب کے چڑھائی کریگا جس سے رتن سین نہ بچ سکیگا

راگھو چیتن دلّی گمن کھنڈ

راگھو چیتن کیہہ پایا
پس راگھو چیتن وہاں سے روانہ ہوا

دلّی نگر جاسے نیرانا
اور شہر دہلی کے قریب جا پہونچا

آئے ساہ کے بار پہونچا
چیتن نے بادشاہ کی ڈیوڑھی پر پہونچکر

دیکھا راج جگت پراو نچا
دیکھا کہ اُسکی سلطنت تمام عالم پر بالا ہے

چھتیس لاکھ ترک سوار
ترکی سوار چھتیس لاکھ تھے
چہوں کھنڈ کے راجا آوہنہ
چاروں طرف کے ماتحت راجگان آتے

تیس سہس ہستی دربارا
اور ہاتھی تیس ہزار انکی ڈیوڑھی پہ تھے
ٹھاڑھہ جھراہنہ جوہار نہ پاوہنہ
اور کھڑے کھڑے سوکھتے رہتے سلام بھی کرنے پاتے

جہنہ لگ تپے جگت پربھانو
جہاں تک عالم پر آفتاب روشن رہتا ہے
من تیوان کے راگھو جھورا
راگھو چیتن بھی مارے فکر کے خشک ہوا تھا

تہنہ لگ راج کرے سلطانو
وہاں تک سلطان کی سلطنت ہے
ناہنہ اُبار جیو ڈر پورا
دل میں خوف سما گیا کہ یہاں گزر نہیں

جہنہ جھراہنہ دیہیں سر چھاتا
جہاں چھتر دھاری راجگان کھڑے سوکھ رہے ہیں

تہنہ ہمار کو چالے باتا
وہاں میرا کیا ذکر آسکتا ہے

دوہا

وار پار نہنہ سوجھے لاکھن اُمرا میر
لاکھوں امیر اُمراؤں کا مجمع لگا ہے وار پار نہیں سوجھتا

اب کھُر کھیہہ جاہنہ مِل آسی پریوں یہ بھیر
ایسی بھیڑ میں آپڑا ہوں کہ گھوڑوں کی ٹاپ سے خاک میں مل جانیکی نوبت ہے

بادساہ سب جانا بوجھا
بادشاہ اتنا بیدار مغز اور تجربہ کار تھا
جگت بھارُ اُنھہ ایک سنبھارا
اُس نے تنہا عالم کا بار سنبھال رکھا تھا
سب دن راج کاج سُکھ بھوگی
تمام دن سلطنت کے انتظام میں گزارتا

سرگ پتار ہئے مہنہ سوجھا
کہ زمین و آسمان کے حالات اُسکے دل پر کشف تھے
توتھر رہے سکل سنسارا
اسی سے تمام دنیا قائم ہے
رین پھرے گھر گھر ہوی جوگی
اور رات میں رعایا کے گھروں کا حال خفیہ طور سے معلوم کرتا

جوراجا اس سجگ نہ ہوئی
اگر راجا اس طرح خبردار نہ رہے
کاکر راج کہاں کر کوئی
تو راج اور رعایا کا پتہ نہ چلے

او اس اوہک سنگھاسن اونچا
اور اُس کا تخت اونچا تھا
سب کا ہو پرد سٹ پہونچا
کہ اُس کی نگاہ سب کسی پر پہونچتی تھی

راو رنک جاوت سب جاتی
تونگر و محتاج جتنے بھی قوموں کے تھے
سب کے چاہ لیئی دِن راتی
رات دن سب کی خبر لیتا رہتا

سب کے چاہ دوت پہونچاوہنہ
اُنکے لئے ہرکارے مقرر تھے جو تمام خبر روزانہ پاوری کرتے

دوہا

یہو بات تہنہ پہنچی سد اچھتر سُکھ چھاہنہ
یہ بھی خبر وہاں پہونچی جہاں بادشاہ چھتر کے سایہ میں ہمیشہ عیش حاصل کرتا تھا

بامھن ایک بار ہے کنگن جراؤ بانہنہ
یہ کہ ایک بامھن ڈیوڑھی پر کھڑا ہے جسکے ہاتھ میں مرصع کنگن ہے

میا ساہ من سُنت بھکھاری
بھکھاری بامھن کا نام سنکر بادشاہ کے دلمیں رحم آیا
دلی راج چنت من گاڑھی
دہلی کی بادشاہت کرتے ہوئے دلکو سخت فکر لگی رہتی تھی

پردیسی کو پوچھہ ہنکاری
کہ اکثر اُس پردیسی کو بلاکر پوچھے کہ تم کون ہو
یہ جگ جیس دودھ کے ساڑھی
یہ دنیا مثل دودھ کی ملائی کے ہے

ہمھہ پُن جانا ہے پردیسا
پھر ہم کو بھی پردیس سفر کرنا ہے
سینت بلو و کینھہ بہُ بھیرا
سامان مہیا کرکے گھاگھرا متھا

کون پنتھہ گونب کیہ بھیسا
کس راستے سے کون بھیس میں جانا ہوگا
متھہ کے لینھہ گھیو مہہ کیرا
اور دہی کو متھ کر گھی نکال لیا

یہہ دہِ لیئی کار ہے ڈھلائی
دہی کے مانند اس دہلی کو حاصل کرکے تسلی

ساڑھی کا ڑھہ دہی جب تائیں
جب تک دہی نہیں جمتی ہے تب تک بلائی نکالو

یہہ دہ لیئی کت ہوی ہوی گئے
اس دہلی میں کتنے لوگ ہو ہو کر گزر گئے

کے کے گرب کھیہہ مِل گئے
اور گھمنڈ کرکے خاک میں مل گئے

راون لنک جارب تاپا
راون نے غرور کرکے لنکا کو جلاکر تاپ لیا

رہا نہ جوبن آو بڑھاپا
جوانی گزر گئی اور بڑھاپا آگیا

دوہا

بھیکھہ بھکھاری دیجئے کا باھن کا بھانٹ
بھکھاری کو بھیک دینا چاہیئے خواہ باھن ہو یا بھانٹ

اگیا بھئی ہنکارہ دھرتی دھرے لِلاٹ
حکم ہوا کہ بلاؤ آکر زمین پر پیشانی رکھے (مجرا عرض کرے)

راگھو چیتن ہُت جو نراسا
راگھو چیتن مایوسی کے عالم میں کھڑا تھا

اگیا بھئی پُن راگھو پاہاں
راگھو چیتن کو بادشاہ کا حکم ہوا

پدمِن سنگھلدیپ کے رانی
پدماوت نامی سنگھلدیپ کی ایک رانی ہے

تنکھن بیگ بولاوا پاسا
کہ فوراً اُسے بادشاہ کے پاس جلد بلا لایا جائے

تو منگن کنگن کا باہاں
کہ تو بھکھاری ہے تیرے ہاتھ میں کنگن کیسا

رتن سین چتور گڑھ آنی
رتن سین اُسے چتور گڑھ میں لے آیا ہے

جہاں کنول سرِ سورنہ پوجا
جبکہ کنول چاند اور سورج بھی اسکی برابری نہیں کرسکتے - پھر اور کس سے اُس کی تمثیل دیجاوے

سیس ناہی کے دینھہ اسیسا
راگھو چیتن نے سر جھکا کے دعا دی

راگھو پھیر سیں بھُئیں دھرا
راگھو چیتن نے پھر زمین پر پیشانی رکھی

کنول نہ سر پوجے تیہ باسا
اُس کی خوشبو کو گل کنول بھی نہیں پہونچ سکتا

یکھہ سر دیؤں اور کو دوجا
پھر اور کس سے اُس کی تمثیل دیجاوے

چمکت نگ کنگن کر دیسا
بادشاہ نے چیتن کے ہاتھ میں چمکتے ہوئے جڑاؤ کنگن دیکھا

جُگ جُگ راج بھاں کے کرا
اور کہا کہ خلق خدا کے حضور کا جاہ و جلال ایسا ہی قائم رہے

روپ نہ پوجے چندا کاسا
اور اسکے جمال کی چاند بھی نہیں پہونچ سکتا

دوہا

سوی رانی سنسار مِن دیچھنا کنگن دینھہ
تمام زمانے میں روشن اُسی رانی نے مجھے یہ کنگن دیکھنے میں دیا ہے

اچھری روپ دیکھای کے جیو جھروکھے لینھہ
مثل حور کے اپنا حسن جھروکے سے دکھلا کر میرا جی نکال لیا

سُن کے اُتر سا ہ مِن ہنسا
یہ جواب سنکر بادشاہ خوش ہوکر ہنسا

جانہہ بیج چمک پرگسا
گویا بجلی چمک کر ظاہر ہوئی

نانؤں بھکھاری جیہہ مکھ باچی
بھکھاری کے نام پر تیرے منہ میں فقط ایک بات نکلی ہے

ابہہ مُنھار بات کہہ سانچی
اب بھی خیر ہے کہ سچ سچ کہو

جو پدمِن سو مندر مورے
جو تو پدمنی کی بات کہتا ہے وہ میرے محل میں ہے

سا تو دیپ جہاں کر جورے
ساتوں جزائر میرے قدموں پر جھکتے ہیں

کانچ جوگ جیہہ کنچن پاوا
جو قابل کانچ پانے کے تھا اُسے سونا مل گیا

کہہ اس نارِ جگت اُپراہیں
اس دنیا میں ایسی کون عورت ہے

سات دیپ مہہ چن چن آنی
ساتوں جزیروں میں سے چن چن کر لائی گئی ہیں

منگن تاہ سُمیر چڑھاوا
ایک گدا کو کوہ سمیر پر چڑھا دیا اور اوپر پہنچا

جیہہ کے سر سورج سِس ناہیں
جسکی ہمسری سورج اور چاند بھی نہیں کرسکتے

سو مورے سورہ سے رانی
اس طرح میرے سولہ سو رانیاں ہیں

جو اُنھہ کے دیکھیں ایک داسی
اگر تو اُن کی ایک خادمہ بھی دیکھے

دیکھہ لون ہوی لون بلاسی
تو اُسکا نمکین پن دیکھکر تو مانند نمک کے گل جاوے

دوہا

چہوں کھنڈ ہوں چکّوے جس رب تپے اکاس
ربع مسکون کا میں ایک بادشاہ ہوں جس طرح آسمان پر سورج روشن ہے

جو پدمنی تو مورے اچھری تو کبلاس
تمام پدمنی عورتیں تو میرے یہاں ہیں اور حوریں تو فقط شاعروں کی شاعری میں ہیں

تُم بڑ راج چھتریپتی بھاری
حضور بہت بڑے چھتریپتی راجا ہیں

ان باھمن میں اہوں بھکھاری
اور میں ایک بھکھاری باھمن ہوں

چاریو کھنڈ بھیکھ کہنہ باجا
ربع مسکون کے چاروں کونوں میں بھیک مانگتے گئے

اُدے است تمھہ ایس نہ راجا
لیکن سورج کے طلوع غروب تک حضور کا ہمسر بادشاہ کوئی

دھرم راج اوست کل ماہاں
اس کلجگ میں حضور جیسا منصف اور راستباز بادشاہ کوئی نہیں ہے

جھوٹھہ جو کہے جیبھہ کیہ پاہاں
جھوٹ کہنے والی زبان کسکے پاس ہے

کچھہ جو چاہ سب کچھہ پاہیں
جو چاہ چیزیں دنیا میں نہایت نایاب ہیں

تے یہ جنیو دیہہ ناہیں
وہ اس ہندوستان میں نہیں مل سکتیں

پدمنی انبرت ہنس سدورو
پدمنی۔ آبحیات۔ ہنس اور سنکھہ

سنگھلدیپ ملہنہ پے مورو
ان کی جڑ سنگلدیپ ہی میں ملتی ہے

ساتوں دیپ دیکھوں آوا
میں ساتوں جزیرے دیکھ آیا ہوں

تب راگھو چیتن کہلاوا
تب میرا نام راگھو چیتن ہوا ہے

اگیا ہوی نہ راکھوں دھوکھا
حکم ہو تو میں کچھ پوشیدہ نہ رکھوں گا

کہوں سبے نارِ تھہ گن دوکھا
عورتوں کے تمام صفت و عیب مفصل بیان کرونگا

دوہا

اہاں ہستنی سنکھنی اوچیترن بہہ باس
اس ملک میں ہستنی۔ سنکھنی اور چیترنی بہت سی رہتی ہیں

کہاں پدمنی پدم سر بھنور پھرے جیہ پاس
مثل گل کنول کے پدمنی عورتیں یہاں کہاں جنکے آس پاس بھنورے پھرا کرتے ہیں

استری بھید برنن کھنڈ

پہلے کہوں ہستنی ناری
پہلے ہستنی قسم کی عورتوں کا بیان کرتا ہوں

ہستی کے پرکیرت ساری
اس کے علامات ہاتھی کیطرح ہوتے ہیں

سر اوپائیں سبھر گیو چھوٹی
سر اور پیر موٹے اور گردن موٹی

اُر کے کھین لنک کے موٹی
سینہ تنگ اور کمر موٹی

کنبھستھل کچ مدار ماہیں
مانند فیل کی پیشانی کے پستانیں اور انمیں مستی

گون گیند ڈھال جن باہیں
رفتار مانند فیل مست کے اور بازو مثل ڈھال کے

دست نہ آوے آپن پیوڈ
اپنا شوہر نظروں میں نہیں آتا

پُرکھہ پرائے اوپر جیوڈ
غیر مرد پر دل قربان کرتی ہے

بھوجن بہت بہت رچاوڈ
خوراک زیادہ اور مباشرت کی خواہش بکثرت

مد جس مند بساہی پیوڈ
صفائی ندارد اور بناؤ سنگار تھوڑا

او بسواس چھرے سب کیوڈ
اور اعتماد قائم کرکے سب کو دھوکا دیا کرتی ہے

	ڈر اولاج نہ ایکو ہیئے دل میں خوف وشرم کا نام نہیں		رہے جو راکھے آنکس دیئے وہ آنکس دینے پر قبضہ میں رہتی ہے
دوہا	گج گتِ چلے چھوندس چتوے لائے چوکھ جو مثل فیل مست کے ہر چہار طرف گھومے اور غرے کی نظر سے دیکھے		کہی ہستنی نار یہہ سب ہستھہ کے دوکھہ اُسے ہستنی کہنا چاہیئے جس میں ہاتھی کے خواص ہوں
دوسری کہوں سنکھنی ناری دوسری قسم عورت کی سنکھنی بتلاتا ہوں	کرے بہت بل الپ اہاری خوراک کم اور قوت زیادہ رکھتی ہو	اُراتِ مُبھر کھین ات انکا سینہ بھرا ہو اور کمر بہت نازک	گرب بھری من کرے نہ سنکا غرور میں بھری ہوئی ذلیل فرد خوف نہ رکھے
بہت روکھہ چاہے پیوہنا غصہ بہت زیادہ بعض اوقات شوہر کو مارنے دوڑے ۔ اپنے مقابلے کسی کو نہیں سمجھتی	آگے گھال نہ کا ہو گنا	اپنے النکارا وہِ بھاوا اُسے اپنی ہی زیبائش اچھی لگتی ہے	دیکھہ نہ سکے سنگار پرا وا دوسرے کا سنگار شک سے دیکھ نہیں سکتی
سنکھک چال چلے ڈگ ڈھیلی ڈھیلے قدموں سے شیر کی رفتار چلے	روواں بہت جانگھہ اوپھیلی جانگھ اور پنڈلیوں پر روئیں بہت زیادہ ہوں	موٹ مانس رُج بھوجن تاسو جسم کی موٹی اور گوشت کی زیادہ خواہشمند	اوُ مکھہ آوے ساندھ باسو اور منہ سے بساہند آتی ہے
	دسٹ ترہنڈی میر نہ آگے نگاہیں نیچی اور ناعاقبت اندیش	جن متھواہ رہے سر لاکے گھونگھٹ چہرے پر مثل گھوڑے کے سر پر ڈالے ہوئے	
دوہا	بیج ملت سامی کہنہ لاوے اُرنکھہ بان بوقت ہمبستری شوہر کے سینے میں ناخن گڑھونے کی عادت والی		جیہ گن سبے سنکھہ کے سو سنکھن سُلطان جس عورت کی سب عادتیں مثل شیر کے ہوں اسے سلطانہ سنکھنی قسم کی کہتے ہیں
تیسر کہوں چترنی ناری تیسری چترنی قسم کی عورت ہوتی ہے	مہا چتر رس پریم پیاری جو بہت دانشمند اور وصل محبت میں پیاری ہوتی ہے	روپ سُروپ سنگار سوائی بہت حسین اور بناؤ سنگار زیادہ رکھنے والی	اچھری جیس رہے اچھوائی مثل جوار کے صاف وشفاف نکھری ہوئی
روکھہ نجانے ہنستا کھی غصہ کرنا جانتی نہیں ہنستے ہوئے چہرے والی	جیہ اس ناری کنت سو کھی ایسی عورت جسکو ملے وہ مرد بہت خوش قسمت ہے	اپنے پیو کے جانے پوجا اپنے ہی شوہر کی خدمت کرنا جانتی ہے	ایک پُرکھہ رچ آن نہ دوجا ایک مرد کو چھوڑ کر دوسرے کے پاس نہیں جاتی
چند بدن رنگ کمدنی گوری چاند سا چہرہ اور رنگ گورا جیسے گل نیلوفر کے	چال سہای ہنس کے جوری خوشنما چال مانند ہنس کی جوڑی کے	کھیر کھانڑ رچ الپ اہارو دودھ شکر کی خوراک اور بہت کم کھانیوالی	پان پھول تیہ ادھک پیارو پان اور پھول اُسے بہت اچھے لگتے ہیں
	پدمنِ چاہِ گھاٹ دوی کرا بہ نسبت پدمنی عورت کے دو حصہ کم	اور بسے گن اوہِ نرمرا علاوہ اسکے صفات پاکیزہ مثل پدمنی کے ہوتے ہیں	

دوہا	چیترنی جیس کمُد رنگ سوی باسنا انگ چیترنی عورت کا جسم برنگ گل نیلوفر کے اور جسم سے اُسی کی خوشبو	پدمنی سب چندن اس بھنور پھرہنہ تیہ سنگ پدمنی کے جسم سے صندل کی خوشبو آتی ہے جس سے بھنورے اُسکے ساتھ لگے رہتے ہیں
چوتھی کہوں پدمنی ناری چوتھی قسم کی عورت پدمنی کہلاتی ہے۔ جو مثل کنول کے خوشبودار اور چاند کیطرح روشن خلقی سجائی ہوئی	پدُم گندھ سس دیو سنواری اور نہ بہت دُبلی اور نہ بہت موٹی	پدمنِ جاتِ پدُم رنگ اوہیں پدمنی ذات کی وہ نازنین برنگ گل کنول ہے	پدُم باس مدھکر سنگ ہوہیں کنول کی خوشبو پاکر بھنورے اُسکے ساتھ لگے رہتے ہیں
تا سُٹھہ لامبی نا سُٹھہ چھوٹی اُسکا قد نہ بہت لمبا اور نہ بہت چھوٹا	نا سُٹھہ پاتر نا سٹھہ موٹی اور نہ بہت دُبلی اور نہ بہت موٹی	سورہ کرا رنگ اوہ بانی اُسکے جسم کی رنگت میں سولہ صفتیں پائی جاتی ہیں	سو سلطان پدمنی جانی اے سلطان ایسی عورت کو پدمنی جاننا چاہیئے
دیر گھہ چار چار لگھہ سُوئی بدن کے چار اعضا موٹے اور چار پتلے	سُبھر چار چہنہ کھینو ہوئی چار اعضا بھرے ہوئے اور چار دُبلے ہوتے ہیں	اوس بدن دیکھہ سب موہا اُسکے جاندار سے کھڑے کو دیکھکر عالم فریفتہ ہوجاتا ہے	بال مرال چلت گت سوہا اور اُس کی رفتار خوشنما مثل ہنس کے بچے کی ہوتی ہے
	کھیر اہار نہ کرسُکنواری وہ اتنی دُبلی مزاج ہوتی ہے کہ اُسے کھیر بھی گراں ہوتی ہے	پان پھول کے رہے ادھاری فقط پان و پھول پر قناعت رکھتی ہے	
دوہا	سورہ کرا سنپورن اوسور ہو سنگار اُس کی سولہ ادائیں اور سولہ سنگار کامل ہوتے ہیں	اب اوہ بھانت کہت ہوں جس برنے سنسار اب اس طرح بیان کرتا ہوں جس طرح عالم میں اسکی شہرت ہے
پر تھم کیس دیر گھہ من موہے پہلے بالوں کی صفت کہ بہت دلفریب ہوتے ہیں	اودیر گھہ اُنگری کرسوہے اور ہاتھوں کی لمبی انگلیاں خوشنما ہوتی ہیں	دیر گھہ نین تیکھہ تہنہ دیکھا آنکھیں بڑی اور تیکھی چیتون	دیر گھہ گیو کنٹھہ تن رکھا لمبی گردن اور گلے میں تین خطوط
پُن لگھہ دسن ہو ہنہ جن ہیرا چھوٹے چھوٹے دانت مثل ہیرے کے	او لگھہ کچ اُتنگ جنبھیرا اور مثل لیموں جنبیری کے چھوٹے پستان بھرے ہوئے	لگھہ للاٹ دوج پرگاسو چھوٹی پیشانی مانند ہلال کے روشن	اونا بھی لگھہ چندن باسو اور چھوٹی ناک سے صندل کی خوشبو آتی ہے
ناسک کھین کھرگ کے دھارا باریک ناک مثل تلوار کی دھار کے	کھین لنک جن کیہر ہارا کمر پتلی جس سے شیر بھی ہار گیا	کھین پیٹ جانہنہ نہنہ آنتا باریک شکم گویا آنت ہے ہی نہیں	کھین ادھر پدُم رنگ راتا نیلے ہونٹ مثل مونگے کے سُرخ
	سُبھر کپول دیکھہ مکھ سوبھا رخسارے بھرے ہوئے اور خوشنما چہرہ	سُبھر نتنب دیکھہ من لوبھا بھرے ہوئے سرین کو دیکھکر دل فریفتہ ہوتا ہے	
دوہا	سُبھر کلائی ات بنی سُبھر جنگھہ گج چال بھری ہوئی کلائی نہایت خوشنما و بھری ہوئی رانیں اور رفتار مانند فیل مست کے	سورہ سنگار برن کے کرہنہ دیوتا لال سولہ سنگار کی تعریف کرتے ہوئے جس کی خواہش دیوتا لوگ بھی کرتے ہیں	

پدماوت روپ چرچا کھنڈ

وہ پدمن چتوڑ جو آنی
وہ پدمنی جو چتوڑ گڑھ میں لائی گئی ہے
کُندن کنک کٹھور سوانگا
کُندن اور سونے کے اجزا سخت ہوتے ہیں
کاہ نہ موٹھ بھری اوہ دیہی
اُس مٹھی بھر جسم میں کیا نہیں ہے

کایا کُندن دوادس بانی
کُندن جیسا اُسکا جسم مثل آفتاب کے روشن ہے
وہ کومل رنگ بپھ سرنگا
اور وہ پدمنی برنگ گل خورشید و مثل مہ تمام اجالا ہے
اس مورت کیئی دیوا رہی
کسطرح خدا نے اُس مورت کو گڑھا ہے!
کیا کپور ہاڑ سب موتی
جسم کا فور اور ہڈیاں موتی ہیں

کُندن کنک تاہ نہ باسا
کُندن اور سونے میں خوشبو نہیں ہوتی
اوہ پھوی پون پرچھ جیہ لاگا
اُس پدمنی کو چھو کر ہوا جس درخت کو لگتی ہے
سبے چیتر چیتر کے ہارے
تمام زمانے کے مصور اسکی تصویر بنا کر ہار گئے
تنھہ تیں ادھک دیہہ دیپھوتی
بلکہ اس سے بھی زیادہ خدا نے اُس پدمنی کو روشنی دی ہے

وہ سُگندھ جن کنول بگاسا
اور اس پدمنی کی خوشبو سے سنگھنہ کنول کھل جاتا ہے
سوی ملیگر بھیو سُبھاگا
وہ خوش نصیب درخت صندل بنجاتا ہے
اوہک روپ کوی لکھے نہ پارے
لیکن اُس کی صورت کو کوئی نہ کھینچ سکا

دوہا

سُرج کرن جس نرمل تیہ تین ادھک سریر
اُسکا جسم مثل آفتاب کے بلکہ اُس سے بھی زیادہ روشن شفاف ہے
سو نہہ دسٹ نہہ جای کرینیھہ آوے نیر
اُس کے سامنے نگاہیں نہیں کی جاتیں آنکھوں میں پانی بھر آتا ہے

سسی مکھہ جیہہ کہے کچھ باتا
وہ چاند سے کھڑے والی جسوقت کچھ بولتی ہے
جانہہ سسی مہنہ بیج دیکھاوا
اور گویا چاند میں بجلی چمک گئی
جن بسنت رت کوکل بولی
مثل بسنت رُت میں کوئل کی آواز کے

اُٹھت اُٹھ سورج جس آتا
تو اُسکے ہونٹ مثل آفتاب روشن ہو جاتے ہیں
چوندھہ پرے کچھ کہے نہ آوا
یہ اسطرح چوندھیا گئے کہ منھ سے آواز تک نکلی
سُرس سُنای مار سر ڈولی
آواز شیریں سنا کر تیر مارا اور چلی گئی
جن انبرت ہوی بچن بگاسا
آبحیات گویا اُس کی آواز بن کر نکلا ہے

دسن دسن سوں کرن جو چھوٹہنہ
دانتوں سے جو شعاعیں نکلتی ہیں
کوندھت اوہ جس بھادوں رینی
جس طرح بھادوں کی اندھیری رات میں بجلی چمک جاتی ہے اور تاریک رات میں جس طرح جگنو چمکتے ہیں
اوہ سر سیس ناگ جو ہرا
گویا اُس کے سر پر سانپوں کا راجہ فروکش ہوا
کنول جو باس باس دھن پاسا
گل کنول میں جو خوشبو ہے وہ اُسکی زینت کے پاس کچھ بھی نہیں

سب جگ جنہہ ڈھلھری چھوٹہنہ
اُس سے تمام عالم میں گویا بجلیاں چھوٹ رہی ہیں
سام رین جن چلے اُڑینی
جس طرح چڑیاں رات کو اڑتی ہیں
جای سرن بینی ہوی پرا
اور چوٹی کی شکل میں اُس کی پناہ لی ہو

دوہا

سبے منہہ ہر جای مر جو دیکھے تس چار
جو اُس کے حُسن کو دیکھتا ہے اُس کا دل کھنچکر مر جاتا ہے
پہلے سو دُکھ برن کے برنوں اوہک سنگار
پہلے اپنی مصیبت بیان کرتا ہوں پھر اُس کے سنگار کا بیان کروں گا

کت موں رہا کال کر کاڑھا
(اُف) کسطرح مجھکو موت نے جن رکھا تھا

جای دھور ہر ترجھا ٹھاڑھا
کہ جا کر دھورا ہر کے نیچے کھڑا ہو گیا

کِمت وہ آسی جھرو کھے جھانکی
کسطرح اُنہوں نے مجھے جھروکے سے جھانکا

نین گرنگین چیتون بانکی
جسکی ہرن کی سی خوشنما آنکھیں تھیں اور نیلکی چیتون

بہنسی سیس ترئیں جن پری
اُس چاند کا ہنسنا تھا کہ ستارے ٹوٹ پڑے

کی سورین چھٹیں پھلجھری
یا کہ رات میں پھلجھڑیاں چھوٹیں

چمک بیج جس بھادوں رینی
جس طرح بھادوں کی رات میں بجلی چمکتی ہے اسطرح چمکی

جگت دسٹ بھریں اُٹھ نینی
اب تمام عالم نظروں میں جگنو کی طرح معلوم ہونے لگے

کام کٹا چھہ دسٹ بکھہ بسا
غمزۂ ناز کی نظریں زہر آلود تھیں

ناگن الک پلک مہنہ ڈسا
زلفوں نے مثل ناگن کے ایک پلک میں مجھے ڈس لیا

بھونہہ دھنکھہ پل کابر بوڑی
ابرو مثل کمان کے اور کاجل میں ڈوبی ہوئی پلکیں تیر تھیں ۔ وہ تیر انداز بنی اور میں نشانے کی چڑیا

وہ بھئی دھانک ہوں بھاؤری

مار چلی مارت ہو ہنسا
وہ مجھے مار کر ہنستی ہوئی چلی گئی

پاچھے ناگ رہا ہوں ڈسا
اُس کی چوٹی نے مثل سانپ کے مجھے ڈس لیا

دوہا

کال گھال پاچھے رکھا گرڑ نہ منتر کوی
اُس نے اپنی پشت پر موت پال رکھی ہے جسکے لئے کوئی گرڑ یا منتر وغیرہ کام نہیں دیتا ۔ وہ میرے پیٹ میں آکر بیٹھ گیا اب روکر کس کو پکاروں

مورے پیٹ وہ بیٹھا کاسوں پکاروں روی

بینی چھورِ جھارِ جو کیسا
چوٹی کھول کر جب وہ بالوں کو جھاڑتی ہے

رین ہوی جگ دیپک لیسا
تو لوگ رات سمجھکر چراغ جلاتے ہیں

سکپکا ہنہ بکھہ بھرے پسارے
گویا زہر آلودہ وہ بال پھیلے ہوئے ہل رہے ہیں

لہر بھرے لہکہنہ اتِ کالے
بہت ہی سیاہ وہ بال مثل سانپ کے لہرا رہے ہیں

لُرہنہ مرہنہ جن مانہنہ کیلی
لوٹتے ہیں اور مرتے ہیں گویا آپس میں کھیل کر رہے ہیں

ناگ چڑھے مالتِ کے بیلی
جیسے گل مالتی کی بیل پر سانپ چڑھے ہوں

چنور ڈھرت آچھے چہنہ پاپا
اور چاروں طرف گویا چنور ڈھل رہے

سرئنت بسہر پرے بھئیں بارا
اُسکے بال مثل زہریلے سانپ کے سر سے زمین تک لوٹ رہے ہیں ۔ جس سے تمام عالم تاریک ہو رہا ہے

سگروں دیس بھیو اندھیارا

جانہنہ لوٹنہ چڑھے بھونگا
وہ بال گویا درخت صندل پر چڑھے ہوئے سانپ ہیں

بیدھے باس ملیگر انگا
گویا صندل ملیگر کی خوشبو سے وہ بندھ گئے ہیں

لہریں دیئی جنہنہ کالندی
بال مثل جمنا کے لہرا رہے ہیں

پھر پھر بھنور ہوی چت بندی
اور گرداب کی مانند بھنور لگا کر دل کو گرفتار کرتے ہیں

بھنورنہ آڑھنہ جو لُبدھے باسا
تو بھی خوشبو کے متوالے بھنورے اُڑتے نہیں

دوہا

ہوی اندھیار بیج کھن لوپے جہہ چیر کہہ چھاپ
وہ نازنین جسوقت دوپٹے سے چہرہ ڈھک لیتی ہے اُسوقت گویا آسمان میں بجلی چھپ گئی اور اندھیرا ہو گیا ۔ مثل ناگ کے اُن بالوں کو جسنے دیکھا ہے اُنکی یاد کرنے سے دل کانپ اٹھتا ہے

کیس ناگ کت دیکھہ میں سنور سنور جیہ کانپ

مانگ جو ماتِک سیندُر رکھا
جواہرات سے بھری مانگ میں جو سیندور کے خطوط ہیں

جن بسنت را تا جگ دیکھا
اُس سے تمام عالم فصل بہار کی مانند سرخ دکھائی دیتا ہے

اور چ چیتر بچتر سنواری
مانگ کی دونوں جانب بالوں کو سنوار کر شاطرہ درست کیا ۔ اور بالوں کو رنگ برنگ سجایا

کے پترا ول پاٹی پاری

بھئے اُریہہ پھُپ سب نا ما
ہر قسم کے پھول بالوں میں آراستہ کئے
سیندُر ریکھہ سوہ اوپر راتی
مانگ میں سیندُر کی لکیر ایسی خوشنما معلوم ہوتی ہے

جن بگ بکھر رہے گھن سا ما
گویا سیاہ بادل میں بگلے بکھر رہے ہیں
بیر بہوٹنھہ کے جس پانتی
جس طرح بیر بہوٹی کی قطار رینگتی ہو
بھور سانجھہ رب ہوی جو لاتا
صبح اور شام آفتاب جو سرخ رہتا ہے

جمنا مانجھہ سرستی منگا
مانگ جیسے جمنا کے درمیان سرسوتی ہو
بل دیوتا بھے دیکھہ سیندورو
سیندور کی زیبایش دیکھکر دیوتا قربان ہو گئے
اوہ ریکھارا تا ہوی گاتا
وہ اُسی سیندور سے سرخ ہو گیا ہے

دُہنہ دِس رہی ترنگن گنگا
اور پٹیاں دونوں جانب شمل گنگا کے لہریں دیتی ہیں
پوجے مانگ بھورا اُٹھہ سورو
اور آفتاب صبح اُٹھکر روزانہ اسکی پوجا کرتا ہے

دوہا

بینی کاری پھُپ لیئی نکسی جمنا آسی
سیاہ چوٹی گویا پھول کنول کو لیکر جمنا میں آنکلی

پوج اندر آنند سوں سیندُر سیس چڑھای
بہشت کے راجا اندر نے گویا بخوشی مانگ کی پوجا کرکے اسمیں سیندور ملا

دوج للاٹ ادھک منیارا
مثل ہلال پیشانی نہایت خوبصورت ہے
سیس جو ہوی نہنہ سر وہ چھاجے
چاند اُسکا مقابلہ کرکے فخیاب نہیں ہوتا
سیس پر کروت سارا رہو
گویا چاند پر خسوف آرہ لیکر بیٹھا ہے

سنکر دیکھہ ماتھہ تہنہ دھارا
مہادیو جی نے اُسے دیکھکر سجدہ کیا
ہوی سوا ماوس چھپ من لاجے
تو وہ نادم ہو کر اماوس رات کی تاریکی میں جا چھپتا ہے
ٹھنتھہ بھرا دیکھہ بڑدا ہو
یا ستارے ہر چہار طرف سے چاند کو جلا رہے ہیں
سری جو رتن مانگ بیٹھارا
سر کی مانگ میں جواہرات کا ٹیکا لگا یا

یہ نرت دوج جگت سب دیسا
تمام عالم ہمیشہ دہی ہلال کھینے کا خواہاں رہتا ہے
جگت جوہارے دیئی اسیسا
دنیا اُسے سر جھکاتی اور دعا دیتی ہے
تلک سنوار جو تنی رچی
نقشہ سجا کر اُس کے گرد جو ستارے زیور آراستہ کئے
دوج کا مانجھہ جانہہ کچھی
توگویا دوج چاند کے گرد حفظ قریا فریب ہو
دسٹ جو کرے ہوی تیہ جوتی
پیشانی کی روشنی سے دوسری چیز نکو روشنی حاصل ہوتی ہے جو اُسپر نظر ڈالتا ہے وہ اُسی روشنی میں محو ہو جاتا ہے
جانہہ گگن ٹوٹ نس تارا
تو معلوم ہوا کہ رات میں آسمان سے ستارا ٹوٹا

دوہا

نس اوسور جو نرمل تیہ للاٹ کے اوپ
چاند اور سورج جو روشن ہیں وہ اس کی پیشانی کی روشنی سے روشن ہیں
نس دن دمرتہ یو جہنہ پُن پُن ہو ہنہ الوپ
وہ دونوں رات دن جب اسکی پیشانی تک نہیں پہونچ پاتے تو عاجز ہو کر خاموش ہو جایا کرتے ہیں

بھونہیں سام دھنک جن چڑھا
سیاہ ابرو مثل کمان کے چڑھی رہتی ہیں
جاسہنہ ہیر جای سوں مارا
جس کو دیکھتی ہے وہی مجروح ہو جاتا ہے

بیجھ کرے مانس کہنہ کڑھا
گویا انسان کا شکار کرنے کو یہ کمان بنائی گئی ہے
اگر ور ٹرہنہ بھونہنہ جو ٹارا
ابرو کی حرکت سے بہادر جنبش میں آجاتے ہیں

چندک موٹھہ دھنک وہ تانا
قبضہ ہاتھی اور ابرو کمان کو کھینچے ہوئے
سیت بندھہ جیئی دھنکھہ رارا
سیت بندھہ کے پل کو جس قوس نے یاد کیا تھا

کاجر بنج بُرن بکھہ بانا
کاجل مثل ڈوری کمان اور بھوئیں ہر ملی تیر کے مانند
اُہو دھنکھہ بھونہن سوں مارا
وہ بھی اُس کی ابرو کمان سے بار گیا

ہارا دھنکھ جو بید ھارا ہو	اور دھنکھ کوی گنے نہ کاہو	کٹ سو دھنکھ میں بھونہن دیکھا	لاگ بان تنھہ آو نہ لیکھا
جس ارجن کی کمان نے رو ہو کا نشانا بنایا وہ بھی ہار گیا۔ پھر دوسری کمانوں کی کیا حقیقت ہے		کتنی ہی کمانوں کی طاقت میں نے بکے لڑ میں دیکھی۔ جو اُسکے تیر کا نشانا بنا بس اسکی عمر ختم ہو گئی	
	تنھہ بانھہ جھانجھر بھا ہیا		جو اس مارا کیسے جیا
	اُن تیروں سے کلیجہ چھلنی ہو گیا		جو اس طرح مارا گیا ہو وہ کیسے زندہ رہ سکتا ہے
دوہا	سوت سوت تن بید ھا روؤں سب دیہہ		نس نس مہنہ تے سالہنہ پاڑ ہاڑ بھے بیہہ
	جسم کے تمام مسامات اور روئیں روئیں میں وہ تیر پیوست ہو گئے		اور رگ رگ میں گھس کر سوزش دیتے ہوئے بڑی بڑی کو چھیڑ ڈالا
نین چیتر بیہہ روپ چیتیرا	کنول پتر پر مدھکر پھیرا	سمد ترنگ اٹھہنہ جن راتے	ڈولہنہ او گھو مہنہ رسماتے
اس صورت پر آنکھیں مانند تصویر کے منقش ہوئیں	گویا گل کنول پر بھنورے پھر رہے ہیں	گویا خوش ہو کر سمندر لہریں لے رہا ہو	اور گویا مدہوش ہو کر جنبش میں آگر گردش کرتی ہوں
سر دچند مہنہ کھنجن جوری	پھر پھر لرے بہور بہوری	چپل پلول ڈول اُنھہ لاگے	تھر نہ رہے چنچل بیراگے
گویا ایام سرما کے چودھویں چاند میں مورے کا جوڑا	بار بار پھر پھر کر لڑ رہا ہو	وہ چست اور چالاک آنکھیں کبھی قرار نہیں پاتیں	اس طرح چنچل جیسے دیوانا فقیر قرار نہیں پکڑتا
نرکھ اگھا ہنہ نہ ہتیا ہتے	پھر پھر سرو نھہ لاگہنہ تے	انگ سیت مکھ سام سواہی	ترچھے چلہنہ سودھہ نہ ہوہیں
محض یکبارگی سے جان ہلاک کر کے کبھی چھوڑتی نہیں ہوتیں	بار بار کانوں کے نزدیک لگ کر مشورہ لیتی ہیں	اُنکا جسم سفید اور منھ سیاہ	ہمیشہ ترچھی چال چلتیں کبھی سیدھی نہیں ہوتیں
	سُر نر گندھرب لال کراہیں	اُلٹھے چلہنہ سرگ کہنہ جاہیں	
	دیوتا انسان اور گندھرب انکی خواہش کرتے ہیں	جو اُلٹی چال چلکر آسمان جا پہونچے ہیں	
دوہا	اس وے نین چکر دوی بھنور سمد او لتھا ہنہ	جن جیو گھال ہنڈولہ لیئی آو ہنہ لیئی جاہنہ	
	اس طرح وہ دونوں آنکھیں مثل بھنورے کے گردش کرتی ہیں مانند گرداب سمندر کے	گویا انسان کو ہنڈولے میں کھلکر کبھی نیچے لاتیں اور کبھی اوپر لیجاتیں	
ناسک کھڑگ ہرا دھن کیرو	جوگ سنگار جتا او بیرو	سس منہ سو نہنہ کھڑگ دیئی ما	راون سوں چاہے سنگرا ما
ناک کی خوبصورتی نے تلوار اور طوطے کو ہرا دیا	اور سنگار کر کے بڑے بڑے بہادر دیو تک کو شکست دی	وہ ماہرو جاذر کے منہ پر گویا تلوار چلاتی ہے	راون جیسے بہادر سے جنگ کرنا چاہتی ہے
دُہنہ سمدر رہنہ جن بیچ نیرو	سیت بندھہ باندھار گھیرو	تل کے پھپھ اس ناسک تاسو	اوسگندھہ دیہی بدھہ باسو
گویا دو سمندروں کے درمیان نہر نکالی گئی ہے	اور گویا اندر نے سمندر پر پل باندھا	اُسکی ناک کی لطافت و مشابہت مثل گل کنجد کے ہے	ساتھ ہی خدا نے وہ خوشبو بھی عطا فرمائی ہے
ہیرا پھول پہرے اجیارا	جنہنہ سُرو سس سوہل تارا	سوہل چاہ پھول وہ اونچا	دھاو ہنہ نکھت نجای پہونچا
تکملہ ہیرا من الماس کا پھول روشن ہے	جیسے موسم سرما کی چاندنی میں سہیل ستارہ	بلکہ سہیل ستارہ سے بھی وہ پھول بلند ہے	تمام ستارے دوڑتے ہیں کہ اُسے پکڑیں لیکن پہونچ نہیں سکتے

بنجنوں کیس پھول وہ گڑھا
سلوم نہیں بکیسر کا پھول کسطرح گڑھا گیا ہے

بگسِ پھول سب جا ہمہنہ چڑھا
کہ دنیا کے سب پھول شگفتہ ہو کر اُس پر نثار ہیں

دوہا

اس وہ پھول سُباست بھیونا سِکا بندھا
جیت پھول وہ ہر کہنہ تھہ کہنہ ہوئی سگندھ

اُس پھول کی خوشبو ایسی مرغوب ہوئی کہ وہ ناک کا قیدی بن گیا
جو پھول اُس کے نزدیک جاتا ہے اُس میں بھی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے

ادھر سُرنگ پان اس کھینے
خوش رنگ لب مثل پان کے نازک

راتے رنگ امیہ رس بھینے
رنگیلے اور آبحیات سے لبریز

مانِک ادھر دسن جن ہیرا
لب مسل ہونگے کے اور دانت مثل الماس کے

نین رسال کھانڑ مکھہ ہیرا
شیریں سخن منہ میں پان کے بیڑے رہتے

ڈھارے رسہہ رسہہ رس گیلی
وہ رسیلی رس سے بھری ہوئی رس ڈھالتی رہتی

رکت بھری اوسُرنگ رنگیلی
وہ رنگیلی پان کی سرخی سے نہایت خوش رنگ تھی

الک بھونگن ادھرا کھا
سیاہ زلفیں مثل ناگن کے لبوں کی حفاظت کرتی تھیں

آچھہنہ بھجے تنبول سوں راتے
پان کی لالی لبوں پر نہایت مزہب تھی

کاڑھے ادھر ڈابھہ جم چیرا
لب گویا آتش سے چیر کر نہایت باریکی سے نکالے گئے

جن پر بھات رات پے دیکھا
گویا صبح آفتاب کی سُرخی کنول پر پڑ رہی ہے

سگے جو ناگن سورس چاکھا
اُن ناگنی زلفوں کو جو پکڑے رہتی ہے ابر بھاگ نہیں سکتا

جن گلال دیسہنہ بہنسانے
اُس کی ہنسی مثل گلال کے نظر آتی

رُہر چوے جو کھا نڑے بیرا
پان چباتی تو معلوم ہوتا کہ مونگ رہا ہے

بگسے بدن کنول جن دیکھا
بشاش ہو مثل گل کنول کے نظر آرہا تھا

دوہا

ادھرا دھر رس پریم کرا لک بھونگن بیچ
تب انبرت رس پاوے جب ناگن گہہ کھینچ

لبوں میں محبت کا رس بھرا ہے جو زلف ناگنوں کے بیچ میں ہے
آبحیات کا رس تبھی پا سکتا ہے جب ناگنوں کو پکڑ کر کھینچے

دسن سام پانہہ رنگ پاکے
مسی سے سیاہ دانتوں میں پان کی رنگت نہایت خوشنما گویا شگفتہ کنول میں بھنورے مزہب ہیں

بگسے کنول مانہہ اِل تاکے
منہ میں کچھ ایسی چمک تھی

چمکہنہ چوک بہنس جوناری
جس طرح چوک میں ناریوں کے چلتے دانت اسطرح چمکتے ہیں

بیچ چمک جس نس اندھیاری
جیسے اندھیری رات میں بجلی کوندتی ہے

کیئی سو گڑھے اس دسن امولا
ایسے بیش قیمت دانتوں کو کس نے بنایا

مارے بیچ بہنس جو بولا
کہ جس سے ہنسکر بولے اُسے بجلی مار جائے

ایس چمک مکھہ بھیتر ہوئی
منہ میں کچھ ایسی چمک تھی

سیت سام اس چمکت دیٹھی
سفید اور سیاہ دانتوں کی چمک ایسی معلوم ہوتی ہے

رتن بھیج رس رنگ بھے سامہا
اسی رس رنگ میں بھیگ کر قلم میں فوٹو رنگ بنا

لیئی گئی جوت نین بھے ہینے
کہ تمام آب و تاب و بینائی زائل ہو گئی

جن داریوں اوسام مکوئی
گویا انار کے دانوں میں کوہ سیاہ کی زیبائش

نیلم ہیرک پانت بیٹھی
گویا نیلم میں الماس کی قطار مزیب ہے

اوہی چھاج پدارتھ نامہا
وہ جواہرات اعلا اُسی کو معدن ہے

دوہا

دسن جوتِ ہوی نین مگ ہردے مانجھ پیٹھ
دانتوں کی شعاعیں بینائی کی راہ سے دل میں گھس گئیں

پرگٹ جگ اندھیار جن گپت اوہ مین دیٹھ
گویا ظاہر میں دنیا تاریک ہے لیکن باطن میں اُسی روشنی سے وہی دکھلائی پڑی

رسنا سُنہہ جو کہہ رس باتا
اُسکی شیریں زبان سے جو رسیلی باتیں سنائی پڑیں

کوکل بین سُنت من راتا
تو کوئل سی آواز پر دل فریفتہ ہوا

انبرت کونپ جیبھ جن لائی
زبان گویا درخت آبجیات کی کونپل ہو۔ پان اور پھول کے مانند اُس کی باتیں سہاونی معلوم ہوتی ہیں

پان پھول اس بات سُہائی

چانک بین سُنت ہوی ساتی
اُس کی باتیں سنکر پیچھے کو دیکھی ہوتی ہے

سُنتے سو برے پریم مدھ ماتی
اُس کی باتوں سے ہمزو بشر محبت کا دریا بہا جاتا ہے

برو اسو کھہ پاؤ جس نیرو
جس طرح سوکھتے ہوئے درخت کو پانی ملجائے

سُنت بین تس پلہہ سریرو
اُسی طرح اُس کی باتیں سنکر جسم سرسبز ہوجاتا ہے

بول سیوات بوند جن پریں
اُسکی باتیں مثل قطرۂ آب نیساں کے ہیں

سرون سیپ مُکھ موتی ہریں
جو سیپ کے مانند کانوں میں پڑکر موتی بنجاتی ہیں

دھن وے بین جو پرانی دھارو
زہے اُسکی باتیں جو زندگی کی پناہ ہیں

بھوکھے سرو نہہ ویہنہ اہارو
اور جو بھوکے کانوں کو خوراک دیکر آسودہ کرتی ہیں

اُٹھہ بینٹھہ کے کاہِ نہ آسا
اُس کی باتوں کا طلبگار کون نہیں

موہہ نہ مرگ بین بسواسا
جس کی آواز کو بین سمجھکر ہرن فریفتہ ہوجاتے ہیں

دوہا

کنٹھہ سارد اموہے جیبھہ سُرستی کاہ
اُسکی خوش گلوئی پر سا رداد دیوی اور زبان پر سرسوتی دیوی فریفتہ ہے

اندر چندر برہ دیوتا سبے جگت مُکھ چاہ
بہشت کا راجا چاند۔ سورج دیوتا اور تمام عالم اُسکا منہ دیکھا کرتے ہیں

سرون سُنہہ جو کندن سیپی
کانوں کی خوبصورتی سُنو گویا کندن کی سیپ ہیں

پہرے کُنڈل سنگھلدیپی
جن میں سنگھلدیپ کے حلقے پڑے ہیں

چاند سُرج دُہنہ دِس چمکاہیں
دونوں جانب حلقے چاند اور سورج کی مانند روشن ہیں

نکھتہ بھرے نرکھہ نہنہ جاہیں

کھن کھن کرہنہ بیہ اس کانپا
وہ حلقے دسہم مانند بجلی کے کوندتے رہتے ہیں

انبر مگھہ رہنہ نہ جھانپا
گھونگھٹ و زلفوں میں پوشیدہ نہیں رہتے

سوک سنیچر دُہنہ دس متے
گویا دونوں جانب زہرہ اور سنیچر مزین ہیں

ہوہنہ تنا رنہ سرونہہ مُنتے

کانپت رہنہ بول جو بیتا
وہ کانپنے لگتے ہیں جب وہ گفتگو کرتی ہے

سرونہہ جو لاگہنہ پھر نینا
اور آنکھیں پھیرتی تو گویا وہ کانوں سے جا لگتیں

جس جس بات سکھن سیوں سُنا
جیسے جیسے وہ سہیلیوں سے باتیں سنتی

کھونٹ دوؤ اس دِکہنہ کھونٹی
دونوں جانب کان کے زیور کھونٹ دیکھے ہیں

جنہہ پرے کیچپچا ٹوٹی
گویا عقد ثریا ٹوٹ پڑی

دوہا

بید پُران گرنتھہ جت سرون سُنت سکھ لیہہ
بید پُران اور تمام مذہبی کتابیں سُنکر وہ فوراً اُنھیں یاد کرلیتی ہے

تا دبنو دراگ رس بندھک سرون اوہ بدھ جو دیہہ
گانے باجے۔ تعریف رس رنگ ترانے وغیرہ گویا خدا نے اُنھیں کانوں کو بخشا

کنول کپول اوہِ اس چھاجے
رخسارے مانند کنول کے سرخ اُسی کو سنوارا ہے

اور نہ کاہُ دیو اس ساجے
خدا نے اور کسی رخسارے ایسے خوشنما نہیں بنائے

بُہپ پنک رس امیہ سنوارے
گلِ نصفر سے رنگیں پیلے آبیات سے بھرے

بُنِ کپول بائیں تل پرا
پھر بائیں رخسارے پر سیاہ تل کا نشان

سوتِل بِرہ چنگ کے کرا
وہ تل گویا آتش فراق کی چنگاری ہے

سُرنگ گیند نارنگ تنارے
بظاہر گیند خوشرنگ نارنگی کے مانند سرخ

جانہہ بھنورا گل کنول پر ٹوٹا
گویا بھنورا گل کنول پر ٹوٹا

جیو دیہہ اودے نہ چھوٹا
اور اُسپر قربان ہو گیا لیکن تو بھی اُسے نہ پا سکا

بائیں دسٹ کاہ جِن ہوئی
خدا نہ کرے کسی کی نگاہ بائیں رخسارے پر پڑے

جو تِل دیکھہ جاہی جر سوئی
جو اُس تل کو دیکھتا ہے وہی جل جاتا ہے

اور نہ سوجھے سو تل چھانڑی
اُس تل کو چھوڑ کر اور کچھ سوجھتا نہیں

تیہہ پر ایک من جری ڈولا
جواہر اُسے گوندھی ہوئی زلفیں اُسپر کھڑی ہیں

دیکھت تِل نینہہ گا گاڑی
نظر پڑتے ہی وہ تل نظروں میں گڑ گیا

چھوے سو ناگن سُرنگ کپولا
گویا خوش رنگ رخسارے کو ناگن لپٹی ہے

دوہا

رچھا کرے میور وہ ناگھہ نہ ہیہ پر لوٹ
طاؤسی گلا رکھوالی کرتا ہے کہ وہ ناگنیں کہیں سینے پر نہ پہونچ جاویں

گہہ رے جگ کو چھوی سکے دوی پہار کے اوٹ
جسنے تمام زمانے کو گرفتار کر لیا اُسے کون بچا سکتا ہے جو دو پہاڑوں کی آڑ میں ہے

گیو میور کیر جس ٹھاڑھی
گلا مانند طاؤس کے نہایت چست

کُنڈے پھیر کُنڈیرے کاڑھی
گویا کھیر ادی نے کھراد پر چڑھا کر اُسے گڑھا ہے

گھرِن پریوا گیو اُٹھاوا
گرہ باز کبوتر نے گویا اپنے گلے کو حرکت دی

چہے بول تجو رُتناوا
اور مرغ گویا اپنی آواز سنانا چاہتا ہے

بُن تیہہ ٹھاؤں پری تر دیکھا
پھر اس گلے میں تین خط نہایت نیرے رہے ہیں

تیئی سوی ٹھاؤں ہی جو دیکھا
جسنے اُسے دیکھا وہ اُسی مقام پر پہنچا بکا رہ گیا

دھنِ وہ گیو کا برنوں کرا
زہے وہ گلا اُس کے حسن کی کیا تعریف کروں

کنچن تار سوہ گیو بھرا
طلائی تاروں سے بھرا وہ گلا نہایت بھلا معلوم ہوتا ہے

بانگ ترنگ جنہہ گہہ پرا
تیز گھوڑے کی گویا لگام کھینچ لی گئی ہے

گیو سُراہی کے اس بھئی
صراحی کا گلا اسی گلے کی نقل ہے

امی پیالا کارن ٹھئی
پیالے میں آبحیات بھرنے کو گویا جھک گئی ہے

سُرج کرن ہوت گیو نرملی
گلے کی صفائی ورد شنی آفتاب کی شعاعوں سے بھی زیادہ ہو گئی ہے

دیکھے بیگ جات ہیہ چلی
جو نگاہیں پڑتے ہی اُسکا حسن ملیں بہا لے جاتی ہے

ساج کنول تیہہ اوپر دھرا
گویا اُن تاروں پر کنول کا پھول آراستہ ہے

دوہا

ناگن چڑھی کنول پر چڑھہ کے بیٹھہ کمنٹھہ
زلفیں مثل ناگن کے گویا کنول پر چڑھ کر کچھوے کی پیٹھ پر بیٹھی ہے

کر پسار جو کال کہنہ سو لاگے اوہِ کنٹھہ
جو موت کا مقابلہ کرے وہ اُس کے گلے لگے

کنک دنڈ بھج بنی کلائی
اُسکی بانہیں سونے کی ڈنڈی اور خوبصورت کلائی

ڈانڑی کنول پھیر جن لائی
ڈنڈی کو پھیر کر گویا کنول لگائے گئے ہیں

جانہہ میل کنول پونھاری
گویا کنول میں کنول کی ڈنڈی مرتب ہے

چندن کھامبہہ بھجا سنواری
بانہیں گویا صندل کے ستون ہیں آراستہ کئے گئے ہیں

تیہ ڈانڑی سنگ کنول ہتھوری
اُس ڈنڈی میں ہتھیلی مثل گل کنول کے
کرپلو جو ہتھو رکھہ ساتھا
انگلیوں نے جو ہتھیلیوں کا ساتھ دیا

ایک کنول کے دونو جوری
دونوں ہتھیلیاں باہم مشابہت رکھتی ہیں
وے سب رکت بھرے تیہ ہاتھا
تو وہ انھیں کے سرخ رنگ میں رنگ گئیں
کنک انگوٹھی اونگ جری
اول تو سونے کی انگوٹھی دوم قیمتی نگینے سے بھری

سمجھہ جانہہ میہندی رچی
ہتھیلیوں میں گویا قدرتاً مہندی رچی ہوئی ہے
دیکھت ہیا کاڑھہ جن لیئی
دیکھتے ہی کلیجہ نکال لیتی ہیں
وہ ہتیار نکھتن بھری
ستاروں سے بھری ہوئی وہ تو جان مارنے والی تھی

اُنگتا ہل لینھے جن گھنگچی
جواہرات نکتاہل نے گویا گھونگھچی لے کر بھری ہے
ہیا کاڑھہ کے جای ندیئی
اور کلیجہ نکال کر پھر واپس نہیں کرتیں

دوہا

جیسی بھجا کلائی تیہ بدھہ جای نہ بھاکھہ
ہیسی اُس کی باہیں اور کلائی تھیں ویسی تعریف انکی نہیں ہو سکتی
کنگن ہاتھہ ہوی جہنہ تہنہ درپن کا ساکھہ
جس کے ہاتھہ میں کنگن ہو اُسے آئینے کی کیا ضرورت ہے؟

ہیا تھا رکچ کنک کچورا
سینہ کے تھال میں گویا طلائی کٹورے رکھے ہیں
جانہہ دوؤ لٹو ایک ساتھا
گویا دونوں لٹو ایک ساتھ نمودار ہوئے
روما ولی اوپر لٹ گھوما
ملائم روئیں جنیں بھانوریں پڑی ہوئی ہیں

جانہہ دوؤ دوسری پھل جورا
اور گویا دوہرے پھل جوڑ کر رکھے ہیں
جگ بھا لٹو چڑھے نہہ ہاتھا
تمام عالم فریفتہ ہو کر بے بس ہو گیا
جانہہ دوؤ سام اور روما
گویا ملک شام اور روم کجا ہیں
بان پگار اُٹھے کچ دوؤ
دونوں کہیں گویا تیروں کی چھاؤنی بنائی ہیں

ایک پاٹ وے دونو راجا
ایک ہی تخت پر وہ دونوں راجا بیٹھے ہیں
پاتر پیٹ آہ جن پوری
مثل پوری کے ملائم باریک شکم
الک بھونگن تیہ پر لوٹا
اُنپر زلفیں مثل ناگن کے لوٹتی ہیں
ناگھہ سر نھہ اُٹھہ پاؤنہ کوؤ
جن کو پار کئے بغیر کوئی راستہ نہیں پا سکتا

سام چھتر دونہہ سر چھاجا
اُن کے سروں پر سیاہ چھتر سجے ہیں
پان اُدھار پھول اس پھوری
پان اور پھول کی طرح خستگی اور شادابی
ہیہ گھر ایک کھیل دوی گوٹا
دل کا خانہ ایک ہے اور کھیل کی گوٹیاں دو

دوہا

کیسہہ نوہہ نہ نائے جوبن گرب اُٹھان
سر دور جوانی کے زعم میں بھرے پستان کسی طرح جھکائے نہیں جھکتے
جو پہلے کر لاوے سو پاچھے رت مان
پہلے جو نہ قبضہ کرے وہی پھر مباشرت کا لطف حاصل کر سکتا ہے

بھر نگ لنک جن مانجھہ نہ لاگا
کمر مثل زیرو کے گویا درمیان میں کچھ لگاؤ ہی نہیں ہے
دوی کھنڈ نلن مانجھہ جن تاگا
گویا کنول کے دو ٹکڑے ڈنڈی کے درمیان تاگا ہو
جہنہ چلی من بھا پچھتاؤ
جب وہ پھر کر چلی تو دل میں سخت پچھتاوا ہوا

ابھوں دسٹ لاگ اوٹھاؤں
ابھی اُسی جگہ نگاہیں لگی ہوئی ہیں
جب پھر چلی دیکھہ میں پاچھے
جب وہ پھر کر چلی تو میں نے پیچھے سے دیکھا
اچھری لاج چھپیں گت اہیں
اُسکی رفتار دیکھکر حوریں شرما کر چھپ گئیں

اچھری اندر لوک جن کاچھے
اب بھی اُسی جگہ نگاہیں لگی ہوئی ہیں
بھکیں الوپنے پرگٹ ہوہیں
وہ ایسی پوشیدہ ہوئیں کہ ظاہر نہیں ہوئیں

ہنس لجای مانسر کھیلے
ہنس نادم ہوکر مان سرودر کو چلے گئے

ہستی لاج دھور سر میلے
ہاتھی شرمندہ ہوکر اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا

جگت بہت تیہ دیکھی مہوں
دنیا میں میں نے بہت سی عورتیں حسین دیکھیں

اودے ہت اس نارنہ کہوں
لیکن مشرق سے مغرب تک ایسی نازنین کہیں نظر نہ آئی

مہہ منڈل تو ایس نہ کوئی
تمام روئے زمین پر تو ایسی حسین کوئی نہیں ہے

برہم منڈل جو ہوی تو ہوئی
البتہ اگر بہشت میں ہو تو ہو

دوہا

برنوں نار جہاں لگ دست جھروکھے آسی
جو نازنین جھروکھے پر نظر آئی اُس کی تعریف جہاں تک کیجائے تھوڑی ہے

اور جو ہی اوسٹ دھن سو کچھ برن نجای
اور جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تو اب کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا

کادھن کہوں جیس سکمارا
وہ نازنین جیسی نازک ہے اُسکی کیا تعریف کروں

پھول کے چھئے ہوی بیکرارا
پھول چھو جانے سے بھی وہ بیقرار ہو جاتی ہے

پھول سموچے رہے جو پاوا
اگر اُنمیں کوئی پھول سما چا رہ جاتا ہے

بیاکل ہوی نیند نہ نہ آوا
تو تمام رات بیچین ہو کر بے خوابی میں بسر کرتی ہے

نس پانکھہ کے کاڑھنہ ہیری
پان کی نسوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالا جاتا ہے

ادھر نہ گڑے پھانس اوہ کیری
تاکہ لبوں میں اُس کی پھانس نہ گڑ جائے

پالنگ پانوں کہ آچھے پاٹا
اُسکے پاؤں پلنگ پر رہتے ہیں یا تخت پر

پکھری کاڑھنہ پھولن سنتی
پھولوں سے پنکھڑیاں نکالی جاتی ہیں

سوئی ڈاسہنہ سو نہ پیستی
اور اُنھیں کا بچھونا اور چادر استعمال ہوتی ہے

سے نہ کھیر کھانڑا وگھیو
وہ نازنین دودھ شکر اور گھی کو بھی ہضم نہیں کر سکتی

پان ادھار رہے تن جیو
محض پان کھا کر زندہ رہتی ہے

مکرک تار تیہ کر چیرو
اُسکے کپڑے مکڑی کے جالے سے زیادہ باریک ملائم ہوتے ہیں لیکن وہ بھی پہننے سے اُسکا بدن چھل جاتا ہے

سو پہرے چھر جای سریرو
نیست بچھاو چلے جو باٹا
اور چلنے پر راہ میں پھول بچھائی جاتی ہے

دوہا

گھال نین اوہ راکھیہ پل نہنہ یہ کیجے اوٹ
اُسے نظروں میں رکھنا چاہیے ایک لمحہ کو بھی نگاہوں سے اوجھل ہونیکے قابل نہیں ہے

پیمک لبدھا پاوا وہ کاہ سو بڑ کا چھوٹ
عشق کا دیوانا ہی اُسے پا سکتا ہے جا ہے امیر ہو یا غریب

جورا گھو دھن برن سنائی
راگھو چیتن نے جو پدماوت کے حسن کی تعریف کی

سنا ساہ گئی مرچھا آئی
تو سکر یا دشاہ (علاؤالدین) کو غش آگیا

جن مورت وہ پرگٹ بھئی
گویا اسکی شکل بعینہ ظاہر ہوئی

درس دکھای ماہنہ چھپ گئی
اور اپنا جمال دکھلا کر اُسکے دل میں چھپ گئی

جو جو مندر پدمن لیکھی
محل میں جن جن رانیوں کو پدمنی سمجھ رکھا تھا جب کنول پدماوت کی تعریف سنی تو اُن سبکو نیلو فر سمجھنے لگا

سنا جو کنول کمد اس دیکھی
کنول چھانڑ چت اور نہ لاگا
کنول کو چھوڑ کر اور کسی پر طبیعت مائل نہیں ہوتی

ہوی مالت دھن چت پیٹھی
وہ نازنین گل مالتی بنکر دلمیں بیٹھ گئی

اور نہ کھت سو پوچھہ نہ باتا
کہ دوسرے ستاروں کی بات بھی نہ پوچھنا

من ہوی بھنور بھیو بیراگا
دل بھنورا بنکر اُسی کے فراق میں نوحہ گر ہو گیا

چاند کے رنگ برج جس راتا
سورج جانہ کے رنگ میں ایسا رنگ گیا

تب کہہ الاؤدین جاگ سو رو
عالم میں آفتاب کے مانند علاؤالدین خلجی رہ گیا

لیوں نار چتوڑ کے چورو
کہ چتوڑ گڑھ کو برباد کر کے پدماوت کو لے جائیگا

دوہا

جو وہ پدمنی مانسرال نہ ملن ہوی جات
اگر وہ پدمنی مانسرووَر تالاب میں ہے تو بھنورے کو ٹپردہ نہیں ہوتا چاہیئے

چتوڑ رہسنہ جو پدمنی پھیر اُہے کہہ بات
اے راگھو چیتن چتوڑ گڑھ میں جو پدمنی ہے اُس کا پھر ذکر کر

اے جگ سور کہوں تھپ ہاں
اے آفتاب جہاں باب عرض پرداز ہوں

اور پانچ نگ چتوڑ ماہاں
کہ پدمنی کے سوا چتوڑ گڑھ میں اور بھی پانچ چیزیں بیش قیمت ہیں

ایک ہنس ہے پنکھ امولا
اول تو ایک پرندہ بے بہا ہنس ہے

موتی چُنے پدارتھ بولا
جو موتی چگتا اور نہایت خوشگوار بولی بولتا ہے

دوسر نگ جو انیرت بسا
دوسری چیز آبمات ہے

سو بکھ ہرے ناگ کر ڈسا
وہ سانپ کاٹنے کے زہر کو دفع کر دیتا ہے

تیسر پاہن پرس پکھانا
تیسرے پارس پتھر ہے

لوہ چھُئے ہوی کنچن بانا
جس کے چھو جانے سے لوہا سونا بنجاتا ہے

چوتھ اہے سادورا ہیری
چوتھے ایک شکاری طیر ہے

جوبن ہستِ دھرے سب گھیری
جو جنگلی ہاتھیوں کو گھیر کر پکڑ لیتا ہے

راج پنکھ پیکھا گر جنا
پرندہ سیمرغ جس کا گرنا قابل شنید ہے

پانچوں نگ سو تہاں لاگنا
پانچویں ایک بہت بڑا شکار کرنے والا ہے

ہرن روجھ کوی بھاگ نہ انچا
ہرن و نیل گائے وغیرہ کوئی اُس سے بھاگ کر نہیں بچ سکتا شکار کو دیکھتے ہی مانند شکرے کے پرواز کرتا ہوا اُچک لیتا ہے

دیکھت اُڑے سچان ہوی ناچا

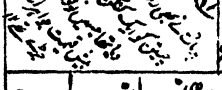

دوہا

نگ امول اس پانچو بھینٹ سمُد اوہِ دینھ
یہ پانچوں چیزیں بیش قیمت سمندر نے رتن سین کو نذر دی تھیں

اِسکندر جو نہ پاؤ اسو سائر دھنس لینھہ
حالانکہ یہ چیزیں سکندر کو بھی نہ نصیب ہوئیں جو سمندر میں بھی گھس گیا تھا

پان دینھہ راگھو پہرا وا
سلطان نے راگھو چیتن کو پان کا بیڑا دیا اور خلعت

دس گج ہست گھوڑ سو پاوا
اور دس ہاتھی اور سو گھوڑے دیئے

لاکھ دِنار دیوائی جیئوا
لاکھ دینار دیکر رخصت کیا گیا

دارِ دھرا سمُد کے سیوا
سمندر کی خدمت کرنے سے مہادیو جی خوش ہوئے

پہلے کر پانچوں نگ موٹھی
پہلے پانچوں بیش قیمت چیزیں قبضہ میں کر لونگا

سونگ لیوں جو کنک انگوٹھی
پھر وہ نگینہ لونگا جو طلائی انگشتری میں مرتب ہے

اوو سر کنگن کے جوری
اور اُس کنگن کی یہ دوسری جوڑی دیدی

ہوں جیہہ دوس پدمنی پاؤں
کہا کہ میں دن میں پدمنی کو پا جاؤں گا

دینھہ پتر لکھہ بیگ چلاوا
بہت جلد اُسے خط لکھکر دیا اور روانہ کیا

رتن لاکھ اوہ ہتس کوری
جسمیں لاکھ سونے چاندی کی اشرفیاں جواہرات جڑے تھے

سر جا بیر پُرکھہ بر یارو
ایک شخص مرجانا نامی جو ایک بہادر اور زبردست آدمی تھا

توہہ راگھو چیتُ بیٹھاوؤں
اے راگھو تجھے چتوڑ گڑھ کے تخت پر بٹھاؤں گا

چتوڑ گڑھ راجا پہنہ آوا
وہ سرجا چتوڑ گڑھ راجا رتن سین کے پاس آیا

تاجن ناگ سنگھہ اسوارو
جو شیر کی سواری کرتا اور سانپ کا چابک رکھتا

دوہا

راجے پتّر بنجا وا لکھی جو کرا انیگ
راجہ رتن سین نے خط پڑھوا کر سنا جو نہایت قابلیت سے لکھا گیا تھا

سنگھل کی جو پدمنی پٹھے دیہہ تہہ بیگ
کہ سنگھل دیپ کی پدمنی جو تمھارے یہاں ہے اُسے بہت جلد بھیجو

بادشاہ چڑھائی کھنڈ

سُن اس لکھا اُٹھا جیر راجا
اس طرح کا خط سن کر رتن سین غضبناک ہوا

جانو دیو تڑپ گھن گاجا
جیسے بجلی تڑپ کر بادل گرجتا ہے

کا مو ہنہ منگھہ دیکھاو سِ آئی
کہ کہ مجھے شیر دکھلا کر دھمکی کیا دیتا ہے

کہوں تو سار دول دھر کھائی
اگر حکم دے دوں تو اُسے ہمیر تک کھا جائے

بھلیہنہ ساہ پُہمی پت بھاری
یہ مانتا ہوں کہ سلطان تمام روئے زمین کا شہنشاہ ہے

مانگ نہ کوی پُرکھہ کے ناری
لیکن اُسے زیبا نہیں کہ کسی شخص کی بیوی کو طلب کرے

جو سو چکوے تا کہنہ راجو
جو سلطان ہے وہ اپنی سلطنت کا مالک ہے

مندر ایک کہنہ آپن ساجو
میرے پاس بھی اپنی حفاظت کرنے کا بھاری قلعہ ہے

اچھری جہاں اندر پے آوے
جہاں حور ہے وہاں اندر ہی جا سکتا ہے

اور نہ سُنے نہ دیکھے پاوے
دوسرے کی کیا مجال کہ وہ دیکھ بھی سکے

کنس راج جیتا جو کوپی
راجا کنس نے غصہ ور ہو کر جب سے راجاؤں کو قید کر لیا تھا

کا نھہ نہ دیہہ کاہ کہنہ کوپی
لیکن کنھیا نے کوپیوں کو کبھی نہیں دیا

کو مو ہنہ تیں اس سور ا یارا
مجھے زیادہ بہادر اس دنیا میں کون ہے

چڑھے سرگ کھس پیر پتارا
جو آسمان پر چڑھائی کر کے سخت الفاظ کہہ رہا ہے

دوہا

کا تو ہنہ جیو مراوُں سکت آن کے دوس
جہانگیر مگر دوسرے کے قصور پر تیری جان کیوں ماری جائے

جو نہنہ بجھے سمُدر جل سو بجھای کِت اوس
جو میری پیاس سمندر کے پانی سے نہ بجھ سکے گی تو اوس سے کیا بجھے گی

راجا اس نہ ہوہ رِس راتا
سرجانے کہا راجا غصہ میں سرخ لال پیلا ہو گیا

سُن ہوی جُوڑ نہ جر کہہ باتا
ٹھنڈے ہو کر سنئے غصہ سے بات نہ کیجئے

جو تو ہ بھار نہ اوہ لینا
جو بار تم پر ہے وہ کوئی دوسرا تو لیگا نہیں

پوچھہ کال اُتر ہے دینا
اس سوال کا جواب تمھیں کل دینا ہوگا

سورہ چڑھت نہ لاگہ بارا
آفتاب کو چڑھتے ہوئے دیر نہیں لگتی

تپے آگ جیہ سرگ پتارا
جس کی آگ سے عرش سے فرش تک جلنے لگتا ہے

دھنسے سُمیر سمُد گا پاتا
اُسکے سُمے سے کہ میرو دھنس جائے اور سمندر پٹ جائے

میں ہوں اہاں مرے کہنہ آوا
میں تو یہاں مرنے ہی کیلئے آیا ہوں

بادساہ کہنہ ایس نہ بولو
بادشاہ کو جواب میں ایسی بات نہ کہنی چاہیئے

پر بت اُڑہنہ سور پھونکے
اگر آفتاب کی پھونک سے پہاڑ اُڑنے لگتے ہیں

پُہمی ڈول سیس پھن بھاتا
زمین میں زلزلہ آجائے اور سیش ناگ کا پھن پھٹ جائے

بادساہ اس جان پٹھاوا
بادشاہ نے جان بوجھکر مجھے بھیجا ہے

چڑھے تو پرے جگت مہنہ بولو
اگر کہیں چڑھائی کر دے تو دنیا میں زلزلہ آجاوے

یہ گڑھ چھار ہوی ایک پھونکے
یہ قلعہ تو ایک پھونک میں خاک ہو سکتا ہے

سلہ بادشاہ نے سرداران سپاہ کے کہنے سے کہ اس وقت جنگ کرنا مناسب نہیں ہے صلح کا پیغام بھیجا تھا اور اس کے جواب میں یہ دوہا لکھا گیا تھا۔ مترجم

دوہا

تاسوں کون لرائی بیٹھہ چتوڑ کھاس
اُس بادشاہ سے لڑائی کیسی؟ خوشی سے چتوڑ کا راج کرتے رہو

اوپر لیہہ چندیری کا پدمنی ایک داس
اوپر سے علاقہ چندیری حاصل کرو ایک لونڈی پدمنی کیا چیز ہے

چوپے گھرن جای گھر کیری
راجا نے کہا اگر گھر کی بی بی ہاتھ سے چلی جائے

کاچتوڑ کا راج چندیری
تو چتوڑ اور چندیری کی سلطنت پر لعنت ہے

جیو نہ لیئی گھر کا رن کوئی
گھر کیلئے کوئی جان ہی کیوں نہ دے دے

سو گھر دیئی جو جوگی ہوئی
گھر وہی دے سکتا ہے جو فقیر بن جائے

ہوں رن تھنبھور کا راجا ہیمرو
میں رن تھنبھور کا راجا ہمیر ہوں

کلپ ماتھہ جیئی دیتھہ سر یرو
جسنے سر کاٹ کر اپنی جان قربان کردی

ہوں سورتن سین سکبندھی
میں وہ مشہور سکبندھی رتن سین ہوں

راہُ بیدھہ جیتا سیر مندھی
جسنے راہو مچھلی کا نشانہ لگا کر دروپدی کو حاصل کیا

ہنونت سرس بھار جیئی کاندھا
مثل ہنومان کے جسنے اپنے کندھوں پر بہت بھاری بوجھ اٹھایا اور مثل چندر کے جسنے سمندر میں پُل باندھا

راگھو سرس سمُد جو باندھا
بکرم سرس کینھہ جیئی ساکا
راجا بکرماجیت کی طرح جسنے شاکا سمبت چلایا

سنگھلدیپ لینھہ جوتاکا
جس نے نقارا اٹھاتے ہی سنگھلدیپ کو مطیع کیا

جیت سنگھہ کے گہہ کو موچھا
جیتے جی شیر کی مونچھیں کون چھو سکتا ہے

دوہا

درب لیئی تو مانوں سیو کروں گہہ پاؤں
بادشاہ اگر دولت بخشے تو البتہ میں بخوشی اُس کی خدمت کروں

چاہے جو سو پدمنی سنگھلدیپہہ جاؤں
اگر وہ پدمنی چاہتا ہے تو سنگھلدیپ کیوں نہ چلا جائے (پھر گزرونگا)

بول نہ راجا آپے جنائی
اور راجا اپنے کو بہت بڑا ظاہر کرنے کی کوشش کرے

لینھہ دیو گڑھ اور چھتائی
جسنے دیوگڑھ پر قبضہ کرلیا تو ایک نا چیز عورت کی کیا حقیقت

جیہہ کے سیو کرے سنسارا
جس کی خدمت ساری دنیا کرتی ہے

سنگھلدیپ لیت کت بارا
تو سنگھلدیپ پر قبضہ کرتے کتنی دیر لگے گی

جیہہ دن آسی گڑھی کہنہ چھکیہہ
جس دن بادشاہ آکر اس قلعہ کو گھیر لیگا

سر بس لیئی ہاتھ کو ٹیکہہ
تو سب کچھ لے لیگا اُسکا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے

ساتوں دیپ راج سرناوہنہ
ساتوں جزیرے کے راجا جسکے قدموں میں جھکتے ہیں

اوسنگ چلی پدمنی آوہنہ
اور جسکے ساتھ پدمنیاں اپنے آپ چلی آتی ہیں

جن جانس یہ گڑھہ توہ پاہیں
یہ مت سمجھنا کہ یہ قلعہ میرے پاس ہے

تاکر بسے تو رکچھہ ناہیں
سب کچھ اُسی کا ہے تمہارا کچھ بھی نہیں

سیس نہ چھانڑے کھیہہ کے لاگے
غصہ میں بڑھئی کی خاطر کوئی سر نہیں دیدیتا

سو سر چھار ہوی پُن آگے
یاد رکھو چند روز بعد یہ سر خاک میں مل جائیگا

دوہا

جاکر جیون دینھہ تیہ اگمن سیس جوہار
جس نے یہ زندگی بخشی اُس کی خدمت میں پیشتر ہی سے سر تسلیم خم کردو

تے کرنی سب جانے کاہ پُرکھہ کا ناریہ
سب کے اعمال اُس پروردگار میں کیا مرد کیا عورت

ترک جای کہہ مرے نہ دھائی
ترک بادشاہ سے جاکر کہہ کہ دوڑ کر یوں مرتا ہے

ہو یہہ اسکندر کے نائی
اُس کی حالت سکندر کی طرح ہوگی

سُن انبرت کدلی بن دھاوا
آبِ حیات کا نام سُنکر کیا جنگل کو دوڑا

ہاتھ نہ چڑھا رہا پچھتاوا
آخر کار کچھ بھی ہاتھ نہ لگا کف افسوس ملتا رہ گیا

اوتیہ دیپ پتنگ ہوی پرا
مثل پروانہ کے اُس چراغ جزیرے میں جا پڑا

اگن بہار پانوں دیئی جرا
آگ و آتش فشاں پہاڑوں رکھتے ہی جلکر خاک ہوگیا

جیو دیئہ پہنچت کر لانبا
وہاں کیلئے ہاتھ بڑھانا جان دینا ہے

یہ چیتور گڑھ سوی پہارو
یہ چیتور گڑھ وہی آگ کا پہاڑ ہے

سور اُٹھے تب ہوی انگارو
آفتاب کے نکلتے ہی وہ آگ کا انگارہ ہو جاتا ہے

سمُد لیہہ دھنس جیو لے نہیں
تو سمندر میں گھسکر کیوں نہیں جاں دیتا جب سکندر بادشاہ تک

جوپے اسکندر سر کنھیں
جو بادشاہ سکندر کی ہمسری کر رہا ہے

جو چھر آنے جای چھتائی
جو فریب اور دغا سے عورت لاوے

تیہ چھر اوڈر ہوی متائی
وہ شخص فریب اور دھوکے سے ہی قابو میں آسکتا ہے

دوہا

مہوں سمجھہ اس اگمن سیج راکھا گڑھ ساج
کاٹھہ ہوی جیہ آون سو چل آوے آج

اسی اندیشہ سے میں نے پیشتر سے ہی قلعہ کو سامان جنگ سے آراستہ کر رکھا ہے۔ جس حریف کو کل آنا ہو بہت بہتر ہے کہ وہ آج ہی آجاوے

سر جا بلٹ شاہ پہنہ آوا
سر جا بادشاہ کے پاس واپس آیا اور کہا

دیو نہ مانے بہت منا وا
میں نے بہت سمجھایا لیکن وہ راجا اپنی ضد

آگ جو جرے آگ پے سوجھا
آگ جلے تو آگ ہی سوجھتی ہے

جرت رہے نہ بجھائے بوجھا
وہ جلتا ہی رہتا ہے بجھانے سے نہیں بجھتا

ایسے ماتھہ نہ ناوے دیوا
وہ راجا اس طرح سر نہیں جھکا سکتا

چڑھے سلیماں مانے سیوا
مثل سلیمان کے جب آپ چڑھائی کرینگے تبھی اپنی ضد

سُن کے اس راتا سُلطانو
یہ سُن کر علاؤالدین ایب غضبناک ہوا

سہسو کرا روس اس بھرا
اور ہزار گنا غصہ سے بھر گیا

جیہ دِس دیکھے تیہ دِس جرا
جس طرف دیکھتا اُسی طرف آگ لگ جاتی

ہندو دیو کاہ بر کھانچا
ایک ہندو راجا کیا ضد دکھلاتا ہے

یہہ جگ آگ جو بھر مُنھہ لینھا
اس دنیا میں جو بھر مُنھ آگ لیا

سو سنگ آگ ہوں جگ کینھا
وہ اُس آگ سے دونوں جہان میں جلیگا

رن تھنبھور جس جر بجھا چتور پرے سو آگ
جس آگ سے رن تھنبھور و چتوڑ خاک ہوگیا وہی آگ چتوڑ گڑھ میں لگنے والی ہے

پھیر نہ بجھائے نا بجھے ایک دِوس جو لاگ
کسی دن اگر وہ آگ لگ گئی تو پھر بجھائے سے نہ بجھے گی

لکھا پتر جارہ دِس دھائے
لکھنے کے بعد بادشاہ نے ہر چہار طرف جاسوس

جاوت اُمرا بیگ بولائے
تمام امیر و امرا جلد طلب ہوئے

دُند گھاؤ بھا اندر سکانا
نقارے پر چوب پڑی تو راجا اندر خوف کھا گیا

ڈولا میر سیس اکلانا
کوہ سمیر جنبش میں آیا اور سر شیش ناگ کانپ گیا

دھرتی ڈول کمٹھ کھر بھرا
زمین متزلزل ہوئی اور کچھوا بلبل میں آیا

متھن ار مبھہ سمدر مہنہ پرا
گویا سمندر کو متھنا شروع کیا گیا ہے

ساہ بجای چڑھا جگ جانا
بادشاہ طبل جنگ بجا کر چڑھا جسکو دنیا نے جانا

تیس کوس بھا پہل پیانا
اور پہلی منزل تیس کوس کی ہوئی

چتوڑ سو نہنہ بار گہہ تانی
چتوڑ گڑھ کے سامنے لشکر کا خیمہ پڑا

اٹھہ سروان گگن لگ چھائے
خیمے ڈیرے آسمان میں لگے نظر آتے ہیں

جانہہ راتے میگھ دیکھائے
گویا گلگوں بادل کی گھٹائیں چھائی ہیں

جوجہنہ تہنہ سوتا اس جاگا
جو جہاں خواب غفلت میں تھا وہیں بیدار ہو گیا

آسی جوہار کٹک سب لاگا
اور لشکر کو آکر سلام کیا

دوہا

ہستِ گھوڑا اور پرکھہ جاوت بیسرا اونٹ
جہنہ تہنہ لینھہ پلانے کٹک سرہ اس چھوٹ

ہاتھی۔ گھوڑے سپاہی اونٹ خچر جو بھی تھے سب تیار ہوئے
جا بجا گھوڑے کسے گئے اور فوج ٹڈی دل چھٹی

چلے پنتھہ بیسر سلطانی
سلطانی خچروں کی جنگی فوج روانہ ہوئی

تیکھہ ترنگ بانک کنکانی
جنمیں تیز اور بانکے قدمباز گھوڑے بھی تھے

کارے کمیت لیل سپیتے
مشکی کمیت سبزے اور سفید

کھنگ کرنگ بوج ورکیتے
جنگ کلنگ بوز اور ورکیتے گھوڑے تھے

ابلک عربی لکھی سراجی
ابلق عربی لکھی اور شیرازی

چوگھر چال سمند بھلا تاجی
سرپٹ چال والے سمند اور تازی گھوڑے

کرمج نکرا جردے بھلے
برنگ قرمزی نقرہ زرد اچھے خاصے

روپ کران بولسر چلے
روپ کراں اور بولسر قسم کے گھوڑے

پنچکلیان سنجاب بکھانے
پنچکلیان اور سنجاب قابل تعریف ہیں

مہہ سائر سب چنچن آنے
سب براعظم اور بحر اعظم کے منتخب گھوڑے تھے

مسکی او ہرمجی ارا کی
مشکی ہرمزی اور عراقی

ترکی کہے بھوتھار بلاکی
ترکی بھوٹے اور بلاکی گھوڑے تھے

بکھر چلے جو پانتہہ پانتی
اپنی اپنی قطار باندھکر سب علیحدہ علیحدہ چلے

برن برن او بھانتہہ بھانتی
رنگ برنگے طرح طرح کے گھوڑے تھے

دوہا

سر او پوچھہ اٹھائے چہنہ دس سانس او ناہنہ
روس بھرے جس باورپون تراس اڑاہنہ

سر اور دم اٹھائے ہوئے ہر چہار طرف پھدکارس چھوڑتے ہوئے
غصے میں بھرے باولے کے مانند ہوا کی طرح اڑتے تھے

لوہسار ہستی پہرائے
ہاتھیوں کو فولاد کے زرہ بکتر پہنائے گئے تھے

میگھہ سام جن گرجت آئے
جو مثل بادلوں کی گھٹا کے گرجتے ہوئے روانہ ہوئے

میگھہ چاہ ادھک وے کارے
بلکہ وہ بادلوں سے بھی زیادہ سیاہ تھے

بھیوا سو جھہ دیکھہ اندھیارے
انکی سیاہی سے ایسا اندھیرا چھا گیا کہ کچھ سجھتا نہیں

۵۱ سریر بھاگوت میں یہ کتھا مشہور ہے ۱۲ ۵۲ سفید گھوڑا جس کے منہ پر کا پٹہ اور چاروں سم سرخ ہوں ۱۲ ۵۳ پنچکلیان اُس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کے چاروں پاؤں اور منہ دوسرے رنگ کا ہو ۱۲ مصحح

جس بھادوں نس آوے ڈیٹھی — سرگ جاہی ہر کی تنھہ پیٹھی — سوا لاکھ ہستی جب چالا — پربت سہت سبے جگ ٹالا

جیسے بھادوں کی اندھیری رات کا منظر — اُنکی پشت کو یا آسمان سے سٹی ہوئی تھی — سوا لاکھ ہاتھیوں کی فوج جب چلی — توسع پہاڑ تمام دُنیا ہلنے لگی

چلے گیند مات مدآو ہنہ — بھاگہنہ ہست گند جہ پاؤ ہنہ — اوپر جاہی گگن بسر دھنسا — او دھرتی ترکہنہ دھسمسا

مدہوش متوالے ہاتھی چلے — جن کی بُو سے وِگ ہاتھی بھاگنے لگے — ہاتھیوں کے سر اوپر آسمان میں جا لگے — اور زمین نیچے کو دھنس گئی

بھاجھیں چال چلت جگ جانی — جہنہ پاؤ دھر ہنہ اُٹھے تہنہ پانی

زمین کو زلزلہ آیا سطح فوج کی ڈوانگی نیا پر روش ہوئی ہاتھیوں کے جہاں پاؤں پڑتے وہاں پانی نکل آتا

دوہا

چلت ہست جگ کانپا چانپا سیس پتار — کمٹھہ جو دھرتی لیئی رہا بیٹھہ گیو گج بھار

ہاتھیوں کے چلنے سے دنیا کانپ گئی سیس ناگ تحت الثریٰ میں دب گیا — وہ کچھوا جس نے زمین کو روکا وہ بھی ہاتھیوں کے بوجھ سے بیٹھ گیا

چلے جو اُمرا میر کھجانے — کابرنوں جس اُٹھہ کر بانے — کھُراسان او چلا ہر یوُ — گور بنگالا رہا نہ کیوُ

جو بھی امیر امراتھے فوج لیکر چلے — اُن کی پوشاکوں کی کیا تعریف کروں — ملک خراسان اور ہروتی کے لوگ چلے — غور اور بنگال کا کوئی باقی نہ رہا

رہا نہ روم سام سُلطانو — کاسمیر ٹھٹا ملتانو — جاوت بڑ بڑ ترک کے جاتی — مانڈو والے او گجراتی

ملک روم اور شام کے بھی بادشاہ باقی نہ رہے — کشمیر ٹھٹہ اور ملتان کے بھی راجگان چلے — مسلمانوں میں جتنے بھی بڑے بڑے لوگ تھے — مانڈو اور گجرات والے سب چلے

پٹنا اُڑیسہ کے سب چلے — لیئی گج ہست جہاں لگ بھلے — کنوُر کامتا او پنڈوائے — دیو گر لیئی اُدے گر آئے

پٹنہ اور اُڑیسہ کے سب چلے — جہاں تک چھوٹے اور بڑے ہاتھی ملے لیکر چلے — کامتا اور پنڈوائی کے شاہزادے بھی — دیوگری اور اودے گری کو لیکر شامل لشکر ہوئے

چلا پرتبی لیئی کماؤں — کھسیا مکر جہاں لگ ناؤں

پہاڑی لشکر کماؤں کو لیکر چلا — کھسیا اور مگر وغیرہ جو بھی مشکو بار تھے چلے

دوہا

اُدے است لہہ دیس جو کو جانے تنھہ ناؤں — ساتوں دیپ نوُ کھنڈ بڑے آئی ایک ٹھانوں

مشرق سے مغرب تک جتنے بھی ملک جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا — ہفت اقلیم اور نوؤں کھنڈ کے سب لوگ آکر یکجا ہوئے

دھنِ سُلطان جہیک سنسارا — اُہے کٹک اس جورے پارا — سبے ترک سر تاج کہانے — تبل باج او باندھے بانے

جسے سلطان علاء الدین جس نے تمام دنیا پر قبضہ کر لیا تھا — اس طرح کے لشکر دنیا کا کٹھا کر سکتا ہے — جو طبل اور بھیریاں باندھے ہوئے تھے

لاکھن میر بہادر جنگی — جنبر کمانیں تیر کھدنگی — لیبجم گھال ارا کتھہ چڑھے

لاکھوں جنگی سورما سردار تھے — جن کو نوب کمان اور تیر چلانے میں کمال حاصل تھا — کمانوں کے موٹھہ تانت سے مڑھے تھے — لیزم لیکر عراقی گھوڑوں کے سوار چلے

یہ اونٹ پر چلنے والی ایک قسم کی توپ ہے ۱۲ — ایک قسم کی کمان جس میں تانت کے بجائے لوہے کی کڑیاں لگی ہوتی ہیں جس سے ایک وزنی تیر پھینکا جاتا ہے ۱۲

چمکہنہ پاکھر سار سنواری
فولاد کی جھلمیں چمک رہی ہیں

درپن چاہِ ادھک اُجیاری
جو آئینے سے بھی زیادہ روشن ہیں

بیہر بیہر سب کے بولی
سب کی زبان علیحدہ علیحدہ تھی

برن برن اوپانتہہ پانتی
رنگ برنگی قطار قطار وہ فوج

چلی سو سینا بھانتہہ بھانتی
طرح طرح کی سجاوٹ سے روانہ ہوئی

دوہا

سات سات جوجن کر ایک دِن ہوی پیان
ایک دن میں سات سات جوجن کی منزل طے ہوتی ہے

اگلہنہ جہاں پیان ہوی پچھلہنہ تہاں وِلان
اگلی فوج جب کوچ کرتی تو پچھلی فوج اُس مقام پر آ پہونچتی

ڈولے گڑھ گڑھپت سب کانپے
تمام قلعوں میں تہلکہ مچا اور قلعہ دار کانپنے لگے

جیو نہ پیٹ ہاتھہ ہیہ چانپے
شکم میں جان نہ تھہرتی ہاتھ سے کلیجہ تھامے تھے

جونا گڑھہ اوجینا نیری
جوناگڑھ اور جینا نیری کے راجگان

کانپا ماڑو لیئی چندیری
اور قلعہ مانڈو گڑھ سے لیکر چندیری تک کانپنے لگے

کانپن لنجہ مہنہ پرا بھگانا
قلعہ کانجر میں بھگدڑ پڑ گئی

بھاگیو جے گڑھہ رہا نہ تھانا
جے گڑھ اور تھانا کے لوگ سب بھاگ گئے

پدماوت کا جوجن کی مسافت ۱۲ ۱۵

کانپ اودے گڑ دیو گڑ ڈولا
راجا اودے گر کا کانپا اور راجا دیو گڑھ کا ڈولا

تب سو چھپا پی آپ کہنہ دھر
اور کہیں چھپ کر اپنی جان بچائی

نرو رگیو جھرا ی نہ بولا
راجا خوف سے سوکھ گیا مُنہ سے آواز نہ نکلتی تھی

اوا ندھیار متھا بھا پانی
دکن کے ملک اندھیرا اور کھٹولا خوف سے پانی پانی ہو گئے

ڈر رو ہتاس بجیگر مانا
روہتاس کے دلمیں خوف سما گیا

کانپا بارن تھنبھور گڑھ ڈولا
رن تھنبھور کا قلعہ ہلچل میں آکر کانپنے لگا

گڑھ گوالیر پری متھانی
گوالیار کے قلعہ میں ہلچل مچی

کانپا باندھو نرو ر رانا
باندھو گڑھ کا نامی رانا کانپنے لگا

تب سو چھپا پی آپ کہنہ دھر
اور کہیں چھپ کر اپنی جان بچائی

دوہا

جاوت گڑھ اوگڑھپت سب کانپے جیو بات
جتنے قلعے اور قلعہ دار تھے سب پتے کی طرح کانپنے لگے

کا کہنہ بول سو نہنہ بھا بادساہ کر چھات
ایسا کون ہے جو کبھی بادشاہ کے اقبال کا مقابلہ کر سکا ہو

چتوڑ گڑھ او کنبھل نیرے
چتوڑ گڑھ اور کنبھل نیر کے

ساجے دونو جیس سمیرے
دونوں قلعے مانند کوہ سمیر کے بنے تھے

سُن راجا دورائی پاتی
یہ سُن کر راجا نے خطوط دوڑائے

ہندو ناؤں جہاں لگ جاتی
جہاں تک راجا ہندو ذات کے تھے

آو سمدر رہے نہنہ باندھا
طغیانی پر چڑھے سمندر کو کوئی نہیں باندھ سکتا

میں ہوی مینڈھ بھار سر کاندھا
میں مینڈھ بکر سر اور کندھے پر بھیڑ دو کے رہے

دو تنہہ آی کہا جہنہ راجا
ہرکاروں نے آکر راجا رتن سین سے کہا

چتوڑ رہنڈن کرا ستھانا
چتوڑ گڑھ ہندوؤں کی خاص جگہ ہے

پُروہُ ساتھہ تمہار بڑائی
مصیبت میں ساتھ دو یہی تمہاری بڑائی ہے

چڑھا ترک آوے درساجا
کہ مسلمان لشکر لئے چڑھے آتے ہیں

سترُ ترک ہٹھہ کینہہ پیانا
دشمن مسلمان نے ضد اور چڑھائی کی ہے

مانہت ست کو یار چھڑائی
ورنہ مور چار و کنے کو تو میں اکیلا کافی ہوں

	جو لہہ مینڈر ہے سکھ ساکھا جبتک حد و عہد قائم ہے تب تک سکھ میسر ہے	ٹوٹے بار جاہی نہہ راکھا عہد کی جاں داری ٹوٹنے پر نہیں رہ سکتی	
دوہا	ستی جو جیو نہہ ست دھرے جرے نہ چھانڑے ساتھ پارسا عورت راستی اختیار کرتی ہے تو خاوند کے ساتھ جلجاتی ہے اور ساتھ نہیں چھوڑتی	جہنہ بیرا تہنہ چون ہے پان سپاری کا تھہ جہاں پان کا بیڑا ہے وہاں پان سپاری چونے اور کتھے کا ہونا لازمی ہے	
کرت جو راہی ساہ کے سیوا جتنے راجا بادشاہ کے خراج گزار تھے	تنھہ کہنہ آہی سناو پریوا اُن سب کے پاس رتن سین نے حال بھیجا	سب ہوی ایکمتے جو سدھارے سب لوگ ایک رائے ہو کر روانہ ہوئے	بادساہ کہنہ آہی جو ہارے اور بادشاہ کے پاس آکر تسلیم بجالائے
ہے چتوڑ ہندھنہ کرماتا اور عرض کیا کہ چتوڑ گڑھ ہندوؤں کی ماں ہے	گاڑھہ پرے تج جاہی نہ ناتا مشکل وقت میں رشتہ ترک نہیں کیا جا سکتا	رتن سین تہنہ جوہر ساجا چتوڑ گڑھ کیلئے رتن سین قربان ہو جانیکو تیار ہے	ہندھنہ ماجھہ آہ بڑ راجا جو ہندوؤں میں بہت بڑا راجا ہے
ہندھنہ کیر پتنگ کے لیکھا ہندوؤں کا دستور پروانے کی طرح ہوتا ہے	دور پرہنہ اگنی جہنہ دیکھا جہاں آگ دیکھی کہ اُس میں جلجانے کو آمادہ ہو جاتے ہیں	کر پاکرہ جیت باندھہ دھیرا مہربانی کر کے پھر غور فرمائیں اور لڑائی پھیر دیں	تانہت ہمہنہ دیہہ ہنس سیرا ورنہ ہم لوگوں کو بھی بخوشی رخصت کا بیڑا دیں
	پُن ہم جاہی مرہنہ اوہ ٹھاؤں پھر ہم لوگ بھی اُسی مقام پر جا کر مریں گے	میٹ نجاہی لاج سوں ناؤں اس کی شرم ہے کہ نام مٹایا نہیں جا سکتا	
دوہا	دیہہ ساہ ہنس بیرا اور تین دن بیچ بادشاہ نے ہنسکر رخصتی بیڑا دیا اور تین دن کی مہلت دی	تنھہ سیتل کو راکھے جنہہ اگن مہنہ میچ اُن کو ٹھنڈا کون کر سکتا ہے جنکی موت آگ میں جلکر ہوتی ہے	
رتن سین چتوڑ مہنہ ساجا رتن سین چتوڑ گڑھ میں جنگ کیلئے تیار بیٹھا ہی تھا	آہی بجاہی بیٹھہ سب راجا کہ اتنے میں سب جا بجا طبل جنگ بجاتے ہوئے پہنچے	تو نور بیس پنوار سو آئے وہ سب راجپوت تو مر بیس - پنوار	او گہلوت آہی سر نائے اور گہلوت تھے سب نے آکر سر جھکایا
پتی او پنچو ان بگھیلے پتی - پنچو ان - بگھیلے	اگر پار چوہان چندیلے اگر پار چوہان اور چندیلے راجپوت	گہروار پرہار جو کرے چھتری خاندان گہروار - پرہار	او کلہنس جو ٹھاکر جرے اور کلہنس ٹھاکر جمع ہوئے
آگے ٹھاڑھہ بجاوہنہ ڈھاوری[۵۲] آگے ڈھاڑھی لوگ کھڑے ہوئے بجا بجا کر بہادروں کو ابھارتے ہیں	پاچھے دُھجا مرن کے کاڑھی اور پیچھے موت کے پھریرے لہرا رہے ہیں	باجہنہ سنگی سنکھہ او تورا سنگی ناقوس اور ترئی باجے بجتے ہیں	چندن کھیور سے بھرے سیندورا پیشانی میں صندل اور سیندور لگائے تھے

۵۱ - جوہر - راجپوت آگ جب جنگ میں کام آجاتے تھے تو انکی عورتیں آگ لگا کر جل جاتی تھیں تاکہ آیندہ اُن کی عصمت و عفت دشمن سے محفوظ رہے ۱۲

۵۲ زمانہ قدیم میں یہ دستور تھا کہ ڈھاڑی باجا بجاتے تھے اور بھاٹ اور کرکیت بہادروں کو اُبھارتے تھے اور اُن کے بزرگوں کے کارناموں کو یاد دلاتے تھے پیشانی پر صندل لگانا یہ اس کی علامت تھی کہ اب مرنے مارنے کے سوا کوئی کام نہ کریں گے ۱۲ جعفر علی صحیح

سج سنگرام باندھہ سب ساکا
باہمت سب راجپوت جنگ کیلئے تیار تھے

چھانڑا جیئں مرن ست باکا
زندگی سے سیر ہو کر مرنے پر تُلے تھے

دوہا

گگن دھرت جیئی ٹیکا تیہ کا گرو پہار
جس نے آسمان اور زمین کو روک لیا اُنکے لئے پہاڑ کا بوجھ کیا چیز ہے

جو لہہ جیو کا یا مہنہ پرے سو انگوے بھار
جبتک جسم میں جان ہے تب تک جو پڑتا رہیگا وہ برداشت ہوتا جائیگا

گڑھہ تس سجا جو چاہے کوئی
قلعہ چیتوڑ گڑھ سامان جنگ سے ایسا بھرا تھا

برس بیس لگ کھاٹ نگ ہوئی
کہ بیس سال تک خرچ کرنیسے بھی سامان کم نہیں ہو سکتا

بانکے چاہ بانک گڑھہ کینھا
قلعہ نہایت مضبوط اور پیچدار بنا تھا

اوسب کوٹ چیتر کے لینھا
جو نہایت خوبصورت مانند تصویر کے تھا

کھنڈ کھنڈ چوکھنڈ سنوارا
ہر ایک کھنڈ میں چوسنے آراستہ تھے

دھری بکھم گولنھہ کے مارا
جنکے چار جانب گولوں کے مورچے بنے تھے

رہا نہ پیچ جو سنچرے چانٹی
یہانتک کہ چیونٹی جانے کو بھی جگہ نہ تھی

ٹھانو نہہ ٹھانوں لینھہ نہہ بانٹی
راجاؤں نے جابجا حفاظت کیلئے قلعہ کو تقسیم کر لیا

بیٹھے دھانک کنگرن کنگرا
تیر و کمان والی سپاہ ہر ایک کنگورے پر بیٹھی حفاظت کرتی تھی

بھوم نہ آنٹی انگرن انگرا
قلعہ کی زمین ایک ایک انگل بھی محافظ فوج کے حصہ میں آئی تھی

اوبانڈے گڑھہ گج متوارے
بڑے بڑے متوالے ہاتھی بندھے تھے

پھالے بھوم ہو نہہ جو ٹھارے
جنکے کھڑے ہونیسے زمین پھٹ جاتی تھی

باجہنہ طبل ڈھول اوبھیری
جن پر نقارے ڈھول اور شہنائیاں بجتی تھیں

بیچ بیچ بُرج بنے چہنُ پھیری
بیچ بیچ میں چاروں طرف سے برج بنے تھے

دوہا

بھا گڑھہ راج سُمیرُ جس سرگ چھُوے پے چاہ
قلعہ چیتوڑ گڑھ مانند کوہ سمیر کے بلند تھا آسمان کو چھُو رہا تھا

سُمُد نہ لیکھے لاوے گنگ سہس مُکھہ کاہ
قلعہ کے خندق کی تھاہ سمندر بھی نہ پا سکا ہزار دھار والی گنگا تو کیا چیز ہے

بادساہ ہٹھہ کینھہ پیانا
مندیں آکر بادشاہ نے چڑھائی کی ہے

اندر بھنڈار ڈول بھئے مانا
خزانہ بہشت کا خوف کھا کر جنبش میں آیا

بیس سہس گھہر اہنہ نسانا
بیس ہزار نشان گھوم رہے ہیں

گل گنجہنہ بھیری اسمانا
مارو باجے کی آواز آسمان تک گونجتی تھی

سہس پانت گج مت چلاوا
ہزاروں قطار میں مست ہاتھی چلے

دھنست اکاس دھنست بھُیں آوا
جو گھُستے آسمان میں اور دھنستے زمین میں

لاکھ اسوار جو چڑھا
نو لاکھ گھوڑ سوار کی فوج

جو دیکھا سو لوہے مڑھا
جو لوہے کے زرہ بکتر سے آراستہ تھی

بیر کھہ ڈھال گگن گا چھائی
جھنڈوں اور ڈھالوں سے آسمان چھپ گیا

چلا کٹک دھرتی نہ سمائی
اتنی بڑی فوج چلی کہ زمین میں گنجایش نہ رہی

برچھہ اُچار پیڑ سول لہیں
ہاتھی سموچے درخت کو جڑ سے اکھاڑ لیتے

مستک جھار ڈار مکھہ دہیں
اور سر جھاڑ کر منہ میں ڈال لیتے

چڑھنہ پہار ہئے بھئے لاگو
پہاڑ پر چڑھتے ہوئے دل میں خوف سماجاتا

بن کھنڈ کھوہ نہ دیکھہ نہ آگو
جنگل اور پہاڑوں کے کھوہ کی پرواہ نہ کرتے

دوہا

کوی کا ہو نہ سنبھارے ہوت آوتس چانپ
فوج کا ایسا حملہ ہوا کہ کوئی کسی کو سنبھالتا نہ تھا

دھرتی آپ کہنہ کانپے سرگ آپ کہنہ کانپ
زمین اپنے کو ڈرتی اور آسمان اپنے کو خوف کھاتا

چلیں کمانیں جنھہ مکھہ گولا
گولے بھر کر توپیں سر کی گئیں

آوہنہ چلی دھرت سب ڈولا
جن کے چلنے سے زمین میں زلزلہ آرہا تھا

لاگے چکر بجر کے گڑھے
پہیئے الماس کے گڑھکر لگائے گئے تھے

چکھنہ رتھہ سونے سب مڑھے
ایسے چرخ سامان طلائی سے چمکتے تھے

تھھہ پر بکھم کمانیں دھریں
اُن چرخوں پر بہیبت تاک توپیں چڑھی تھیں

ساپنے استھات کُدھریں
جو ہشت دھات کے سانچے میں ڈھلی تھیں

سو سو من وے پنہہ دارو
وہ توپیں سو سو من بارود لیتی تھیں

لاگھنہ جہاں سو ٹوٹ پہارو
اور اُنکے گولے سو سو بڑے بڑے پہاڑ پھٹ پڑتے تھے

ماتی رہنہ رتھن پر پری
وہ توپیں چرخوں پر مست پڑی رہتی تھیں

ستّرن بھنہ تے ہو ہنہ ٹھاڑھی
اور دشمنوں کا مقابلہ ہوتے ہی ٹھہر جاتی تھیں

جولاگے سنسار نہ ڈولہنہ
تمام عالم کے لگنے سے ہلتی تو یہ جنبش نہ کھاتی تھیں

ہوی بھُئیں کمپ جیبھہ جو کھولہنہ
اور زبان (دہانہ) کھولتیں تو زمین میں زلزلہ آجاتا

سہس سہس ہستھہ کے پانتی
ہزار ہزار ہاتھیوں کی قطار لگ کر

کھانچنہ رتھہ ڈولہنہ ماتی
توپوں کے چرخ کو کھینچتی تھیں تو بھی وہ توپیں ہلتی نہ تھیں

دوہا

ندی نار سب پاٹھنہ جہاں دھرہنہ وے پاو
ندی اور نالے سب پٹ جاتے تھے جہاں وہ پانوں رکھتی تھیں

اونچ کھال بن بیہڑ ہوت برابر آو
نشیب و فراز جنگل میدان سب برابر ہو جاتے تھے

کہوں سنگار جیس وے ناری
مثل نازنین کے اُن توپوں کا سنگار بیان کرتا ہوں

دارو پیہنہ جیس متواری
کہ وہ شراب (بارود) پی کر مست رہتی تھیں

اُٹھے آگ جو چھاڑنہ سانسا
اُنکے سانس لینے سے آگ کے شعلے اُٹھتے

دھنواں جولاگے جای اکاسا
اور دھنواں آسمان میں جا لگتا۔

سیندر آگ سیس اپراہیں
سر کے اوپر آگ مثل سیندور کے تھی

پیا ترون چمکت جاہیں
پیئے مثل زیور کان کے چمکتے تھے

گج گولا دوی ہر دے لائے
سینے پر دو گولے مثل پستانوں کے

آنچل دھجا رہنہ چھٹکائے
اور بیرق کے پھریرے مثل آنچل کے اڑتے تھے

رسنا لوک رہنہ مکھہ کھولے
شعلے مثل زبان کے منہ سے لپ لپ کرتے

الک جنجر بہت گیو باندھے
زنجیریں مثل زلفوں کے گلے میں بندھی ہوئی

کھینچہ ہستی ٹوٹہنہ کاندھے
اُن توپوں کو کھینچتے ہوئے ہاتھیوں کے کندھے ٹوٹے جاتے تھے

نلک پلیتا ماتھے دسن بجر کے بان
پیشانی پر پلیتہ مثل قشقہ کے تیر سنگی سخت مثل دانت کے

ستر سال گڑھہ بھنجن نانوں
ستر سال اور گڑھ بھنجن اُن توپوں کے نام ہیں

جیہ ہیر ہنہ تیہ مارہنہ چرکس کرہنہ ندان
جس پر نگاہ اُٹھائی اُسے چور چور کر کے ایکدم مٹا ہی دیا

جیہ جیہ منتھہ چلی وے آوہنہ
جن جن راستوں سے وہ تو بیں چلتی تھیں
تہنہ تہنہ تیرے آگ جن لاوہنہ
وہاں وہاں آگ لگا دیتیں کہ سب جلنے لگتا
جرہنہ جو پربت لاگ اکاسا
آسمان سے باتیں کرنے والے پہاڑ جلنے لگے
بنکھنڈ دھکھنہ پراس کے پاسا
اور تمام ڈھاک کے جنگل جل رہے تھے

گینڈ گینڈ جرے بھے کاسے
گینڈے اور ہاتھی جلکر سیاہ ہوگئے
اوبن مرگ روجھہ جھنوکاسے
اور سمرائی ہرن اور نیلگائے جھلس گئے
کوئل ناگ کاگ اوبھنورا
کوئل سانپ کوے اور بھنورے
اور جو جرے تنہنہ کو سنورا
اسکے علاوہ اور جو جلے انکو کون پوچھتا ہے

جراسمدر پانِ بھا کھارا
سمندر جل کر کھاری پانی والا ہوگیا
جمنا سام بھئی تیہ جھارا
اُس کے شعلے سے جمنا ندی سیاہ ہوگئی
دھنواں جام انترکھہ بھیگیا
جو دھواں جگیا وہ آسمان میں بادل بن گیا
گگن سام بھا دھنوان جو ٹھیگا
اُسی دھویں سے آسمان سیاہ ہوگیا ہے

سورج جرا چاند اور راہو
سورج اور چاند اور راہو جل گئے
دھرتی جری لنک بھادا ہو
روئے زمین اور لنکا جل گئی

دوہا

دھرتی سرگ ایک بھا تہنہ نہ آگ بجھای
زمین اور آسمان ایک ہوگیا تب بھی آگ نہیں بجھتی
اُٹھے بجر جر دُنگوے دھوم رہا جگ چھای
سخت پہاڑ جلنے لگے تو دھواں عالم میں چھا گیا

آوے ڈولت سرگ پتارا
تو یوں کے حملے سے آسمان سے سخت اتری تک پل گئے
کانپے دھرت نہ انگوے بھارا
زمین نہ اُٹھا سکی اس سے کانپنے لگی
ٹوٹھنہ پربت میرُ پہارا
تمام پہاڑ اور کوہ سمیرُ ٹوٹنے لگے
ہوی چکچون اُڑھنہ تیہ جھارا
اور ریزہ ریزہ ہوکر خاک کیطرح اُڑنے لگے

ست کھنڈ دھرتی بھے کھنڈا
سات طبق روئے زمین کے چھ طبق رہ گئے
اوپر اسٹ بھئے برہنڈا
اور اُوپر آسمان کے آٹھ طبقات ہوگئے
اندر آی تنھہ کھنڈ چھاوا
تا نہ اندر کے سلطان نے آکر اُن طبقات کو گھیر لیا
چڑھہ سب کٹک گھوڑ دور اوا
اسکی تمام فوج نے چڑھائی کرکے وہاں گھوڑے دوڑائے

جیہ پتھہ چل ایراوت ہاتھی
اندر کا ایراوت نامی ہاتھی جس راستے چلا
ابہنہ سوڈ کر گگن مہنہ آتھی
اب بھی وہ راستہ آسمان میں دکھلائی پڑتا ہے
اوجہنہ جام رہی وہ دھوری
وہ دھول اُڑ کر جہاں جم گئی
ابہنہ بسے ہر چند پوری
اب بھی وہاں ہر چند پوریا آباد دکھلائی پڑتا ہے

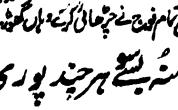

گگن چھپان کھہہ تس چھائی
ایسی دھول چھا گئی کہ آسمان ڈھک گیا
سورج چھپا رین ہوی آئی
اور آفتاب کے چھپ جانے رات ہوگئی

دوہا

گیو سکندر کجر بن تس ہوی کا اندھیار
جس طرح سکندر کے کجلی بن جانے سے اندھیرا ہوگیا تھا ویسی ہی نظر ہے
ہاتھ پسار نہ سوجھے برے لاگ مسیار
ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا اس لئے مشعلیں جلنے لگیں

دنہنہ رات اس پری اچاکا
دفعتاً دن میں ہی رات کا منظر نظر آنے لگا
بھا رب است چندر رتھہ ہانکا
کہ آفتاب غروب ہوا اور چاند نے اپنا رتھ ہانکا
مندر جگت دیپ پرگسے
دنیا بھر کے مکانات میں چراغ جل گئے
پنتھی چلت بسیرے بسے
مسافروں نے رات سمجھکر قیام کردیا

دِن کے پنکھِ چرت اُڑ بھاگے
دن کے پرندے گھومتے ہوئے بسیرا لینے لگے

نِس کے نسر ہریے سب لاگے
اور رات کے پرندے نکلکر گھومنے لگے

کنول سنکیتا کُمدن پھولی
کنول سکڑ گیا اور نیلوفر شگفتہ ہوا

چکوا بچھُرا چکئی بھولی
چکوا بچھڑ گیا اور چکوی بھول گئی

چلا کٹک دل ایس اپوری
بے شمار فوج اس طرح روانہ ہوئی

اگلہہ پانی پچھلہہ دھوری
کہ آگے اگر پانی ہوتا تو پیچھے دھول نظر آتی

مہہ اُجری سائر سب سوکھا
سب بستیاں اُجاڑ ہوگئیں تالاب سوکھ گئے

بنکھنڈ رہیو نہ ایکو روکھا
اور جنگل میں ایک درخت بھی نہ رہ گیا

گر پہاڑ سب مِلگے ماٹی
پہاڑ گر کر خاک میں مل گئے

ہستِ ہیرا ہنہ تہاں موچھاٹی
ہاتھی چیونٹی کی طرح گم ہوجاتے تھے

دوہا

جنہہ گھر کھیہہ ہیرانے ہیرت پھرت سو کھیہہ
جنکے گھر خاک میں گم ہوگئے وہ تلاش کرتے پھرتے ہیں خاک میں

اب تو دسٹ تب آوے انجن نین اُریہہ
اب وہ گھڑی وقت دکھلائی پڑیں گے جب آنکھوں میں انجن لگایا جاوے گا

یہہ بدھہ ہوت پیان سو آوا
اسطرح کوچ کرتی ہوئی فوج روانہ ہوئی

آسی ساہ چتور نیڑ اوا
اور بادشاہ چیتوڑ گڑھ کے نزدیک پہونچا

چُمندس دسٹ پراگ جو ہا
ہر چہار جانب ہاتھی ہی ہاتھی نظر آتے تھے

سام گھٹا میگھنہہ اس روہا
گویا ابر کی کالی گھٹا چھائی ہے

چڑھہ دھورا ہر دیکھنہہ رانی
رانی بالاخانہ پر چڑھکر دیکھتی اور کہتی

دھن تو ئیں اس جاکر سلطانی
زہے طالع کہ جس کا ایسا سلطان ہے

راجا راو دیکھہ سب چڑھا
تمام راجا اور راؤ نے دیکھا کہ سلطان چڑھ آیا

بیر کھہ ڈھال کیر پر چھائیں
بیرق اور ڈھال کے سایہ سے

آو کٹک سب لوہے مڑھا
جس کا تمام لشکر لوہے سے منڈھا ہے

ادھما ور دھہ کچھہ سوجھہ نہ آنا
زمین آسمان میں کوئی دوسرا مقام نہ دکھلائی پڑتا

سرگ لوک گھمر ہنہ نسانا
پھریرے آسمان میں لہراتے تھے

کی دھن رتن سین تو ئیں راجا
یا کہ زہے راجا رتن سین کی شخصیت

جا کہنہ ترک کٹک اس ساجا
کہ جسکے لئے مسلمانوں کی فوج اسطرح آراستہ ہوئی ہے

رین ہوت آوے دن ماہیں
دن میں ہی رات ہوتی جارہی ہے

دوہا

اندھکوپ بھا آوے اُڑت آو تس چار
ایسی خاک اُڑتی آرہی ہے کہ اندھیرا ہوا جارہا ہے

تال تلاوا پوکھر دھور بھری جیو نار
چھوٹے بڑے تالاب پوکھر وغیرہ اور عوام کے کھانے میں دھول بھر گئی

راجے کہا کرہ جو کرنا
راجا نے کہا کہ جو کچھ کرنا ہو کرو

بھیو اسو جھہ سوجھہ اب مرنا
اور کچھ سوائے موت کے نظر نہیں آتا

باجے تبل اکوت جھاؤ
پس بے شمار نقارے جنگی بجنے لگے

چڑھے کوپ سب راجا راؤ
اور غضب میں آکر سب راجاؤں نے چڑھائی کردی

جہنہ لگ راج ساج سب ہوؤ
حکم دیا کہ جتنے بھی راجا ہیں سب جنگ کی تیاری کریں

کر ہنہ تکھار پون سوں لیسا
گھوڑے ہوا کی رفتار سے حسد کرنے لگے

تکھن بھیو سنجو و سنجوؤ
فوراً سب نے ایک جا ہو کر تیاری کردی

کندھہ اونچ اسوار نہ دیسا
اُنکے کندھے ایسے اونچے تھے کہ سوار نہ دکھلائی پڑتے

کا برنوں اس اوسچ تکھارا
گھوڑوں کی بلندی کا کیا بیان کروں

دوی پوری پہنچے اسوارا
کہ دو سیڑھیاں لگا کر سوار پشت پر پہونچ پاتے تھے

بانڈھے مورچھا نہہ سر سارنہہ
گھوڑوں کی ایال میں موچھل بندھے تھے

بھانجہہ پونچھ چنور جن ڈھارنہہ
دُم مثل چنور کے ہلتے تھے

سجے سناہا پہنچی ٹوپا
تمام فوج زرہ بکتر محافظ کلائی اور ٹوپ

لوہسار پہرے سب اوپا
فولادی پہنے ہوئے چمک رہی تھی

دوہا

تیسے چنور بنائے اوگھالے گل جھنپ
اُسی طرح خوبصورت پاڈار چنوریاں اور گلے کے جھول آراستہ تھے

بندھے سیت گجگاہ تہنہ جو دیکھے سو کنپ
ہاتھیوں پر سفید جھول پڑے تھے جو دیکھتا وہ لرزتا تھا

راج ترنگم برنوں کا ہا
شاہی گھوڑوں کی کیا تعریف کروں

آنے چھوڑ اندر رتھہ باہا
وہ گویا اندر کی رتھہ سے کھولکر لائے گئے تھے

ایس ترنگم پر پہنہ ڈیٹھی
ایسے گھوڑے نگاہوں سے نہ گزرے

دھن اسوار رہیں تنہہ پیٹھی
زہے قسمت اُنکی جو اُن پر سوار ہوتے ہیں

جاتِ بالکا سُمد تھمائے
ہما گمن ذات کے گھوڑے سمند رکو پاتے تھے

سیت پونچھہ جن چنور بنائے
اُن کی سفید دُم مانند چنور کے تھی

برن برن پاکھرات لونے
نہایت خوبصورت رنگ برنگی جھول سے آراستہ

مانک جڑے سیس اوکاندھے
اُن کے سر اور کندھے جواہرات سے مرصع تھے

چنور لاگ چوراسی باندھے
اور چنوری و گھونگھرو سے مزیب تھے

لاگے رتن پدارتھہ ہیرا
لعل و جواہرات اور الماس طرح طرح کے لگے تھے

چڑھنہہ کنور سن کرنہہ اچھاہو
اُن گھوڑوں پر چڑھکر شاہزادوں کو فخر تھا

آگے گھال گہنہہ نہنہ کاہو
وہ اپنا ہمسر کسی کو نہ سمجھتے تھے

سیندر سیس چڑھائے چندن کھیولے دیہہ
سر میں سیندور لگائے اور جسم صندل سے معطر

سو تن کہان لگائی انت ہوی جو کیہہ
آخر کو جب خاک میں ملنے لگا تو یہ جسم کہاں بچے گا

گج میمنت بکھرے رجبارا
فیلان مست دھول نہائے ڈیوڑھی پر بندھے تھے

دیسہہ نہہ جنہہ سُگھ رات کارا
جو مثل بادل سیاہ کے نظر آتے تھے

چمکہہ درپن لوہے ساری
جھول آہنی مثل آئینہ کے چمکتے تھے

جن پربت پر پری انباری
عماریاں گویا پہاڑ پر پڑی ہیں

سونا میل کے دنت سوارے
اُن کے دانت سونے سے مڑھے تھے

اگرور ترہنہ سوانھہ کے ٹالے
اُن دانتوں سے پہاڑ کو بھی دھکیل دیتے تھے

سیت گیند پیت اورانے
سفید زرد اور سرخ

ہرے سام گھو مہنہ مدماتے
سبز سیاہ مست ہاتھی تھے

سری میل پہرائی سوزنیں
پیشانی اور سونڈ میں زیور پہنائے تھے

دیکھیت کٹک پائیں ترونديں
فوج کو دیکھکر پاؤں سے کچل ڈالتے تھے

پربت اولٹ بھوم مہنہ مارنہہ
پہاڑوں کو اُلٹ کر زمین پر پٹک دیتے تھے

پرے جو بھیر پترا س جھارنہہ
اُنپر اگر حملہ ہوتا تو مثل پتوں کے جھاڑ دیتے تھے

	اس گیند ساجے سنگھلی اس طرح سنگھلدیپ کے ہاتھی سجائے گئے تھے	موٹی کُرم پیٹھ کلملی کہ کچھپ کی موٹی پیٹھ بھی جنبش میں آئی	
دوہا	اوپر کنک منجوسالاگ چنورا و ڈھار ہاتھیوں پر سونے کی عماریاں چنور اور ڈھال سجے تھے	بھلپت بیٹھے بھال لیئی او بیٹھے دھن کار بلّم باز اور تیرانداز اُن ہاتھیوں پر اپنے اپنے ہتھیار لیکر بیٹھے ہوئے تھے	
اسُدل گجدل دونو ساجے گھوڑے اور ہاتھی دونوں کی فوج بھی تھی	اوگھن تبل جھاؤ باجے اور نقارے جنگی آسمان تک بجنے لگے	ماتھے مُکُٹ چھتر سر ساجا راجاؤں کے سر پر تاج اور چھتر سجے تھے	چڑھا بجای اِندر اس راجا مثل اندر کے وہ تقاضے جنگی بجا کر چڑھا
آگے رتھہ سینا سب ٹھاڑھی آگے رتھہ اور تمام فوج کھڑی تھی	پاچھے دُھجاں مرن کے کاڑھی پیچھے علامات موت کے نظر آتے تھے	چڑھا بجای چڑھا جس اندو جنگی باجے بجا کر مانند اندر کے چڑھا	دیو لوک کو ہن بھے ہندو گویا دیو لوک کے ہمراہ تمام ہندو راجا ہو گئے
جانہہ چاند کھت لیئی چڑھا گویا چاند ستاروں کو لیکر چڑھا	سورک کٹک رین مس مڑھا اور آفتاب کی فوج کو رات کی سیاہ تاریکی نے مڑھ دیا	جو لگ سور جای دیکھراوا جب تک مثل آفتاب کے سلطان دکھلائی پڑا	نکس چاند گھر باہر آوا تب تک مثل چاند کے رتن سین اجھل کے باہر گیا
	گگن نکھت جس گنے نجاہیں جس طرح آسمانی ستارے شمار نہیں کئے جاتے	نکس آئے تس دھرتی ماہیں اُسی طرح رتن سین کی فوج زمین پر نمودار ہوئی	
دوہا	دیکھ انی راجا کے جگ ہوی گیوا سو جھہ راجا رتن سین کی فوج کو دیکھکر تمام عالم بخوف متحیر ہوا	دہنہ کس ہودے چاہے چاند سورکے جوجھہ کہ معلوم نہیں بادشاہ اور راجا کی لڑائی میں کیا ہونے والا ہے	

راجا - بادشاہ جُدّھہ کھنڈ

اِہاں راج اس سین بنائی اسطرح راجا نے اس طرح فوج تیار کی	اُہاں ساہ کے بھئی اوائی اور اُدھر سے بادشاہ آ پہونچا	اگلے دورے آگے آئے آگے والے تو دوڑ کر آگے آئے	پچھلے پاچھہ کوس دس چھائے اور پیچھے والے لوگ کوس دس کوس پیچھے رہ گئے
ساہ آی چتّوڑ گڑھ باجا بادشاہ نے آکر چتوڑ کے قلعہ پر حملہ کیا	ہستی سہس بیس سنگ ساجا جس کی فوج میں بیس ہزار ہاتھی سجے تھے	اونئی آی دونو دل ساجے دونوں فوجوں کا باہم مقابلہ ہوا	ہندو ترک دو ورن گاجے ہندو مسلمان دونوں میدان جنگ میں پہنچ گئے
دُو و سمُد دِدھہ اُدِدھ اپارا دونوں مثل سمندر دہی اور پانی کے	دونو میر کھکھند چہارا اور دونوں مثل کوہ سمیر اور کوہ کہکشاں کے	کوپ جُھارِ دُو دِس میلے غصے میں بھرے دونوں بھڑ گئے	او مستی ہستی سہنہ پیلے اور ہاتھی ہاتھیوں پر زور دے چھوڑ دیئے گئے

آنکس چمک بیج اس باجہنہ
ہاتھیوں کے انکس مانند بجلی کے چمکتے تھے

گرجہنہ ہست میگھ جن گاجہنہ
اور ہاتھی مثل بادلوں کے گرجتے تھے

دوہا

دھرتی سرگ ایک بھا جوہہ اوپر جوہ
زمین اور آسمان ایک ہوگیا فوج سے فوج بھڑی تھی

کوئی ٹرے نہ ٹارے دونوں بجر سموہ
مثل سخت پتھر کے ڈھیر کے دونوں میں سے ایک بھی نہ ٹلتا تھا

ہستی سہنہ ہستی ہٹھ گاجہنہ
ہاتھی سے ہاتھی بھڑ کر ایسا شور کرتے تھے

جن پربت پربت سوں باجہنہ
گویا پہاڑ سے پہاڑ ٹکرا رہے ہیں

گرو گیند نہ ٹارے ٹرہیں
ہاتھی اتنے بھاری تھے کہ ٹالے نہ ٹلتے

ٹوٹہنہ دانت ماتھ گر پرہیں
مستک ٹکراتے جس سے دانت ٹوٹ جاتے تھے

پربت آسی جو پرہنہ ترا ہیں
پہاڑ اگر اُن کے نیچے پڑ جاتے

در مہنہ چانپ کھیہ مل جاہیں
تو اُن کے پاؤں سے دب کر خاکیں ملجاتے

کوی ہستی اسوار رہیں
کوئی ہاتھی سوار کو پکڑ لیتا

سونڑ لپیٹ پائیں تر دہیں
تو سونڈ میں لپیٹ کر پاؤں کے نیچے مل ڈالتا

کوی اسوار سنگھ ہوی مارہنہ
کوئی سوار شیر کی طرح ہاتھیوں کو مارتا

ہن کے مستک سونڑ اپارہنہ
اور مستک کو مع سونڈ کاٹ کر پھینک دیتا

گرب گیند ٹھہ گگن پسیجا
ہاتھیوں کی مد[1] بہنے سے آسمان تر ہوگیا

رُہر چوے دھرتی سب بھیجا
اور خون سے تمام زمین تر ہو گئی

کوی ہیمنت سبتھ ارہنہ نہیں
مست ہاتھیوں کو کوئی سنبھال نہ سکتا تھا

تب جانہنہ جب گدر جاہیں
معلوم تب ہوتا جب سر کا گودا نکل پڑتا

دوہا

گگن رُہر جس برسے دھرتی سبے ملای
آسمان سے بے طرح لہو برستا اور دھول ملا کر زمین پر بہتا

سر دھر ٹوٹ بلاہنہ تس پانی پنک بلای
سر اور دھڑ کٹے کر اس طرح الگ ہو جاتے جیسے پانی اور کیچڑ

آٹھوں بجر جوجھہ جس سنا
آٹھوں بحر دنکی معرکہ آرائی سنی جاتی تھی

تیہ تین ادھک بھیو چوگنا
اس سے چار چند زیادہ یہ جنگ عظیم ہوئی

باجہنہ کھڑگ اُٹھے در آگی
تلواریں ٹکراتیں تو فوج میں آگ پیدا ہوتی

بھئیں جر چے سرگ کہنہ لاگی
جس سے زمین جلکر آسمان تک لگنا چاہتی

چمکہنہ بیج ہوی اُجیارا
مانند بجلی کے تلوار دنکی چمک سے اُجالا ہو جاتا

جیہ سر پرے ہوی دوی پھارا
جس کے سر پر تلواریں پڑتی تھیں دو ٹکڑے ہو جاتا

میگھہ جو ہست ہست سہنہ گاجہنہ
ہاتھی سے ہاتھی بھڑ کر مثل بادل کے گرجتے تھے

بیج جو کھڑگ کھڑگ سوں باجہنہ
اور تلواروں کا ٹکرا کر چمکنا مثل بجلی کے تھا

برسہنہ سیل پانہی کا ندوں
برچھے اور تیر برستے تھے جس سے کیچڑ ہو رہی تھی

جھپٹہنہ کوپے ہنہ تراری
غصے میں بھرے ہوئے جھپٹتے اور تلواروں سے وار کرتے ہوئے جاتے

جس برسے ساون اور بھادوں
جس طرح ساون اور بھادوں برستے ہیں

اوگولا اولا جس بھاری
اور گولے توپوں کے اولوں کی طرح برستے تھے

[1] ہاتھی جب مست ہوتا ہے تو اُس کے ماتھے سے ایک قسم کی رطوبت بہتی ہے جس کو مد کہتے ہیں مطلب یہ کہ ہاتھیوں کی مستک سے جو مد بہہ رہا تھا اُس سے آسمان تر تھا اور اس جنگ میں جو خون بہہ رہا تھا اُس سے زمین تر تھی ۱۲

جو جھے بیر کہوں کہنہ تائیں
بے شمار بہادر مارے گئے کہاں تک کہوں

لیئی اچھری کیلاس سدھائیں
حوریں اُن کو لیکر بہشت چلی گئیں

دوہا

سوام کاج جو جو جھے سوی گئے مُکھ رات
مالک کی خدمت میں جو کام آئے وہی عاقبت میں سرخرو ہوتا ہے

جو بھاگے ست چھانڑ کے مِس مُکھ چڑھی پرات
جو راستی یعنی میدان چھوڑ کر بھاگ جائے اُسکے چہرے پر سیاہی چڑھ جاتی ہے

بھا سنگرام نہ بھا اس کاؤ
اسقدر لڑائی ہوئی کہ ایسی کبھی نہ ہوئی تھی

لوہے دُہنہ دِس بھیئے اگاؤ
آمنے سامنے دونوں جانب سے بخوبی ہتھیار چلے

انند بدھاوکرہنہ نس کھاوا
گوشت خور جانور خوش ہو رہے تھے

اب بھکھ جنم جنم کہنہ پاوا
کہ اب تمام زندگی کے لئے کھانا مل گیا

گدھ چیل سب مانڑو چھاوہنہ
گدھ اور چیلیں سب شادی کے مانڈو چھاتے ہیں

کاگ کلول کرہنہ اوگاوہنہ
کوّے کلول کرتے اور گاتے ہیں

جیئی جس مانسو بھکھا پراوا
جس نے جس طرح دوسرے کا گوشت کھایا تھا

سیس کندھ کٹ کٹ بھیئیں پرا
سر اور کندھے کٹ کٹ کر زمین پر گرے

رُہر سلسل ہوی سار بھرے
لہو پانی بن کر تالابوں میں بھر گیا

چونسٹھ جوگن کھپر پورا
چونسٹھ جوگنوں کا کھپر بھر گیا

نبگ جنبک گھر باہنہ تورا
بھیڑیے اور سیاروں کے گھر تُرہی بجنے لگی

آج ساہ ہٹھہ انی بیاہی
آج بادشاہ نے خود اپنی فوج کی شادی کی ہے

پائی بھگت جیس چت چاہی
حسب خواہش زیست حاصل ہوئی

تس تیہ کریئی اور نہہ کھاوا
اُسی طرح اُس کا گوشت لیکر دوسرے کھا رہے ہیں

دوہا

کاہو ساتھہ نہ تن گا سکت مُئے سب پوکھہ
جسم کیساتھ نہیں گیا اسکو قائم رکھنے کیلئے سب نے حتی الامکان کوشش کی آخر کار مر ہی گیا۔

اوچھہ پورتیہ جانب جو تھر آوت جو کھہ
اُسے بہت بڑا کمینہ جاننا چاہیئے جو اس جسم کو پائدار سمجھتا ہے

چاند نہ ٹرے سورسوں کویا
فصیر میں بھا چاند تر سین آفتاب بادشاہ کے مقابلے سے ٹلتا نہیں

دوسر چھتر سو نہنہ کے رویا
بادشاہ کے مقابلے دوسرا چھتر نہیں لگ سکتا

آج چاند تو رکروں رینا تو
عہد کیا کہ آج تجھے نیست نابود کر دونگا

رہے نہ جگ نہنہ دوسر چھاتو
تمام عالم میں میرے مقابلے دوسرا چھتر نہیں لگ سکتا

در لوہا درپن بھا آوا
فوج کے چمکیلے ہتھیار آئینے کے روشن تھے

گھٹ گھٹ جانہہ بھان دیکھاوا
ہر ایک میں گویا آفتاب نظر آتا ہے

سُنا ساہ اس بھیو سموہا
بادشاہ نے جب سنا کہ راجا کافی موجود ہے

سہس کرا ہوسی کرن پسارا
مثل آفتاب کے بادشاہ نے مانند کرنوں کے اپنی فوج کو پھیلایا

اس کرودھت کھڑ لیئی دھائے
غصے میں بھر کے کلہاڑی لیکر اس طرح جھپٹے

اوڑن چاند کال کر پائے
تو جاند راجا نے مثل شب کے ڈھال سے بچاؤ کیا

پیلے سب ہستھہ کے جوہا
تو ہاتھیوں کی تمام فوج سے حملہ کیا

چھینکا چاند جہاں لگ تارا
اور مثل ماہ اون کے چاند ترسین کو گھیر لیا

اگن پہار جرت جن آئے
گویا آگ سے جلتے ہوئے پہاڑوں نے حملہ کیا

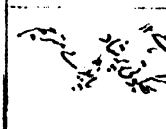

دوہا

جگمگ انی دیکھہ کے دھای دست تیہ لاگ
چمکتی ہوئی شاہی فوج پر قلعہ سے راجا کی نگاہ پڑی

چھٹے[1] ہوی جو لوہا مانجھہ آوَ تیہ آگ
ہتھیار بند راجا کو بھی اُس کی چمک سے جوشش آ گیا

سُورج دیکھہ چاند من لاجا
آفتاب یعنی بادشاہ کو دیکھکر چاند یعنی راجا کو ندامت ہوئی

بگسا کنول کُدبھا راجا
کنول یعنی بادشاہ کے کھلنے سے اجاس گل نیلوفر شرمگیا

بھلیہہ چاند بڑ ہوی نس پائی
رات آنیسے چاند کا جاہ وجلال بھلے ہی بڑھ جائے

دِن دنیر سہنہ کون بڑائی
لیکن دن میں آفتاب کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے

اہے جو نکھت چند سنگ تپے
مگر جاہر سین میاں دن راجا دن اپنے جاہ وجلال کو کھلائے

سورج کے دست گگن مہنہ چھپے
لیکن آفتاب یعنی بادشاہ کے سامنے شمس تاریکے آسمان میں چھپ گئے

جو ہوی سرگ دھرتی جوجھا
کہ جو آسمان یعنی قلعہ پر ہو وہ زمین پر کو جنگ نہیں کرتا

گڑھپت اُر لڑے نہنہ دھائے
قلعہ اور قلعی سے نیچے دوڑکر جنگ نہیں کرتا

ہاتھہ پرے گڑھہ ہاتھہ پرے
کیونکہ اندیشہ ہے قلعہ پر غنیم قبضہ کرلے

کے چنتا راجا من یوجھا
رتن سین نے خورد و خوض سے دل میں سمجھا

دوس نہ نسر رین کر راجا
رات کا مالک چاند دن میں دکھلائی نہیں پڑتا

چندرین رہ نکھتھہ مانجھا
رات میں چاند ستاروں کے درمیان رہتا ہے

گڑھپت اندر گگن گڑھکا جا
قلعہ اور مثل بہشت کے راجا اندر کے آسمان پر گرجتا ہے

سُرج کے سوا نہنہ نہ ہوی سانجھا
آفتاب کے سامنے نہیں آسکتا چاہتا ہے کہ شام ہو

دوہا

دیکھا چند بھورہا سورُج کے بڑ بھاگ
چاند یعنی راجا نے دیکھا کہ صبح ہوئی زہے قسمت آفتاب یعنی بادشاہ کی

چاند پھرا بھا گڑھپت سور گگن گڑھہ لاگ
رتن سین پھر کر قلعہ میں داخل ہو گیا تو بادشاہ نے قلعہ گھیر لیا

کٹک سو جھہ علاؤ دساہی
بادشاہ علاؤالدین کی بے شمار فوج کو

آوت کوی نہ سنبھارے تاہی
آتے دیکھکر مقابلہ کرنیکی کسی کی ہمت نہ ہوئی

اُد دھہ سمُد جس لہریں دیکھی
فوج مثل سمندر کے امراتی ہوئی آرہی ہے

نین دیکھہ مکھہ جای نہ لیکھی
جسکو مرتی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں منہ سے شمار نہیں ہو سکتا

کیتے تجا چتور کے گھاٹی
کتنے تو چتور کو چھوڑکر بھاگ گئے

کیتے بجا وت مل گے ماٹی
اور کتنے ہی مقابلہ کرکے خاک میں مل گئے

کبہنہ نہ ساج گھٹے تس راجا
وہ علاؤالدین ایسا بادشاہ ہے کہ کبھی سامان کم نہیں ہوتا

پھرے جھرے اُپنے نو ساکھا
پہلے ہوؤں کو خزاں آئی اور نئی نئی شاخیں پیدا ہوئیں

تھر ہوی رہے نہ پاوے کوئی
لیکن مستقل طور سے کوئی رہنے نہیں پاتا

لاکھ جاہنہ آوہنہ دوی لاکھا
ایک لاکھ جاتے ہیں اور دو لاکھ آتے ہیں

جو آوے گڑھہ لاگے سوئی
جو کوئی آتا ہے وہ قلعہ میں محو ہو جاتا ہے

اُمرا میر رہے جہنہ تائیں
امیر و اُمراجہاں تک تھے

سبہیں بانٹ النگین پائیں
سب نے فوج کا ایک ایک حصہ لیکر قلعہ کو گھیر لیا

دوہا

لاگ کٹک چاروُ دس گڑھہیہ پرا اگداہ
شاہی فوج نے ہر چار طرف سے گھیر کر قلعہ میں آگ لگا دی

سُرج گہن بھا چاہے چاندہ بھا جس راہُ
چاند یعنی راجا بادشاہ کو گھیرنا چاہتا تھا لیکن بادشاہ نے راجا کو گھیر لیا

[1] عاشقانہ ہر کہ جنب لوہا گرم ہو تا ہو اور کسی شخص کے ہاتھ میں موم تو اسکو بھی حرارت آجاتی ہے یہاں مطلب یہ ہے کہ شاہی فوج کو لوہے میں غرق دیکھکر اسکا اثر راجہ کی تلوار میں پڑا اور راجہ کو بھی جوش آگیا ۱۲

اتھوا دوس سور بھابا سا
دن غروب ہوا بادشاہ نے قیام کیا

پری رین سسی وا اکاسا
رات ہوجانے سے چاند آسمان میں روشن ہوا

چاند چھتر دیئی بیٹھا آئی
چھتر لگا کر راجا تخت پر آبیٹھا

چھندر سِ نکمت دینھہ چھپکائی
ہر چہار طرف معاون راجاؤں کو مانند ستاروں کے چھپکا دیا

نکھت اکا سہنہ چڑھے پاہیں
وہ قلعہ پر چڑھے مانند ستاروں کے چمکتے تھے

ٹٹ ٹٹ لوک پرہنہ نہ بجھائیں
ٹوٹ ٹوٹ کر شعلے گرتے اور بجھائے نہ بجھتے

پاہن پاہن سوں اٹھ آگی
اس طرح پتھر سے پتھر ٹکرا کر آگ اٹھتی تھی

گولا پرہنہ کو لھہ ڈھر کاہیں
توپوں کے گولے چلتے جو مثل کولھو کے لڑھکتے تھے

چور کرت چار یو دس جاہیں
وہ ہر چہار طرف ریزہ ریزہ کر دیتے تھے

اونئی گھٹا برس جھر لائی
مثل گھٹا کے چھائی ہوئی فوج گولے برسا رہی تھی

اولا پٹکہنہ پرہنہ بچھائی
جو اولے کی طرح برس کر زمین میں بچھا جاتے تھے

ترک نہ نکھہ پھیر ہنہ گڑھ لاگے
اسلامی فوج قلعہ کے محاصرہ کو چھوڑتی نہ تھی

ایک مرے دوسر ہوی آگے
ایک مرتا تو دوسرا آگے آتا

دوہا

پرہنہ بان راجا کے سکے کو سنکھہ کا ڑھہ
راجا کی طرف سے تیر برس رہے ہیں اُسکے سامنے اپنی فوج کو کون نکال لیجا سکتا ہے

اونئی سین ساہ کے رہی بھو رلاگ ٹھاڑھہ
بادشاہ کی فوج سر شام سے صبح تک تلی کھڑی رہی

بھیو بہان بھان پن چڑھا
صبح ہوئی اور بادشاہ نے فوج لیکر حملہ کیا

سہسہہ کرا دوس بدھہ گڑھا
جیسے خدا کو منظور تھا ہزاروں طرح سے حملے کئے

بھاگا دھا وا گڑھہ کینھہ گریرا
دھاوا بول کر قلعہ کو ہر چہار طرف سے گھیرلیا

کو پا کٹک لاگ چہنہ پھیرا
غصے میں بھری فوج چاروں طرف سے غضب ڈھانے لگی

بان کرور ایک نکھ چھوٹہنہ
کروڑوں تیر ایک ہی طرف چھٹتے تھے

باہنہ جہاں پھونک لہہ پھوٹہنہ
وہ تیر جہاں پڑتے بالکل آر پار ہوجاتے

نکھت گگن جیں دیکھہ نہ گنئے
جس طرح آسمان میں ستارے بیشمار نظر آتے ہیں

تس گڑھہ کو ٹنھہ یا نھہ ہنے
اُسی طرح قلعہ پر کروڑوں تیر برس رہے ہیں

بان بیدھہ ساہی کے راکھا
شاہی فوج کے تیر قلعہ میں ایسے بیدھے ہیں

گڑھہ بھاگ گڑ چھلا وا پاکھا
جسطرح پرندہ گرڈ پر پھلا کر بیٹھا ہو

اوہ رنگ کیر کٹھن ہے باتا
اُس معرکہ آرائی کا بیان کرنا بہت مشکل ہے

توپے کے ہوی مکھہ راتا
وہی بیان کر سکتا ہے جسے سرخروئی حاصل ہو

پیٹھہ نہ دیہنہ گھاؤ کے لاگے
مجروح بہادر لوگ جنگ میں پیٹھ نہیں دکھلاتے

پیگ پیگ بھیں چانپہنہ آگے
ہر ایک قدم آگے ہی بڑھتے رہتے ہیں

دوہا

چار پہر دن جوجھہ بھا گڑھہ نہ ٹوٹ تس بانک
دن کے چار پہر تک معرکہ ہوا لیکن قلعہ ایسا باکمال تھا کہ فتح نہ ہوا

گرو ہوت پے آوے دن دن ناکہہ ناک
ہر ایک ناکا روز بروز مضبوطی سے زور پکڑتا جاتا تھا

چھینکا کوٹ جو راس کینھا
فوج نے کافی زور لگا کر قلعہ کا محاصرہ کیا

گھس کے سرگ سرنگ تھہ نھا
اوپر چڑھ کر امرد قلعہ کے سرنگ لگا دی

گرگج باندھہ کمانیں دھریں
برجوں پر قبضہ کر کے توپیں لگا دی گئیں

بجر اگ مکھہ دار و بھریں
بھری ہوئی توپوں کے منہ سے آگ سخت شعلے نکلتے تھے

جیسی رومی اور پھرنگی
حبشی رومی اور پرتگالی

پڑ بڑ گنی اور تنھ سنگی
بڑے بڑے سابر جنگ بادشاہ کی فوج میں تھے

جنھ کے گوٹ کوٹ پرجاہیں
اُن کے گولے قلعے پر برستے تھے

جیہ تا کہنہ چو کہنہ تیہ ناہیں
جسپر نشانہ لگاتے وار خالی نہ جاتا

اسٹ دھات کے گولا پھوٹہنہ
ہشت دھات کے بنے گولے چھوٹتے تھے

گرہنہ پہاڑ چون ہوی پھوٹہنہ
جنکے گرنے سے پہاڑ بھی تونکڑا ٹا ہو جاتے تھے

ایکبار سب چھوٹہنہ گولا
سب گولے ایکبار ہی چھوٹتے تھے

گرجے گگن دھرت سب ڈولا
جس سے آسمان گرجتا اور زمین بھی تو لگ جاتا

پھوٹہنہ کوٹ پھوٹ جن ایسا
قلعہ مانند کانچ کے پھوٹ جاتا تھا

اودر ہنہ بُرج جا ہنہ سخت عیسا
اور بُرج تہس نہس ہو کر بیٹھ جاتے تھے

دوہا

لنکا راوٹ جس بھئی واہ پری گڑھ سوی
جس طرح آگ گڑھ لنکا میں لگی تھی اُسی طرح قلعہ چتوڑ گڑھ جلنے لگا

راون لکھا جرے کہنہ کہہ اجر رکم ہوی
راون کے نصیب میں جلنا لکھا تھا پھر وہ بغیر جلے کیونکر بچ سکتا

راجگیر لاگے گڑھ تھوئی
راج اور تھوئی قلعہ کی مرمت کو لگے تھے

پھوٹے جہاں سنوار نہ سبئی
ٹوٹے پھوٹے حصے کو بخوبی درست کر لیتے تھے

راتہہ کوٹ چتر کے لیہیں
رات ہی بھر میں قلعہ کو بالکل درست کر لیتے

بانکے پرُٹھہ بانک کر ہیں
پیچدار قلعہ کو اور بھی پیچدار بنا دیتے تھے

گاجہنہ گگن چڑھا جس میگھا
جسطرح آسمان پر بادل گرجتا ہے ایسا ہی توپوں کا گرج تھی۔ لگاتار گولے سخت برستے سر کون دیکھتا تھا

برسہنہ بجر سیس کو ٹھیگھا
برسہنہ بجر سیس کو ٹھیگھا

برسہنہ تپک تیر جس اولا
بندوق کی گولیاں اور تیر ساتھ ہی اولے کے برستے

جانہنہ پرہنہ سرگ ہت گا جا
گویا آسمان سے بجلیاں گرتی تھیں

پھاٹے دھرت آمی جہنہ بلجا
گولے جہاں گرتے زمین پھٹ جاتی تھی

ہست گھور ماٹکھ سنگھر ہیں
ہاتھی گھوڑے آدمی سب ہلاک ہو رہے تھے

گرگج چور چور ہوی پرہیں
بُرج چور چور ہو کر گرتے تھے

سبے کہا اب پرلے آئی
سب نے کہا کہ بس قیامت آگئی۔ دو گویا زمین اور آسمان کے درمیان اس جنگ کی صورت میں نمودار ہوئی ہو

دھرتی سرگ جو جھہ جن لائی

دوہا

آٹھو بجر جرے سب ایک ڈنگوے لاگ
محض ایک معمولی ٹیلے کو برباد کرنیکے لئے گویا آٹھوں سخت پہاڑ لگے ہیں

جگت جرے چار یو دس کمیہہ بجھے نہ آگ
تمام عالم ہر چہار طرف جل رہا ہے کسی طرح آگ نہیں بجھتی

تہوں راجا ہیئے نہ ہارا
ایسی حالت میں بھی راجا کا دل نہ ہارا نہیں

راج پور پرزچا کھارا
راجمل کی ٹوپی ٹھی پر ناچ رنگ کا سامان آراستہ کیا

سوہ ساہ کے بیٹھک جہاں
جہاں بادشاہ کا اجلاس لگا تھا

سمہے ناچ کرا وے تہاں
اُسی کے مقابلے ناچ رنگ کرانے لگا

جنتر کھاوج اوجت باجا
جنتر کھاوج وغیرہ جتنے باجے تھے

سُر مادر رباب بھل ساجا
ڈھول رباب بخوبی بجائے گئے

بینا بین کماچ سہے
بینا بانسری اور سارنگی بجتے تھے

باجے انبرت تہنہ گمگھے
نہایت سریلے باجوں کا سماں بندھا تھا

چنگ اوپنگ نادسُر توِرا چنگ اوپنگ نادسُر اور تُرہی	مہُورِبنسِ باج بھرپورا مہُوَر بنسی اور تان پورا بجتے تھے	تنت بتنت سُبھر گھن تارا تنت بتنت اور بڑی جھانجھ	ہڑک باج ڈھپہ باج گنبھیرا ہڑکا (ڈمرو) دف بجتے	اوباجہنہ بہُ جھانجھ منجیرا اور طرح طرح کی جھانجھ اور منجیرے بجتے تھے
			باجہنہ سبد ہوی جھنکارا کے بجنے سے خوب جھنکار مچی ہوئی تھی	
دوہا	جگ سنگار منموہن پاترُ ناچہنہ پانچ عالم کو فریفتہ کرنے والی پانچ طوائفیں ناچتی تھیں		بادساہ گڑھ چھینکا راجا بھولا ناچ بادشاہ نے قلعہ کو گھیر لیا اور راجا ناچ رنگ میں غافل ہے	
بیجانگر کیر سب گنئی سب طوائفیں ماہر فن بیجانگر کی تھیں	گرہنہ الاپ جیس نہنہ سُنی وہ ایسا الاپ بھرتی تھیں جیسا کبھی سنا نہیں گیا	چھوُ وراگ گائے سنگ تارا تال سُر کے ساتھ چھوُوں راگ گانے لگے	سگری کٹک سُنے جھنکارا اُس رقص و سرود کی جھنکار کو تمام فوج سُنتی تھی	
پرتھم راگ بھیروں تنھر کیتھا پہلا راگ بھیروں گایا گیا	دوسر مالکوس پُن لینھا اور دوسرا راگ مالکوس	پن ہنڈول راگ بھل گائے پھر ہنڈول راگ کی بخوبی ادائیگی ہوئی	میگھ ملار میگھ برسائے میگھ ملار راگ گانے سے مینھ برسنے لگا	
پانچوں سری راگ بھل کیا پانچواں سری راگ خوب گایا گیا	چھٹھواں دیپک اُٹھہ دیا چھٹے دیپک راگ گانے سے چراغ جل اُٹھا	اوپر بھئے سو پاترنا چہنہ قلعہ کے اوپر طوائفوں کا ناچ ہو رہا تھا	ترپھے تُرک کمانیں کھانچہنہ اور قلعہ کے نیچے سے ترکی فوج تیر برسا رہی تھی	
	گڑھہ ماتھے ہوی اُمرا جھمرا قلعہ کے بالاخانے پر جھومر مچ رہا تھا		ترپھے دیکھہ میرا و اُمرا اور قلعے کے نیچے سے امیر اُمرا اُسے دیکھ رہے تھے	
دوہا	سُن سُن سیس دُھنہنہ سب کر مل مل پچھتاہنہ گانے کے ترانے سُن سُنکر سب سر دُھنتے اور ہاتھ مل مل کر پچھتاتے تھے		کب ہم ماتھہ چڑھنہ او نینھہ کے دُکھہ جاہنہ کہ کب ہم اس کے سر پر چڑھیں گے اور آنکھوں کا دُکھہ جائے گا	
چھوُ وراگ کا وہنہ پاترنی طوائفیں چھوُوں راگ	اوپن چھتیسو راگنی اور چھتیسوں راگنی گاتی تھیں	راگ بہاگ کیدارا سوئی راگ بہاگ کیدارا گایا جاتا تھا		
پربھاتی ہوی اُٹھے بنگالا راگ پربھاتی اور بنگالہ کی تان اُٹھتی	آساوری راگ گُن مالا راگ آساوری اور گن مالا گائے جاتے	اوکلیان کا ٹھرا ہوئی راگ کلیان اور کاٹھرا	بھیو بلاول مارو لینھا راگ بلاول اور مارو کے ترانے	
رام کلی نٹ گوری گائی راگ رام کلی۔ نٹ اور گوری	دُھن کھماچ سو راگ سنائی اور راگ کھماچ کے ترانے سنائی دیتے	دھنا سری او سوہا کینھا راگ دھنا سری اور سوہنی	سارنگ او بیجاس منھ آئی راگ سارنگ اور بیجاس خود گانے کو جی چاہتا	
		سام گوجری پُن بھل بھائی پھر شیام گوجری راگ نہایت خوشگوار معلوم ہوا		

پربی سندھی دیس براری
راگ پوربی۔ سندھی۔ دیس اور براری

ٹوری گونڑسوں بھئی نراری
راگ ٹوڑی اور گونڈ راگ کے جدا لگانے والے کہنے لگے

دوہا

سبے راگ اور راگنی سرے الاپہنہ اونچ
سب راگ اور راگنی اونچے سُر سے الاپے جاتے تھے

تہاں تیر کہنہ پہنچے دستِ جہاں نہ پہونچ
وہاں تیر کیونکر پہونچ سکتے ہیں جہاں ہاتھ نہیں پہونچ سکتیں

چھواں سونہہ ساہ کے دیٹھی
جہاں بادشاہ کی سیدھی نگاہیں پڑتی تھیں

پاتر پھرت دیکھہ تہنہ پیٹھی
طوائفوں نے ناچتے ہوئے اُسطرف پیٹھ پھیر دی

کب لگ مرگ چاند توہ بھونچا
بادشاہ کی نگاہ طوائفوں پر پڑتے ہی تخت پر گر پڑا کہ ہائے آخر کب تک تجھ سا نازنین آہو چشم عشرت میں مشغول رہیگا

چھانڑ بہنہ بان جاہنہ پرہیں
تیر چھوڑنے پر قلعہ کے اوپر نکل جاتے ہیں

بولت بان لاکھہ بھے اونچے
کوی کوٹ کوی پور پہونچے
ایک آواز میں لاکھوں تیر اوپر چلائے گئے
کوئی تیر قلعہ کے اور پار کوئی ڈیوڑھی تک پہونچا

جہانگیر کنوج کر راجا
جہانگیر قنوج کا راجا تھا

کاتیں گرب کرس ترا ہیں
اس سے کیا تو گھمنڈ میں بھول گیا ہے؟

باجا بان جانگھہ تس ناچا
طوائف کی ران میں وہ تیر پار ہو گیا

جیو گا سرگ پر اُبھئیں سانچا
جس کی روح آسمان پر چلی گئی اور جسم زمین پر رہ گیا

اوہک بان پاتر کے لاگا
ناگاہ اُس کا تیر ایک طوائف کے لگا

اُڑسا ناچ نچنیا مارا
رقاصہ کے مارے جانے سے ناچ بگڑ میں خلل پڑ گیا

دیکھت ساہ سنگھاسن گونچا
اور سلطانوں نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں

دوہا

جو گڑھہ ساجے لاکھہ دس کوٹ اُٹھاوے کوٹ
جو قلعہ دس لاکھ طرح سے آراستہ کیا جاوے اور کروڑوں بندشوں سے محفوظ بنایا جاوے

بادساہ جب چاہے چھپے نہ کونیو اوٹ
لیکن بادشاہ اگر چاہے تو وہ کسی آڑ میں چھپ نہیں سکتا ۵۳

راجے پورا کاس چڑھائی
راجا نے اپنا دار بار بہت اونچے آسمان پر بنوایا تھا

پرا باندھہ چہنہ پھیر لگائی
اور چہار طرف سے گھڑاؤ کی کافی بندشیں باندھی گئی تھیں

سیت بندھہ جس راکھو باندھا
جسطرح رامچندر نے سمندر پر سیت بند پُل باندھا تھا نہایت ہی پیچدار راہ راتاؤ دی گئی تھی جسکا چھپنا بہت مشکل تھا

پیرا پھیر بھئیں بھار نہ کاندھا

ہنومنت ہوی سب لاگ گوہارو
ہنومان کی طرح اور بھی مددگار ہوئے

چھنڈ دس ڈھوڈی ڈھوی کنیھہ پہارو
اور ڈھوکر قلعہ کے چاروں طرف پہاڑ لگا دیا

سیت پھنکے اس لاگے گڑھا
باندھہ اُٹھای چہوں گڑھہ مڑھا
وہ قلعہ مثل سفید پتھر کے خوبصورت معلوم ہوتا تھا
جو ہر چہار طرف مضبوط بندشوں سے گھیر دیا گیا تھا

کھنڈ کھنڈا اوپر ہوی پٹاؤ
چترا نیک انیک کٹاؤ
جسپر درجہ بدرجہ نہایت مضبوط پٹاؤ تھا
جن میں طرح طرح کی خوبصورت تصویریں منقش تھیں

سیڑھی ہوت جاہنہ بہہ بھاتی
جہاں چڑھے ہستن کے پانتی
سیڑھیاں بہت قسم کی نہایت مضبوط بنائی گئی تھیں
جن پر ہاتھیوں کی قطاریں چڑھ جاتیں

بھاگر گج کس کہت نہ آوا
جنہہ اُٹھای لگن لیئی آوا
برج ایسے بنائے گئے تھے جنکا بیان نہیں ہو سکتا
گویا اُٹھا کر آسمان میں لگا دئے گئے ہیں

دوہا

راہُ لاگ جس چاندہِ تس گڑھ لاگا باندھ
چاند کو جس طرح گہن لگتا ہو اُسی طرح قلعہ کے چاروں طرف باندھ بنا دیا گیا

سرب آگ اس بر رہا ٹھانوں جاہی کو کاندھ
سب طرف آگ روشن تھی اور وہاں جانے کی ہمت کون کر سکتا ہے

راج سبھا سب متے بیٹھی
راجا کی مجلس مشورہ کے لئے بیٹھی

دیکھ نجاہی موند کے بیٹھی
ایسی عالیشان کرسی دیکھنے سے آنکھیں بند کئے ہوئے تھی

اُٹھا باندھ چونڈس گڑھ باندھا
ایسی بندش کی لگی ہو کہ قلعہ چاروں طرف سے گھر گیا ہے

کیجے بیگ بھار جس کاندھا
جس طرح کی جنگ آپ نے چھیڑی ہو اسکے نباہ کا بھی انتظام

اُپجے آگ آگ جس بوئی
جس طرح آگ بوئی جاتی ہو اسیطرح وہ پیدا ہوتی ہے

اب مت کوی آن نہ ہوئی
اسکے علاوہ اور کوئی دوسری صلاح کیا ہو سکتی ہے

بھایتو ہار جو چانچر جوری
مثل پھاگن کے جاچر کھیل کی طرح سے کھیلنا چاہئے

کھیل پھاگ اب لائی ہوری
پھاگ کھیل کر اب ہولی کی رسم ادا ہونی چاہیئے

سمہِ بھاگ[1] میلی سر دھوری
باہم آخری خصومت لیکر سر پر خاک ڈالو ۔ جو شہرت عالم میں پھیلائی گئی تھی وہ اب پوری ہونی چاہیئے

کینھہ جو سا کا چاہی پوری
محلوں میں رانیوں نے سامان موت آراستہ کیا

چندن اگر ملئیگر کاڑھا
صندل ملیا گر اور اگر جسم پر ملا

گھر گھر کینھہ سرا رچ ٹھاڑھا
جلنے کیلئے ہر گھر میں مستورات نے چتا تیار کی

جوہر کہنہ سا جا رنواسو
جنکو اپنی عصمت کا خیال ہوا انھیں آنسو کو نہ آنے دیا

جنھہ ست ہئے کہاں تنھہ آنسو
جنکو اپنی عصمت کا خیال ہوا انھیں آنسو کو نہ آنے دیا

[1] پھاگ کی طرح کھیل کر ۱۲

دوہا

پُرکھنھہ کھڑگ سنبھارے چندن کھیورے دیہہ
مردوں نے تلواریں سنبھالیں اور جسم پر صندل ۱۲

میہر کھنھہ سیندر میلا چنھہ بھئی جرِ کھیہہ
عورتوں نے مانگ میں سیندور بھرا کہ اب جلکر خاک ہو جانا چاہتی ہیں

آٹھہ برس گڑھ چھینکا رہا
آٹھ برس تک قلعہ گھرا رہا

دھنِ سلطان کہ راجا مہا
زہے اقبال سلطان یا راجا کی عظمت

آسی ساہ انبر او جولائے
چتوڑ گڑھ اگر بادشاہ نے جو آم کے پیڑ لگائے تھے

پھرے جھرے پے گڑھ نہنہ پائے
وہ پھل کر جھڑ گئے لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا

جو تو روں تو جوہر[2] ہوئی
بادشاہ نے کہا اگر قلعہ کو توڑتا ہوں تو جوہر ہوتا ہے

پد منی ہاتھ چڑھے نہ ہوئی
اور وہ پدمنی ہاتھ نہیں آسکتی

یہہ بدھہ ڈھیل دینھہ تب ائیں
یہ سوچکر بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ اٹھا لینے کو یا اسی

دلی تیں ارد اسیں آئیں
اثناء میں دلی سے عرضداشتیں آپہونچیں کہ

پچھیوں ہیر و دینھہ جو بیٹھی
ملک ہرات کا امیر جو ہمیشہ سے مغلوب تھا

سو اب چڑھا سو نہنہ کے بیٹھی
وہ اب حضور کے مقابلے کیلئے چڑھا آیا ہے

جنھہ بھئیں ماتھہ گگن تئیں لاگا
جنھوں نے زمین پر پیشانی رکھی اب وہ آسمان تک لگ گئے

تھانے اُٹھے آو سب بھاگا
تھانے چوکی کے لوگ اُٹھکر بھاگ رہے ہیں

[2] چتوڑ گڑھ اگر بادشاہ نے جو آم کے پیڑ لگائے تھے

اہاں دیس اب ہوی پراوا
اور یہاں ملک اب دوسروں کے ہاتھ جا رہا ہے

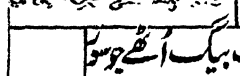

دوہا

جنھہ جنھہ پنتھہ نہ ترن پرت بار بھے بیر بھور
جن مقامات پر ایک تنکا بھی نہ رہنے پاتا تھا وہاں اب بیر اور بھوکی ڈائنیں پھرتی تھیں

تس اندھیاری جاہی تب بیگ اُٹھے جو سورج
اندھیاری رات کی تاریکی تب دفع ہوگی جب آفتاب جلد طلوع ہوگا

راجا بادشاہ میل کھنڈ

سُنا ساہ ارداسین پڑھی
جب عرضداشتیں پڑھی گئیں اور بادشاہ نے سنیں۔
من جھوٹھا جیو ہاتھ پراپیں
دل تو جھوٹا بیکار ہے جان تو دوسرے کے ہاتھ ہے
پاہن کر رپ پاہن ہیرا
پتھر الماس کا دشمن الماس پتھر ہی ہوتا ہے

چلتا آن آنِ چت چڑھی
تب دوسری فکر دل پر سوار ہوئی۔
چلتا ایک ہئے دوی ٹھائیں
ایک ہی دل پر دو جگہ کی فکر سوار ہوئی
بیدھوں رتن پان دیئی بیرا
رتن سین کو بیان کا بیڑا دیکر دوستی کر کے تبصیر دلانا چاہتے ہیں
کہہ توہ سوں بد منہ نہ لیوؤں
اُس سے کہو کہ اب تم سے بدھنی نہیں لیجائیگی

توا گمن من چیتے کوئی
کوئی آیندہ کی بات دل میں تب سوچے
گڑھ سوں اُرجھ جابی تب چھوٹے
قلعہ کے محاصرہ میں اُلجھکر تبھی چھوٹ سکتا ہوں
سُر جا سینتی کہا یہ بھیوؤ
بادشاہ نے یہ بھید سر جا سے بتلایا
چورا کینھہ چھانر گڑھ دیوؤں
توڑا ہوا تمہارا قلعہ اب چھوڑے دیتا ہوں

جو آپن چیتا کچھہ ہوئی
جب اپنا سوچا ہوا کچھ ہو بھی
ہوی میرا وکہ سو گڑھہ ٹوٹے
جب یا تو دوستی ہو جاسے یا قلعہ مفتوح ہو
پلٹ جاہُ اب مانہہ سیوؤ
اور کہا کہ تم راجا کے پاس پھر جاؤ

دوہا

آپن دیس کھاہُ سب اوچندیری لیہُہ
اپنے ملک پر حکومت کرو اسکے علاوہ علاقہ چندیری بھی تمکو عطا کیا جاتا ہے
سمُد جو سمدن کینھہ توہِ تے پانچو نگ دیہُہ
سمندر نے جو تم کو پانچ چیزیں بدائی میں دی تھیں البتہ وہ دیدو

سُر جا پلٹ سنگھہ چڑھہ گجا
سُرجا پھر شیر پر سوار ہو کر گرجا
جیہ کے دیہری پر تھوی سیئی
جسکی ڈیوڑھی کی خدمت تمام رؤے زمین کرتی ہو
جو لگ جیبھہ اہے مکھہ توہے
جبتک تمہارے منھ میں زبان ہے

اگیا جابی کہی جہنہ راجا
اور بادشاہ کا حکم جا کر راجا رتن سین کو سنایا
چلے تو مارے اوجیو لیئی
اگر وہ چاہے تو مار کر جان نکال لے
سنو را کھیل بنے کر جورے
بہت سمجھو بوجھکر دست بستہ باستدعا جواب دینا
آگے جس ہمیر میمنتا
آج کے پہلے جس طرح راجا ہمیر پر امغرور تھا

ابہوں ہئے سمجھُہ رے راجا
کہا کہ اے راجا اب بھی ذرا دلمیں سمجھ
پنجر ماہنہ توہ کینھہ پریوا
بادشاہ نے قلعہ کو گھیر کر پرندہ کیطرح تمہیں پنجرہ میں قید کر لیا ہے
پُن جو جیبھہ پکر جیو لیئی
آخر کار جب زبان پکڑ کر جان نکالنے لگیگا
جو تس کرس تو رہا انتا
اُسطرح اگر تو بھی غرور کریگا تو تیری بھی یہی بربادی ہے

بادساہ سوں جو جھنہ چھانا
بادشاہ سے جنگ کرنا اچھا نہیں
گڑھپت سوی باپنچے کے سیوا
بادشاہ کی پانچ کے سیوا
کو کھولے کو بولے دیئی
تب کون زبان کھولنے دیگا اور کون بولنے دیگا

دیکھہ کالھِ گڑھہ ٹوٹے راج اوہی کر ہوی
دیکھو آج ہی کل میں قلعہ تمس نمس ہوتا ہے اور بادشاہ کا راج ہوگا
کرُ سیوا سرناہی کے گھرہ کھال بُدھِ کھوی
پس سر جھکا کر اجزی خدمت کریں عقل کھو کر گھر برباد کر رہا ہے

سر جا جو ہمیر اس تا کا
(راجہ نے جا بجا) اپنے جا اگر ہمیر دیو نے ایسا خیال کیا

اور نباہ باندھہ گا سا کا
تو اپنی شجاعت اور اپنا نام قائم کر گیا

ہوں سکبندھی وہ اس تا ہیں
لیکن میں ویسا شجاع نہیں ہوں

ہوں سو بھوج بکرم اپرا ہیں
میں راجہ بھوج اور بکرماجیت سے بھی بڑھکر ہوں

برس ساٹھہ لگ سانٹھہ نہ کھانگا
کامل ساٹھہ برس تک سامان جنگ ختم نہیں ہو سکتا

پان پہار چوے بن مانگا
پہاڑ سے بغیر پانی مانگے ہوئے ٹپکتا ہے

تیہ اوپر جو پے گڑھہ ٹوٹا
اسپر بھی اگر قلعہ ٹوٹ ہی جائیگا

ست سکبندھی کیر نہ چھوٹا
تو بہادر راستبازوں کی راستی نہیں چھوٹ سکتی

سورہ لاکھہ کنور ہیں مورے
سولہ لاکھ شاہزادے میرے مددگار ہیں

پرہنہ پتنگ جس دیپ انجورے
جس طرح چراغ روشن ہوتے ہی پروانے گرتے ہیں

جیہ دن جا نچر جاہوں جوری
جیہ دن جا نچر کے جبدت کھانڈا کر نا چاہوں

سمدوں پھاگ لاہی کے ہوری
مانند تیوہار ہولی کے پھاگ کھیلکر آخری خصت لیلوں

جو نس بیچ ڈرے نہہ کوئی
کل آنیکے درمیان میں اگر رات پڑتی ہو تو کوئی ڈرتا نہیں۔

دیکھہ تو کا لھہ کاہ و نہہ ہوئی
دیکھو تو کل ہوتا کیا ہے کون جانے

دوہا

ابہیں جو ہر سلاج کے کینہہ چہوں اجیار
ابھی جوہر تیار کر کے اجالا کرنا چاہتا ہوں

ہوری کھیلوں رن کٹھن کوی سمیٹے چھار
میدان جنگ میں ہولی کی طرح معرکہ کر کے شہید ہو جاؤنگا دھول چاہے جو سمیٹے

ان راجا سو جرے نیانا
اے راجا آخر کار تو چل جائے گا

بادساہ کے سیو نہ مانا
لیکن بادشاہ کی خدمت تجھے منظور نہیں؟

بہتہہ اس گڑھہ کینہہ سجونا
بہتوں نے اس قلعہ کو آراستہ کیا

انت بھئی لنکا جس رونا
آخر کار مثل راون کی لنکا کے جلکر خاک میں ملگیا

جیہ دن وہ چھینکے گڑھہ گھائی
جس دن وہ قلعہ کی گھائیوں کو روک دیگا

ہوی ان اوہی دن ماٹی
اُس دن کھانا پینا حرام ہو جائیگا

سو روے من سنور سنگھارو
لیکن وہ دلمیں اپنی بربادی یاد کر کے روتا ہے

سو تہہ سوت سنور گڑھہ دوارو
صرف بربادی کی یاد کر کے قلعہ کا ہر ایک دروازہ

توجا نس جل چوے پہارو
تو جانتا ہے کہ پہاڑ سے پانی ٹپکتا ہے

کس ہو یہہ جو ہو یہہ دھووا
کیا ہو گا جب لوٹ مچے گی تب کیا ہو گا

سنور پہار سو ڈہالے آنسو
پہاڑ اُسی دردناک حالت کو یاد کر کے آنسو گراتا ہے

پے تو ہ سو جھہ نہ آپن آسو
لیکن تجھے اپنی بربادی کا خیال نہیں

آج کا لھہ جا ہے گڑھہ ٹوٹا
قلعہ آج ہی کل میں نہس نہس ہونا چاہتا ہے

ابہنہ مان جو چا ہس چھوٹا
اگر نجات چاہتا ہے تو اب بھی کہنا مان لے

دوہا

ہیں جو پانچ نگ تو پہنہ لیئی پانچوں کہنہ بھینٹ
جو تیرے پاس پانچ نگ ہیں اُن کو لیکر بادشاہ کی نذر کر

مگ سو ایک گن مانے سب ایگن دھر میٹ
شاید اس ایک ہی عاجزی سے بادشاہ تیری سب خطائیں معاف کر دے

بعض نسخوں میں یہ چوپائی ملتی ہے

دے کے گھرن جو راکھے جیوو
جو اپنی بیوی دشمن کو دیکر جان بچاتا ہے

سو کس آپنہہ کہہ سک پیوو
وہ اپنے کو کسی کا رفیق کیسے کہہ سکتا ہے؟

انُ سرجا کو میٹے پارا
راجا نے کہا اوسرجا اس بات کو کون مٹا سکتا ہے

بادساہ بڑا ہے تمھارا
کہ تمھارا بادشاہ بہت بڑا ہے

ایگُن میٹ سکے پُن سوئی
بیشک خطاؤں کو وہی معاف کر سکتا ہے

اوجو کینھہ چہے سو ہوئی
اور جو کچھ بھی کرنا چاہے وہی ہو سکتا ہے

نگ پانچو دیئی دیُوں بھنڈارا
پانچوں نگ دیکر سارا خزانہ دینے کو تیار ہوں

اسکندرسوں بانچے دارا
سکندر سے دارا کو نجات دلا لے

جو یہ بچن ت ماتھے موڑے
اگر ایسا حکم ہے تو بسر و چشم قبول ہے

سیوا کروں ٹھاڑھہ کر جوڑے
اور دست بستہ خدمت میں حاضر ہوں

پے بِن سپتھہ نہ اس من مانا
لیکن بغیر حلف کے میرے دل کو اطمینان نہیں

سپتھہ بول یا چا پروانا
میرے زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو ہی حلف سمجھنا چاہیں

تہک بول نہہ ٹرے پہاڑ
ہو۔ اسکی زبان نہیں ٹل سکتی چاہے پہاڑ ٹل جائے

ناوجو مانجھہ بھارہنت گیوا
جو اپنے سر بوجھ لیکر گردن ہٹالے

سُرجے کہا مندوہ جیوا
سرجا کہتا ہے کہ وہ شخص کمینہ ہے

دوہا

سرجے سپتھہ کینھہ چھل بینہہِ میٹھے میٹھہ
سرجا نے میٹھی میٹھی باتیں کر کے فریب کے ساتھ حلف لیا

راجا کرمن مانا مانا ٹرت بیٹھہ
راجا کا دل مان گیا اور صلح کا پیغام فوراً قبول کر لیا

ہنس کنک پنجیر ہُت آنا
طلائی پنجرے کے ساتھ ہنس لے آیا

اوا نبرت نگ پرس پکھانا
آبحیات اور سنگ پارس بھی لایا

سو بیٹھہ سرجا لیئی آوا
سُرجا راجا کو صلح پر راضی کر کے

بادساہ کہنہ آنِ میرا وا
اُس کا قاصد لا کر بادشاہ سے ملایا

بڑ پرتاب تو رجگ تپا
جہاں پناہ تیرا اقبال بہت بڑا ہے

نوُ کھنڈ توہِ کو نہہِ چھپا
نو طبقات میں تجھسے کوئی بھی نہیں چھپ سکتا

ساردول روپے کے کانڑی
اور شیر کا بچہ نقرئی پنجرے میں لے آیا

اوسو نہا رسون کے ڈانڑہی
بھری پرندہ طلائی اڈے پر بیٹھا ہوا

بنتی کرہنہ کاگ مس کارے
کالے کوّے عاجزی کرتے ہیں کہ ہماری سیاہی مٹا دیجیے

اے جگسور بھوم اُجیارے
اے آفتاب جہاں روے زمین کی روشنی تیرے دم سے ہے

مارس دھوپ جیاون چھاہاں
دھوپ میں مارتا ہے اور سایہ میں جلاتا ہے

کوہ چھوہ دو نو توہ پاہاں
غضب اور رحم دونوں تیرے پاس ہیں

جو من سور چاندسوں روسا
آفتاب جو چاند سے روٹھ گیا

گہن گرا سا پر امنجو سا
تو چاند مثل گہن لگنے کے حجاب میں بند ہو گیا

دوہا

بھور ہوی جو لاگے اُٹھنہ رور کے کاگ
صبح ہونے لگتی ہے تو کوّوں کا شور و غل مچ جاتا ہے

مِس چھوٹے سب رین کے کاگہہ کیرا بھاگ
رات کی تاریکی تو دور ہو جاتی ہے لیکن کوّوں کی بدنصیبی کہ انکی سیاہی نہیں چھوٹتی

کرِ بنتی آگیا اس پائی
قاصد نے منت سماجت کی تو بادشاہ نے کہا

کاگہہ کے مِس آپہہ لائی
کوّے کی سیاہی تو فریب کر کے تمھیں نے لگائی ہے

پہلہہِ دھنکھ نوے جب لاگے
کوّا کمان کو جھکتا دیکھکر پہلے ہی سرکنا جاتا ہے

کاگ نہ ٹکے دیکھہ سر بھاگے
اور تیر دیکھتے ہی بھاگ جاتا ہے

ابھوں تے سر سو ہیں ہو ہیں
اب بھی اگر تیر و کمان چڑھایا جائے
جو سر سو نہنہ ہو ہنہ سنگراما
جو میدان جنگ میں تیر کے سامنے آتے ہیں

دیکھیں دھنکھ جلہنہ پھر نہیں
تو اُسے دیکھتے ہی راجا فوراً مقابلہ کیلئے تیار ہو جائیگا
اکت بگ ہو ہنہ سیت سیتے ساما
پھر وے سفید بگلے کالے کوّے کیونکر ہو سکتے ہیں

تنھہ کا گنھہ کے کون بسیٹھی
ایسے کوّوں کا کون اعتبار صلح
اکرے نہ آپن او جر کیسا
تو اپنی سیاہی کو دور کر کے سفید پاک صاف نہیں بنتا

جو مکھہ پھیر جلہنہ دیئی پیٹھی
جو مُنھ پھیر کر پیٹھہ دکھلا دیں
پھر پھر کہے پرا و سندیسا
بار بار دوسرے کا بھوٹا پیغام کہتا ہے

کاگ ناگ اے دونو بانکے
کوّے اور سانپ یہ دونوں بڑے ٹیڑھے ہوتے ہیں
اپنے چلت سام وے آنکے
وہ اپنی ہی رنگت پر قائم رہتے ہیں

دوہا

لیسیہہ جای نہ میٹا بھیو سام تنھہ انگ
کوّے اور سانپوں کے جسم کی سیاہی کسی طرح دور نہیں کیجا سکتی
سہس بار جو دھوا تبہنہ نہ گا وہ رنگ
ہزاروں بار اگر دھویا جائے تو بھی وہ سیاہی نہیں دور ہو سکتی ہے

اب سیلو اجو آسی جو ہارے
اب اگر خدمت قبول کرلی ہے
ابھوں دیکھہ سیت کی کارے
تو بھی اطمینان کرے کہ وہ دغا نہیں کریگا

کہو جای جو سانچ نہ ڈرنا
جا کر کہدے کہ اگر یہ بات سچ ہے تو بیخوف رہے
جہواں سرن ناہنہ تہنہ مرنا
جب پناہ قبول کی تو موت نہیں ہو سکتی

کاٹھہ آو گڑھہ اوپر بھانو
کل قلعہ پر مثل آفتاب میں آؤں گا
جورے دھنک سو نہنہ ہو بی بانو
اگر کسی طرح کی دغا معلوم ہوئی تو سامنے تیر کمان ہونگے

پان بیٹھہ میا کر پاوا
قاصد کو پان بیڑا حرمت فرما یا گیا
لینھہ پان راجا پہنہ آوا
قاصد پان لیکر راجا کے پاس آیا

سیلوا مانجھہ پریت او چھو ہو
خدمت گزاری میں محبت اور رحم ہوتا ہے
کاٹھہ ساہ گڑھہ دیکھے آوا
کل بادشاہ قلعہ کو دیکھنے آئے گا

گُن سون چلے جو بوہت بوجھا
بوجھل ناؤ رستی سے سیدھی چلتی ہے
جہواں دھنک بان تہنہ سوجھا
جہاں کمان کیطرح کھچ دوہری ہو تی ہے وہاں تیر بھی سیدھا جاتا ہے

دوہا

بھا آیس اس راج گھر بیگ دے کرہ رسوی
راجہ جمجل کے باورچی داروغہ کو حکم ہوا کہ بہت جلد خاصہ تیار ہو
ایس سُرس رس میرو جیہ سوں پریت رس ہوی
کھانے میں ایسے خوش ذائقے مزے پیدا کرو جس سے تفریح محبت حاصل ہو

بادشاہ بھوج کھنڈ

چھاگر میڑھا بڑا و چھوٹے
بکری مینڈھے چھوٹے اور بڑے
دھر دھر آنے جہنہ لگ موٹے
موٹے موٹے تلاش کر کے لائے گئے

ہرن رو جھہ لگنا بن بسے
ہرن نیلگائے اور لگنا ہرن
چیتر گوئیں جھانکھہ او سسے
چیتل گوئیں ہرن بڑے بھیڑ ہرن اور خرگوش

تیتر بٹئی لوا نہ بانچے
تیتر۔ لوا اور بٹیر نہیں بچے

سارس کونج چکوا رچ ناچے
کونج سارس اور ناچنے والے طاؤس

دھرے پریوا پنڈک ہیری
کبوتر اور پنڈک کی تلاش کئے گئے

کھیھا گڑرو اور بگیری
کھیھا۔ گڑرو اور بھرو ہی پرندے لائے گئے

ہارل چرگ چاہ بندرے
ہارل چرگ اور چاہا آبی پھنسائے گئے

بن کلگٹ جل کلگٹ دھرے
مرغ صحرائی دور آبی پکڑے گئے

چکئی چکوا اور بیدارے
پرندے چکئی۔ چکوا اور بیدے

نکٹا لیدی سون سلارے
نکٹا۔ لیدی۔ سون اور سلارے لائے گئے

موٹ بڑے سو ٹوی ٹوی دھرے
جتنے بھی موٹے اور بڑے جانور ملے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لائے گئے۔ دوہلے پتلے جانور بچا رہے جو کہ مارے جرنا بندکرا پائے

اوبرو و برکھرک نہ چرے

دوہا

کنٹھہ پری جب چھوری رکت ڈھرا ہوی آنس
گلے پر جب چھری چلائی گئی تو لہو آنسو بن کر آنکھوں سے نکلنے لگا

رکت آپن تن پوکھا بھکھا پرا وا مانس
اُف اُف! کیونکر دوسرے کا گوشت کھا کر اپنے جسم کی پرورش کی تھی

دھرے ماچھ پڑھنا اور روہو
مچھلیاں پڑھنا اور روہو لا کر رکھی گئیں

دھیمر مارت کرے نہ چھوہو
جن کے شکار کرنے میں دھیمروں نے رحم نہ کھایا

سدھری سور دھری جل گاڑھے
سدری۔ سوری کیچڑ میں لپٹی ہوئی

ٹینگر ٹوی ٹوی سب کاڑھے
ٹینگر قسم کی مچھلیاں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالی گئیں

سینگی بھاکر بن سب دھری
سینگی۔ بھاکر جن جن کر رکھی گئیں

پتھری بہت بامب نگری
پتھری سیام اور نگری مچھلیاں بہت سی تھیں

مارے چرکھہ او چاڑھہ پیاسی
چرکھہ۔ چاڑھہ اور پیاسی مچھلیاں شکار ہوئیں

جل بج کہاں جاہہ نہ جلباسی
پانی میں رہنے والی بیچاری پانی چھوڑ کر کہاں جا سکتی تھیں

من ہوی مین چرا اسکھہ چارا
دل نے مچھلی کیطرح بہت عیش و عشرت کے مزے چکھے

پر اجال کو دُکھہ نرُوارا
اب جو جال میں پڑی تو نجات کون دے سکتا ہے

ماٹی کھای مچھہ نہہ بانچے
جبکہ مٹی کھانیوالی مچھلیاں بھی نہ بچ سکیں

بانچہہ کاہ بھوگ سکھہ رانچے
تو عشرت کی لذت میں مشغول کیونکر بچ سکتے ہیں

مارے کہہ نہہ سب اس کے پالے
مارنے کیلئے یہی تو اس طرح کی پرورش کیگئی ہے

کو اُبارتیہ سرور گھالے
تالاب میں پڑے ہوئے کو شکار سے کون بچا سکتا ہے

دوہا

ایہہ دُکھہ کانٹھہ سار کے رکت نہ راکھا دیہہ
اسی دُکھ سے مچھلی نے اپنے بدن میں کانٹے لگائے اور لہو جسم میں نہ رکھا

پنتھہ بھلا رے آی جل باجھے جھوٹے جگت سنیہہ
لیکن گمراہ ہو کر جھوٹی دنیا کی محبت میں پڑ کر پانی میں آ پھنسی

دیکھت گوہوں کر ہیہ پھاٹا
یہ حال دیکھا گیہوں کا دل پھٹ گیا

آئے تہاں ہوب جہنہ آٹا
وہاں لایا گیا جہاں پس کر آٹا ہوگا

کپر چھان مانڑے بھل پوئے
کپڑے میں چھان کر گوندھے اور پکائے گئے

تب پیسے جب پہلے دھوئے
پہلے دھوئے گئے پھر چکی میں پیسے گئے

چڑھی کراہی یا کہنہ پوری
کڑاہی چڑھائی گئی اور پوریاں پکنے لگیں

جا نہہ تپت سیت او اجری
گرم گرم پوریاں نفیس اور اجلی نہایت لطیف

تینو چاہ اِدھک وے کونوری
کھن سے بھی زیادہ ملائم تھیں

کھہ میلت کھن جاہنہ بلائی ایسی کہ منھ میں ڈالتے ہی غائب ہو جائیں	سہس سوا دسو پاد جو کھائی جو اُن کو کھاے دُہزار طرح کے مزے پاے	لچئی پوی پوی گھیو میئی گھی کی موٹی لچئی پکائی گئیں	پاچھے چھان کھانڑ رس بھیئی اور پھر تل کر چاشنی میں بھگوئی گئیں
	پوری سُہاری کر گھیو چوا پوری اور سُہاری سے گھی ٹپکتا ہے	چھوت بلائی ڈرنہ کو چھوا جو چھوتے ہی غائب ہو جاتی ہیں چھوتے ہوئے ڈر لگتا ہے	
دوہا	کہی نجاہنہ مٹھائی کہت میٹھہ سٹھہ بات مٹھائیوں کی تعریف نہیں کی جا سکتی اُنکا نام لینے سے منھ میٹھا ہو جاتا ہے	کھات اکھات نکوئی ہیرا جات سیرات اُنکو کھا کر کوئی آسودہ نہیں ہو سکتا دل بھر جاتا ہے	
چڑھے جو چاؤر برن بجائیں چاول پک رہے ہیں جنکا بیان نہیں ہو سکتا	برن برن سب سُگندھ بسائیں انواع انواع کے سب خوشبو سے معطر	راسی بھوگ اوکا جرانی چاولوں کے نام راسے بھوگ رانی کابل	جھنوا رُدوا داود کھانی جھنوا - رُدوا اور داؤد خانی
باسمتی کجری رتناری باسمتی اور کجری سرخ رنگ کے	مُدھکر ڈھیلا جھینا ساری مُدھکر - ڈھیلا اور جھینا ساری	گھیو کاندو اوکنور بلاسو گھی کاندو - کنور بلاس	رام باس آوے رات باسو اور رام باس چاولوں سے نہایت عمدہ خوشبو آتی ہے
لونگ چور لاچی اتِ بانکے لونگ چور - الائچی نہایت مزے دار	سون کھری کا کپورا پاکے سونکھرکا اور کپور سی پکائے گئے	کور ہن ہڑ ہن جڑ ہن ملا کور ہن ہڑ ہن اور جڑ ہن	اوسنسار تلک کھنڈولا سنسار تلک اور کھنڈولا
	دھنیا دیول اور اجانا دھنیا دیول - اور اجان	کہنہ لگ برنوں جاوت دھانا کہاں تک بیان کروں جتنے قسم کے دھان تھے سب کے چاول نکالے	
دوہا	سوندھے سہس برن اس سُگندھ باسنا چھوٹ ہزاروں طرح کے سوندھے چاولوں کی خوشبو جو اُڑی	مُدھکر بُھپ جوبن رہے آسی پرے سب ٹوٹ تو پھولوں کی خوشبو میں مشغول بھنورے سب چاولوں کی خوشبو پر ٹوٹ پڑے	
نرمل مانس انوپ بگھارا گوشت نہایت صفائی اور نفاست سے پکائے گئے	تیسہ کے اب برنوں پرکارا اُن کی قسمیں اب بیان کرتا ہوں	گٹوا بٹوا بلا سُبا سو قیمہ اور سل پر پیسے ہوئے (کباب) مصالحہ دار	سیجھا نین بھانت کرا سو بہت طرح کے ذائقے دار پکائے گئے
بُتے سوندھے گھیو مہنہ تیرے گھی میں تلے ہوئے نہایت نفیس گوشت	کستوری کیسر سوں بھرے مشک اور زعفران سے بھرے ہوئے	سیندھا لون پراس ہانڑی سب ہانڈیوں میں سیندھا نمک ڈالا گیا	کاٹی کند مور کے آنڑی ہمیں پاؤ خیو مصالحہ دار کندر کی گلھیں کاٹ کر نکالی گئیں
سوا سونچھہ اُتارے گھنا سویا اور سونف ڈالکر بہت خوب سُنا لے گئے	تنھہ تیں ادھک آوے باسنا اُن سے نہایت عمدہ خوشبو آتی ہے	پانی اُتار رہنہ تا کہنہ تا کا پانی میں پکی چیز بریانی وغیرہ کے نکالی گئی دیکھا گیا	گھیو پر بہہ رہا تس پاکا اور گھی میں شوربے پکائے گئے

اولینھیں ماسنھہ کے کھنڈا
گوشت ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے

لاگے چُرے سو بڑ بڑ منڈا
بڑی بڑی ہانڈیوں میں پکنے لگے

دوہا

چھاگر بہت سموچی دھری سراگنھہ بھونج
بکرے بہت سے مسلم سلاخوں سے بھون کر رکھے گئے

جو اس جیئون جینوے اُٹھے سنگھہ اس گونج
جو اس طرح کے کھانے کھائے وہ شیر کی طرح گرج اُٹھے

بھونج سموسا کھیو مہنہ کاڑھے
سموسے گھی میں بھون کر نکالے گئے

لونگ مرچ جنھہ بھیئر ٹھاڑھے
جن میں لونگ اور مرچ سموچے بھرے گئے تھے

اور مانس جو انبن بانٹا
اسکے علاوہ بغیر پکائے ہوئے گوشت جو تقسیم کرنے کے لئے

بھلے پھر پھول آم او بھانٹا
پھول پھل کر آم اور میتھن کی شکل میں متشکل ہو گئے

نارنگ داریوں ترنج جنبھیرا
نارنگی - انار - ترنج اور لیمو

او ہندو انا بالم کھیرا
تربوز اور بالم کھیرا

نریر دا کھہ کھجور چھوہارے
ناریل - انگور - کھجور اور چھوہارے

او جاوت جو کھجا ہو ہیں
اور بھی جتنے کھانے والے پھل مل سکے

جو جیہ برن سواد سو ادہی
جو جس رنگ کے تھے اسکے لئے ویسے کھانے آراستہ کئے گئے

کنول جو کینھہ رہے بگسانے
مثل کنول کے جیوں کے تیوں تازہ کھلے تھے

کینھہ مسیورا سیجھہ رسوئی
گوشت کی بنی چیزیں تیار ہوئیں اور رسوئی پکی

جو کچھہ سب مانس سوں ہوئی
جو کچھ تھا سب گوشت کی طرح ہو گیا

دوہا

باری آی پکاریں لینھہ سب کرچھو کچھہ
مالی نے آکر دُہائی دی کہ سب کچھہ لیکر مجھے خالی کر دیا گیا

سب رس لینھہ رسوئی گو اب موکہنہ پوچھہ
رسوئی میں سب مزہ لے لیا گیا اب مجھے کون پوچھے گا

کاٹے ماچھہ میل دودھہ دھوئے
مچھلیاں کاٹ کر دہی میں دھوئی گئیں

او پکھارِ بہہ بار نچوئے
اور پانی سے دھو کر بہت بار نچوڑی گئیں

جگت جگت سب ماچھہ گھبارے
طرح طرح کی ترکیبوں سے مچھلیاں بگھاری گئیں

آم چیر تنھہ ماچھہ اتارے
پھر آم کی کھٹائی ڈال کر اتاری گئیں

بھانت بھانت سب کھانڑ ترے
قسمے بہت طرح کے مختلف ترکیبوں سے تلے گئے

انڈا تر تر بہر دھرے
اور انڈے تل کر علیحدہ رکھے گئے

کہنکہنہ پرا کپور بسا وا
پھر زعفران اور کافور میں بسایا گیا

میتھی کر تب دینھہ بگھارو
پھر میتھی کا بگھار دیا گیا

کروے تیل کینھہ بسوارو
کڑوے تیل میں چھونک دی گئیں

او پر پہہ تنھہ چٹ پٹ راکھا
اور شوربے تیار کر کے انمیں چٹ پٹا ذائقہ دیا گیا

سو رس سرس پاو جو چاکھا
اُس خوش ذائقہ کا مزہ وہی پا سکتا ہے جو اسے چکھے

لونگ مرچ تیہ اوپر ناوا
اسکے اوپر سے لونگ اور مرچ ڈالدی گئی

گھیو ٹانک مہنہ سوندھہ سیراوا
سونٹھ گھی کڑوے میں تھنڈا کر کے انمیں نمک ڈالا گیا

نکھہ تیں بگھار کینھہ اردواوا
اور تیز خوشبودار مصالحوں میں بگھار دیکر کھانا پکایا گیا

دوہا

گھرت پریہہ رہانس ہاتھہ پہنچ لاگ بوڑ
شوربے میں گھی اس طرح ڈالا گیا کہ ہاتھ کلائی تک بھر جاتا تھا

پر دھہ کھای نوجون سو ترپا سوں اوڑ
اگر ضعیف بھی کھائے تو نوجوان ہو کر سو عورتوں سے شادی کرے

بھانت بھانت سیجھیں ترکاری
ترکاریاں طرح طرح کی پکائی گئیں

کیئو بھانت کو نہڑ کھہ کے پھلی
کھڑے کی چھال کئی طرح کی بنائی گئی

سنے آن لوا پر بتی
پہاڑی لوکی لائی گئی

ریتا کینھہ کاٹ رت رتی
اور باریک باریک قتلے کر کے رائتہ بنایا گیا

چوک لای کے ریندھے بھانٹا
کھٹائی ملا کر بینگن پکایا گیا

اروی کہنہ بھل ارہن بانٹا
گھنیاں نفیس ارہن لگا کر پکایا

توری چچڑ اڈنیڑ سی تری
توری چچینڈا اور ٹینڈس تلے گئے

جیر ڈھنگار جھار سب بھری
زیرے کی بھونک سے بگھی جھار آیا

پرور کندرو بھونجے تلے
پرول اور کندرو سوچے بھونے گئے

بہتے گھیو مہنہ چرمر کاڑھے
بہت سے گھی میں چرمرے بھون کر نکالے گئے

کروئی کاڑھہ کریلا کاٹے
ہلدی نمک ملا کر کریلا کاڑھا پانی نکالا اور تراشا

آدی میل ترے کے کھارے
پھر کھٹا کر کے اور رک ملا کر تلا گیا

ریندھے ٹھاڑھہ سیب کے پھارا
سیب ٹکڑے دیکر سوچے پکائے گئے

چھونک ساگ پن سوندھہ اتارا
اور ساگ چھونک کر سوندھا اتارا گیا

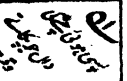

دوہا

سیجھیں سب ترکاری بھاجینون سب اوپنج
سب طرح کی ترکاریاں پکائی گئیں اور اعلیٰ درجہ کا سامان ضیافت تیار ہوا

دہنہ کارچے ساہ کہنہ کیہہ پردست پہونچ
معلوم نہیں بادشاہ کو کیا پسند آئے کسپر اس کی نگاہ ہو پہنچے

گھیو کراہ بھر سیکر دھرا
گھی کڑاہی میں بھر کر چڑھایا اور بھونس تیار کیا

بھانت بھانت کے پاکہنہ پرا
بھر طرح طرح کے بڑے بنا کر پکائے گئے

ایکت آدی مرچ سوں بیٹھا
ایک طرف ادرک اور مرچ میں پسے ہوئے بڑے

دوسر دودھہ کھانڑ سوں بیٹھا
اور دوسری طرف شکر ملائے دودھ والے بڑے

بھئی منگوچھی مرچیں پری
مرچ بھرے ہوئے مونگ کے پکوان

کینھہ منگوری اوبہہ بری
مونگ کی پکوڑیاں اور بڑے

بھئیں متھوری سر کا پرا
میتھوری بڑے سرکا میں بھگوئے

سونٹھہ نای کے کھر سادھرا
اور سونٹھ ملا ہوا کھرسا پکوان تیار ہوا

ماٹھا مہہ مہیا دُر ناوا
مٹھے (دہی) میں پکایا جاول مٹھے میں بھگویا

کھنڈے کینھہ آمچر پرا
کھنڈ دیبیاں امچور ڈال کر پکائے گئے

لونگ لائچی سوں کھنڈ پرا
کھنڈ برا لونگ اور لائچی سے تیار ہوا

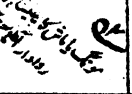

اوکھنڑ وانی لای پروری
اور شکر پالا پوری بنائی گئی

دوہا

رکوبچ کینھہ نای کے ہینگ مرچ ادآدِ
ہینگ - مرچ اور ادرک ڈال کر رکوبچ بنائی گئی

ایک کھنڈ چوکھای توپاوے سہس سواد
ایک ٹکڑا بھی اگر کھا لیجے تو ہزار دوں طرح کی لذت پاوے

تہری پاک لونگ اوگری
مٹری کھچڑی لونگ - گری

چنبک لوہنڑا اوٹا کھوا
چنبک ملا ہے کے تسلے میں دودھ کا کھویا کیا

دودھ دہی کے مرنڈا باندھے
اور پانی تھا کر دودھ دہی کا مرنڈا باندھا

پری چرونجی اوکھر ہری
چرونجی اور چھوہارے ڈالکر پکائی گئی

بھا حلوا گھیو گرت نچوڑا
اور حلوا جس کو نچوڑنے سے گھی ٹپکتا ہے

اوسندھا نے انبن سادھے
اور ہر طرح کے اچار اکٹھا کئے

موتی چور چھال اوٹھوری
مٹھائی موتی چور - چھال اور ٹھور

گھیو مہنہ بھونج پکائے میٹھا
گھی میں بھون کر میٹھا پکایا گیا

سکھرن سوندھ چھنائی گاڑھی
سکھرن سوندھا کر کے خوب گاڑھا بنایا

بھئی جو مٹھائی کہی نجائی
مٹھائیاں جو تیار ہوئیں بیان کے باہر ہیں

ماٹھ پراکیں اور بُندیری
ماٹھ - اور گوجیا اور بُندیا

اوانبرت گرنب بھر میٹا
اور مثل آبحیات کے گرنتھ کے ملک میں بھر پور کر رکھے

جامی دودھ دہی کے ساڑھی
دہی کیلئے جمے ہوئے دودھ کی ملائی

مکھ میلت کھن جامی بلائی
منہ میں ڈالتے ہی گھل جاتی ہیں

دوہا

پھینی پاپر بھونجے بھانیک پرکار
پھینی اور پاپڑ بہت طرح کے بھون کر تیار کئے گئے

بھئی جاؤ رچھیا اور سیجھی سب جیونار
شیر برنج اور مٹھے (دہی) میں بھگوئی بُندیا وغیرہ سب سامان ضیافت تیار ہوا

جت پرکار رسوئی بکھانی
کھانے جتنے طرح کے بیان کئے گئے ہیں

انبرت پان یہ انبرت آنا
امرت پان کیلئے یہ دنیا وہی آبحیات ہے

پانی مانجھ سمانی جیوتی
پانی میں ہی خدا کا نور نازل ہوا ہے

تت سب بھئی پان سوں سانی
وہ سب پانی میں حل کر کے بنائے گئے

پانی سوں گھٹ رہے پرانا
پانی سے ہی جسم میں جان قائم رہتی ہے

پانہہ اُپجے مانک موتی
پانی میں ہی موتی اور مونگا پیدا ہوتے ہیں

سو پانی من گرب نہ کریئ
وہ پانی اپنے تئیں غرور نہیں کرتا

پانی مول پرکھہ جو کوئی
اگر کوئی نظر باریک سے دیکھے تو پانی ہی بکی جاوے

پانی دودھ اوپانی گھیو
پانی دودھ ہے اور پانی ہی گھی ہے

پانہہ سوں سب نرمل کلا
پانی پر ہی سب طرح کی صفائی منحصر ہے

سیس نای کھالے پگ دھرئ
سر جھکا کر نیچے کی طرف بھاتا ہے۔

پانی بنا سواد نہ ہوئی
پانی کے بغیر لذت کا احساس نہیں ہوتا

پان گھٹے گھٹ رہے نہ جیوئ
پانی کے گھٹ جانے پر جسم میں جان نہیں رہ سکتی

پانی چھیئے ہوی نرملا
پانی کے استعمال سے سب گندگی دور ہو جاتی ہے

دوہا

محمد نیر گنبھیر جو بھرے سو ملے سمند
اے محمد جو عمیق آبگیر پانی سے لبریز ہوئے تو سمندر میں جا ملے

بھرے سے بھاری ہوی رہے چھپے نچے باجہہ نہ دند
جو گھڑے پانی سے بھر گئے وہ باوزن ہوئے اور جو خالی ہے وہ ٹھک ٹھک بجنے لگے

---

۱ تو ام میں رکھے ہوئے آم ۲ دہی کو کسی موٹے کپڑے میں لٹکا دیتے ہیں جس سے دہی کا توڑ سب نکل جاتا ہے اُسمیں شکر اور میوہ جات ملا کر سکھرن تیار کیجاتی ہے ۳ حضرت علی

چتوڑ گڑھ برنن کھنڈ

جیواں ساہ جو بھیو بہانا
جیتے جی بادشاہ نے کہا نا کھایا

نتکھن آئی بیوان پہونچا
بہت جلد بادشاہ کی سواری ہوا اور قلعہ پر جا پہنچی

پنوری سات سات کھنڈ تا کے
قلعہ میں سات ڈیوڑھیاں تھیں اور ہر ایک پر سات سنتری تھے

گڑھ دیکھے گونا سلطانا
اور وہ سلطان علاؤ الدین قلعہ کی سیر کو گیا

من تیں ادھک گگن تیں اونچا
مثل خیالات کے تیز و فنا و دور و خلاف سے بھی بلند تھی

ساتو کھنڈ گاڑھ دوی ناکے
ان ساتوں منزلوں میں دو چوکیاں نہایت مضبوط گنگا اور جمن تھیں

جنہنہ اُر یہہ کاٹ سب کاڑھی
قلعہ میں نقش تصویریں بہت سی آراستہ تھیں

کنول سہای سو رنگ لینھا
کنول پدماوت کے ہمدرد و بہادر و نکو ہمراہ لیا

اگھری پنور چلا سلطانو
ڈیوڑھی کا پھاٹک کھلا اور سلطان اسطرح قلعہ پر چلا

آج پنوڑ نکھہ بھا نرمرا
آج اس ڈیوڑھی کی قسمت جگمگا اٹھی

چترک مورت بنو ہنہ ٹھاڑھی
گویا وہ عفت میں درست بت تھی کہ جس کی پرستش کی جاوے

راگھو چیتن آگے کینھا
اور راگھو چیتن کو پدماوتی کا بھیس بنا کر آگے

جا نہہ چلا گگن کہنہ بھانو
گویا آسمان پر آفتاب چمک رہا ہے

جو سلطان آئی پگ دھرا
جو سلطان علاؤ الدین نے قدم رنجہ فرمایا

دوہا

لاکھن بیٹھہ پنوریا جنھہ تیس نو ہنہ کرور
ڈیوڑھیوں پر لاکھوں ڈیوڑھی دار تھے جن سے کرورہا بہادر سہم جاتے ہیں

تنھہ سب پنوریا گھارے ٹھاڑھہ بھئے کر جور
وے سب ڈیوڑھی کے پھاٹک کھولے ہوئے دست بستہ کھڑے تھے

ساتوں پنوری کنک کنوارا
ساتوں ڈیوڑھیوں پر سونے کے پھاٹک لگے تھے

کھنڈ کھنڈ ساج پلنگ اور پیڑھی
ہر ایک منزل پر پلنگ اور تخت آراستہ تھے

پھرے کھجا دارئوں دا کھا
وہاں خوش ذائقہ انار اور انگور کے پھل لگے تھے

ساتو پر با جہنہ گھر یارا
اور ساتوں ڈیوڑھیوں پر گھنٹے بجتے تھے

جا نہہ اندر لوک کے پیڑھی
گویا بہشت میں چڑھنے کو زینے آراستہ کئے گئے ہیں

جو اوہ پیٹھہ جای سو چاکھا
جو اس راستے سے گزرے وہ اسکی لذت حاصل کرے

بادساہ چڑھہ چتوڑ دیکھا
بادشاہ نے قلعہ پر چڑھکر چتوڑ شہر پر نظر ڈالی

سات رنگ تنھہ سا تو پنوری
قلعہ کی ساتوں ڈیوڑھیاں سات رنگ کی تھیں

چندن برچھہ سو تنہہ چھاہاں
وہاں صندل کے درخت لگے تھے اور انکے سایہ

کنک چھتر سنگھاسن ساجا
سونے کا چھتر اور تخت سجائے ہوئے

سب سنسار پانوں تر لیکھا
تو تمام دنیا اپنے قدموں کے نیچے سمجھا

تب تنھہ چڑھے پھرے نو بھنوری
اُنپر چڑھنے کا ارادہ تب سے جب سے بھنورے پھرنکی ہمت ہوئی

انبرت کنڈ بھرے تیہ ماہاں
خوشگوار تالاب بنے تھے جن میں آبحیات بھرا تھا

پیٹھت پنور ملا لیسی راجا
بادشاہ کے ڈیوڑھی میں داخل ہوتے ہی راجہ نے استقبال کیا

دوہا

دیکھا ساہ گگن گڑھہ اندر لوک کر ساج
مثل آسمان کے بلند قلعہ پر چڑھکر بادشاہ نے مانند بہشت کے سازو سامان دیکھا

کہی راج پھرتا کر سرگ کرے اس راج
اور دلمیں کہا کہ واقعی راج اسکو کرنا چاہیئے جو اسطرح مانند بہشت کے راج کرتا ہے

چڑھہ گڑھہ اوپر سنگت دیکھی
بادشاہ نے قلعہ پر چڑھکر محلوں کی خوشنمائی دیکھی

اندر سبھا سو جان سیکھی
جو اندر سبھا سے بھی بڑھ چڑھکر تھیں

تال تلاو اسر و رہرے
چھوٹے اور بڑے تالاب جھیل لہرا رہے تھے

اوا نبراؤ چھوندس پھرے
جنکے چاروں طرف آم کے باغ پھیلے ہوئے تھے

کنواں باوری بھانتہہ بھانتی
کنواں اور باؤلی طرح طرح کے خوبصورت تھے

مٹھہ منڈپ سا جے چہنہ پانتی
مٹھ اور مندر ہر چہار طرف قطار در قطار بنے ہوئے تھے

رای رنک گھر گھر سکھہ چاؤ
امیر اور غریب اپنے اپنے مکانوں میں عیش و نشاط میں تھے

کنک مندر رنگ کینہہ چڑاؤ
سونے کے مندروں میں رنگ برنگے جھنڈے لہرا رہے تھے

نسدن باجہہ مادر تورا
رات دن ڈھول اور تورہی باجے بجتے تھے

رہس کود سب بھرے سیندورا
تاج کود میں سب لعلوں لال مستوں تھے

گھور رنھہ مانہہ دیکھہ چھہرانے
گھوڑے خانوں میں بھرے ہوئے ٹھکائی پڑتے تھے

مندر رمندر پھلواری باری
سب مکانوں کے متعلق باغ و بغیچے آراستہ تھے

بار بار بہہ چتر سنواری
ہر ایک دروازہ پر طرح طرح کی تصویریں بنی ہوئی تھیں

دوہا

پانسا سار کنور سب کھیلہہ گیہ سہ سرون اونانہہ
سب شاہزادے چوپڑ کھیلتے ہوئے کانوں سے نغمے کی لذت حاصل کر رہے تھے

چین چاو تس دیکھا جن گڑھہ چھینکا نانہہ
سکھ چین کا ایسا سامان دکھلائی پڑا گویا قلعہ کو کسی طرح کا صدمہ ہی نہیں پہنچا

دیکھت ساہ کینہہ تہنہ پھیرا
بادشاہ نے اسطرح کی چہل پہل دیکھکر محل میں چلنے کی

جہنہ مندر پدماوت کیرا
جہاں پدماوت کا محل تھا

آس پاس سرور رہینہہ پاسا
اسکے چاروں طرف آس پاس تالابوں کی پیاس تھی

مانجھہ مندر جن لاگ اکاسا
درمیان میں محل گویا آسمان سے باتیں کر تا معلوم تھا

کنک سنوار نگنہ سب جرا
محل طلائی میں خوشنما نگینے جڑے تھے

گگن چند جن نکھتنہہ بھرا
گویا آسمان پر چہار دہ ستاروں سے بھرا تھا

سرور رہینہہ دس پرمن پھولی
چاروں طرف تالابوں میں گل کنول کھل رہے تھے

دیکھت بار رہا من بھولی
تازہ نمونوں کا دلکش منظر دیکھکر بادشاہ سب کچھ بھول گیا

کنور سہس دس بار اگورے
دس ہزار نازنین ناگہانی استقبال کی منتظر تھیں

دہنہ دس پنو رٹھاڑھہ کر جوڑے
اور دونوں جانب پوڑھی داروغہ بہ کمر بستہ کھڑے تھے

سار دول دہنہ دس گٹھہ کاڑھے
ڈیوڑھی پر دو شیر سنگی دونوں جانب منقش تھے

گلگا جہنہ جانہہ تے ٹھاڑھے
معلوم ہوتا تھا گویا کھڑے ہوئے گرج رہے ہیں

جاوت کہئے چتر کٹاؤ
جتنے قسم کے نقش بیل بوٹے ہو سکتے ہیں

تاوت پنو رنھہ بنے جڑاؤ
سب مرصع ڈیوڑھی پر مزین تھے

دوہا

ساہ مندر اس دیکھا جن کیلاس انوپ
بادشاہ نے اُس محل کو دیکھا جو مانند بہشت کے بیمثال تھا

جا کر اس دھورا ہر سورانی کیہہ روپ
دل میں سوچا کہ جس کا بالاخانہ اس طرح کا ہے وہ رانی کیسی ہوگی

تا نگھت پنو رگئے کھنڈ ساتا
بادشاہ ڈیوڑھی میں داخل ہو کر ساتویں منزل پر جا پہنچا

ستئیں بھوم بچھاون آتا
ساتویں طبقے پر سرخ فرش بچھا ہوا تھا

آنگن ساہ ٹھاڑھہ بھا آئی
بادشاہ صحن میں آ کر کھڑا ہوا

مندر چھایا نہہ اتہ ستیل پائی
محل کے سائے میں بہت ہی ٹھنڈک ملی

چہوں پاس پھلواری بادی
ہر چہار طرف چمن کی آرائش تھی
جہاں جو ٹھانوں دستِ مہنہ آوا
جہاں جو مقام نظر آتا

مانجھ گنگھاسن دھرا سنواری
درمیان میں ایک تخت سجایا گیا تھا
درپن بھاو درس دیکھراوا
وہاں شیش آئینہ کے عکس دکھلائی پڑتا

جن بسنت بھولا سب سونے
گویا موسم بہار طلائی ساز و سامان میں بھول گیا
تہاں پاٹ راکھا سلطانی
وہیں سلطان کے لئے تخت سجایا گیا تھا

پھل او پھول نگبس اتِ لونے
پھل اور پھولوں کی شگفتگی نہایت دلکش تھی
بیٹھہ ساہ من جہاں سورانی
بادشاہ اُس تخت پر بیٹھا لیکن ان کا دل پدماوت کے پاس تھا

کنول سُبھارے سورسُں ہنسا
کنول پدماوت کے پسندیدہ راجا سے بادشاہ ہنسا
سورک من چاندہِ بہنہ بسا
اور شمس آفتاب اُجالا کا دل چاند پدماوت کے پاس تھا

دوہا

سوپے جانے نین رس ہردے پیم انکور
نگاہ کی لذت وہی جانتا ہے جس کے دل میں محبت کا انکھوا اُگ گیا ہو
چندجو بسے چکور چت نینہہ آو نہ سور
چکور کے دل میں جو چاند بس گیا ہے تو نگاہوں میں آفتاب نہیں آتا

رانی دھور اہر اُپراہیں
رانی پدماوت بالاخانہ پر تھی - بوجہ بلندی بخت کے اس کی نگاہ بھی اونچی تھی نیچے نہ آتی تھی
راجا سیو کرے کر جورے
بادشاہ کی خدمت میں اجابت بستہ کھڑا تھا
پیمک لبدھہ بہراو اندھا
حرص الفت بہرا اور اندھا ہو جاتا ہے

کرے دستِ نہنہ تہاں ناہیں
اس خوشی میں کہ آج بادشاہ میرے گھر آیا ہے
ناچکو دجا نہنہ سب دھندھا
یہ ناچ رنگ تو گویا دنیا کے دھندے ہی میں کچھ اچھا نہ لگتا تھا
پرگٹ کہنہ راجا سوں باتا
ظاہر میں تو بادشاہ راجا سے گفتگو کر رہا ہے

سکھی سرکھی ساتھہ بیٹھی
دانشمند سہیلیاں ہمراہ تھیں
نٹ ناٹک پاتر اوباجا
نٹ ناٹک طوائف اور ہر طرح کے باجے
جانہنہ کاٹھہ نچاوے کوئی
جس طرح کوئی پتلی نچا رہا ہو
گپت بیم پدماوت راتا
لیکن باطن میں پدماوت کی محبت کا دیوتا ہے

تپے سور سس اونہ دیٹھی
آفتاب کی روشنی میں چاند نظر نہ آتا تھا
آسی اکھاڑ مانہنہ سب ساجا
یہ سب آکر مجلس میں مرتب ہوئے
جوناچت سو پرگٹ نہ ہوئی
اسطرح جو واقعی ناچتے ہے وہ ظہور میں نہیں آتا

دوہا

گیت ناد اس دھندھاد ہک برہ کے آنچ
آتشِ فراق میں جلتے ہوئے اُس بادشاہ کو یہ گانے اور باجے اور بھی زیادہ جلا رہے تھے
من کے ڈور لاگ تہنہ جہنہ سو گہہ گن کھانچ
دل کی ڈوری پدماوت کی تصویر میں لگی ہوئی تھی جو وہ اُس کی طرف کھینچ رہی تھی

گورا بادل راجا پاہاں
گورا اور بادل راجا کے پاس موجود تھے
باجا پرکھہ ترک ہم بوجھا
بادشاہ کی زبان کو پرکھ کر ہم سمجھ گئے ہیں

راوت دُو دُو جن باہاں
وہ دونوں مصاحب گویا دونوں بازو تھے
پرگٹ میر گپت چل سوجھا
کہ ظاہر میں تو صلح ہے اور باطن میں خرابی

آسی سرون راجا کے لاگے
انھوں نے راجا رتن سین کے کان میں لگ کے کہا
تم نہنہ کرو ترک سوں میرو
آپ اس ترک کے اخلاص پر مطمئن نہ رہیں

موس نجاہنہ پرکھہ کو جاگے
کہ مرد اگر ہوشیار رہے تو وہ لوٹا نہیں جا سکتا
چھل پے کر ہنہ انت کے پھیرو
آخر کار ریر پھیر کرکے دغا ضرور کریگا

بیری کٹھن کٹیل جس کانٹا دشمن پیچھے ارہنت کانٹے کی طرح ہوتا ہے	سو مکوی رہ راکھے آنٹا چاہیئے کہ مکوی کی طرح اُسے اپنے دباؤ میں رکھے	سرکوٹ جو آسی اگوٹی دشمن تو غلبہ میں آیا ہے محاصرہ کے لئے	میٹھی کھانڑ جینوا یہہ روٹی اور تم نے بھی شکر کی روٹی کھلائی ہے
	ہم تیہ اوچھکے باوا گھاتو میں نے اس کمینہ کا داؤ سمجھ لیا ہے	مول لگئے سنگ رہے نہ پاتو اگر کہیں جڑ کٹ گئی تو پتے کس طرح رہ سکتے ہیں	
دوہا	یہ سو کر سن بلراج جس کینھہ چلے چھر باندھ یہ شخص راجا بلی کو بیشن کی طرح دغا کر کے گرفتار کرنا چاہتا ہے	ہمھہ بچار اس آوے میر نہ دیجئے کاندھہ ہمارے خیال میں یہ آتا ہے کہ اخلاص کر کے اپنا گلا نہ پھنسا دیں	
سُن راجہہ یہ بات نیہ بھائی یہ بات سنکر راجا کو اچھی نہ لگی	جہاں میر تہہ نہہ اوھائی جہاں اخلاص ہے وہاں کمینہ پن نہیں ہوتا	مندہ بھل جو کرے بھل سوئی جو کمینوں کے ساتھ بھلائی کرتا ہے وہ ویسا ہی بھلا ہوتا ہے	انتہہ بھلا بھلے کر ہوئی آخر کار بھلائی کرنے والے کا ہی بھلا ہوتا ہے
ستر جو بکھہ دیئی چاہے مارا دشمن کو اگر زہر دے کر مارنے کی ضرورت ہے	دیجے لون جان بکھہ ہارا تو نمک کھلا دے کہ نام زہر لیتے ہی جان جاتی رہے	بکھہ دینھے بکھہ مرہ ہوئی کھائی زہر دینے سے دشمن زہر سے کھیل کود کر مر جائیگا	لون دیئے ہوی لون بلائی نمک دینے سے نمک کھیل کر نیست و نابود ہو جائیگا
مالے کھڑگ کھڑگ کر لیئی دشمن پر تلوار کا وار کرنے سے بھی تلوار کا ٹکرانا	مارے لون ناسی سر دیئی اور اگر نمک سے مارے تو سر جھکا دیتا ہے	کو رو بکھہ جو پنڈو نھہ دینھا کوروؤں نے جو پانڈوؤں کو زہر دیا	انتہہ دانوں پنڈو نھہ لینھا تو آخر کار پانڈوؤں نے بدلا چکایا
	جو چھل کرے او ہہ چھل پاجا جو دغا کرتا ہے اُسکو دغا کا پھل بھوگنا پڑتا ہے	جیسے سنگھہ منجو سا ساجا جس طرح پنجرے میں گرفتار شیر[1]	
دوہا	راجے لون سُنا والاگ دُہنھہ جس لون راجا نے جو نمک کی بات سنائی تو اُن دونوں کو نمک پر نمک چھڑکنے کی طرح لگا	آسی کہای مندر رکھہ سنگھہ چھان اب گون وہ دونوں رو دھو کر اپنے مکان چلے گئے اور کہا کہ شیر اب رسّی میں بندھنا ہی چاہتا ہے	
راجا کے سورہ سے داسی راجا رتن سین کی سولہ سو باندیاں تھیں	تنھہ نہہ سے چن کاڑھیں جو سی اُنہیں چوراسی باندیاں چیدہ تھیں	برن برن ساری پہرائیں وہ سب رنگ برنگی ساریاں پہنے ہوئے	نکسیں مندر تیں سیوا آئیں محل سے نکل کر خدمت میں حاضر ہوئیں

[1] کہیں ایک شیر پنجرے میں قید تھا۔ اتفاقاً ایک برہمن اُدھر سے آنکلا۔ شیر نے برہمن سے بہت منت سماجت کی کہ مجھے رہا کر دے تو تیرا بڑا احسان مانوں گا۔ برہمن نے پنجرے کو کھول دیا تو حضرت شیر برہمن کو کھانے پر آمادہ ہوئے۔ برہمن احسان کھیا دولاتے ہوئے داد رسی کا مستدعی ہوا۔ فریقین نے ایک گیدڑ کو منصف قرار دیا۔ شیر کو تو اس بات کا غرور ہی تھا کہ گیدڑ کی کیا مجال جو میرے خلاف فیصلہ کرے۔ پس گیدڑ نے دونوں کے بیانات سنکر کہا کہ جب تک واقعہ کی صورت چشمدید نہ ہو میں کس طرح انصاف کروں غرضکہ شیر پنجرے میں داخل ہوا اور برہمن نے بدستور بند کر دیا۔ تب گیدڑ نے فیصلہ دیا کہ اے برہمن تو اپنا راستہ پکڑ اور ان حضرت کو اسی طرح بند رہنے دے۔ دغا کرنے کا یہی حشر ہوتا ہے ۱۲ بھگوتی پرساد مترجم

جن نسریں سب پیر ہوئی ٹھاڑھ
مانند پیر ہوئی کے وہ سب نکلیں

مار ہنہ دھنک پھیر سر اوہی
وہ سب کمان پر تیر پھیر کر مجروح کرتی تھیں

رائیمنی پینچ ہنت چھوٹی
اور جیسے رائنی چڑیاں چنچہیا مل آئی ہوں

پنگھٹ گھاٹ دھنک جب موہی
گویا پانی کے گھاٹ پر جادو نگاہ فریفتہ کرنیوالی سے کمان کمان کر رہی ہیں

جا نہہ اندر لوک تیں کاڑھی
گویا وہ سب اندر لوک سے لائی گئی ہیں

سبے پہ تھے جوبن سوہیں
وہ سب چڑھتی جوانی میں مست تھیں

کام کٹا چھہ منہہ چت ہرنی
غمزہ و ناز سے دل کھینچکر مارتی تھیں

پانتہہ پانت بھیس سب بھاٹھی
جو صف بصف کھڑی ہوئیں

نین بان لو سارنگ بھنہیں
تیر نگاہ کو کمان ابرو پر چڑھائے ہوئے تھیں

ایک ایک تیں آگر برنی
اُن میں ایک سے ایک قابل تعریف حسین تھی

دوہا

ساہ پوچھہ راگھو پہنہ اے سب اچھری آہنہ
بادشاہ نے راگھو سے پوچھا کیا یہ سب حوریں ہیں

تو ہی جو پدمن برنی کہہ سو کون ان ماہنہ
تم نے جو پدماوت کی تعریف کی تھی وہ ان میں کون ہے

دیر گھہ آو بھوم پت بھاری
جہاں پناہ کی عمر و اقبال بلند ہو

وہ تو پدارتھہ ہے سب موتی
وہ تو گوہر بے بہا ہے اور یہ سب موتی

جو لگ سورک دسٹ اکاسو
جبتک آفتاب کی نگاہ اوپر آسمان پر رہتی ہے

ان مہنہ نا نہہ پدمنی ناری
ان میں وہ عورت پدمنی نہیں ہے

کہنہ وہ دیپ پتنگ جیو جوتی
جسکی روشنی پر پروانے ٹوٹتے ہیں وہ شمع انمیں کہاں

تو لگ سس نہ کرے پرکاسو
تب تک چاند طلوع نہیں کرتا

پاہن اوپر میرے ناہیں
مہمان لوگ اوپر نہیں دیکھا کرتے

یہ پھلوار سو اوہ کے دسی
یہ گلستان تو اسکی لونڈی ہے

اے سب ترئی سیو کراہیں
یہ سب ستارے ہیں جو اسکی خدمت کرتے ہیں

سُن کے ساہ دسٹ ترناوا
یہ سنکر بادشاہ نے اپنی نگاہ نیچی کرلی

ہنا راہ ارجن پرچھاہیں
ارجن نے سایہ دیکھکر مچھلی کو مارا تھا

کہنہ کیتکی بھنور جہنہ باسی
جہاں بھونرے گونجتے ہیں انمیں وہ کیتکی کہاں

کہنہ وہ سس دیکھ چھپ چاہیں
انمیں چاند کہاں جسکو دیکھکر یہ ستارے چھپ جائیں

ہم پاہن یہ مندر پرا وا
کہ ہم تو ایک مہمان ہیں اور یہ محل غیر کا ہے

دوہا

پتے بیج جس دھرتی سوکھہ برہ کے گھام
جسطرح زمین پر پڑا ہوا بیج دھوپ میں جلتا ہوا بیطرح بادشاہ فرقت میں جلتا تھا

کب مدسٹ سو برسے تن ترور ہوی جام
پدماوت کی نگاہ الفت کا مینھ کب برسے گا جس سے بیج ہم کہ مثل درخت کے پھر سرسبز ہوگا

سیو کریں دسی چہنہ پاسا
باندیاں ہر چہار طرف سے خدمت کرتی تھیں

کوی آگے پنوار بچھاوہنہ
کوئی باندی لوگوں کے آگے پنکھا رکھتی تھی

اچھری منہہ اندر کیلا سا
جیسے بہشت میں اندر کی حوریں

کوئی جینوں لیئی لیئی آوہنہ
اور کوئی کھانا لیکر آتی تھی

کوو پرات کوو لوٹا لائی
کوئی طاس اور کوئی لوٹا لئے ہوئے

مانڑے کوی جاہنہ دھر جوری
کوئی باندی پیاتیوں کی نہ لگا رہی تھی

ساہ سبھا سب ہاتھہ دھووائی
بادشاہ کے ہمراہیوں کے ہاتھ دھلائی گئے

کوئی بھات پر وسہنہ پوری
کوئی بھات پروستی تھی اور کوئی پوریاں

کوئی لیئی لیئی آو ہنہ تھارا
کوئی طعام سے آراستہ تھال لیکر آئی

کوی پرسہنہ چھپن پرکارا
اور کوئی چھپن طرح کے کھانے لگاتی تھی

دوسرا ور برن دیکھرا و ہنہ
انکی رنگت کچھ عجیب ہی دکھائی پڑتی تھی

پہر جو چیر پروسے آو ہنہ
خوش لباس پہنکر جو پروسنے آتی تھیں

برن برن پہرے ہر پھیرا
ہر پھیرے میں طرح طرح کے لباس بدلکر آتی تھیں

آو جھنڈ جس لچھر نہ کیرا
گویا جوروں نے غول آرہے ہیں

دوہا

بُن سندھان بہہ آنہنہ پرسہنہ بوکہنہ لوک
بھر بہت طرح کے اچار لائی تھیں اور جنگل بھر بھر کر پروستی تھیں

کرہنہ سنوار گو سائیں جہاں پرے کچھ چوک
اگر ذرا بھی کچھ غلطی ہوجاتی تو ایشور کی یاد کرتی تھیں

جا نہہ نکھت کرہنہ سب سیوا
گویا تمام ستارے خدمت کررہے ہیں

بن مس سورہ بھاو نہ جیوا
لیکن بغیر چاند کے آفتاب کھانا کھانیکا کچھ لطف نہ تھا

پری اسوجھہ سے ترکاری
بے شمار ترکاریاں پروسی جاتی تھیں

لونی بنا لون سب کھاری
لیکن بغیر نمک لیکن پدماوت کے بغیر سب کھاری نمک کیسی لگتی

من لاگیو تیہ کنول کے ڈنڈی
بادشاہ کا دل کنول کی نال میں لگا تھا

بھاوے ناہیں ایک کنو ڈی
ایک بھی باندی اُسے اچھی نہ لگتی

ان بھاوت چاکھے بیرا گا
عالم اُداسی میں کھانا بے لذت چکھتا تھا

بہہ پرکار پھر ہنہ ہر پھیرے
ہر بار بہت طرح پھیرے لگتے تھے

مچھہ چھوئے آو ہنہ گڑ کانٹا
مچھلی چھونے سے کانٹے چبھ جاتے تھے

سو جینوں نہنہ جاکر بھوکھا
جس خواہش کی بھوک تھی وہ تو وہاں تھا نہیں

پنچا مرت جانہنہ بکھہ لاگا
پنچامرت بھی مثل زہر معلوم ہوتا تھا

ہیرا بہت نہ پاوا ہیرے
انہیں پدماوت کو بہت ڈھونڈھا لیکن کھا لائی ہیرا ہی

جہاں کنول تہنہ ہاتھ نہ آنٹا
جہاں وہ کنول پدماوت تھی وہاں ہاتھ ہی پہونچا

تیہ بن لاگ جنہہ سب کھا
اُس کے بغیر سب کچھ خشک معلوم ہوتا تھا

دوہا

بیٹھہ سنگھاسن گو نچے سنگھہ چرے نہنہ گھاس
شیر تخت پر بیٹھکر گرجا کرتا ہے لیکن گھاس نہیں چر سکتا

جو لگ مرگ نہ پاوے بھوجن کرے اُپاس
جبتک ہرن نکلتا نہیں پاجاتا تب کھانے کے نام پر فاقہ کشی ہی اختیار کرتا ہے

پانی لیئے داسی چہنہ اورا
باندیاں ہر چہار طرف پانی لئے کھڑی تھیں

انبرت مانہنہ بھرے کچورا
گویا کٹورے میں آبحیات بھرا تھا

پان دیہنہ کپور ک باسا
باندیاں کافور سے معطر پانی دیتی تھیں

بن رسنا نینہہ سون پیون
بجائے زبان کے اُس پانی کو آنکھوں سے پیونگا

پیہا بوند سیو اتہہ اگھا
پیہا ابر نیساں کی بوند سے ہی آسودہ ہوگا

کون کاج جو برسے مگھا
مگھا نچھتر کے برسنے سے کیا مطلب نکلے گا

کے تراس اب ہاتھ دھوئیں
مایوس کرکے پدماوت کے دیدار سے اب ہاتھ دھوئیں

سو نہنہ پیئے درس کرپیاسا
دیدار کا پیاسا بادشاہ اُس پانی کو نہیں پیتا تھا

کون کاج جو برسے مگھا
مگھا نچھتر کے برسنے سے کیا مطلب نکلے گا

سنور سنور من ہاتھہ مروڑا
بادشاہ اب ہاتھ کیا دھوتا ہے گویا فرقت کا کلیجہ ہاتھ سے مسلتا ہے اور گویا اُسکی یاد کرتا ہوا افسوس کرتا ہے

بدھہ ملاوے جاسوں من لاگا
جس سے دل لگا ہو اُس سے ملا دے

جو رہ تو رہ پریم کرتا گا
تو الفت کے تاگے کو توڑ کر بھی جوڑ دیتا ہے

دوہا

ہاتھہ دھوی جب بیٹھا لینھہ اوسہ کے سانس
جب بادشاہ ہاتھہ دھو کر بیٹھا تب ایک آہ سرد بھری

سفر راسوی گوسائیں دیئی نراسہہ آس
اور اُس مالک کو یاد کیا جو ناامید کو امید دیتا ہے

بھئی جیونار پھر اکھنڈوانی
جیونار ختم ہونے کے بعد آب شیریں پیش کیا گیا

بنتی کینھہ گھال گیو پاگا
گلے میں پگڑی ڈال کر راجا نے التجا کی

چار یو کھنڈ بھان اس تپا
تو مانند آفتاب کے ربع مسکون میں روشن ہے

پھرا ارگجا کھنکھنہ پانی
اور ارگجا و قمقمہ سے معطر پانی پلایا

اے جگ سور سیو موہنہ لاگا
اے جگ کو آفتاب جہاں مجھے سردی معلوم ہوتی ہے

جیہ کے دسٹ رین مس چھپا
جس کی نگاہ سے رات کی تاریکی چھپ جاتی ہے

کنول بھان دیکھے پے ہنسا
آفتاب کو دیکھ کر گل کنول شگفتہ ہوتا ہے

تگ امول جو تھارہ بھرے
بیش قیمت نگینوں سے تھال بھر کر

ایگن بھرا کانپ یہ جیوؤ
عیبوں سے بھرا ہوا میرا دل کانپ رہا ہے

او بھانہہ اس نرمل کلا
اور آفتاب کی کرنیں ایسی صاف و شفاف ہیں

او بھا تیہ چاہ پر گسا
اور اُس سے بھی زیادہ آفتاب روشن ہوجاتا ہے

راجے سیو آن کے دھرے
راجا نے بادشاہ کی خدمت میں پیش کی

جہاں بھان تہنہ رہے سیوؤ
جہاں آفتاب طلوع ہوا کہ سردی جاتی رہی

درس جو پاوے سو نر ملا
کہ جو اُسکا دیدار پائے وہ روشن ہوجاتا ہے

دوہا

رتن سام ہوں رین مس اے رب تمر سنگھار
میں تاریک رین مثل رات کی تاریکی کے سیاہ ہو رہا ہوں اے آفتاب تاریکی دور کر

کرسو کرپا دسٹ اب دوس دیہہ اُجیار
اب اس طرح کی نظر عنایت کر کہ میں دن کی طرح روشن ہو جاؤں

سُن بنتی ہنسا سلطانو
رتن سین کی التجا سن کر بادشاہ ہنسا

بھان کی سیوا جو کر جیوؤ
جو مخلوق آفتاب کی عبادت کرتی ہے

لیک پکھان پرکھہ کر بولا
مرد کا قول مثل پتھر کی لکیر کے ہوتا ہے

سہسو کرادیا جس بھانو
گویا آفتاب ہزاروں کرنوں سے روشن ہوا

تیہ مس کہاں کہا تیہ سیوؤ
اُسکو نہ تاریکی ہوتی ہو نہ جاڑا لگتا ہے

دُھو سمیرا اوپر نہنہ ڈولا
قطب ستارہ اور کوہ سمیر اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتے

ہنس ہنس بولے ٹیکے کاندھا
کندھے پر ہاتھ رکھکر ہنس ہنس کر بولتا تھا

اے راجا تو سانچ جُڑاؤ
اے راجا کیا سچ مچ تجھے سردی لگی ہے؟

کھاہُ دیس آپن کر سیوا
میری اطاعت کر تو تجھے جاڑا خوش خوش کھا جائے

پھیر پساو دینھہ نگ سورو
پھر بادشاہ نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے ایک نگینہ دیا

پریت بھلای چیے چھل باندھا
مخلصانہ برتاؤ سے فریب دیکر اُسکو گرفتار کرنا چاہتا تھا

بھئی سُدرسٹ اب سیو چھڑاؤ
اب میری نیک نظر مہربانی ہے تیری سردی جاتی رہی

اور دیوں مانڈو توہہ دیوا
اسکے علاوہ اے راجا تجھے ہاتھی گھوڑا علاوہ دیا جائیگا

لابھ دیکھا سی لینھہ چہہ مورد
لالچ دکھلا کر زر اصل لینا چاہتا ہے

دوہا

مایا بول بہت کے ساہ پان ہنس دیئھ
بادشاہ طرح طرح کی مکر آمیز باتیں کرتے ہوئے ہنس کر راجا کو پان دیا

پہلے رتن ہاتھ کے چبے پدار تھہ لیئھ
پہلے شمل جواہر رتن سین کو قابو میں کر کے بعد پدماوت کو لینا چاہتا ہے

مایا موہ بس بھا راجا
مکر و فریب میں راجا بادشاہ کا مطیع ہو گیا

ساہ کھیل سطرنج کر ساجا
تب بادشاہ نے شطرنج کا کھیل آراستہ کیا

راجا ہے جو لگ سرگھامو
کہا کہ اے راجا جب تک سر پر محبوب ہے

ہم تم گھرک کر ہنہ بسرامو
تب تک ہم اور تم ذرا دیر تفریح کریں

درپن ساہ بھیت تہنہ لاوا
بادشاہ نے ایک آئینہ دیوار میں لگا دیا

دیکھوں جیہہ جھرو کھے آوا
تاکہ جب پدماوت جھروکے کے پاس آوے تو میں اسے دیکھ لوں

کھیلہنہ دُو دُو ساہ اور اجا
بادشاہ اور راجا دونوں شطرنج کھیلنے لگے

شاہ کی رُکھ درپن رہ ساجا
بادشاہ کی نگاہ آئینہ پر لگی ہوئی تھی

پیمک لبدھہ پیادے پانوں
محبت کا دیوانا بادشاہ شمل پیادے کے تھا

تاکے سو نہنہ چلے کر ٹھانوں
جو سامنے دیکھتا اور بازی قرار پا کر جیتا

گھوڑا دیئی پھیر جی بندلاوا
گھوڑا دیکر فرزین بند کی بازی ماری

جیہہ مو ہرا رُکھ چبے سو یاوا
رخ جس بازی کو چاہتا تھا وہ اسکو ملا

راجا یہل دیئی شہ مانگا
راجا نے پیل دے کر شہ مانگا

شہ دیئی چاہ مرے رتھہ کھانگا
تو بادشاہ نے شہ دیکر اونٹ مارنے کی خواہش کی

دوہا

پیلہہ پیل دیکھا وا بھئے دوُ چو دانت
پیل کو پیل سے مقابلہ ہو کر دونوں چودنتوں کا مورچا ہوا

راجا چہے بُرد بھا ساہ چہے شہ مات
راجا تو نصف شکست چاہتا تھا اور بادشاہ چاہتا تھا کہ کامل شکست دیدے

سور دیکھہ جو تری داسی
مانند ستاروں کے سہیلیوں نے جو شمل فرمانبردار بادشاہ کو دیکھا

جہنہ رس تہاں جای پرگاسی
تو جہاں چاند پدماوت تھی وہاں جا کر ظاہر کیا

اونچ چھتر جا کر جگ ماہاں
تمام دنیا میں اُس کا چھتر اونچا ہے

جگ جو چھانہہ سب اوہے چھاہاں
اُسی کے سایہ میں تمام عالم کو پناہ ملی ہے

نہ رکھہ نجای سو نہنہ اوہ پاہیں
سامنے سے اُس پر نگاہ نہیں ٹھہر سکتی

سب رُپونت کر ہنہ اوہ پوجا
سب لوگ سر جھکا کر نگاہیں نیچی کر لیتے ہیں

ہم اس کسا کسوٹی آرس
آئینے میں دیکھکر ہم نے بخوبی پرکھا ہے

دیکھہ یہہ پدماوت جیہہ نہ رہے پچھتاو
اے پدماوت دیکھ لے جس سے بعد کو افسوس نہ کرنا پڑے

دوہا

بادساہ دلی کر کیت چتوڑ مہنہ آو
دلی کا بادشاہ چتوڑ میں پھر کب آ سکتا ہے

بگسے کمُد کہے سس ٹھانوں
بوقت طلوع جہاز گل نیلوفر شگفتہ ہو جانے میں

بگسے کنول سُنے رب نانوں
اور آفتاب کا نام سننے سے کنول کھل جاتے ہیں

بھئی نِس سس دھور اہر چڑھی
رات ہونے پر چاند پدماوت بالاخانہ پر چڑھی

سورہِ کلا جس بدھ گرھی
سولہ سنگار حسین جسطرح خدا نے اسکو بنایا تھا

بھنسِس جھروکھے آئی سرکھی
حسین بے ہتاشہ پدماوت ہنستی ہوئی جھروکھے پر آئی

نرکھہِ ساہ درپن مہنہ دیکھی
بادشاہ نے اُس کا سایہ بقدر آئینے میں دیکھا

ہو تہہِ درس پرس بھالونا
مثل سنگ پارس کے حسن کا دیدار جیسوں ہی ہوا

دھرتی سرگ بھیو سب سونا
کہ زمین و آسمان سب کچھ طلا ہو گیا

رُکھہ مانگت رُکھ تا سُہنہ بھیو
مہرمنے کے طالب بادشاہ کو پدماوت کا رخ زیبا دیدار ملگیا

بھاشہ ماس کھیل مٹِ گیو ئم
پس شہامت ہوا اور کھیل ختم ہو گیا

راجا بھید سنجانے جھانپا
راز پوشیدہ راجا کو معلوم نہ ہوا

بھاسبنھار پون بن کانپا
بادشاہ بیخبر ہو گیا اور بغیر ہوا کے ہی کانپنے لگا

راگھو کہا کہ لاگ سو پاری
راگھو چیتن نے کہا کہ پان کی ڈلی لگ گئی ہے

لیئی پوڑھاو ہنہ سیج سنواری
پس پلنگ بچھا کر بادشاہ کو لٹا دیا گیا

دوہا

رین بیت گے بھور بھا اوٹھا سورتب جاگ
رات گزر جانے پر صبح ہوئی تو مانند آفتاب کے بادشاہ بیدار ہوا

جو دیکھے سس ناہیں رہی کر اچت لاگ
چاند پدماوت کو نہ دیکھا تو اُس کے حسن کا تصور دل پر نقش ہو گیا

بھوجن پیم سو جان جو جینوا
غذا اور الفت کی لذت ہی جان سکتا ہے جسنے کچھ کھایا ہو

بھنورہ پُرچے باس رس کیوا
بھنورے گل کنول کی ہی خوشبو کا مزہ اچھا لگتا ہے

راگھو چیت ساہ پہنہ گیوُ
راگھو چیتن یہ راز تاڑ کر بادشاہ کے پاس گیا

سورج دیکھہِ کنول بسیوُ
دیکھا کہ آفتاب بادشاہ کنول پدماوت کو دیکھکر شگفتہ ہوتے ہیں

پاٹ تمھار دیو نیہہ پیٹھی
حضور کا تخت دیوتاؤں کی مٹھہ پر رہتا ہے

سرگ پتار رہے دن بیٹھی
ہمیشہ حضور کی نگاہ بہشت سے تحت اثری تک رہتی ہے

درس دیکھای جای سس چھپی
دیدار حسن دکھلا کر چاند پدماوت پوشیدہ ہو گئی

چھپتر پتی من کینھہ سو پہنچا
کہا کہ جہاں پناہ جس جیز کی خواہش کریں حاضر ہو

چھوہ تے پلہنہ اُکٹھے دیکھا
حضور کی حرمت سے سوکھے ہوئے درخت سرسبز ہو جاتے ہیں

سب کر جیئن تمھارے ہاتھا
تمام مخلوقات کی زندگی حضور کے ہاتھ ہے

اوٹھا بھانُ جس جوگی پتی
بادشاہ مثل جوگی کے سوزش برداشت کرتا اُٹھا

چھپتر تمھار جگت پر اُنچا
تمام عالم پر حضور کا رعب غالب ہے

کوہ تیں مہہ سائر سب دیکھا
اور غضب سے تمام روئے زمین کے تالاب غیر خشک ہو جاتے ہیں

دوہا

دِنہہ نین لا یہہ تم رین بھیہہ نہہ جاگ
دن میں جو آنکھ لگ گئی تو رات میں بھی بیداری نہ ہوئی

کس نچنت اس سو یہہ کاہ بلب اس لاگ
اس طرح بے خبر نیند کی وجہ کیا ہے اُٹھنے میں بہت دیر ہوئی

دیکھہ ایک کوتک ہوں رہا
خواب میں میں ایک عجیب تماشا دیکھ رہا تھا

رہا انتر پٹ پے نہنہ اہا
جسکے درمیان میں پردہ تھا بھی اور نہیں بھی تھا

سرور دیکھہ ایک میں سوئی
وہاں میں نے ایک تالاب دیکھا

رہا پانِ پے پانِ نہ ہوئی
جسمیں پانی تو تھا لیکن میں پینے سے معذور رہا

سرگ آی دھرتی مہنہ چھاوا
آسمان آکر زمین پر بچھ گیا

تیہ منڈپ مورت میں دیکھی
اُس محل میں میں نے ایک مورت دیکھی

رہا دھرت پے دھرت نہ آوا
وہ زمین پر تو تھا لیکن پکڑنے میں نہ آتا تھا

بن تن بن جیو جای بسیکھی
اور صفت یہ کہ وہ بغیر جسم و جان کے تھی

تنھہ مہنہ پن ایک مندر اونچا
پھر اس میں ایک بہت اونچا محل کھا ئی پڑا

پورن چند ہوی جن پتی
وہ مثل چودھویں رات کے روشن تھی

اب جہنہ چتر سی جیو تہاں
اب جہاں وہ چودھویں چاند ہے ہیں میری جان ہے

کر تھہ اہا پے کر نہ پہونچا
وہ بالکل ہاتھ میں ہی تھا لیکن ہاتھ نہ پہونچا تھا

پارس روپ درس دیئی جھپی
مثل سنگ پارس کے وہ صورت دکھلا کر پنہاں ہوگئی

بھان اماوس پاوا کہاں
آفتاب کی قسمت میں اماوس کہاں

دوہا

بگسا کنول سرگ نس جنہہ لوک گئی بیچ
کنول رات کو آسمان پر شگفتہ ہوا جیسے بجلی چمک گئی

اوہ راہ بھا بھا نہہ راگھو منہہ پتیج
وہی آفتاب کو خسوف ہوگیا اے راگھو اس واقعہ کو سچ جان

ات بچتر دیکھا سو ٹھاڑھی
نہایت حیرت انگیز اُسکو مجسمہ کھڑا دیکھا

تیہ اوپر بھا کنول بگاسو
اُسپر گل کنول شگفتہ تھا

مرگ دیکھای گون پھر کیا
آہو چشم پدماوتی جھلکی دکھا کے پھر کہاں چلی گئی

چت کے چتر لینہہ جیو کاڑھی
دل پر اپنی تصویر نقش کر کے جان نکال لی

پھر ال لینہہ پھپ مدھ باسو
پھر اُن پھولوں مانند بھونرے کے خوشبو لے رہے تھے

سس بھا ناگ سور بھا دیا
چاند پدماوت کی چوٹی مانند ناگ کے اور آفتاب مانند پھن کے

سنکھ لنک کنبھستھل جوڑو
گردن شیر کے اور دونوں پستانیں مانند ہاتھی کی پیشانی کے

دوی کھنجن بیچ بیٹھیو وا
مثل بھونرے دونوں آنکھوں کے درمیان میں ناک مانند طوطے کے تھی

سُٹھ اوپنے دیکھیت وہ اچکا
محل کی سیڑھیوں کو دیکھکر وہ اچکا

پہنچ بہون دسٹ کت بھئی
جہاں پہنچا نہیں ہو سکتا وہاں نگاہ کا پہونچنا بیکار ہے

گہہ نہ سکا دیکھیت وہ گئی
اسکو پکڑ نہ سکا دیکھتے ہی دیکھتے وہ غائب ہوگئی

آنکس ناگ مہاوت مورو
کہ مثل شیر کے اور دونوں پستانیں مانند ہاتھی کی پیشانی کے چوٹی کی لوری مثل آنکس کے اور طاؤس گردن مثل طوطے کے

دوج کے چاند دھنک لیئی اوہ
مثل ابروئے دونوں آنکھوں کے درمیان میں ناک مانند طوطے کے تھی دونوں بُرُو گویا دوئج کا چاند کمان کیطرح ہوا ہے

دست پہنچ کر پہنچ نہ سکا
لیکن فقط گاہ پہونچی اور ہاتھ نہیں پہونچ سکا

دوہا

راگھو ہیرت جیو گیو کت آچھت جو اسادھ
اے راگھو دیکھتے دیکھتے میری جان چلی گئی جسپر بس نہیں وہ چیز کیسے دیکھی جا سکتی ہے

یہ تن راکھہ بانکھہ کے سکے نہ کیہ اپرادھ
مٹی کا یہ جسم پر کیوں نہیں لگا سکتا اس نے کیا قصور کیا ہے؟

راگھو سنت سیس بھیئو دھرا
راگھو نے یہ سن کر سر زمین پر رکھا

کیہر لنک کنبھستھل ہیا
شیر کی سی کمر اور سینے پر ہاتھی کی سی پیشانی

اُہے کلا وہ روپ بسیکھی
وہ اُسی حسن بے مثال کا جمال ہے

گیئو میور الک بید ھیا
گردن مثل طاؤس اور چوٹی کی لوری مثل آنکس کے

نسچے تھہ پدماوت دیکھی
یقیناً حضور نے پدماوت کو دیکھا

کنول بدن او باس سریرو
جسم مثل گل کنول کے جس سے خوشبو آتی تھی

کھنجن نین نا سکا کیرو
آنکھیں مثل بھونرے کے اور ناک مثل طوطے کے

بھونہہ دھنک سِس دیج للاٹ
ابرو دھنش کمان اور پیشانی شش دوج کا چاند

سب اُنھہ اوپر اوہہ پاٹو
سب انہوں سے بڑھکر اُس کا تخت ہے

سوئی مرگ دیکھای جو گیو
وہی آہو چشم اپنا جمال دکھلا کر چلی گئی

بینی ناگ دِیا چت بھیو
مثل آگ کے چوٹی دکھلا کر حضور کے چراغ کو جلا

دوہا

سب سنگار بنی دھن اب سوئی مت کیج
وہ نازنین جس کے تمام سنگاروں سے آراستہ ہے اب ایسی تدبیر کریں

ایک جو لٹکے ادھر یہ سو گہہ کے رس لیج
کہ زلفیں جو لبوں پر لٹک رہی ہیں انکو پکڑ کر وصل حاصل کریں

رتن سین بندھن کھنڈ

میت بھے مانگا بیگ بیو انو
دوست تن سین سے جلد سواری ہو دار طالب کیا

چلا سور سنورا استھانو
آفتاب بادشاہ اپنے قیامگاہ کی یاد کر کے چلا

بہت میا سُن راجا پھولا
مصنوعی محبت کے چکر میں پڑکر راجا پھولا گیا اور دھوکہ کی بادشاہ کے ہمراہ اُسے بہو نچانے چلا

چلت پنتھہ راکھا جو پاؤ
جو مسافر یا بہ رکاب ہو

پنتھی کہاں کہاں سُستائی
مسافر کے لئے سستانا کیسا

پنتھہ چلے تب پنتھہ سیرائی
راستہ طے کرنے سے ہی منزل ختم ہوتی ہے

کہاں رہے تھِر چلت بٹاؤ
ایسا مسافر قائم کب رہ سکتا ہے

چھر کیجے بر جہاں نہ آنٹا
فریب وہاں کرے جہاں زور سے کام نہ چلے

لیجے پھول ٹار کے کانٹا
کانٹے کو ہٹا کر پھول لینا چاہیے

چلا ساتھہ پہنچاوے بھولا
بادشاہ دوست بنکر راجا کو گرفتار کرنا چاہتا ہے

ساہ ہیت راجا سوں باندھا
بادشاہ دوست بنکر راجا کو گرفتار کرنا چاہتا ہے

باتنھہ لای لینھہ گہہ کاندھا
اور باتوں میں لگا کر راجا کے کندھے پر ہاتھ رکھا

گھیو مدھہ سان دینھہ رس سوئی
گھی اور شہد ملا کر دینے کے بہانے زہر پلا جانا چاہا تھا

جو مُنہ میٹھہ پیٹ بکھ ہوئی
جو منھ میٹھا کر کے پیٹ میں زہر ہو نچا دیا

دوہا

امی بچن ادمایا کو نہ میُو رس بھیج
شیریں زبان اور فریب کے رسیلے برتاؤ میں پڑکر کون برباد نہیں ہوا

ستُر مرے جو انبرت کِت تا کہنہ بکھہ دیج
دشمن اگر آبحیات دینے سے مرے تو زہر کیوں دیا جائے

چاند گھرہ جو سورج آوا
چاند کے گھر جو سورج آیا۔

ہوی سوا لوپ ماوس پاوا
تو چاند غائب ہو گیا اور اماوس ملا

پوچھہنہ نکھت ملیں سو موتی
ماند ستارے کے سہیلیاں پوچھتی تھیں کہ وہ موتی کی کیا ہوئی

سورہ کلا نہ ایکو جوتی
سولہ حصہ روشنی میں ایک حصہ بھی نہ رہا

چاندک گہن اگاہ جتاوا
چاند پدماوت کو گہن پیشتر سے معلوم ہو گیا

راج بھول گہہ ساہ چلاوا
راجا اطمینان میں پڑ گیا بادشاہ کو بھیر میں پڑ کر ساتھہ لیگیا

پہلیں پنور نا نگھہ جو آوا
جب یہ راجا پہلی ڈیوڑھی کے پار آیا

ٹھاڑھہ ہوی راجہہ پراوا
تو ٹھہر کر بادشاہ نے راجا کو ضیافت پہنایا

سو تکھار تئیس گج پاوا
سو گھوڑے اور تئیس ہاتھی ملے

دُندبھی اوچو گھڑا دیاوا
دُندبھی اور چوگھڑا باجا دلوایا

چوتھے پنور دیئی درب کیوری
چوتھی ڈیوڑھی پر کپڑوں کی دولت دیگئی

دوجی پنور لینھہ اسوارا
دوسری ڈیوڑھی پر بہت سے سوار ملکے

پنچئیں دوی ہیرا کے جوری
پانچویں ڈیوڑھی پر دو ہیرے دیئے گئے

تیج پنور نگ دینھہ اپارا
تیسری ڈیوڑھی پر بے شمار نگینے دیئے گئے

دوہا

چھٹھیں پنور دیئی مانڈو ستئیں دیھہ چندیری
چھٹی ڈیوڑھی پر مانڈو گڑھہ دیا اور ساتویں پر چندیری کا راج

سات پنور ناگھت تربھہ لیئی گا باندھہ گریر
ساتویں ڈیوڑھی پار کرتے ہی راجا کو گھیر کر قید کرلے گیا

یہہ جگ بہت ندی جل جوڑا
اس دنیا میں بہت سی ندیوں کا پانی اکٹھا ہے

کوو پار بھا کوو بوڑا
کوئی تو اس سے پار ہو گیا اور کوئی ڈوب گیا

کوو اندھہ بھا آگ نہ دیکھا
کوئی اندھے کی طرح انجام کو نہیں دیکھتا

کوو بھیو ڈھیار سر کیھا
کوئی آنکھوں والا بہت ہوشیار ہے

راجا کہنہ بیا دھہ بھے مایا
راجا رتن سین کے لئے دولت مثل صیاد کے ہو گئی

تج کیلاس دھرا بھئیں پایا
یعنی مانند بہشت کے قلعہ کو چھوڑ کر نیچے پر قدم رکھا

کرت چھار نڑے جو آوے موٹھی
وہ جب قبضہ میں آگیا تو پھر کیسے چھوٹ سکتا ہے

جیہ کارن گڑھہ کینھہ گو ٹھی
جس کے لئے قلعہ کا محاصرہ کیا

سُرہِ کوو پاو جو باندھی
دشمن کو اگر کوئی پکڑ پاوے

چھوڑ آپ کہنہ کرے بیادھی
تو اُسے چھوڑنا اپنے پر مصیبت ڈھاتا ہے

جلھنت نکس مُوے کت کاچھو
پانی سے نکلا کچھوا کیا خوب مثل کے منھ میں پڑا

چارا ڈال کرے مچھلی کی
چارا ڈال کر مچھلی کی طرح دشمن کو پکڑ لیا

ستر و ناگ پیٹاری موندا
دشمن کو پٹاری میں بند سانپ کی طرح رکھنا چاہیے

باندھا ہرن ایک قدم بھی نہیں کود سکتا

باندھا مرگ پیگ نہہ کھوندا
باندھا ہوا ہرن ایک قدم بھی نہیں کود سکتا

دوہا

راجہ دھرا آن کے تن پہرا والوہ
ایس لوہ جو پہرے جیت سام کے دوہ
بادشاہ نے راجا کو بجوبی گرفتار کر لیا اور جسم کو آہنی ہتھکڑی بیڑی سے جکڑ دیا
اس طرح کا لوہا وہ پہنے جو اپنے مالک سے دشمنی کا ارادہ کرے

پانیھہ گاڑھی بیڑی پری
پیروں میں مضبوط بیڑی پڑ گئی

سانکر گیو ہاتھہ ہتھکڑی
گلے میں طوق اور ہاتھوں میں ہتکڑی

سُن چیتوڑ مہنہ پرا بکھانا
اس خبر سے تمام چیتوڑ گڑھ میں سنسنی پھیل گئی

دیس دیس چار یو دس جانا
ہر چہار جانب سے ملکوں میں لوگوں کو معلوم ہو گیا

آج سکھے راون دس ماتھا
گویا آج راون کے دسوں سر کٹ گئے

آج کانھہ کالی پھن ناتھا
گویا کنھیا نے آج کالی کے پھن کو ناتھا

اودھر باندھہ منجوسا میلا
اس طرح قید کر کے آہنی پنجرے میں بند کر دیا

آج نزاین پھر جگ کھوندا
گویا نزائن[۵۳] آج دنیا میں پھر کودا

آج پران کنس کرڈ ھیلا
گویا آج کنس کی روح قبض ہوئی

ایس ستر جن ہوی ڈھیلا
دشمن بھی ایسی مصیبت میں گرفتار ہو

آج سو سنگھہ منجو سا موندا
آج وہ شیر پنجرے میں بند ہوا

آج سین سنکھا سر لیلا
اور جیسے مجھا دنا رنے نفکا سر کو نکالا تھا

آج پرے پنڈو بندِ ہاں
گویا آج پانچوں پانڈو قید میں پڑے

آج دُساسن اُتریں باہاں
اور گویا آج دُساسن کی باہیں کٹ گئیں

دوہا

آج دھرا بل راجا میلا باندھہ پتار
آج راجا بلی قید ہو کر تحت الثریٰ کو چلا گیا

آج سور دن اتھوا بھا چتوڑ اندھیار
آج دن میں ہی آفتاب غروب ہوا اور ملک چتوڑ تاریک ہو گیا

دیو سلیماں کے بند پرا
راجا رتن سین بادشاہ کی قید میں پڑا

جہنہ لگ دیو بسے ست ہرا
جتنے بھی راجا تھے سب کی ہمت ٹوٹ گئی

ساہ لینھہ گہہ کینھہ پیانا
بادشاہ راجا کو قید کر کے چلدیا

جو جہنہ ستر سو تہاں بلانا
جو دشمن جہاں تھا وہیں پر بلا دیا گیا

کھراسان اوڈرا ہر یوو
ملک خراسان اور ہرات خوف زدہ ہوئے

کانپا بدر دھرا اس دیوو
اور بدر کانپ گیا کہ اتنا بڑا راجا قید ہو گیا

باندھو دیو گر دھو لاگری
باندھو گڑھ سو دیو گری اور دھو لاگر پہاڑ

کانپی سبت دو ہائی پھیری
اس طرح تمام عالم تھرا گیا اور بادشاہ دہلی کی بھی

اوا سور بھئی سانھہ کرا
آفتاب طلوع ہوا اور نیلی چھاتیں سامنے پڑیں

پالا پھوٹ پان ہوی ڈھرا
برف گل کر پانی کی طرح ڈھل گئی

ڈنڈو ڈانڑ دینھہ جہنہ تائیں
نقاروں پر چوٹ دیکر جہاں تک منادی کی گئی

آسی دنڈوت کینھہ سبائیں
وہاں تک کے سب لوگ آ کر قدموں میں گرے

ڈنڈ ڈانڑ سب سر گہہ گئی
منادی کی آواز آسمان تک پہونچی

بھوم جو ڈولی اہتھر بھئی
زمین جو لرزتی تھی اب ٹھہری

دوہا

بادساہ دلی مہنہ آسی بیٹھہ سُکھ باٹ
دلی پہونچکر بادشاہ عشرت کے تخت پر رونق افروز ہوا

جیئی جیئی سیس اُٹھاوا دھرتی دھر الاٹ
جس نے بھی سر اُٹھایا اُس نے زمین پر پیشانی رکھی

جیسی بندوانا جیو بدھا
جان ہلاک کر نیوالا جیل خانیکا داروغہ تھی

تیہ سو نپا راجا اگدوھا
جو ہاتھ سوختہ آتش تھا راجہ کو اسکے سپرد کیا

سو جیو بدھ ساسنا بھر دیئی
تب جلاد فقط دم قائم رہنے بھر کو دیتا تھا

مانگت پان آگ لیئی دھاوا
راجا جب پانی مانگتا تب وہ جلاد آگ لیکر دوڑتا

مُنگری ایک آن سر لاوا
اور ایک موگری راجا کے سر پر مارتا تھا

اب کو آن دیئی پانی یا
اب کون پانی لا کر تجھے دے

تب چتوڑ جیو رہا نہ تورے
چتوڑ میں رہتے ہوئے تجھے یہ خیال نہیں آتا تھا

بادساہ ہے سر پر مورے
کہ بادشاہ میرے سر پر ہے

سکتی کرے ہوی کر ملنا
طاقت دکھلائی تو اب کیا افسوس ملنا ہوگا

کرے سو میت گاڑھہ بندجہاں
دوست وہ ہے جو گاڑھی مصیبت میں مدد کرے

پان پون کہنہ آس کریئی
جب راجا پانی اور ہوا کی خواہش کرتا

پان پون تویں پیا سو پیا
پانی اور ہوا جو کچھ تو نے پیا سو پیا

جبہہ ہنکارے ہے اُٹھہ چلنا
جب بادشاہ نے طلب کیا لازم تھا اُٹھکر چلدیتا

پان پھول پہنچاوے تہاں
مصیبت میں پڑے دوست کو پان پھول پہنچاوے

دوہا

جب انجل مُنہ سو وا سمدر نہ سنور راجا گ
جب زیست ملتی رہی تب تک سوتا رہا اور بیدار ہو کر سمندر بادشاہ کو نہیں یاد کیا

اب دھر کاڑھہ مچھّہ جم پانی مانگت آگ
اب مچھلی کی طرح نکال کر باہر کر دیا تو پانی کے بدلے یہ آگ لے

بن چل دوی جن پوچھے آئے
پھر دو شخص قید خانے میں پوچھنے آئے

اوو سُٹھہ دگدھہ آمی دیکھے رائے
اُنھوں نے تمالیہ قید کو بخوبی بیان کیا

تویں مرپی نہ کبھوں دیکھی
کیا تو نے موت کا مقام کبھی دیکھا نہیں

ہاڑ جو بتھرے دیکھہ نہ لیکھی
بکھری ہوئی ہڈیوں کو دیکھ کر تجھے ہوش نہ آیا

جانا نہہ کہ ہوب اس مہوں
تو نے یہ نہیں جانا تھا کہ میری بھی حالت یہی ہوگی

کھوجے کھوج نہ پاؤ کہیں
کہیں کھوجکر چھپنے پر بھی پناہ نہیں مل سکتی

اب ہمھہ اُتر دیہہ لے دیوا
اے راجا اب مجھے بتلا

کونے گرب نہ مانیس سیوا
کہ کس غرور میں پڑ کر تو نے خدمت نہ کی

توہِ اس بہت گاڑھ مونڈے
تجھہ جیسے بہت سے گڈھے میں دفن کر دیے گئے

بھرُ نہ نکس بار ہوی کھوندے
پھر نکل کر اپنے دروازے پر قدم نہ رکھہ سکے

جو جس ہنسا سو تیسے روا
جو جس طرح ہنستا ہو وہ اُسی طرح روتا ہے

کھیلت ہنست ابھے بھیں سوا
ہنستے کھیلتے ہوئے زمین میں پڑ کر تو نے بغیر بھاگنے

جس اپنے منہ کاڑھے ھوں
جس طرح اپنے مُنھ سے غصہ ظاہر کیا

میلیس آن نرک کے کوں
اُسی طرح اب نرک کے کنوئیں میں لا کر ڈالا گیا ہے

دوہا

جرس مرس اب باندھا تیس لاگ توہِ دوکھہ
تجھ پر ایسا الزام لگا ہے کہ قید میں پڑا ہوا اب جل بھن رہا ہے

ابھوں مانگ پدمنی جو چاہس بھا موکھہ
اگر تو قید سے نجات چاہتا ہے تو اب بھی پدماوت کو بُلا لے

پوچھہ نہہ بہت نہ بولا راجا
راجا سے بار بار پوچھتے تھے لیکن وہ بولتا نہ تھا

کینھس جیو مچ کر ساجا
اپنی زندگی کیلئے موت کا سامان کر لیا

کھن کڑوا چیر نھہ دیئی راکھا
گٹھا کھود کر اُس میں پیروں کو گاڑ دیا گیا

نت اُٹھہ دگدھہ موہہ نولاکھا
اور روزانہ اُس راجا کو بے طرح دانتے تھے

ٹھانوں سو سانکر اوندھیارا
وہ مقام تنگ اور تاریک تھا۔ راجا کو دوسری جانب کروٹ لینے کی بھی گنجائش نہ تھی

دوسر کروٹ لیئی نہ پارا
دوسری کروٹ لینے کی بھی گنجائش نہ تھی

بیچھی سانپ آن تہہ میلا
بچھو اور سانپ لا کر وہاں ڈالدیا جاتا تھا

بانکا آمی چھوا دہہ میلا
اور دو مرد لوگ دونوں طرف سے بانکا چھوا کر خوفزدہ کرتے تھے

دھرہ نہہ سنڑ اسنھہ چھوٹے ناری
سنسی سے پکڑ کر جسم نوچنے جس سے نبض ساقط ہوتی تھی۔ دن اور رات بیحد صدمہ پہونچتا تھا

رات دوس دُکھہ پہنچے بھاری
رات دوس دُکھہ پہنچے بھاری

جو دُکھہ کٹھن نہ سہے پہارو
جس سخت اذیت کو پہاڑ بھی برداشت نہ کر سکتا

سونگوا مانس سر بھارو
اس مصیبت کا بار انسان کی زندگی کو برداشت کرنا پڑا

جو سر پرے آئے سو سہے
جو بھی مصیبت آکر سر پر پڑتی ہو وہی برداشت کرنی پڑتی ہے

کچھہ نہ بسای کاہ سوں کہے
کچھہ بس نہیں چلتا تکلیف کس سے کہی جائے

پوچھہ نہہ بہت نہ راجا بولا
بہت طرح سے پوچھتے تھے لیکن راجا کچھ نہ بولتا

دہے کیوار نہ کیسہہ کھولا
کیواڑ بند کر لیا کسی طرح کھولتا نہ تھا

بعض نسخوں میں یہ چوپائی ملتی ہے۔

دوہا

دُکھ جارے دُکھ بھوبنے دکھ کھوئے سب لاج
مصیبتیں جلاتی اور بھونتی ہیں اور مصیبتوں سے تمام شرم حیا کھو جاتی ہے

کاجہہ جیہ اِدھک دُکھ دُکھی جان جیہ باج
مصیبتوں کا تہہ بجلی گرنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے مصیبت زدہ ہی اُسکا اندازہ کر سکتا ہے

پدماوتی - ناگمتی بلاپ کھنڈ

پدماوتِ بِن کنت دہیلی
شوہر کے بغیر پدماوت بیقرار ہوئی

بِن جل کنول سوکھ جیں بیلی
جس طرح پانی کے بغیر کنول اور سوکھی ہوئی بیل

گاڑھی پریت سو موسوں لائے
اُنھوں نے مجھسے گاڑھی محبت کی

دئی کنت نچنت ہوی چھائے
وہ شوہر بے خبر ہو کر اب دلی میں جا کر بس گیا

سو دئی اس نہر دیسو
وہ دلی ایسی ہے جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا

کوی نہ بُہرا کہے سندیسو
اب تک کوئی بھی واپس آکر پیغام نہ لایا

جو آوے کچھہ جان نہ سوئی
اور جو کوئی آتا بھی ہو اُسے کچھ معلوم نہیں

جو رے گیو سو بہُر نہ آوا
جو بھی وہاں گیا وہ پھر کر واپس نہ آیا

اگم پنتھہ پیو تہاں سدھاوا
جہاں شوہر گیا ہے وہاں کا راستہ بہت دشوار گذار ہے

ڈول بھرے نینہہ دھن روا
میں ایسی جدائی میں تڑپتی جیسے کنویں کا پانی ڈول میں پانی بھر کر پھینکنے کے بعد الٹا کنواں آنسو بہاتی

کنواں دھار جل جیں چھوا
کنواں پری دھر کاڑھس موہیں
چاہ اندوہ میں پڑی ہوں پکڑ کر مجھے نکال

لیجر بھئی ناہ بن توہیں
اے شوہر تیرے بغیر بستی کے مانند خشک ہو گئی

دوہا

نین ڈول بھر ڈھارے ہئے نہ آگ بجھای
ڈول میں پانی بھر کر ڈھالنے کیطرح آنکھوں سے آنسو بہاتی ہوں تو بھی دل کی آگ نہیں بجھتی

گھری گھری جیو آوے گھری گھری جیو جای
گھڑی گھڑی میں جان آتی ہے اور گھڑی گھڑی میں نکل جاتی ہے

نیر گنبھیر کہاں ہو پیا
اے میرے آب بسیار شوہر کہاں ہو

تمہہ بن پھاٹے سرور ہیا
تیرے بغیر تالاب کا دل پھٹا جا رہا ہے

چرت جو پنکھہ کیل کے نیرا
جو پرندے پانی میں کلیلیں کرتے تھے

نیر گھٹے کوؤ آؤ نہ تیرا
پانی کے سوکھ جانے پر اب کوئی پاس نہیں آتا

برہ ریت کنچن تن لاوا
فرقت نے طلائی جسم کو ریت ڈالا

چون چون کے کھیہہ میرا وا
اور ریزہ ریزہ کر کے مٹی میں ملا دیا

برہ پون بہہ چھار سریرو
فرقت کی ہوا بہہ رہی ہے اور جسم خاک ہو

کیہہ ہیرای پریہہ کیہہ ہاتھا
تم کس کے ہاتھ میں پڑ کر گم ہو گئے

کنول سوکھہ پنکھڑی بہیرائی
کنول خشک ہو گیا اور پنکھڑیاں بکھر گئیں

کنک جو کن کن ہوی بہیرائی
ریت طلائی جو ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا ہے

جھارہ آن میرا وہ نیرو
اب آکر اُس خاک میں پانی ملاؤ

چلت سرور لینہہ نہ ساتھا
چلتے ہوئے اپنے تالاب کو ساتھ نہ لیا

گل گل کے مل چھار ہیرائی
وہ گل گل کر خاک میں مل کر زائل ہو گئیں

پی کہنہ چھار سمیٹے آئی
شوہر کہاں ہے جو اُس خاک کو آکر سمیٹے

دوہا

ابہنہ جیاوہ کے میا بتھری چھار سمیٹ
بکھری خاک کو سمیٹ کر اب بھی آ کے براہ رحم زندہ کرو

نئی کایا اوتار نو ہوی تمہارے بھینٹ
نیا جسم اور نئی زندگی عطا فرما کر اپنا دیدار بخشو

نین سیپ موتی بھر آنسو
سیپ کے مانند آنکھوں میں موتی کے مانند آنسو بھرے ہیں

ٹٹ ٹٹ پرہنہ کر رہنہ تن ناسو
وہ ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے ہیں جس سے زندگی برباد ہو رہی ہے

پدک پدارتھ پدمن ناری
جو لاجپد یا دولت مثل لعل و گہر کے تھی

پی بن بھئی کوڑی بریاری
وہ ناز تمن بے بہا بغیر شوہر کے مثل کوڑی کے بے حقیقت ہو گئی

سنگ لیئی گیو رتن سب جوتی
میری سب آب و تاب شوہر رتن اپنے ساتھ لیگیا

کنچن کیا کانچ کے پوتی
جسم طلائی مانند پوت کانچ کے ہو گیا

بوڑت ہوں کھے دگد گھنیرا
رنج و غم کی موجوں کی عمیق دریا میں ڈوب رہی ہوں

تم بن کنت لاؤ کو تیرا
اے شوہر بغیر تمہارے کون کنارے لگائے

ہیئے پرہ ہوی چڑھا پہاڑو
جدائی مثل پہاڑ کے دل پر چڑھی ہے

چل جوبن سہہ سکے نہ بھارو
ناپائدار جوانی اس کا بوجھ نہیں سہہ سکتی

جل مہنہ اگن سو جان بچھوہا
جدائی کو پانی میں آگ کی طرح جانو

پاہن جر رہنہ ہو رہنہ سب چوہا
پتھر جلکر چونا بنجاتا ہے (اور پانی پڑتے ہی گلجاتا ہے)

کونے جتن کنت تمہ پاؤں
اے شوہر تجھے کس ترکیب سے پاؤں

آج آگ ہوں جرت بجھاؤں
جس سے آج جلتی ہوئی آگ کو بجھاؤں

دوہا

کون کھنڈ ہوں ہیرو کہاں بندھے ہو ناہ
کس طبقے میں جا کر تم کو تلاش کروں اے شوہر تم کہاں قید ہو

ہیرے کہنہ نہ پاؤں بسے تو ہر دے ماہنہ
تلاش کرنے سے تم کو کہیں نہیں پاتی تم تو دل میں بسے ہو

ناگمتی پی پی رٹ لاگی
ناگمتی کو پی پی کی رٹ لگی ہوئی ہے

نسدن پتے مچھہ جم آگی
آگ میں مچھلی کی طرح رات دن جلا کرتی ہے

بھول نجاہ کنول کے پاہاں
بھول کر بھی کنول کے پاس مت جانا

باندھت بلبنہ لاگے ناہاں
اے شوہر وہاں گرفتار ہوتے دیر نہ لگیگی

کہاں جاؤں کو کہے سندیسا
کہاں جاؤں کون پیغام کہے

جاؤں سو تہہ جوگن کے بھیسا
جوگن کا بھیس بنا کر میں وہاں جاؤں گی

بھنور بھنگ کہاں ہو پیا
مثل بھنورے کے سیاہ دل شوہر کہاں ہو

ہم ٹھیگھا تھہ کان نہ کیا
ہم نے تمہاری پناہ لی اور تم مخاطب بھی نہ ہوئے

کہاں سو سور پاس ہو جاؤں
وہ آفتاب کہاں ہے میں اس کے پاس جاؤنگی

باندھا بھنور چھور کے لاؤں
اور بندھے ہوئے اپنے بھنور کو چھڑا لاؤں گی

پھار پٹورہ پہروں کنتھا
ریشمیں کپڑے پھاڑ کر گدڑی پہنونگی

جو مو ہنہ کو ؤ دیکھا وے پنتھا
اگر کوئی مجھے راستہ بتلا دے

سیس چرن کے تہاں سدھاروں
اور سر کو پیر بنا کر وہاں جاؤں گی

دوہا

کو گرا گوا ہوی سکھ موہنہ لاوے پتھ ماہنہ
اے سہیلی مرشد بن کر کون مجھے راستے پر لگائے گا

تن من دھن بل بل کروں جو رے ملاوے ناہنہ
جسم و دل اور دولت بار بار قربان کروں جو کوئی شوہر سے ملائے

کسے کے کارن روے بالا
ناگمتی نہایت دردناک زار زار روتی تھی

جاکر رتن پرے پر ہاتھا
جس کا رتن شوہر غیر کے ہاتھ پڑ جاوے

رہی نہ جوت نین بھے کھینے
آنکھوں میں ایسا ضعف ہوا کہ بے روشنی ہو گئیں

جن ٹوٹہنِ موتنھہ کے مالا
آنسو مثل موتیوں کی مالا کے ٹوٹتے تھے

سوا ناتھہ کہ جیوے ناتھا
اے شوہر والے! وارث کے کونکر زندہ رہ سکتی ہے

سرون نہ سُنوں بین تمھہ لینے
کانوں سے سنائی نہیں پڑتا اور آواز نے تمھیں لی

پنچ پنچ تمھہ بن انگ مہنہ لاگے
تمھارے بغیر اعضا جل جل کر مجھے سوزش دے رہے ہیں

روؤت بھئی نہ سانس سنبھار
روتے ہوے سانس کی سنبھال نہ تھی

پانچ رتن اوہ رتنہہ لاگے
پانچوں اعضا اے بہادو اس خسارے تن کی لاگ میں

رسنہہ رس نہہ ایکو بھاوا
زبان سے کسی چیز کا ذائقہ اچھا نہ معلوم ہوتا

پانچو دگدھہ یرہ اب جاگے
پانچوں حواس جل گئے لیکن فرقت پیدا ہو گئی

نین چوہنہ جس اورت دھار
آنکھوں سے آنسو مثل ہوتی کی دھار کے گرتے تھے

بیگ آ وُلی رتن سُبھاگے
اے شوہر والے بہادو صاحب قسمت جلد آؤ

ناسِک اور رباس نہہ آوا
ناک سے خوشبو اور بدبو کچھ بھی نہیں معلوم ہوتی

دوہا

برہ جوجار بھسم کے چہے اُڑاوا کیہہ
فرقت نے جلا کر خاک کر دیا اور اب اُس خاک کو اُڑانا چاہتی ہے

آسی جو دھن پی میرے کر سو دیئی نئی دیہہ
جو شخص شوہر اور اہلیہ کو ملا دے اُس نے گویا نئی زندگی بخشی

پیہ بن بیا کل بلپے ناگا
بغیر شوہر کے ناگمتی روتی ہوئی سخت بیقرار تھی

کہنہ سو باس ملیگر ناہاں
مثل خوشبو ملیا گر وہ شوہر کہاں ہے

ہوی بسنت آوہ پیہ کیسر
اے پیارے زعفران موسم بہار بنکر آؤ

برہا تپن سام بھے کا گا
جدائی کے شعلے سے کپڑے کالے ہو گئے

جیہہ کل پرت دیت گل باہاں
جسکے گلے میں ہاتھ ڈالنے سے راحت ملتی ہے

دیکھے پھر پھولے ناگیسر
جس کو دیکھکر ناگیسر پھر سے شگفتہ ہو

اب اندھیار پرا مس لاگی
ایسی سیاہی چھائی ہے کہ تمام زمانہ تاریک ہو گیا

پون پان کہنہ سیتل پیوو
مثل ٹھنڈے پانی اور ہوا کے شوہر کہاں ہے

پدمن ٹھگنی بھئی کت ساتھا
اُس ٹھگنی پدماوت کا ساتھ کہاں سے ہو گیا

تمھہ بن ناہ رہے ہیہ تچا
اے شوہر تمھارے بغیر دل جلا کرتا ہے

تمھہ بن کون بجھاوے آگی
بغیر تمھارے آگ کون بجھائے

جیہہ دیکھے پلپے تن جیوو
جس کو دیکھکر زندگی سرسبز ہو گی

جیہہ تیں رتن پرا پر ہاتھا
جس سے میرا گہر غیر کے ہاتھ میں پڑ گیا

اب نہنہ برہ کرر سوں بچا
اب جدائی کے گرز سے نہیں بچ سکتی

دوہا

نین سرون رس رسنا سبے کھین بھے نانہہ
آنکھیں، کان اور زبان وغیرہ کی لذت سب کچھ زائل ہو گئی اے پیارے!

کون سو دن جیہہ بھینٹ کے آسی کرے سکھہ چھانہہ
وہ کون دن ہو گا جب شوہر ملاقات کر کے راحت کا سایہ دے گا

دیوپال دوتی کھنڈ

کنبھل نیر راسی دیوپالو
دیوپال نامے کنبھلنیر کا ایک راجہ تھا

راجا کیر ستر ہیہ سالو
جو راجا رتن سین کا دلی دشمن تھا

وہ پے سُنا کہ راجا باندھا
جیوں ہی اُسنے سنا کہ راجا قید میں پڑ گیا ہے

پاچھل بیر سنو رچھر سادھا
تو پچھلی دشمنی کو یاد کر کے فریب کی سازش کی

ستر سال تب نیورے سوئی
دشمن سے انتقام کی کسر تب پوری پوری دا ہوتی ہے

جو گھر آؤ ستر کے جوئی
جب دشمن کی عورت اپنے گھر آجائے

دوتی ایک بکے دھر تیہ ٹھانوں
اُس مقام کی ایک ضعیف کنٹنی

بامھن جات کمودن نانوں
بامھن قوم کی کمودنی نام والی تھی

اوہ ہنکار کے بیر ادیکھا
دیوپال نے اُسے بلا کر پیڑا دیا

تورے برمیں برجیو کینھا
اور کہا کہ تیری ہی طاقت پر میری طاقت منحصر ہے

سرگ جو چاند بسے تو ہیرے
آسمان کا چاند تیرے دل میں بستا ہے

چیتور مہنہ جو پدمن رانی
شہر چیتور میں جو پدماوت نام کی رانی ہے

کر برچھر سوں دے موہنہ آنی
اُس کو کل بل چھل کر کے مجھے لادے

دوہا

روپ جگت منموہن اوپد ماوت نانوں
اُس کا حسن دلفریب عالم ہے اور نام اُس کا پدماوت ہے

کوٹ درب توہ دیہوں آن کرسں ایہ ٹھانوں
مجھے کروڑوں کی دولت دوں گا اگر تو اُسے یہاں لے آوے گی

کمدن کہا دیکھ موں سو ہوں
کمدن کٹنی نے کہا دیکھنا میں وہ چیز ہوں

بسہر ناچھنہ پاڑھت مارے
سحر کرنے پر بڑے بڑے زہریلے سانپ ناچنے لگتے ہیں

پڑھت ہرے پنڈت من گہرے
جادو سے بڑے بڑے عالموں کی عقل ماری جاتی ہے

مانکھ کاہ دیوتا موہوں
کہ انسان تو کیا دیوتا تک کے میں فریفتہ کر سکتی ہوں

اودھر موندہنہ گھال پٹارے
اور اُنھیں پکڑ کر پٹارے میں بند کر دیا جاتا ہے

اور کو اندھہ گونگ اوبرے
اندھے گونگے اور بہرے تو کیا چیز ہیں

چڑھے اکاس کے کاڑھت پانی
جادو آسمان پر چڑھ کر پانی نکالتا ہے

جس کا نور و چمار ن لونا
جس طرح ملاکہ مروپ کی لونا چمارن

برچھہ چلے پاڑھت کے بولا
جادو پڑھتے ہی درخت چلنے لگتے ہیں

پاڑھت ایس دیو تنھہ لاگا
جبکہ جادو سے دیوتا بھی قابو میں آجاتے ہیں

کہاں جاسی پدماوت رانی
پھر رانی پدماوت کہاں جا سکتی ہے

کونہہ چھر پاڑھت کے ٹونا
ایسا کون ہے جو ٹونا پڑھنے سے فریفتہ نہ ہو گیا ہو

ندی اُلٹ بہہ پربت ڈولا
اور ندی اُلٹ کر بہاڑ پر بہنے لگتی ہے

مانکھ کہنہ پاڑھت سوں بھاگا
تو پھر جادو سے انسان بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے

[1] وہ بھی میرے ٹونے سے قابو میں آجاتا ہے ۱۲

دوہا

دوتی بہت پیچ کے بولی پاڑھت بول
جادو کے اصطلاحی الفاظ میں دلالہ نے بڑے عہدے کے ساتھ کہا

جاکر ست سمیرہ لاگے جگت نہ ڈول
کہ جسکا ایمان مثل کوہ سمیرو دنیا بھر کے لگنے پر بھی جنبش نہیں کرتا[1]

موتی لاڈو اوکھرو[1] باندھے
موتی چور کے لڈو اور کھرورا باندھا

ماٹھ پراکیں پھینی پاپر
مٹھے کی پڑکیاں چلیبی اور پاپڑ باندھے

پہرے بوجھ دوت کے کاپر
اور خوب سوچ سمجھ کر دلالی کے کپڑے پہنے

دوتی بہت پکاون سادھے
دلالہ نے بہت طرح کے پکوان تیار کرائے

چتور چلی بیچ کے دوتی
اس طرح وہ دلالہ عہد کرکے چتوڑگڈھ کو روانہ ہوئی

برِدھہ بیس جو باندھے پاؤ
عمر کی ضعیفی نے جب مجبور کر دیا

کہاں سو جوبن کت بیوساؤ
پھر وہ جوانی کہاں اور کہاں وہ روزگار

لیئی پوری بھر ڈال اچھوتی
نئے ڈلوے میں پوڑیاں بھر لیں

بل نہ رہا پے لالچ سوئی
طاقت تو رہی نہیں لیکن حرص برستور ہے

کہاں سو روپ چگت سب راتا
وہ حسن کہاں جسپر دنیا فریفتہ ہوتی تھی

تن بوڑھا من بوڑھ نہ ہوئی
جسم ضعیف ہے لیکن دل ضعیف نہیں

کہاں سو تیکھ نین تن ٹھاڑھا
کہاں وہ تیکھی چتون ہے اب فقط جسم کا ڈھانچا کھڑا ہے

سبے مار جوبن پن کاڑھا
ضعیفی نے سبکو مار کر جوانی کو بھی غائب کر دیا

کہاں سو گرب ہستِ جس ماتا
اور متوالے ہاتھی کی طرح وہ غرور کہاں

[1] مصری یا شکر کے لڈو ۱۲

دوہا

محمد برِدھہ جوتنے چلے کاہ چلے بھئیں ٹوی
اے محمد ضعیف جو جھک کر چلتا ہے گویا زمین میں کچھ ٹٹول رہا ہے

جوبن رتن ہیرا ن ہے مگ دھرتی مہنہ ہوی
گوہر بے بہا جوانی گم ہوگئی ہے شاید زمین میں پڑی مل جاوے

آئی کمودن چتور چڑھی
کمودن دلالہ چتوڑ گڑھ پہونچی

جوہن موہن پاڑھت پڑھی
اور دیکھتے ہی فریفتہ کر نیوالا جادو پڑھا

پوچھہ لینھہ رنو اس بروٹھا
رنو اس کا بیٹھک خانہ پوچھا

پیٹھی پنوری بھیتر کو ٹھا
اور ڈیوڑھی کے اندر داخل ہوکر زنانہ میں پہونچی

جہاں پدمنی سرس اُجیاری
جہاں پدماوت مثل چاند کے روشن تھی

لیئی دوتی پکوان اُتاری
دلالہ نے سب پکوان اُتار کر رکھا

چینھا نہنہ راجا کی بیٹی
اور کہا کہ اے شہزادی تو نے پہچانا نہیں

ہوں بامھن جیہ کمدن نانوں
میں کمدن نام کی بامھنی ہوں

ہم تم اُپنے ایکے ٹھانوں
ہم اور تم ایک ہی جگہ پیدا ہوئی ہیں

سوی پروہت گندھرب سینی
وہ راجہ گندھرب سین کا پروہت تھا

نانوں پتا کر دوبے بینی
میرے باپ کا نام بینی دوبے ہے

تم باری تب سنگھلد یپا
سنگھلدیپ میں اُسوقت تم ایک بچی تھیں

لینھے دودھ پیاتوں سیپا
سیپیوں سے میں نے تمکو دودھ پلایا ہے

دوہا

ٹھانوں کینھہ میں دوسر کنھل نیرے آی
کنھلنیر شہر میں آکر میں نے دوسرا گھر بنایا

سُن تھہ کہنہ چتور مہنہ کہوں کہ بھینٹوں جائے
تم کو چتوڑگڑھ میں سُن کر کہا کہ چل کر ذرا ملاقات کر آؤں

سُن سپنے نیہر کے گوئی
یقینی مالکے کی سہیلی سُن کر

گرے لاگ پدماوت روئی
پدماوت کمدن کے گلے لپٹ کر رونے لگی

نین گگن رب بن اندھیارے
آنکھوں کے آسمان میں بغیر آفتاب چھپ کے اندھیرا ہوا تھا

سرس مکھ آنس ٹوٹ جن تارے
چاند کے مکھڑے سے آنسو مثل ستاروں کے ٹوٹنے لگے

جگ اندھیار گہن دن پرا
دن میں گہن پڑنے سے دنیا تاریک ہوگئی
کت بیاہ دُکھ دینھہ دُہیلا
شادی کرکے کیوں اس طرح کی مصیبت میں ڈالا

کب لگ سِس نکھتنھہ نس بھرا
دیکھئے کب تک چاند اسا کوڑا آسمان کے قطرے بھر رہتا ہے
چیتو رِ پنتھہ کنت بندِ میلا
کہ چیتو ر گڑھ کو بھیجکر شوہر کو قید کرا دیا

ماں باپ کت جنمی باری
ماں باپ نے لڑکی کیوں پیدا کی
اب یہہ جیئن چاہِ بھل مرنا
اب اس جینے سے مرنا اچھا

نکس نجای نلج یہ جیئو د
یہ جان بھیا نکلتی بھی نہیں

گیو تو رِ کت جنم نہ ماری
پیدا ہوتے ہی گردن مروڑ کر کیوں نہ ڈالا
بھیو پہار جنم دُکھ بھرنا
زندگی کی مصیبتیں برداشت کرتے پہاڑ ہوگیا ہے

دیکھوں مندر سون بِن پیوٗ
کہ شوہر کے بغیر یہ محل خالی دیکھ رہی ہوں

دوہا

کہنک جو روئی سِس نکھت نین ہیں رات چکو
ابھوں بولیں تیہ کہنک کو کل چاتک مور

مہتاب سہیلیوں کے چاند پدماوت مسکیاں بھر کر رو رہی ہے اور آنکھیں مثل چکور کے سرخ ہوگئیں - اب بھی شوہر کو کل چاند اور مور کی سی کوک بولے تو زندگی بچ جائے

کمدِن کنٹھہ لاگ سُٹھہ روئی
دلالہ کمدن گلے لپٹ کر بہت روئی
سُن چکور کو کل دُکھ دُکھی
تیری مصیبتوں کو سنکر چکور کوئل پرندے بھی دکھی ہیں

جو بدھہ لکھا آن نہہ ہوئی
جو خدا نے لکھدیا اُسکے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا

بِن لیئی روپ ڈار مکھہ دھوئی
پھر چاندی کے تھال میں پانی لیکر منھ دھویا
توی سِس روپ جگت اُجیاری
اور کہا کہ تو ہے جس دنیا کو روشن کرتی ہے

گھنگھچی بھئی نین کر مکھی
تیری آنکھیں مثل کرمکھی گھونگھچی کے ہوگئیں
کت دھاوے کت رُوے کوئی
کتنا ہی کوئی دوڑے اور کتنا ہی روئے سب بیکار ہے

مکھہ نہ جھانپ نس ہوی اندھیاری
منھ کو گھونگھٹ سے نہ ڈھکے تو رات ہو جائیگی
کیتو دھای مرے کوی باٹ
گمراہی میں کوئی کتنا ہی دوڑ کر مرے
کت کو ٗ پہنچہ کرے او پوجا
کوئی کتنی ہی خواہش کرے اور کتنا ہی پوجا عبادت

جیتک کمدِن بین کرئی
دلالہ کمدن جس قدر لفاظی بگھارتی تھی

سوی پاوٗ جو لکھا للاٹا
لیکن ملتا وہی ہے جو نصیب میں لکھا ہے
جو بدھہ لکھا ہوی نہہ دوجا
جو قسمت میں لکھا ہو اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا

تس پدماوت سرون نہ دیئی
اُن پر پدماوت کان نہ دیتی تھی

دوہا

سیندور چیر میل تس سوکھہ رہی جس پھول
جیہ سنگار پی تجگا جنم نہ پہرے بھول

سیندور اور کپڑے بیحد میلے تھے اور پدماوت پھول کے مانند سوکھ گئی تھی - جس سنگار کو شوہر چھوڑ کر گیا ہے اُسے زندگی بھر پھول کے بھی نہ پہنے گی

تب پکوان اُگھارا دوتی
تب دلالہ نے پکوان کو دل کر سامنے رکھا
موکھہ پھول بھئے سب کانٹے
مجھے تو سب پھول کانٹے کیطرح معلوم ہوتے ہیں

پدماوت نہہ چھوے اچھوتی
پارسا پدماوت نے اسکو چھوا تک نہیں
بانٹ دیہہ جو چاہہ بانٹے
اس پکوان کو اگر تقسیم کرنا چاہو تو تقسیم کردو

موہنہ اپنے پی کیر کھبھارو
کہا کہ مجھے تو شوہر کا غم مارے ڈالتا ہے
رتن چھوا جنھہ ہاتھ نہ ستی
جن ہاتھوں سے رتن جواہرات کو چھوا ہے

پان پھول کس ہوی اہارو
پان پھول بھی کھانا حرام ہے
اور نہ چھوؤں سو ہاتھ سکیتی
اُن رنجیدہ ہاتھوں سے کوئی دوسری چیز نہیں چھو سکتی

وہ کے رنگ بھا ہاتھ مینجھی
اُس رنگ سے ہاتھ بیٹھ پڑ گئے ہیں

مکتا لیوں تو گھنگچی دیکھی
اگر لعل و گہر ہنستی ہوں تو گھنگچی دکھلائی پڑتی ہیں

نین کرمھیں راتی کا یا
آنکھیں سُرخ اور سیاہ ہیں

موت ہو ہنہ گھنگچی جیہ چھپا یا
جن کے مکس سے موتی بھی گھنگچی ہو جاتے ہیں

اِس کے اوچھہ نین ہتیارے
یہ ہتیاری آنکھیں ایسی کمینہ ہیں

دیکھت گا پیو گہے نہ پارے
کہ شوہر کو جاتے ہوئے دیکھ کر روک نہ سکیں

دوہا

کا تور چھوؤں پکاون گڑ کڑوا کھیور وکھہ
تیرا ایکوان کیا چھوؤں گڑ کڑوا معلوم ہوتا ہے اور گھی ردکھا

جیہ مِل ہوت سوا درس لیئی سوگیو پیو بھوکھہ
جس کی وجہ سے تمام ذائقے لذتیں تھیں وہ شوہر بھوکھ وغیرہ سے لیگیا

کمُدن رہی کنول کے پاسا
دلالہ کمُدن کنول پدماوت کے پاس ٹھہری رہی

بیری سورِ چاند کے آسا
آفتاب بہ ترین کی دشمنی کر کے چاند پدماوت کی امید میں ہے

دھن کنیھلان رہی بھے چورا
پدماوت تو پژمردہ اور افسردہ ہو رہی ہے

بگس رین با تنھہ کر بھورو
اور دلالہ تمام رات خوش ہو ہو کر باتوں میں بھلاتی رہی

کس تو می بار رہس کنیھلانی
ابھی تو کمسن ہے پژمردہ کیوں رہا کرتی ہے

سو کھہ بیل جس پاو نہ پانی
جس طرح بغیر آبیاشی کے بیل سوکھا جاتا ہے

ابھی کنول کری تو ئین باری
تو کمسن ابھی مانند غنچہ نا شگفتہ کنول کے ہے

کو نور بیس او ٹھت پو ناری
نازک عمر اٹھتی ہوئی جوانی مثل کنول کی تال کے

بینی تو رِ میل اور وکھی
تیری چوٹی میلی اور روکھی ہو رہی ہے

سرور ما نہہ رہس کس سوکھی
مانند کنول کے تالاب میں تو سوکھی کیوں رہتی ہے

پان بیل بدھہ کیا جمائی
مثل پان کی بیل کے خدا نے تجھے پیدا کیا

سینچت رہے تبہہ پلُہائی
جو سینچے رہنے سے ہی سرسبز رہتی ہے

کرُ سنگار سُکھہ پھول تمورا
سنگار کر کے سکھ چین سے پان اور پھول کھا

بیٹھہ سنگھاسن جھولُ ہنڈولا
اور تخت پر بیٹھ کر ہنڈولا جھول

دوہا

ہار چیر نت پہرُ سر کرہُ سنبھار
ہر وقت ہار اور خوش لباس پہن اور بالوں کو سنبھال کر گوندھ لے

بھوگ مان لیہہ دِن دس جوبن جات نہ بار
تھوڑے دن عیش کے مزے حاصل کرلے جوانی گزرتے دیر نہ لگیگی

بہنس جو جوبن کمُدن کہا
دلالہ کمدن نے ہنسکر جوانی کی بات کہی

کنول نہ بگسا سمیٹ رہا
تو کنول پدماوت خوش ہوئی بدستور پژمردہ رہی

اے کمُدنِ جوبن تیہ ماہاں
کہا کہ اے کمدن جوانی اُسے زیبا ہے

جو آچھے پیو کے سُکھہ چھایا ر
جو شوہر کے سائے میں سُکھ چین سے ہو

جاکر چھتر سو باہر چھا وا
جو میر بھیتر تھا وہ تو باہر چھایا ہوا ہے

سو اُجار گھر کون بساوا
اُسکا اوجاڑ اہوا گھر کون آباد کرے گا

اہا نہ راجا رتن انجورا
جو کچھ روشنی تھی وہ راجا رتن سین کی تھی

کیہک سنگھاسن کیہک پٹورا
کس کا یہ تخت اور کس کا یہ خوش لباس

کو پا لک پوڑھے کو ماڑھی
کون پلنگ پر سوئے اور کون کرسیوں پر بیٹھے

سوون ہار پہ ابند گاڑھی
سونے والا تو سخت قید میں پڑا ہے

چُہندِس یہ گھر بھا اندھیارا
ہر چہار طرف سے یہ گھر تاریک ہو گیا

سب سنگار رے ساتھہ سدھارا
سب سنگار وہ اپنے ساتھ لیکر چل گیا

	کیا بیل تب جانوں جامی مانند بیل کے یہ جسم تب جانوں کہ سرسبز ہو	سینچن ہارا آوے گھر سوامی جب سینچنے والا شوہر گھر آوے	
دوہا	تو لہہ رہوں جھرانی چولہہ آو سو کنت جب تک شوہر نہیں آتا تب تک میں اسی طرح سوکھی رہوں گی	ایہہ پھول ایہہ سیندور نو ہوی اُٹھے بسنت اُسکے آتے ہی اسی پھول اسی سیندور سے مثل بسنت کے نئی رنگت پیدا ہو جائیگی	
جِن توی بار کرس اِس جیوؤ اے لڑکی تو اس طرح اپنے دل کو پژمردہ نہ بنا	جو لہہ جوبن تو لہہ پیوؤ جب تک جوانی ہے تبھی تک شوہر ہے	پُرکھہ سنگ آپن کیہہ کیرا مرد کس کے اپنے ہوئے ہیں	ایک کو ہای دُسر سہنہ ہیرا ایک سے ناراض ہو کر دوسری کو تلاش کر لیتے ہیں
جوبن جل دِن دِن جس گھٹا جوانی مثل پانی کے دن دن گھٹتی رہتی ہے	بھنور چھپان ہنس پر گھٹا مثل بھنورے کے سیاہ بال چھپ جاتے ہیں مانند ہنس کے بال سفید ہو جاتے ہیں - تالاب میں جب تک پانی بھرا رہتا ہے تبھی تک	سُبھر سرووَر جو لہہ نیرا تبھی تک بھنورے اُسکے آس پاس رہتے ہوئے اسکی قدر کرتے ہیں	بہہ آدر پنکھی بہہ تیرا
نیر گھٹے پُن پوچھہ نہ کوئی مثل پانی کے جوانی ڈھل جانے پر کوئی نہیں پوچھیگا	برس جو لیج ہاتھ رہ سوئی جو کچھ عیش و عشرت کرے وہی ہاتھ رہتا ہے	جوبن بھنور پھول تن تورا اسوقت جوانی میں مثل بھنورے کے سیاہ بال اور مانند پھول کے بدن ہے یعنی آئیگی اور ہاتھ مروڑ کر چھین لے گی	پُن سُر سر ہوی سمدر اسی مثل سمندر کے جوانی ہے پھر جب مثل گنگا کے بال سفید ہو جائینگے تو ہمدرد میں داخل ہو جائینگی
دوہا	کرسن جو جوبن کارنے گوپیتھہ کے ساتھ کرشن نے بھی جوانی تک ہی گوپیوں کا ساتھ دیا تھا	چھر کے جا یہہ بان پے دھنک رہے تو رے ہاتھ تیر کے مانند جوانی کی تیزی چھن جائیگی اور مثل کمان کے ٹیڑھی کمر تیرے ہاتھ رہ جائیگی	
جو پیو رتن سین مورا راجا جب محبوب رتن سین میرا شوہر ہے	بِن پیو جوبن کونے کا جا تو محبوب کے بغیر جوانی کس کام کی	جو پے جیو تو جوبن کہے جبتک مثل جان کے شوہر ہے تبھی تک جوانی بھی ہے	بِن جیو جوبن کا پھوا ہے بغیر شوہر کے جوانی کس کام کی
جو جیو تو یہ جوبن بھلا اگر جان ہے تو جوانی بھی اچھی	آپن جیس کرے نر ملا اپنی طرح پاک و صاف رکھے گا	کُل کر پُرکھہ سنگھہ جیہہ کھیرا جس گھر میں خاندانی شیر مرد موجود ہے	تیہہ تھر کیس سیا رہیرا وہاں گیدڑوں کا ڈیرا کیونکر ہو سکتا ہے
ہیا پھار کو کرُ تیہہ کیرا گیدڑ کا کلیجہ تو کتا بھی پھاڑ ڈالتا ہے	سنگھہ تج سیار رکھہ میرا پھر شیر کو چھوڑ کر گیدڑ کی پناہ لے	جوبن نیر گھٹے کا گھٹا مثل پانی کے جوانی گھٹنے سے کیا ہوا	ست کے بر جو نہہ ہیہہ پھٹا اگر راستی قائم ہے تو دل نہیں پھٹ سکتا
	سنگھن مسکھہ ہوی سامر برسہنہ شوہر اگر گھنگھور گھٹا بن کر برسے	جوبن نو تر و رہوی دیسہنہ تو یہ جوانی مثل پودے کے پھر سرسبز کھلائی پڑیگی	

دوہا

راون پاپ جو جیو دھرا دُو وُجگت مُنہ کار
راون نے جو گناہ کرنے کی ٹھان لی تو دونوں جہان میں مُنھ کالا ہوا

رام ست جو من دھراتا چھرے کو پار
اور رامچندر نے جو دل میں راستی اختیار کی تو اُنھیں کون دھوکا دے سکا

کِت پاوس پُن جوبن راتا
ایسی خوشگوار جوانی پھر کہاں ملے گی

جوبن ہیرت مِلے نہ ہیرا
جوانی ڈھونڈھنے سے بھی نہیں مل سکتی

سیونور سیو نہ چیت کر سووا
سیونل کی خدمت کرکے دل کو طوطا نہ بنا

یہ جوبن پاہن چل ہونا
یہ جوانی مہمان کی طرح ایکدن چلی جائیگی

نیمنت چڑھا سام سر چھایا
متوالی جوانی کے سر پر سیاہ بالوں کا چھپر چھا گیا

سو جو جای کرے نہہ پھیرا
وہ جب چلی جاتی ہے تو پھر واپس نہیں آتی

پُن پچھتاس انت جب بھووا
آخرکار جب بُھوا ہاتھ آئیگا تو پھر افسوس کریگی

بھوگ بلاس کیر یہ بیرا
یہ موقع عیش وعشرت کا ہے

جوبن بنا بردھہ ہوئی ناؤں
بغیر جوانی کے ضعیف نام پڑجاتا ہے

ہیں جو کیس نگ بھنور جیو بیسا
جبتک سیاہ بال مانند ناگ کے ہیں تبھی تک جوانی ہے

پُن بگ ہو ہہ جگت سب ہنسا
پھر بگلے کی طرح سفید ہوجانے پر تمام دنیا ہنسیگی

روپ تو رجگ اوپر لونا
تیرے حسن کی نمکینی تمام عالم میں بکتا ہے

مان لیہہ پُن کو کیہہ کیرا
بات مان لے پھر کون کس کا ہوتا ہے

جوبن بِنا برِدھہ ہوئی ناؤں
اور بغیر جوانی کے ہر جگہ تھکاوٹ ہوتی ہے

پُن بگ ہو ہہ جگت سب ہنسا
ہیں جو کیس نگ بھنور جیو بیسا

یہ جوبن پاہن چل ہونا
روپ تو رجگ اوپر لونا

بھوگ بلاس کیر یہ بیرا
مان لیہہ پُن کو کیہہ کیرا

دوہا

اُٹھت کونپ جس ترو رتس جوبن تو ہِ رات
جس طرح درخت میں کونپلیں نکلتی ہیں اُسی طرح تیری جوانی سرچڑھ کر بولتی ہے

تو لہہ رنگ لیہہ رچ پُن سو پیڑھی ہوی پات
تب تک رنگ کا مزہ لے پھر وہی پتے زرد پڑجائیں گے

کمدُنِ بین سُنت ہیہہ جری
دلالہ کمدن کی باتیں سن کر دل جل گیا

دوسر کرے جای دوی باٹا
دوسرا خصم کرنے والی جہنم رسید ہوئی ہے

جوبن جاو جاو سو بھنورا
خواہ جوانی چلی جائے یا وہ سیاہ بال

پدمِن اُرہِ آگ جن پری
پدماوت کے دل میں گویا آگ بھڑک اُٹھی

راجا دوی نہ ہو ہہ ایک پاٹا
ایک تخت پر دو راجا نہیں بیٹھ سکتے

پیہہ کے پریت بجای جو سنورا
لیکن جس محبوب کی یاد کرتی ہوں اسکی محبت نہیں جاسکتی

جوبن مورِ رتن جہنہ پیوُ
جہاں میرا شوہر جو رتن ہے وہیں میری جوانی بھی ہے

رنگ تا کر ہوں جارو کا نچا
اُس حرامزادی کا کچا رنگ ہے ہیرے سے جلادوں

جیہہ کے جو پریت ڈڑھہ ہوئی
جس کے دل میں محبت مستقل ہوگی

یہہ جگ جو پیو کر ہہ نہہ بھیرا
اس دنیا میں اگر محبوب آکر نہ ملے گا

بل تیہہ پیو پر جوبن جیوو
اُسی محبوب پر جوانی اور دل قربان ہے

آپن سچ کو پرا یہہ راسچا
جو اپنے شوہر کو چھوڑ کر غیر پر فریفتہ ہو

سکھ سو ہاگ سون بیٹھے سوئی
وہی سکھ اور سُہاگ سے تمام رہیگی

وہ جگ ملہہ جو دِن دِن میرا
تو اُس عالم میں ضرور ملیگا اگر وہ زندہ ہوگا

دوہا

بھر بھر بھرِ پنگلا آہِ کرت جیو دیہہ
راجا بھرتھری سے بچھڑ کر پنگلا نے آہ کھینچتے ہی جان دیدی

ہوں پاپن جو جیئت ہوں اہے دوکھ ہم کینھ
اور میں گنہگار جو ابھی زندہ ہوں یہ بہت بڑا عذاب ہے

پدماوتِ سوکونِ رسوئی
اے پدماوت وہ طعام کس کام کا

جیہ پرکار نہ دوسر ہوئی
جسمیں دوسرے قسم کی چیز نہ ہو

رس دوسر جیہ جیبھہ بیٹھا
جس کی زبان میں دوسرے قسم کا ذائقہ لگا

سو جانے رس کھاٹا میٹھا
وہی کھٹے اور میٹھے رس کا مزہ جان سکتا ہے

بھنورا باس بہہ پھولنھہ لیئی
بھنورا بہت سے پھولوں کا مزہ چکھتا ہے

پھول باس بہہ بھنورنھہ دیئی
اور پھول بہت طرح کے خوشبویات بھنورے کو دیتا ہے

تنھہ جانا جنھہ لینھہ پرایا
تونے دوسرے مرد کی لذت نہیں پائی اسکی قدر وہی جان سکتی ہے جسنے دوسرے مرد کی لذت حاصل کی ہو

ایک چلّو رس بھرے نہ ہیا
ایک چلّو رس سے دل آسودہ نہیں ہوتا

تورا جوبن جس سمدر ہلورا
تیری جوانی سمندر کی طرح موج مار رہی ہے

دیکھہ دیکھہ جیو بوڑے مورا
یہ دیکھکر میرا دل ڈوبا جارہا ہے

جب تک پھر دوسرا چلّو نہ پیئے

رنگ اور نہنہ پائی بیسے
ٹھکال بیٹھے رہنے سے دوسری لذت نہیں پاسکتی

جرے مرے بن پاؤب کیسے
جل مرکر تکلیف اُٹھائے بغیر کس طرح پاسکتی

دوہا

دیکھہ دُھنک تور نینا موہنہ لاگ بکھہ بان
تیرا ابرو کمان دیکھکر مجھے زہریلا تیر سا لگتا ہے

بھنس کنول جو مانے بھنور ملاوؤں آن
کنول پدماوت اگر بخوشی اجازت دے تو بھنورے کو لاکر ملاؤں

کُمدنِ توی بیرن نہنہ دھائی
اے گمدن تو دشمن ہے میری دایہ نہیں ہے

توی مس بول چڑھاؤں آئی
تو گفتگو کرکے مجھپر سیاہی چڑھانا چاہتی ہے

جھنواں دھرم پاپ نہنہ دیسا
جہاں ایمان ہے وہاں گناہ کا دخل نہیں

کنک سُہاگ ما نجھہ جس سیسا
سونا اور سُہاگہ کے درمیان جسطرح سیسا

کا پر موہنہ نہ چھوٹ مس انکو
کپڑے مرے سیاہی کا نشان نہیں چھوٹتا

سو مس لیئی موہنہ دیس کانکو
وہی سیاہی لگاکر مجھے تہمت دے رہی ہے

رنمل جگت نیر کرنا ما
دنیا میں پانی سب سے زیادہ صاف شفاف ہے اگر اُسمیں ذرا بھی سیاہی پڑجائے تو وہ سیاہ ہوجاتا ہے

جو مس پرے ہوی سو ساما
جو مس پرے ہوی سس کاری
جس پہلے ہی پڑنے سے چاند بھی سیاہ ہوجاتا ہے

سو مس لای دیس مو ہنہ گاری
ہنسی دیں ہی سیاہی لگاکر مجھے گالیاں دیتی ہے

سام بھنور مور سورج کرا
میرا شوہر بھنورا مثل سورج کے روشن ہے

اور جو بھنور سام مس بھرا
اور دوسرے بھنورے کالی سیاہی سے بھرے ہیں

کنول بھنور رب دیکھے آنکھی
میرا آفتاب بھنورا جو کنول کو اپنی آنکھوں دیکھا کرتا ہے

چندن باس نہ بیٹھے ماکھی
صندل کی خوشبو پر مکھی نہیں بیٹھتی

دوہا

سام سمدر مور نرمل رتن سین جگ سین
مثل سمندر کے صاف میرا شوہر تمام خلقت کا ناظر ہے

دوسر سرِ جو کہاوے سو بلای جس پھین
اگر دوسرا اس کی ہمسری کرے تو وہ مثل پھین کے غایب ہوجائے

پدمنِ پُن مس بول نہ بینا
اے پدماوت سیاہی کی مذمت نکر

سو مس دیکھہ دُھوں تورے نینا
درحالیکہ تیری دونوں آنکھوں میں سیاہی ہے ذرا غور کر

مس سنگار کاجر سب بولا
سب لوگ سیاہ کاجل کو سنگار بتلاتے ہیں

مسک بُند تل سوہ کپولا
رخساروں پر سیاہ تل کا نشان زیب دیتا ہے

لونا سوی جہاں مس ریکھا
آنکھ میں وہی حصہ خوشنما ہے جو سیاہ ہوتا ہو

مس مدرا دوی کچ اراہیں
سیاہی کی مُہر دونوں پستانوں کے اوپر لگی ہے

مس پتر نھہ تنھہ سوں جگ دیکھا
پتلیوں کی سیاہی سے تمام مخلوقات کی بینائی ہے

مس بھنورا جے کنول بھنوا ہیں
بھنورے سیاہ ہی ہوتے ہیں جو کنول کے گرد گھومتے ہیں

سو کس سیت جہاں مس ناہیں
وہ سفیدی کون جہاں سیاہی نہیں

جو مس گھال نین دُہنہ لینھی
جو سیاہی دونوں آنکھوں میں لگائی جاتی ہے

مس کسیہہ مس بھونہہ اُریہی
سیاہی ابرو میں ہے اور سیاہی سے ابرو منقش ہیں

سو کس پنڈ نہ جیہ پچھاہیں
وہ جسم کیسا جس کا سایہ سیاہ نہیں

سو مس پھیر جای نہہ کینھی
وہ سیاہی پھر دور نہیں کیجا سکتی

مس بن دسن سوہ نہہ دیہی
بغیر سیاہی کے دانتوں کی زیبائش نہیں ہوتی

دوہا

اس دیو پال رای مس چھتر دھرا سر پھیر
اسی طرح راجا دیو پال جسکے سر پر سیاہ سلونا چھتر پھرا کرتا ہے

چتوڑ راج بسر گا گیو جو کنبھل نیر
اگر کہیں تو کنبھل نیر کو گئی تو چتوڑ گڑھ تجھے بھول جائے گا

سُن دیو پال جو کنبھل نیری
کنبھل نیر کے راجہ دیو پال کا نام سن کر پدماوت نے کنول سی آنکھوں کے ابرو کمان کو چڑھایا

پنچ نین بھو نہہ دھُن پھیری

دُکھ بھرا تن جیت نہ کیسا
جسم میں جتنے بال نہیں اُس سے زیادہ کڑاہت بھری ہے

تیہ کا سندیس سنا وس بیسا
اے بیوا کیا تو اُس کا پیغام سنا سکتی ہے

جیہ اوپر اس گروا پیوٗ
جس پر اس طرح کا وزنی شوہر ہو

سو کس ڈولائے ڈولے جیوٗ
اُسکا دل ہلانے سے کس طرح ہل سکتا ہے

ناک کان کاٹینھہ مس لائی
اُس دلالہ کا ناک کان کاٹ کر منھ میں سیاہی پوت دی۔ اور سر مونڈ کر گدھے پر چڑھایا

سُر مورے پیو کر دیو پالو
دیو پال میرے شوہر کا دشمن ہے۔ مثل مشہور ہے کہ دشمن کے دشمن سے دوستی کرنی چاہیئے

سون ندی اس مور پیو گروا
سون ندی کی طرح میرا شوہر بھی وزنی ہے

پھیرت نین چیر سو چھوٹیں
نگاہیں پھیرتے ہی سیکڑوں لونڈیاں چھوٹیں

مونڑ مونڑ کے گدہ چڑھائی

سو کت پوچ سنکھ سر بھالو
وہ سیر کے پوچھ کے دو سیر شوہر کی برابری کو کیسے پہونچ سکتا ہے

پاہن ہوی پرے جو ہروا
جسمیں ہلکی سے ہلکی چیز پڑنے پر پتھر اڑ جاتی ہے

بھے کوٹن کٹنی تس کوٹیں
اور مثل کٹنی کے اُس کٹنی کو خوب کوٹا

دوہا

محمد جیہ بدھہ گرگڑھا کا کوئی تیہ پھونک
اے محمد جس کو خدا نے وزنی بنایا ہے اُسے کوئی بھی پھونک مار کر کیسے اُڑا سکتا ہے

جیہ کے بھار جگ تھر رہا اُڑے نہ پون کے جھونک
جسکے وزن سے تمام دُنیا قائم ہے وہ ہوا کے جھونکے سے کیونکر اُڑ سکتا ہے

بادشاہ دوتی کھنڈ

رانی دھرم سار پن ساجا
پھر رانی پدماوت نے خیرات خانے قائم کئے

بند موکھہ جیہ پاوہنہ راجا
جسکی برکت سے راجا قید سے رہائی پاوے

جاچت پردیسی چل آوہنہ
جتنے بھی مسافر پردیسی آتے تھے

ان دان او پانی پاوہنہ
وہ کھانا اور پانی وغیرہ کی خیرات پاتے تھے

جوگ جتی آو ہنہ جت کنتھی
جو بھی جوگی جتی اور رگدا گر اُدھر سے آتے

پاتر ایک ہت جگ سنواگی
جوگی کا سوانگ بنانیوالی ایک طوائف تھی

پوچھے بیہہ جان کوی منتھی
اُنسے شوہر کا حال پوچھتی کہ شاید کوئی ساتھ جانا ہو

ساہ اکھارے ہنت اوہ مانگی
وہ بادشاہ کے ناچ گھر سے بلائی گئی

پدمن تہنہ بٹھئی کر جوگن
پدماوت کے پاس وہ جوگن بنا کر روانہ کی گئی

دان جو دیت بانہنہ بھے اونچی
خیرات کی شہرت جو بہت زیادہ بڑھی

جوگن بھیس بیوگن کینھا
اُس طوائف نے جوگن اور بیوگن کا بھیس بنایا

بیگ آن کر برہ بیوگن
کہ بہت جلد اُس مجبورہ کو جوگن بنا کر رہا نہ کی گئی

جای شاہ پہنہ بات پہونچی
تو یہ خبر بادشاہ تک پہونچی

سینگی سید مول تنت لینھا
سینگی کا بجا لیا اور جوگنوں کے اصطلاحی نغمے کی نقل کی

دوہا

چتر کلا منموہن پر کایا پر دیس
ہر فن مولی دل لبھانے والی وہ طوائف دوسرے کے قلب میں گھس جانیوالی تھی

آی چڑھی چیتور گڑھ ہوی جوگن کے بھیس
اس طرح وہ طوائف جوگن کا بھیس بنائے ہوئے چیتوڑ گڈھ آپہونچی

مانگت راج بار چل آئی
گدا گری کرتے ہوئے وہ پدماوت کی ڈیوڑھی پر آئی

بھیتر چیر نھہ بات جنائی
باندیوں نے زنانخانے میں جا کر خبر دی

ابہیں نوجوبن تپ لینھا
ابھی نوجوان ہی ہے اور راجا نے اقتدار کر لیا

پھار پٹورہ کنتھا کینھا
خوش لباس پھاڑ کر گدڑی بنالی ہے

مدرا سرون ناہنہ تھر جیوؤ
کانوں میں مندرے ہیں اور دل بیقرار

تن ترسول ادھاری پیوؤ
جسم ملنگنی ترسول کے ہے اور پی پی کی رٹ لگی ہے

جوگن ایک بار ہے کوئی
کہ ایک کوئی جوگن ڈیوڑھی پر آئی ہے

برہ بھبھوت جٹا بیر اگی
بوجہ فرقت بدنپر خاکستری اور سر پر اُلجھوں سی جٹا ہے

سنگی سبد دھندھاری کرا
سینگی بجاتی اور گودکھدھندھا کے کرشمے کرتی

چھات نچھانہنہ دھوپ جن لگی
سر پر چھاتے کا سایہ نہیں دھوپ میں مرجھا رہی ہے

جرے سوٹھانوں پانوں جنہ دھرا
جہاں قدم رکھتی وہ مقام جلنے سا لگتا ہے

مانگے جیس بیوگن سوئی
معلوم ہوتا ہے درد فرقت میں بھیک مانگنا بھی بھول گئی ہے

جھالا کاندھہ جاپ کنٹھلاگی
کندھے پر مرگ چھالا اور گلے میں گرگابی کی مالا ہے

پانوں نہ پنوری بھو بھر حرئی
اور پاؤں میں بغیر جوتا یا کھڑاؤں کے بھوبھل میں چل رہی ہے

دوہا

کنگری گہے بیوگ بجاوے بارہ بار سناؤ
کنگری پر درد فرقت کا ترانہ بجا کر بار بار سناتی ہے

نین چکر چار یو دس دہنہ درسن کب پاؤ
ہر چہار طرف نگاہیں دوڑا کر کھوجتی ہے کہ دیدار کب حاصل ہوگا

سُن پدماوت مندر بولائی
یہ سنکر پدماوت نے اُس جوگن کو محل کے اندر بلایا

پوچھا کون دیس تیں آئی
اور پوچھا کہ تو کس ملک سے آئی ہے

کہیس برہ دُکھہ جان کوئی
جوگن نے جواب دیا کہ فرقت کا درد کون جانے۔ وہی فراق زدہ جانے جسپر درد فرقت کی مصیبت پڑی ہو

برہن جان برہ جیہ ہوئی
میرا شوہر پردیس بلا گیا ہے

تُرن بیس توہہ چھاج نہ جوگو
نئی عمر میں تجھے جوگ زیبا نہیں ہے

کنت ہمار گیو پردیسا
کس لئے تو نے اس طرح بیوگ کی ریاضت اختیار کی

کیہہ کارن اس کینھہ بیوگو
اُسی کی خاطر میں نے جوگ کا بھیس اختیار کیا

تیہہ کارن ہمہ جوگن بھیسا

کاکر جیو جوبن اودیہا
یہ جان اور جسم و جوانی کس کام کی

جو پیو گیو بھیو سب کیھا
اگر محبوب جدا ہو گیا تو سب خاک ہے

پھروں کروں چہنہ چکر یکارا
ہر چہار طرف پھرتی ہوئی اُسے پکارا کرتی ہوں

بھارِ پٹور کینھہ میں کنتھا
خوش لباس پھاڑ کر میں نے گدڑی بنائی

جٹا پریں کو سیس سنبھارا
سر پر لمبی جٹائیں بکھری پڑی ہیں کون سنبھالے

جہنہ پیو ملہنہ لیوں سو پنتھا
جہاں محبوب ملے گا وہی راستہ پکڑوں گی

دوہا

ہردے[1] بھیتر پیو بسے ملے نہ پوچھوں کاہ
محبوب دل کے اندر ہے لیکن ملتا نہیں کس سے پوچھوں

سون جگت سب لاگے اوہ بِن کچھہ نہنہ آہ
تمام خلقت ویران معلوم ہوتی ہے بغیر اُس محبوب کے کچھ دکھلائی نہیں دیتا

سروں چھید جہنہ مُدرا میلا
کانوں کی سوراخ میں مندرے پہنے۔ اور اسکی آہٹ پانے کو کان لگائے رہتی ہوں کہ محبوب کہاں سے

سبد اوناؤں کہاں پیو کیلا
پرم ادھاری بات جناوے
اور نہایت تسکین بخش خبر دے

کروت[2] لینھہ دینھہ بل جیوں
کروت لیکر جان قربان کی

تیہ بیوگ سنگی نت پوروں
اُسی کی فرقت میں سینگی بجایا کرتی ہوں

پانو رِ ٹوٹ چلت پرچھالا
چلتے ہوئے لڑکھڑا کر گر پڑی اور پیروں میں چھالے پڑ گئے

بار بار کنگری لے جھوں
اور کنگری لیکر اسکی فرقت میں خشک بجاتی رہتی ہوں

من نہ مرے تن جوبن بالا
کمبخت دل تن اور جوبن نہیں مرتا

کو موہنہ لے پیو کنٹھہ لگاوے
کون مجھے لیجا کر اُس محبوب کے گلے لگاوے

جگنّا تھہ جگرن کے آئی
جگنا تھ پوری جا کر جگنے کی ریاضت کی

جاہی بنارس جاریون کیا
بنارس جا کر جسم کو جلایا

گیہ پیاگ ملا نہنہ پیوں
محبوب کی کھوج میں پریاگ گئی وہاں ملا

پاریوں پنڈ نہایوں گیا
گیا تیرتھ میں گئی اور پنڈ دان کر اشنان کیا

جاہی کیدار داگ تن تہنہ نہ ملا تنھہ آنک
کیدار ناتھ جا کر اپنے جسم کو سلاخ آہنی سے داغا لیکن وہاں اُس کا نشان تک نہ ملا

ڈھونڑھہ اجودھیا آیوں سرگ دواری جھانک
پھر اجودھیا جی میں سرگ دواری کا درشن کر کے تلاش کیا

دوہا

گوتکھہ ہر دوار پھر لینھیوں
ہردوار اور گنگوتری کا گوکھہ تیرتھ کیا

نگر کوٹ کٹ رسا دینھیوں
نگر کوٹ کی دیوی کو زبان کاٹ کر قربانی دی

ڈھونڑھیوں بالناتھہ کر ٹیلا[3]
پھر بالناتھ کے ٹیلے میں جا کر تلاش کیا

متھرا متھیوں نہ سو پیلا
متھرا جی کو چھان ڈالا لیکن وہ محبوب نہ ملا

سُرج کُنڈ جہنہ جاریوں دیہا
سورج کُنڈ میں جسم کو جلایا

رام کُنڈ گومت گرُدوارو
رام کُنڈ۔ گومتی ندی اور گرُدوارہ کو

داہن ورت کینھہ کے بارو
کئی بار داہنی طرف سے طواف کیا

---

[1] دل میں وہ محبوب (خدا) بسا ہوا ہے لیکن ملتا نہیں کس سے پوچھوں اور بلا اسکے تمام عالم میری نظروں میں سیاہ ہے ۱۲ مسیح

[2] کروت لینا یعنی جسم آرہ سے چیر دانا ۱۲

[3] مرزا پور سے ۸ میل گوشہ جنوب مشرق میں ایک چھوٹی پہاڑی ہے جس میں ایک بہت لمبی گوپھا ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں اچھے پہونچے ہوئے بیٹھتے رہتے ہیں ۱۲

سیت بندھ کیلاس سمیرو
سیت بندر امیشورم۔ کیلاس کوہ سمیر

گیوں الک پرجہاں کبیرو
اور دیوتا کبیر کی الکا پوری کو گئی

برمھاورت برمھاوت برہی
برمھاورت اور برمھاوت ندی میں غسل کیا

بینی سنگم سیبھیو کرسی
اور تربینی سنگم پر ماگھ میں کلپ باس کیا

دوہا

پٹنا پرب سو گھر گھر ہانڑ پھریوں سنسار
شہر پٹنہ کے پورب گھر گھر کھوجتے ہوئے تمام عالم میں تلاش کیا

ہیرت کہوں نہ پیو ملا ناکوی ملون ہار
لیکن وہ محبوب کہیں بھی نہ مل سکا اور نہ کوئی ملانے والا پایا

بن بن سب ہیریوں نوکھنڈا
نوکھنڈوں کے تمام جنگلوں میں مے ڈھونڈھا

جل جل ندی اٹھارہ گنڈا
اور اٹھارہ گنڈ ندی کے پانی میں تلاش کیا

چونسٹھہ تیرتھ کے سب ٹھانوں
چونسٹھ تیرتھوں کے سب مقامات پر

لیت پھریوں وہ پیو کرانوں
اُس محبوب کا نام لے لیکر تلاش کیا

دِلّی سب دیکھیوں ترکانو
دہلی میں مسلمانوں کی تمام بستیوں میں ڈھونڈھا

او سلطان کیر بندِ کھانو
اور سلطان کے قید خانے میں تلاش کیا

رتن سین دیکھیوں بندِ ہاں
وہاں قید خانے میں رتن سین کو دیکھا

جرے دھوپ کھن پاؤں چھاہاں
جو دھوپ میں جلا ہاتھا اب کبھی سایہ نہ پایا تھا

سب راجہہ باندھے اودگے
قید میں پڑے ہوئے راجہ کو سب لوگ دیکھتے تھے

جوگن جان راج پگ لاگے
مجھ جوگن کو دیکھکر راجہ قدموں پر گرا

کاسو بھوگ جیہ انت نہ کیوو
وہ کیونکر سکھی سمجھا جائے جسکا کوئی بیان نہیں

یہ دُکھ لے سو گیو سُکھ دیوو
تمہیں سُکھ دینے والا دُکھ بھوگتے گیا ہے

دِلّی نانوں نہ جانہہ ڈھیلی
دلّی نام کچھ آسان نہ جاننا چاہیئے

سُٹھہ بندِ گاڑھہ نکس نہہ کیلی
نہایت سخت وہاں کے قید خانے سے کوئی نکل نہیں سکتا

دوہا

دیکھہِ دگدھہ دُکھ تاکرا بہنہ کیا نہہ جیوو
اُس کی مصیبت کی سوزش دیکھکر اب تک میرے جسم میں جان نہیں قرار پاتی

سودھن کیسے دہنہ جیئے جاکر بندِ اس پیوو
وہ اہلیہ کس طرح زندہ رہتی ہوگی جسکا شوہر اس طرح قید میں پڑا ہے

پدماوت جو سُنا بندِ پیوو
پدماوت نے جو شوہر کے قید کی بات سنی

پرا اگن مہنہ مانہہ گھیوو
تو گویا آگ میں گھی پڑ گیا

دورِ پائیں جوگن کے پری
دوڑ کر جوگن کے قدموں پر گری

اُٹھی آگ اس جوگن جری
آتش فراق کے ایسے شعلے بھڑکے کہ جوگن جل گئی

پائیں دیہہ دوی نینھہ لاؤں
اپنے قدموں سے دونوں آنکھوں میں لگاؤں

لے چلُ تہاں کنت جیہ ٹھانوں
اور جہاں میرا شوہر ہو وہاں لے چل

موہنہ دیکھاو دیہنہ بل جیوو
اُسی طرح مجھے بھی دکھلا دے تجھپر اپنی جان قربان کروں

ست اودھرم دیہنہ سب توہیں
اپنے نیک عمل ایمان وغیرہ سب تجھے دیدونگی

پیو کے بات کہے جو موہیں
اگر تو میرے شوہر کی بات مجھ سے کہے

توی مورگرو توی رہوں چیلی
تو میری مرشد ہے اور میں تیری چیلی ہوں

بھولی پھرت پنتھہ جیئ میلی
جسنے مجھ گمراہ کو راستے پر لگایا

دنڈ ایک مایا کرو مورے
ایک لمحہ کے لئے مجھپر رحم کر

جوگن ہوؤں چلوں سنگ تورے
میں جوگن بن کر تیرے ساتھ چلوں گی

دوہا

سکھنہ کہا سُن رانی کرہُ نہ پرگٹ بھیس
سہیلیوں نے کہا اے رانی سُن اپنا راز ظاہر نہ کر

جوگی جوگو گپت من لے گرو کرو اُپدیس
جوگی لوگ راز دل کو بہت پوشیدہ رکھتے ہیں فقط مرشد کی نصیحت حاصل کر

بھیکھہ لیہہ جوگن پھر مانگو
سہیلیوں نے کہا اب جوگن بھیک لیکے آگے چلکر مانگ

کنت نہ پائیے کہے سو مانگو
مصنوعی بھیس بنانے سے محبوب نہیں ملتا

یہ برجوگ بیوگ جو سہنا
درد و فرقت کی سختی کو برداشت کرنا بھی بہت بڑا جوگ ہے

جیہنہ پیو را کھے تیہنہ رہنا
جسطرح محبوب کی مرضی ہو اُسی طرح گزر کرنا چاہئے

گھر ہی مہنہ رہُ بھئی اُداسا
گھر میں ہی اُداسی کی ریاضت کر

انجری کھپر سنگی سانسا
انجلی کو کھپر بنا اور دم کو سینگی بنا بیٹھ

برہ دھند ھارا لک سر جٹا
فرقت کا دھندھا اور سر پر زلفوں کو جٹا تصور کر

نین چکر ہیرے پیو نیتھا
نگاہوں کے چکر سے محبوب کا راستہ ڈھونڈھ

کیا جوکا پر سوئی کنتھا
جسم ہی کپڑے ہیں دہی گدڑی ہے

رنگ کرت رہو ہر دے راتا
محبوب کے رنگ میں رنگی ہوئی دلکو خوش رکھ

من مالا پھیرے تنت اوہیں
محبوب کی عبادت میں دل کی تسبیح پھیرا کر

پانچو بھوت بھسم تن ہوہیں
پنج عناصر مثل خاکستر کے ہیں

دوہا

کُنڈل سوی سُن پیو کتھا پنو رپانوں پر رہیہہ
محبوب کے تذکرے سُن وہی کنڈل ہیں پیروں پر جمی ہوئی خاک ہی کھڑاؤں ہے

دنڈک گورا بادلہہ جای ادھاری لیہہ
مثل جنگل کے گورا بادل کے پاس جاکر پناہ لے

پدماوتی - گورا بادل سنبادھند

سکھنہ بجھائی دگدھ اپارا
اس طرح سہیلیوں نے سخت سوزش کو دُور کیا

گے گورا بادل کے بارا
پھر پدماوت گورا بادل کے پاس گئی

چرن کنول بھگین جنم نہ دھرے
مثل گل کنول کے جن قدموں کو تمام عمر زمین پر نہ رکھا تھا

تس کانپے جس کانپ نہ کوئی
اور اسطرح کانپنے لگے جسطرح کوئی بھی نہیں کانپ سکتا

کیس چھوئے چرنھ نہ رج جھارا
اپنے بالوں کو جو لکر پدماوت کے قدموں کی خاک جھاڑی

نسر آئی چھتری سُن دوؤ
پدماوت کی خبر سُن کر دونوں چھتری باہر نکلے

برہ بیوگن بیٹھی رانی
فراق زدہ پدماوت اُداس ہو کر بیٹھی

جات تہاں لگ چھالا پرے
راستہ چلنے سے اُن قدموں میں چھالے پڑ گئے تھے

کہاں پانوں پدماوت دھارا
اور پوچھا کہ پدماوت نے کہاں قدم رنجہ فرمایا

راکھا آن پاٹ سونوانی
سنہرا تخت لاکر بچھایا

دو وٹھاڑھ ہوی چنور ڈولا
دونوں کھڑے ہو کر چنور ہلانے لگے

ماتھے چھات رچایئں پاہیہہ
اور سر پر چھتر لگا کر حکم کے منتظر ہوئے

اُلٹ بھاگنگا کر پانی
دونوں کھڑے ہو کر چنور ہلانے لگے

سیوک بار آسی جو رانی
کہ خادموں کے دروازے پر رانی آئی

دوہا

کا اس کسٹ کینھہ تمھہ جو تمھہ کرت نہ پھاج
کیا بات ہے کہ آپ نے اس طرح کی تکلیف اُٹھائی جو شایان شان نہیں

اگیا ہوی بیگ سو جیو تمھارے کاج
اب جلد حکم ملنا چاہیئے ہماری جان آپ کی خدمت کیلئے حاضر ہے

کہی روی پدماوت باتا
پدماوت رو رو کر کہنے لگی کہ

نینھہ رکت دیکھہ جگ راتا
آنکھوں میں خون کے آنسو دیکھ کر سارا عالم سرخ دکھائی دیتا ہے

اُلتھہ سمدر جس مانک بھرے
جس طرح سمندر سے بھرا سمندر طغیانی پر ہو

روئس ہر آنس تس ڈھرے
اسطرح روئی کہ خون کے آنسو کی دھار بہہ چلی

رتن کے رنگ نین پے وارو
مثل لعل و گہر شوہر کے رنگ پر آنکھوں کو نثار کرتی ہو

رتی رتی کے لوہو ڈھارو
رتی رتی خون کے قطرے گراتی ہوں

کنولھہ اوپر بھنور بھنواوں
کنول پر بھنورے چکر کاٹ رہے ہیں

لیئی چل تہاں سورجھہ پاوں
وہاں سے چلو جہاں آفتاب کو پاؤں

ہیئی کے ہر دِ بدن کے لوہو
دل کی ہلدی اور جسم کا خون لیکر۔ بچھڑے ہوئے شوہر کو یاد کر کے جان قربان کر رہی ہیں

جیو بل دیوں سو سنور بھتارو
مثل ساون کی جھڑی کے آنسو گر رہے ہیں

ہریر بھوم کسنبھی چیرو
زمین کی سبزی میں کسم رنگ کا لباس ہے

چڑھیں بھونگن لٹ لٹ کیسا
بالوں کی چوٹیاں مثل کالی ناگنوں کے چڑھی ہیں

بھے رووت جوگن کے بھیسا
روتے ہوئے جوگن کے بھیس میں ہو گئی

دوہا

بیر بہوٹی بھئی چلیں تہ نہ رہہ نہ آنس
قطرۂ اشک مثل بیر بہوٹی کے بہہ رہے ہیں تو بھی آنسو بند نہیں ہوتے

نینھہ مچھہ نہ سوجھے لاگیو بھادوں ماس
آنکھوں سے راہ نہیں سوجھتی موسم برسات کے مہینہ بھادوں کی طرح برس رہے ہیں

تم گورا بادل گھمبھہ دوؤ
تم دونوں گورا بادل میرے راج کے ستون ہو

جس رن پارتھہ اور نہ کوؤ
جس طرح جنگ مہابھارت میں ارجن کے سوا کوئی نہ تھا

چھایا رہی سکل مہہ پوری
اُس درخت کا سایہ روئے زمین پر پھیلا ہے

بِرہ بیل بھئی باڑھہ کھجوری
ہجر مانند بیل کے بڑھکر کھجور ہو گیا

پھُہم پوِر سائر دُکھہ پاٹا
زمین کو بھر کر تالابوں کو بھر دیا

کوڑی کیر بیر ہیہ پھاٹا
کوڑی کا دل درد آلودہ ہو کر پھٹ گیا

پیہ جیہ بند جوگن ہوی دھاوں
شوہر جہاں قید ہے وہاں جوگن بنکر جاؤنگی

دُکھہ برکھا اب رہے نہ راکھا
مصیبت کے درخت کا بڑھنا رکتا نہیں

نیہ دُکھہ لیت برچھہ بن باڑھے
اُسی مصیبت کو لیکر جنگل کے درخت بڑھ رہے ہیں

بیہر ہیئے کھجور رک بیا
تمام کھجور بھی اُسی درد سے پھٹ گیا ہے

ہوں بندلیوں پیہہ مکراوں
اور خود مقید ہو کر شوہر کو چھڑا لاؤں گی

مول تپار سرگ بھے ساکھا
جسکی جڑ تحت الثریٰ میں ہے اور شاخیں آسمان پر

سیس اُگھارے روو ہنہ ٹھاڑھے
سر کھولے ہوئے کھڑے رو رہے ہیں

بیہر نا نہنہ مور پاہن ہیا
لیکن میرا دل پتھر بن گیا پھٹا نہیں

دوہا	سورُج گہن گرا سا کنول نہ بیٹھے پاٹ آفتاب شوہر کو گہن لگ گیا ہے کنول تخت پر نہ بیٹھے گی	مہوں پنتھہ تیہ گونپ کنت گئے جیہ باٹ شوہر جدھر گیا ہے میں بھی اُسی راستے پر جاؤں گی
گورا بادل دوؤ پسیجے	رووت رُہر بوڑتن بھیجے	ہم راجا سوں لہے کو ہائے	تُم نہ ملو دھر ہیں ترکانے
پدماوت کی مصیبت سنکر دونوں گورا بادل عرق عرق ہو گئے	اور خون کے آنسو رو رو کے جسم کو بھگو کر تر بتر کر دیا	ہم لوگ راجا سے اسی لئے روٹھ گئے تھے	کہ تم ترک بادشاہ سے نہ ملو ورنہ قید کر لیگا
جو مت سُن ہم گئے کو ہائی	سو نا آن ہمھہ ماتھے آئی	آخر کار وہی بلا ہمارے سر آ گری	سوا م جیت کت جوگن ہوؤ
جس بات کو سمجھکر ہم لوگ روٹھ گئے تھے			شوہر کے زندہ رہتے ہوئے تم جوگن کیوں ہوتی ہو
اوے اگست ہست جب گاجا	نیر گھٹے گھر آیہہ راجا	تو پانی کم ہونے پر راجا گھر آئے گا	پرہ پلان ترنگم بیٹھہ
جب ستارہ اگست طلوع ہوگا اور ہاتھی گرجیگے			کہ اُسی وقت گھوڑے کی پیٹھ پر چابک کسا گیا
	بید ھوں راہ چھوٹا وہنہ سوؤ	برسات گزرنے پر چوں ہی اگست دکھلائی پڑا	رہے نہ دُکھ کر موں انکورو
	خسوف کو نشانہ بنا کر گہن سے آفتاب کو چھڑا لونگا		مصیبت کے انکوے کی جڑ بھی نہ رہیگی
دوہا	سوی سورتم سہر آن ملاوؤں سوی		تس دُکھ مہنہ سُکھ اُپجے رین مانہنہ دِنوی
	اُس آفتاب راجا رتن سین کو لا کر تجھ چاند سے ملا دوں گا		مصیبت میں اس طرح سُکھ چین پیدا ہوگا کہ رات کو دن ہو جائے گا
لینھہ پان بادل اوگورا	کیہہ لیئی دیوں اُپم تھہ جورا	تم ساونت نہ سرور کوؤ	تم ہنونت انکد سم دوکو
جب گورا اور بادل نے بیڑا لیا	تو پدماوت بولی کہ تمھاری جوڑی کی تشبیہ کس سے دوں	تم دونوں بہادروں کی ہمسری کوئی نہیں کر سکتا	تم دونوں ہنومان اور انگد کی طرح طاقتور ہو
تم ارجن او بھیم بھوارا	تم بل رن دل منڈن ہارا	تم ٹارن بھار نھہ جگ جانے	تم سُپر کھہ جس کرن بکھانے
تم راجا ارجن اور بھیم کی طرح ہو	تم میدان جنگ میں فوج کی حفاظت اور زینت ہو	تم بوجھ اٹھانے والے مشہور زمانہ ہو	تم مثل کرن کے مشہور بہادر مرد ہو
تُم بل بیر جیس جگ دیوُ	تم سنکر او مالک دیوُ	تم اس مورے بادل گورا	کا کر نکھہ ہیروں بند چھوڑا
تم مثل راجہ جگدیو کے شجاعت میں یکتا ہو	تم ہی راجا شنکر اور مالک دیو ہو	تم دونوں بادل گورا میرے سب کچھ ہو	شوہر کو قید سے چھڑانے کیلئے کس کا پنجہ دیکھوں
	جس ہنونت راگھو بند چھوری	تس تم چھور میرا وہ جوری	
	جس طرح ہنومان جی نے رام چندر کو مصیبت سے چھڑایا	اسیطرح تم میرے شوہر کو قید سے چھڑا کر میری جوڑی ملا دو	
دوہا	جیسے جرت لکھا گھر ساہس کینھا بھیوں	جرت کھمبھہ تس کاڑھہ کے پرکھا رتھہ جیوں	
	جس طرح لاکشا بھون جلتے ہوئے بھیم نے بہادری کی تھی	اُسی طرح مردانگی و دلیری سے جلتے ہوئے ستون ہیکو اُکھاڑ ڈالو	

رام لکھن تم دیت سنگھارا
رام و لکشمن کی طرح تم راکششو کو مارو

تمھیں گھر بلبھدر بھوارا
مثل بلبھدر کے تمھیں کے گھر میں صاحب اقبال ہو

تم ہی درون اور گنگیو
تمھیں درونا چاریہ اور بھیشم پتامہ ہو

تمھ لیکھوں جیسے سہدیو
میں تم کو سہدیو کی طرح دیکھتی ہوں

تمھہ نیل نل دو سمبو دھو
تمھیں دونوں نل اور نیل کیطرح نسلی دینے والے ہو

پرسرام راگھو تم جودھا
تم جنگجو پرسرام اور رامچندر کیطرح ہو

تمھ پرتگیا تیں ہیہ بودھا
تمھارے ہی عہد سے میرے عمل کو نسلی کہتی ہے

تمھہ ستر ہن بھرت کمارا
تمھیں ستر ہن اور راجکمار بھرت ہو

تمھہ کرسن چانور سنگھارا
تمھیں کرشن بنکر چانور مشک کو مارا

تم پرومن اوانرودھہ دوو
تم دونوں پردومن اور انرودھ کیطرح ہو

تم ابھیمیو بول سب کوو
تمھیں کو سب لوگ ابھیمیو کہتے ہیں

تمھہ سر پوج نہ بکرم ساکے
تمھاری برابری کو بکرماجیت اور شالباہن بھی نہیں پہونچ سکتے

تم ہمیر ہر چند دست آنکے
تم ہمیر اور ہرچند کی طرح سچائی کی لکیر کھینچنے والے ہو

دوہا

جس ات سنکت پنڈو دھہ بھیو بھیوں بند چھوڑ
جس طرح بھیم نے پانڈوؤں کو سخت قید کی مصیبت سے چھڑا دیا

تس پر بس پیو کاڑھہ راکھہ لیہہ بھرم مور
اُسی طرح بے بس شوہر کو قید سے نکالکر میری آبرو بچاؤ

گورا بادل بیرا لیٹھا
گورا بادل نے بیڑا لیکر عہد کیا

جس ہنونت انگد پریٹھا
جس طرح لنکا میں ہنومان اور انگد نے طاقت دکھلائی

سیہہ سنگھاسن تا نہہ چہاتو
اور کہا کہ تخت آراستہ کرکے چھتر لگاؤ

چڑھہ سنگھاسن مندر سدھاؤ
اندر تخت پر بیٹھو اور محل کو جاؤ

ٹھاٹھہ ملے تھے جگ جگ اہاتو
تمھارے سہاگ کی قسمت ہمیشہ قائم رہے

کنول چرن ٹھیں دھرو کھہ پاؤں
جس کنول کے تمھارے قدم زمین پر پڑنے سے تکلیف پاتے ہیں

سنتہہ سور کنول ہیہ جاکا
آفتاب جسکا نام سنتے ہی کنول کا دل شگفتہ ہوتا ہے

کیسر برن پھول ہیہ لاکا
دل مانند زعفران کے باغ باغ ہوکر کھلگیا

جن نس مہہ دن دیٹھہ دکھائی
جس طرح رات میں دن دکھلائی پڑتا

بھا اُدوت مس گئی بلائی
خوشی کی روشنی سے غم کی تاریکی دور ہوگئی

چڑھی سنگھاسن جھمک چلی
تخت نما پالکی پر سوار ہوکر خوش خرم محل کو چلی

جانہہ چاند دوج نرملی
گویا دوج کا چاند چمک رہا ہے

اوسنگ سکھی کمود ترائیں
سہیلیاں ہمراہی میں مانند گل نیلوفر کے تھیں

ڈھارت چنور مندر لیئی آئیں
چنور ہلاتے ہوئے پدماوت کو محل میں لے آئیں

دوہا

دیکھہ دوج سنگھاسن سنکر دھر الالاٹ
تخت کو یا دوج کے چاند کو دیکھکر مہادیو جی نے زمین پر پیشانی رکھدی ہو

کنول چرن پدماوت لیئی بیٹھاری پاٹ
اس طرح کنول کے مانند قدموں والی پدماوت کو لیجاکر تخت پر بٹھایا

گورا بادل جُدّھ جاترا کھنڈ

بادل کیر جسودے مایا
بادل کی ماں جسودا نام کی تھی

آئی گہیس بادل کر پایا
اُس نے آکر بادل کے پاؤں پکڑ لیے

بادل رای مور توی بارا
اور کہا کہ تو میرا بچا ہے اسی بادل رای

کاجا نِس کس ہوئی جُھارا
تو کیا جانے کہ لڑائی کیسی ہوتی ہے

بادساہ پہمی پت راجا
وہ بادشاہ تمام روے زمین پر غالب ہے

سنکھ ہوی نہ ہیرہ چھاجا
ہیرہ بھی اُسکے مقابلہ میں مات کیا ہے

چھتیس لاکھ ترئی درساہنہ
اسکی فوج میں چھتیس لاکھ گھوڑے تیار رہتے ہیں

بیس سہس ہستی رن گاجہنہ
اور ہاتھی بیس ہزار اُسکی فوج میں گرجتے ہیں

جبہیں آئی چڑھے دل ٹھٹا
جسوقت وہ فوج لیکر چڑھائی کرتا ہے

دیکھت جیس گگن گھن گھٹا
اسوقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمانپر گھٹا گھر آئی

چمکہنہ کھڑگ جو بیج سمانا
تلواریں مانند بجلی کے چمکنے لگتی ہیں

گھر ہنہ گل گاجہنہ نیسانا
فوج کے گھوڑے گھوستے اور پھریرے لہرانے لگتے ہیں

برسہنہ سیل بان گھنگھورا
برچھی اور تیروں کی طوفانی جھڑی لگ جاتی ہے

دھیرج دھیر نہ باندھہ توراں
اُسوقت تیری ہمت و جرأت قرار نہیں پکڑتی

دوہا

جہاں دل پتی دلِ مرہنہ تہاں تور کا کاج
جہاں بڑے بڑے سپہ سالار جمع ہوجاتے ہیں وہاں تیرا کیا کام ہے

آج گون تور آوے بیٹھہ مان سکھہ راج
آج تیرا گونا آرہا ہے گھر میں سکھہ چین سے راج کر

مات نہ جانس بالک آدی
اے ماں تو مجھے بالکل بچہ نہ سمجھ

ہوں بادل سنگھہ رن بادی
میں جنگ عظیم پر غالب ہونیوالا بادشاہ ہوں

سن گج جوہ ادھا جیو تیا
ہاتھیوں کے جنگجو کو سنکر میرا دل بیقرار ہوکر کانپنے لگتا ہے۔ قوم شیر کا پوشیدہ کب رہ سکتا ہے

سنگھ ک جات رہے کم چھپا

تو لگ گاج نہ گاج نگھیلا
شاہ کا گرجنا تبھی نکلتا ہے جبتک میدان جنگ میں تیر نہیں گرجتا

سونہہ ساہ سوں جرؤں اکیلا
بادشاہ کے مقابلہ میں تنہا مورچہ کر سکتا ہوں

جرؤں سوام سنگرے جس ڈھارا
آقا کے وقت مصیبت میں ڈھال بنکر رہونگا

کو موہنہ سونہہ ہوی میمنتا
ویسا کون مستوالا ہاتھی ہے جو میرا مقابلہ کرے

پیلوں جس دُرجودھن بھارا
اور دشمن کو درجودھن کی طرح پچھاڑ دونگا

بھارو سونڑ اکھاڑوں دنتا
سونڈ پکڑ کر پچھاڑ ڈالوں اور دانت اکھاڑ لوں

انگد کوپ پانوں جس راکھا
جس طرح انگد نے مقابلہ میں آکر قدم جما دیا تھا

ٹیکوں کنک چھتیسو لاکھا
چھتیس لاکھ فوج کا مقابلہ کرونگا۔

دہوں سمدر سوام بندچھوراں
سمندر میں بھی کس کر آقا کو قید سے چھڑاؤنگا

دوہا

سو تم مات جسودے موہنہ نجانہہ بار
اے ماں جسودا تو مجھے چھوٹا بچہ نہ سمجھ

جہنہ راجا ایل باندھا چھوروں پیٹھہ پتار
جہاں بہادر راجہ قید ہے اسکو چھڑاؤں گا چاہے تخت الشری میں گھسکر

بادل گون جو جھہ کر ساجا
جیوں ہی بادل سیاز و ساماں جنگ کے چلنے کو تیار ہوا

تیسہہ گون آئی گھر باجا
کہ اُسی وقت اُسکے گھر گونا آ پہونچا

کابرنوں گونے کر چارو
گونا کے رسوم کیا بیان کروں

چندر بدن رچ کانھہ سنگارو
چہرہ ماہتاب سجایا ہوا اور کنھیا کا سنگار

مانگ موتِ بھر سیندُر پوُرا
مانگ کو موتیوں سے بھر کر سیندور بھرا

بیٹھہ میور بانک تس جورا
بانکی چوٹی کا گچھا مثل طاؤس کے مزیب تھا

بھوُنہیں دھنک ٹکور پیکھے
ٹیکا لگا کر ابرو کمان کی آزمائش تھی

کاجر نین مار سر تیکھے
آنکھوں میں کاجل لگا کر ترچھی چتون کی مارتی

گھال کچھیچی ٹیکا سجا
ٹیکا کی آرا سنگھی مثل ستارہ کے مزیب تھی

تِلک جو دیکھہ ٹھانوں جیو تجا
جسنے قشقہ کو دیکھا اسی جگہ اُس نے جان چھوڑ دی

سیس دھنہنہ سُن سُن بیو کونا
دونوں کانوں میں جو اہرات کے حلقے ہل رہے ہیں

مانگ رن الک جھلک اُر ہارو
زلفیں مثل ناگن کے تھیں اور سینے پر ہار چمکتا تھا

بھیو سنگار کنت بن بھارو
بغیر شوہر کے یہ تمام سنگار ایک بوجھ سا ہو گیا

دوہا

گون جو آوا پنور تہنہ پیو کونے پردیس
گونا کی دولھن محل میں پہونچی تھی کہ دولھا پردیس کو روانہ ہوا

سکھی بجھاوہ نہ کم انل بجھے سو کیہہ پدیس
آتش غم کو سہیلیاں کس طرح بجھاویں اور کس نصیحت سے سوزش فرو ہو

مانِ گون سو گھونگھٹ کاڑھی
بلحاظ رسوم گونا دولھن کے چہرے پر گھونگھٹ تھا

بنوے آسی بار بھئی ٹھاڑھی
وہ دروازے پر کھڑے ہو کر فتیں کرنے لگی

سیکھے میر جیر گہہ اوڑھا
دوپٹے کو بنھا لتی ہوئی تیکھی چتون سے شوہر کو دیکھا

کنت نہ ہیر کینھہ جیو پوڑھا
لیکن سنگدل شوہر نے ایسہ پر نگاہ بھی نہ ڈالی

تب دھنِ بہنس کینھہ مُنہ ڈیٹھی
پھر ایک تبسم کے ساتھ دولھن نے دولھا کی طرف منھ کر لیا

بادل اوہ دیکھہ پھیر پیٹھی
لیکن شوہر بادل نے اسکی طرف سے پیٹھ پھیر لی

چلت نہ تریا کر کھہ دیسا
اور چلتے ہوئے دولھن کا چہرہ بھی نہ دیکھا

بھا منیکھہ نار کے لیکھے
دولھن نہایت کشمکش و پیچ میں پڑ گئی

کھہ پھیرا سی من اپنے ریسا
بادل نے منھ پھیر کر دلمیں غصہ کیا

کس پیو پیٹھہ دینھہ موہنہ دیکھے
کیا وجہ میرے دیکھتے ہی شوہر نے پیٹھ پھیر لی

ٹمک پیو دست سمانیو سالو
شاید میری نگاہ کا تیر شوہر کے دل میں پار ہو گیا

ہلسی پیٹھہ کڑھاؤں پھالو
اور پیٹھ میں نکل آیا ہو تو میں اُس تیر کو نکلوا دوں

کچ تو بنی اب پیٹھہ گڑوؤں
پستانوں کی تو نی پیٹھ میں لگا کر درد کھینچ لوں

لگے جو ہوک گاڑھہ رس دھوؤں
اور جو چبھ نک کر مجھے پکڑے تو گاڑھے رس سے اسکو دھو ڈالوں

دوہا

رہوں لجای تو پیو چلے گہوں تو کہہ موہنہ ڈیٹھہ
اگر شرم کرتی ہوں تو شوہر جا رہا ہے اور جو تہ پکڑوں تو لوگ مجھے بیحیا کہیں گے

ٹھاڑھہ تیوانِ کہ کا کروں دو بھر دُو بیٹھہ
عمر دہ کھڑی سوچتی کیا کروں سخت ظالم جوبن سینے پر سوار ہیں

لاج کے جو پیو نہنہ پاؤوں
شرم کرنے سے اگر شوہر کو نہ پاؤں گی

بچوں لاج کر جو رمناؤوں
تو شرم چھوڑ کر دست بستہ منتیں کرونگی

کرِ ہٹھہ کنت جای جیہ لاجا
اگر شرم کی وجہ سے محبوب منہ پھیر کے چلا جائے

گھو گھٹ لاج آو کیہ کاجا
تو یہ گھونگھٹ اور شرم کس مصرف کے ہیں

تب دھن بہنس کہا گہیہ بیٹا
تب دولہن نے ہنستے ہوئے کہا کہ جلد بھگا کر لے چل

نار جو بنوے کنت نہ میٹا
شوہر کو چاہیے کہ اہلیہ کی منتوں کو قبول کرے

آج گون ہوں آئی ناہاں
اے پیارے آج ہی میں گونا ہو کر آئی ہوں

تم نہ کنت گونہہ رناہاں
اے دلبر تم جنگ میں نہ جاؤ

گون آو دھن ملے کے تائیں
گونا تو پیاری سے ملنے کیلئے ہوتا ہے

کون کون جو بچھرے سائیں
وہ گوناکس کام کا جسمیں پیارا شوہر بچھڑ جائے

دھن نہ نین بھر دیکھا پیوٗ
اہلیہ نے آنکھیں بھر کر شوہر کو نہ دیکھا

پیو نہ لا دھن سوں بھر جیوٗ
اور شوہر اہلیہ سے جی بھر کے نہ ملا

جہنہ اس آس بھرا ہے کیوا
جہاں گل کستی بہ تمام خواہشات کے لہریں کھڑی ہے

بھنور نہ تجے باس س لیوا
وہاں رسیا بھنورا اُسے کب چھوڑ سکتا ہے

دوہا

پا نیٹھہ دھر الاٹ دھن بنے سنہہ موراے
دولہن نے قدموں پر پیشانی رکھکر کہا اے دلبر میری آرزو سنو

الک پری پھند وا رہوی کیسہہ تجے نہ پای
میری زلفیں پھندا بن کر تمہارے پیروں میں کسی ہیں کسی طرح چھوٹ نہیں سکتیں

بھانڑ بھینٹ دھن بادل کہا
بادل سے دولہن نے کہکر چھڑا کر کہا

پرکھہ گون دھن بھینٹ نہ کہا
اہلیہ کو زیبا نہیں کہ چلتے ہوئے مرد کی کمر پکڑے

جو لگ راجا چھوٹ نہ آوا
جب تک راجا چھوٹ کر نہ آئے گا

بھاوے بیر سنگار نہ بھاوا
تب تک شجاعت اچھی لگتی ہے مواصلت نہیں

جیہہ گھر کھڑگ مونچھہ تیگا ڑھی
جس کے قبضہ میں تلوار ہے یہی حوصلہ مند باعزت ہیں

جہاں نہ کھڑگ مونچھہ نہہ ڈاڑھی
جہاں تلوار نہیں وہاں نہ مونچھ ہے نہ داڑھی

جو توی گون آی گجگامی
اے رفتار فیل مست جو تیرا گونا آیا ہے

پرکھہ یوں کے مڑے نہ پاچھو
مرد کا قول ہے کہ پیچھے نہ ہٹے

تریا بھوم کھڑگ کے چیری
زن اور زمین یہ تلوار کی خادم ہیں

تب مُنہ مونچھہ جیو پکھیلوں
جب جانچ پرکھیل جاؤں تبھی چہرہ پر مونچھ کی رونق ہے

جیت جو کھڑگ مُوی تیہ کیری
جو زور و فتح کرے اُسی کی ہوتی ہیں

دسن گیند گیو نہنہ کا چھو
وہ مثل دندان فیل کے ہر کھیو کی گردن نہیں

سوام کاج اندر اسن پیلوں
آقا کی خاطر اندر اسن کو بھی تہس نہس کر دوں گا

گون مور جہنواں مور سوامی
تو میرا بھی گونا جہاں میرا آقا ہو وہاں ہو ہا ہو

دوہا

توی ابلا دھن کُبدھہ بدھہ جانے کاہ بجھار
تو عورت ذات بزدل و بے عقل ہو جنگ کی قیمت کیا جانے

جیہہ پرکھہ ہئے بیر رس بھاوے تیہنہ نہ سنگار
جس مرد کے دل میں شجاعت ہے اُسے مواصلت اچھی نہیں لگتی

جو تم تہہنہ جو جھہ پیو باجا
اے پیارے اگر تم معرکہ آرائی کی خواہاں ہو

کینہہ سنگار جو جھہ میں ساجا
تو میں نے مواصلت کا مورچہ آراستہ کیا ہے

جو بن آی سو نہنہ ہوی دیا
تمہارے مقابلے اپنی جوانی کا موہچہ لگایا

بکھرا برہ کام دل کویا
شہوت کی فوج غضب میں آکر مفارقت کے تیر برسانے لگی

بہو نہیں دھنک نیں سر سنہہ
ابرو کمان پر تیر مژگاں چڑھائے ہوئے

کا برز نیج برن بکھہ باندھے
کاجل مثل زہر کی کان کے اور زہر آلود پرنالیں ہیں

جن کٹا چھہ سو سان سنوارے
گویا عمرے کی سان چڑھائی گئی ہے

نکھہ سکھہ بان سیل انیارے
جیسے سرتاپا جبرا ور تلوار کی تیز دھار چمکتی ہو

الک پھانس گیو میل سو جھا
گلے کو پھنسانیوالی زلفوں کی سختی

ادھر ادھر سو چاہنہ جو جھا
لب سے لب جنگ بر پا کرنا چاہتے ہیں

کنبھستھل کچ دوئو میمنتا
مثل پیشانی مست فیل کے دونوں پستانوں میں

بیلوں سو نہنہ سنبھارہ کنتا
اے شوہر سنبھالو میں اب بقابلہ ٹھیلتی ہوں

دوہا

کوپ سنگار برہ دل ٹوٹ ہوی دوئی ادھہ
موا سلت کی فوج غضب میں آئی ہو جو مفارقت کی فوج کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی

پہلے موہنہ سنگرام کے کرہ جوجھہ کے سادھہ
پہلے مجھ نازنین سے جنگ کرو پھر میدان جنگ میں جانیکی خواہش کرنا

ایکو بنت نہ مانے ناہاں
کسی بھی منت سے شوہر راضی نہ ہوا

آگ پری چت اردھن ماہاں
اہلیہ کے دل وجگر میں گویا آگ جلنے لگی

اٹھا جو دھوم نین کروانے
دھواں جو اٹھا تو آنکھیں کڑوانے لگیں

لاگے پرے آنس جھرانے
اور آنکھوں سے آنسو جھڑنے لگے

بیسے ہار چیر ہیسہ چولی
ہار اور سینے کی چولی بھیگ گئی

رہی اچھوت کنت نہنہ کھولی
جو ابھی تک اچھوتی رہ گئی تھی شوہر نے کھولا تک نہ تھا

بھیجیں الک چھٹے کٹ منڈلان
زلفیں آنسو سے تر ہو گئیں اور کمر کی کرد ھنی کھل گئی

چوی چوی کا جرا آنچر بھیجا
آنکھوں کے کاجل نے ٹپک ٹپک کر دوپٹے کے آنچل کو بھگو دیا

تیہنہ نہ پیو کر رونوں بھیجا
تو بھی شوہر کا ایک رواں بھی نہ بھیجا

چھانڑ چلا ہر دے دا ہو
اہلیہ کو چھوڑ کر دل کو جلا کر شوہر روانہ ہو

بیسے سنگار بھیج بھئیں چوا
تمام سنگار بھیگ کر زمین پر ٹپک پڑا

ٹھہرنا ہ آپن نہنہ کا ہو
جب شوہر ہی بیرحم ہو گیا تو اور دوسرا کون ہوگا

چھار ملای کنت نہنہ چھوا
شوہر نے ہاتھ بھی نہ لگایا سب کچھ خاکمیں مل گیا

دوہا

روئے کنت نہ بہرے تیہ روئے کا کاج
جس رونے سے محبوب واپس آئے اس رونے سے کیا فائدہ

کنت دھرامن جوجھہ رن دھن ساجا سر ساج
شوہر نے دل میں جنگ کا عہد کر لیا اور اہلیہ نے موت کا سامان جہاز آراستہ کیا

بعضے نسخوں میں یہ مصرعہ ملتا ہے

جو تم کنت جوجھہ جیو کا ندھا
اے شوہر اگر تم نے جنگ کا عہد کر لیا ہے

تم کیہ ساہس میں ست باندھا
تو تمہاری اس دلیری کیساتھ میں نے بھی ستی کا عہد کر لیا ہے

رن سنگرام جوجھہ جت آوہ
اسی سے کہ جنگ میں فتحیابی حاصل کر کے واپس آؤ گے

لاج ہوی جو پیٹھہ دیکھاوہ
اگر میدان جنگ میں پیٹھہ دکھلائی تو شرمندگی ہوگی

دوہا

تم پیو ساہس باندھا میں دئے مانگ سیندور
اگر تم نے دلیری اختیار کی تو میں نے بھی مانگ میں سیندور بھرا ہے

دوئو سنبھارے ہوی سنگ باجے مادر تور
دونوں کے سنبھالنے پر پھر ساتھ ہوگا اور مادر توری وغیرہ باجے بجیں گے

گورا بادل جُدّھ کھنڈ

متین بیٹھہ بادل اوگورا
بادل اور گورا بیٹھکر آپس میں مشورہ کرنے لگے

سومتِ کیج پرے نہنہ بھورا
اپنی رائے تمام کرنی چاہیے جس شان میں فرق نہ آئے

پرُکھہ نہ کرہنہ نارمت کانچی
مرد بہادر عورتوں کی نادانستہ باتوں پر اعتبار نہیں کرتے

جس نوشابا کینھہ نہ بانچی[1]
جس طرح نوشابہ نے کیا کہ وہ بھی نہ بچ سکی

پرا ہا تھہ اسکندر ریری
بادشاہ سکندر اپنے دشمن شاہ کے ہاتھ میں آگیا۔ آخر کار کم عقلی کے باعث وہ رانی اُسے چھوڑ کر گرفتار ہو گئی

سوکت چھوڑ کے بھئی بتدیری

سُدُھہ سوں ساستگھہ کہنہ مارا
اچھی عقل سے ستر گوش شیر کو مار ڈالتا ہے[2]

کُبدھہ سنگھ کو واں پرہارا
اور کم عقلی سے شیر کنویں میں گر جاتا ہے

دیوہِ چھرا آسی اس آنٹی
اس طرح قید میں آکر بھی بادشاہ نے اپنا آپ چھڑا لیا

سنجن کنچن دُرجن ماٹی

کنچن جُرے بھئے دس کھنڈا
سونا دس ٹکڑے ہو کر بھی جڑ جاتا ہے

پھوٹ نہ ملے کانچ کر بھنڈا
لیکن کانچ کی ہانڈی ٹوٹ کر نہیں جڑ سکتی

جیسے تُرکھہ راجا چھر ساجا
جس طرح مسلمانوں نے دغا فریب کر کے راجا کو گرفتار کیا

تس ہم ساج چھڑاوہنہ راجا
اسی طرح ہم بھی مکر و فریب سے راجا کو چھڑائیں گے

دوہا

پُرکھہ تہاں پے کرے چھر جہنہ برسے نہ آنٹ
انسان کو چاہئے کہ جہاں اپنا زور نہ چلے وہاں دغا و فریب سے کام لے

جہاں پھول تہنہ پھول ہے جہاں کانٹ تہنہ کانٹ
جہاں پھول کی ضرورت ہو وہاں پھول چاہیئے اور جہاں خار کی ضرورت ہو وہاں خار

سورہ سے چنڈول سنوارے
پس سولہ سو پالکی تیار کی گئیں

کنور سجوِل کے بیٹھارے
اور ہتھیاروں سے تیار ہو کر راجپوت سردار اس میں بیٹھے

راج بیوان سو ساج سنوارا
پدماوت کا چنڈول نہایت خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا

چہنہ دِس چنور کرہنہ سٹ ڈھارا
جس پر ہر چار طرف سے چنور ہلایا جاتا تھا

بھے سنگ گورا بادل بلی
اسکے ساتھ بہت بڑے بہادر گورا اور بادل چلے

کہت چلے پدماوت چلی
اور یہ کہہ رہے تھے کہ پدماوت جا رہی ہے

سورہ سے سنگ چلیں سہیلی
سولہ سو سہیلیاں ہمراہ جا رہی ہیں

بیٹھہ لوہار سنجانے بھانو
پدماوت کے نام پر ایک چنڈول کا انتظام ہوا جسمیں ایک لوہار سوار ہو کر آگ کے بھبھوکے نکلتی چلی

ساج سے چنڈول[1] چلائے
سب پالکیاں سجا کر روانہ کی گئیں

سُرنگ وہار موت بہہ لائے
جنپر سو سو شرنگ غلاف چڑھا تھا اور بجتی جاتی تھیں

پدماوت کرسجا بیوانو
پدماوت کے نام پر ایک چنڈول کا انتظام ہوا

سُرنگ وہار موت بہہ لائے
جنپر سو سو شرنگ غلاف چڑھا تھا اور بجتی جاتی تھیں

دیکھہ بیوان دیوتا بھولہنہ
اُن پالکیوں کو دیکھکر دیوتا بھی فریفتہ ہوتے تھے

ہیرا رتن پدارتھہ جھولہنہ
ہیرا لعل وغیرہ جواہرات بیش قیمت ٹکائے تھے

کنول نہ رہا اور کو بیلی
جب کنول ہی نہ رہا تو دیگر بیلوں کی کون بات

---

[1] نوشابہ نام کی ایک رانی ہے جس کے یہاں سکندر چھپ کر گیا تھا۔ رانی نے اُسے پہچان کر بھی چھوڑ دیا اور اُس کی دعوت کی۔ آخر کار سکندر نے فریب سے اُسے گرفتار کر لیا ۱۲ مترجم

[2] ایک مرتبہ جنگل کے جانوروں نے یہ طے کیا تھا کہ شیر کے پاس باری باری جائیں اور وہ اُن کا شکار کرے۔ خرگوش اپنی باری پر نہ گیا اور جب شیر نے اُس سے پوچھا تو کہا کہ راستہ میں ایک شیر نے مجھکو آنے نہ دیا۔ اس پر شیر خرگوش کو لیکر آیا خرگوش نے کنویں پر جا کر شیر سے کہا کہ دیکھئے جب شیر نے کنویں میں جھانکا۔ تو اپنا اور خرگوش کا عکس نظر آیا شیر کو یہ سمجھا کہ دوسرا شیر کنویں میں کود گیا اور سب جانوروں کی آیندہ کے لئے جان بچی ۱۲ سید جعفر علی مصحح

دوہا

راجہہ چلیں چھوڑاوے تہنہ رانی ہوی اول
بادشاہ کے یہاں اپنے کو ضمانت میں رکھکر راجا کو چھڑانے کے لئے پدماوت چلی

تیس سہس تُرکھنیں سنگ سورہ سے چنڈول
سولہ سو پالکیوں کے ساتھ تیس ہزار گھوڑیاں بھی تعینات کی گئیں

راجا بندِ جیہ کے سونپنا

راجا رتن سین قید خانہ میں جیکے سپرد تھا

بنوا بادساہ سوں جائی
پھر بادشاہ کے پاس جاکر گذارش کی

بنتی کرے جہاں ہے پونجی
ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے کہ سب مال متاع

گا گورا تیہ پہنہ اگنا
گورا اُسکے پاس خفیہ طور سے پہلے گیا

اب رانی پدماوت آئی
کہ رانی پدماوت آگئی ہے

سب بھنڈار کے موہ سیو کونجی
اور تمام خزانہ کی کنجی میرے سپرد تھی اسلئے

تب رکھوار گئے سلطانی
یہ سنکر سلطانی جیل کا دارو غہ حفاظت کیلئے تعینات کیا گیا۔ جو رشوت لیکر پانی پانی ہو گیا تھا

ٹکا لاکھہ دس دیہہ انکورا
دس لاکھ اشرفیاں رشوت میں دیں

بنتی کینہہ پائیں گہہ گورا
اور قدموں پر گر کر گورا نے بہت عاجزی کی

چت اُرکے موہنہ سیو ہے کلی
اور چتوڑ گڑھ کی کنجی میرے پاس ہے

ایک گھری جو اگیا پاؤں
اگر ایک گھڑی کیلئے مجھے اجازت ہو

دیکھہ انکور بھیٹے جس پانی
تو وہ کنجی جاکر راجا کو دے آؤں

راجہہ سونپ مندر رہنتہ آؤں

دوہا

لینہہ انکور ہاتھہ جیہ جیو دینہہ تیہ ہاتھہ
جو جس کے ہاتھ سے رشوت کھاتا ہو وہ اُسی کو دل و جان دیدیتا ہے

جہاں چلاوے تہنہ چلے پھیرے پھرے نہ ماتھہ
پھر وہ جو کہتا ہے وہی کرتا ہے پھیرنے سے وہ پھر نہیں سکتا

لوبھہ پاپ کے ندی انکورا
رشوت طمع اور عذاب کی ندی ہے

ست نہ رہے ہاتھہ جو بورا
جہاں رشوت پر ہاتھ ڈالا کہ راستی گئی

بھاجیو گھیو رکھوار نہہ کیرا
رکھوالی کرنے والوں کا دل گھی کی طرح پگھل گیا

درب لوبھہ چنڈول نہ میرا
دولت کے لالچ میں پڑکر پالکی کی تلاشی نہ لی

جاوت ہیں سب نکھت ائیں
مانند ستاروں کے تمام سہیلیاں چاند کے ہمراہ

سورہ سے چنڈول سوئیں
سولہ سو پالکیوں میں چڑھکر آئی ہیں

بنتی کرے جورِ کر کھری
پدماوت دست بستہ کھڑی عرضیں عرض کرتی ہے کہ

جہنہ انکور تہنہ نیک راجو
جہاں رشوت ملتی ہے وہ راج اچھا نہیں ہوتا

جای ساہ آگے سر ناوا
بادشاہ سے سر جھکا کر عرض کیا

چت اُر جیت راج کے پونجی
چتوڑ گڑھ کی جتنی بھی دولت ہے

لے سونپوں راجا ایک گھری
ایک گھڑی کی اجازت ملے تو وہ کنجی لاکے سپرد کردوں

ٹھاکر کیر بناسے کاجو
رشوت خور مالک کا کام خراب کردیتی ہے

اے جگسور چاند چل آوا
کہ اے آفتاب جہاں خدمتیں چاند حاضر ہوگیا ہے

لے سوآئی پدماوت کونجی
اُس کی کنجی پدماوت لیتی آئی ہے

دوہا

اِہاں اُہاں کر سوامی دُو دُو جگت موہنہ آس
یہاں اور وہاں دونوں جہان کا جو مالک ہے مجھکو امید ہے کہ

پہلے درس دیکھاوہ تو پٹھوہ کیلاس
پہلے اُسکا دیدار کرادیں پھر بہشت کو بھیجنے کی عنایت فرمادیں

اگیا بھئی جای ایک گھڑی — چھوٹ پنچھ جو گھڑی پھیر بدھ بھڑی — چل بیوان راجا پہنہ آوا — سنگ چندول جگت سب بھاوا

حکم ہوا کہ پدماوت ایک گھڑی کیلئے جاسکتی ہے — جو گھڑا خالی ہو گیا تھا خدا نے اُسے پھر بھر دیا — چندول کے ساتھ سارا عالم تماشائی تھا

پدماوت کے بھیس لو ہارو — نکس کاٹ بندکینھہ جوہارو — اوٹھا کوپ جس چھوٹا راجا — چڑھا ترنگ ننگھہ اس گاجا

پدماوت کے بھیس میں بیٹھے ہوئے لوہار نے — چندول سے نکل کر راجہ کی ہتھیار کاٹ دیئے اور سلام کیا — جیوں ہی راجا قید سے چھوٹا کہ غصہ اُبل پڑا — اور گھوڑے پر چڑھکر شیر کی طرح گرجا

گورا بادل کھانڑے کاڑھے — نکس کنور چڑھہ چڑھہ بھے ٹھاڑھے — نیکھہ ترنگ گگن سر لاگا — کیہنہ جگت کر ٹیکی باگا

گورا بادل نے میان سے تلواریں نکال لیں — اور شاہزادے پالکیوں سے نکلکر گھوڑوں پر سوار ہو گئے — وہ گھوڑیاں ایسی تیز تھیں کہ انکا سر آسمان میں لگتا تھا — تیری تیری تر کمیوں سے اُن کی آگ روکی جا سکتی

جو جیوا و پر کھڑگ سنبھارا — مرنہار سو سہنھہ مارا

جسنے جان بچانے کیلئے تلوار سنبھالی ہے — وہ مرنے پر آمادہ ہو کر ہزاروں کو مار سکتا ہے

دوہا

بھئی پکار شاہ سوں سس اونگھت سونا نہہ — چھپر کے گھن گرا سا گھن گرا سے جا ہینہ

بادشاہ کو اطلاع ہی گئی کہ وہ سب پدماوت اور اُس کی سہیلیاں تھیں — فریب سے جنکو گھن لگا گیا تھا وہ اب گھن لگا کر نکل گئے

لیئی راجا چت اُرکھنہ چلے — چھوٹیو سنگھہ مرگ کھلبلے — چڑھا شاہ چڑھہ لاگ گو ہاری — کٹک اسوجھہ پری جگ ٹاری

راجا کو لیکر گورا بادل چیتور کو چلے گئے — مقید شیر کے چھوٹنے پر ہرنوں میں کھلبلی مچ گئی — پس بادشاہ نے چڑھائی کر کے ساون سر دار دشمن کو مار لیا — بیشمار لشکر سے تمام دنیا میں اندھیرا چھا گیا

پھر گورا بادل سوں کہا — گھن چھوٹ پن چاہے گہا — چہنہ دس آوے لوپت بھانو — اب یہ گوی اہے میدانو

پھر گورا بادل سے کہا کہ جو ٹا ہوا گھن اب پھر لگنا چاہتا ہے — ہر چہار طرف سے بادشاہ آفتاب کو ڈھکتا ہوا گھٹا آرہا ہے — اب یہی گیند اور یہی میدان ہوگا

توی اب راجہہ لے چل گورا — ہوں اب اُلٹ جروں بھا جورا — وہ چوگان ترک کس کھیلا — ہوی کھیلار ان جروں اکیلا

اے گورا بادل اب تو چیتور گڑھ لیچل — اور میں اب پلٹ کر اس کا مقابلہ کرونگا — ذرا دیکھوں تو یہ ترک کس طرح مثل چوگان کے ہمارے ہاتھ آتا ہے — میں کھلاڑی بنکر اکیلا میدان میں اسکا مقابلہ کرونگا

توپاوؤں بادل اس نادں — جو میدان گوی لے جاؤں

میرا نام بادل اُس وقت موزوں ہوگا — جب گیند کو بلے سے نکال کر لاؤنگا

دوہا

آج کھڑگ چوگان گہہ کروں سس رپ گوی — کھیلوں سو نہہ ساہوں ہال جگت مہنہ ہوی

آج میدان میں چوگان کے مانند تلوار سے دشمن کا سر کاٹ کر گیند بناؤں گا — اور بادشاہ سے مقابلہ کر کے دنیا میں بلیں مچا دوں گا

تب اگمن ہوی گورا ہلا — توی راجہہ لیئی چل بادلا — پتا مرے جو سنکرے ساتھا — پیچ نہ دیئی پوت کے ماتھا

یہ سنکے گورا آگے بڑھ کے بادل سے ملا — اور اُس سے کہا اے بادل تو راجا کو لیکر چلا جا — تو بیٹا کو اپنی موت کا منظر نہ دکھلاوے

میں اب آو کھری دیکھونجی
میری عمر اب پوری ہو چکی ہے کوئی تمنا باقی نہیں

کا پچھتا وا آوے جو جی
جب عمر پوری ہو گئی تو پچھتاوا کیسا

بہتتھہ مارِ مروں جوجھی
اگر میں مرونگا تو بہتوں کو مار کر مروں گا

تم جُن رویہہ تو من بوجھی
تم میرے لئے نہ روؤ اس سے میری روح کو راحت ملیگی

کنور سہس سنگ گورا لیتھے
گورا نے ایک ہزار کنور سردار کو اپنے ساتھ لیا

اور سیر بادل سنگ کیتھے
اسکے علاوہ جو بچے انھیں بادل کے ساتھ کر دیا

گورا سے اخیری رخصت لیکر بادل گرجا

پور کھہ دیکھہ چاو من باڑھا
مرد بہادر کو دیکھکر دل میں اُمنگ پیدا ہوئی

گورا لوٹ کر میدان میں آ کھڑا ہوا

چلا لئے آگے کر راجا
اور راجا رتن سین کو آگے کر کے چلا

دوہا

آو کٹک سُلطانی گگن چھپا مِس ما نجھہ
آتی ہوئی سلطانی فوج کی کثرت سے آسمان اُسکی سیاہی میں چھپ گیا

پرتِ آو جگ کاری ہوتِ آو دِن سانجھہ
تمام عالم تاریک ہو رہا ہے اور دن میں شام کا منظر دکھلائی پڑتا ہے

ہوی میدان پری لجی بی
میدان جنگ میں اچھے جوڑ کا مقابلہ ہے

کھیل ہار دہنہ کا کر ہوئی
معلوم نہیں اس کھیل میں کون زیر ہوگا

جوبن تری چڑھی جورانی
جورانی جوانی کے گھوڑے پر سوار تھی

چلی جیت یہ کھیل سیانی
وہ تو اس کھیت کو جیت کر نکل گئی

کٹ چوگان گوی کچ ساجی
کمر مثل گیند کا بلا اور پستانیں مثل گیند کے درست

ہیہ میدان چلی لینی باجی
یہ سینہ مثل میدان کے تھا جوانی کے گھوڑے پر چڑھکر جنگ فتح کرنی

ہال سو کرے گوی لے باڑھا
گیند لیکر کھیل کے میدان میں آئی جس سے بلبل مچلی

کوری دو دُو کے کاڑھا
کھیل کے دونوں ٹیلے عہد کر کے تیار کئے

بھئیں پہاروے دونو کوری
وہ دونوں ٹیلے مثل پہاڑ کے ہو گئے

دِسٹ نیر پہنچت سٹھ دوری
کہ دیکھنے سے نزدیک ہیں لیکن پہونچنے میں بہت دور

سالے ہیے نہ کاڑھے کو دُو
جو دل میں اس طرح چبھتے ہیں کہ کوئی نکال نہیں سکتا

ٹھاڑھہ بان اس جانہہ دوو
مثل تیر کے وہ دونوں ٹیلے استادہ ہیں

سالہنہ ہیہ نجاہنہ سہہ ٹھاڑھے
اسکے چبھنے سے مرنا قبول ہے لیکن اُن تیروں کا نکالنا قبول نہیں

دوہا

محمد کھیل پریم کر گہر کٹھن چوگان
اے محمد محبت کا کھیل بہت گہرا ہے اور چوگان بہت سخت

سیس نہ دیجے گوی جم ہال نہ ہوی میدان
گیند کیطرح اسمیں سر نہ دینا چاہئے جس سے میدان میں زلزلہ نہ برپا ہو

پھر آگے گورا تب ہانکا
پھر کر گورا نے آگے للکارا

کھیلوں کروں آج رن ساکا
کہ آج میدان میں کھیلکر بہادری قائم کرونگا

سو ہل جیس گگن پر اہیں
مانند ستارہ سہیل کے میں آسمان کے اوپر رہتا ہوں

میگھ گھٹا موہنہ دیکھہ بلاہیں
مجھے دیکھکر بادل کی گھٹائیں مائل ہو جاتی ہیں

ہوں کیہئے دھولا گر گورا
میں تو مثل دھولاگر پہاڑ کے ثابت قدم ہوں

ٹروں نہ ٹارے اٹک نہ مورا
جو ٹالنے سے ٹلتا نہیں اور نہ پیٹھ دکھلاتا ہے

سہسو نین اندر سم لیکھوں
اندر کی طرح ہزار آنکھوں سے دیکھتا ہوں

سہسو سیس سیس سم لیکھوں
مانند سیس ناگ کے ہزار سر والا ہوں

چار یو بھیجا چتر بھج آجو
آج مانند لچشن بھگوان کے چار بازو تیر رہے ہیں

کنس نہ رہا اور کوسا جو
جس سے راجا کنس بھی نہ بچ سکا تو دوسرے کی کیا حقیقت

ہوں ہوی بھیم آج رن گا جیا
میں آج مانند بھیم کے میدان میں گرجتا ہوں

پاچھے گھال ڈنگوے راجا
راجا کو اپنے موتیے کا سی افظ مانند ٹیلے کے بتایا ہے

ہوی ہنونت جمکا تر ڈھا ہوں
میں ہنومان بنکر ملک الموت کی ہستی مٹا دونگا

آج سوا م سانکرے نباہوں
آج مالک کو وقت مشکل میں بچاؤنگا

دوہا

ہوی نل نیل آج ہوں دیہہ سمد مہنہ مینڈ
آج میں ونیل بنکر سمندر میں پل باندھ دوں گا

کٹک ساہ کر ٹیکوں ہوی سمیر رن بینڈ
بادشاہ کی فوج کو بچا کر رہوں گا درمیان میں کوہ سمیر کے مانند آڑے ہو کر

اونٹی گھٹا چھوندس آئی
شاہی فوج مانند گھٹا کے ہر چہار طرف سے چھا گئی

چھوٹھہ بان سیکھہ جھرلائی
اور مانند مینھ کے تیروں کی جھڑی لگ گئی

ہاتھنہ کہے کھڑگ ہر دوانی
ہر روان کی مشہور تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے

چمکہنہ سیل بیج کے بانی
برچھیاں مانند بجلی کے چمکتی تھیں

نیجا اوٹھے ڈرے من اندو
نیزہ کے اٹھنے سے راجا بہشت اندر ڈر جاتا

آی نہ باج جان کے ہندو
کہیں ہندو سمجھ کر مجھ پر نہ آ پڑے

پہنچے آی ترک سب بادی
اور ترکی دشمن کی فوج آ پہونچی

ڈوے ناہنہ دیو جس آدی
ہو بہو شیطان کی طرح ممتا نہیں

باسک ڈرے سیس جن باجا
جن سے اژدہا تخت الثری کا سر پیٹنے لگتا تھا

سو جھہ بان جس آوہنہ گاجا
تیر مانند بجلی کے سیدھی چوٹ کرتے تھے

جس میمنت سونڑ بن ہاتھی
جس طرح بغیر سونڈ کا متوالا ہاتھی

گورے ساتھ لینیہ سب ساتھی
گورا نے اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیا

سب مل پہل او ٹھونی کنیھی
سب نے مل کر پیشتر سے حملہ کیا

آوت آئی ہانک رن دنیھی
میدان جنگ میں پہونچتے ہی دشمن کو للکارا

دوہا

رنڈ منڈاب لوٹھنہ سیو بکھتر او کو نڑ
دھڑ اور سر مع زرہ بکتر اور جنگی آہنی ٹوپی کے کٹکر زمین پر گرنے لگے

ترے ہو ہنہ بن کاندھے ہست ہو ہنہ بن سونڑ
گھوڑے بغیر کندھے کے اور ہاتھی بغیر سونڈ کے ہو گئے

او نوت آی سین سلطانی
سلطانی فوج امنڈتی ہوئی آ پہونچی

جانہنہ پرے آو تلانی
گویا قیامت کا وقت آ گیا

لوہے سین سوجھہ سب کاری
آہنی سامان سے آراستہ تمام فوج سیاہ نظر آتی تھی

تل ایک کہوں نہ سوجھہ گھاری
کہیں ایک تل بھی خالی نہ دکھلائی دیتا تھا

کھڑگ پھولا دترک کاٹھے
سب ترک شمشیر فولادی نکالے تھے

دھرے بیج اس چمکہنہ ٹھاٹھے
جنگی ہتھیار دیکھ کر مانند بجلی کے گھوڑے چمک رہے تھے

پیلوان گج پیلے بانکے
فیلبان مست ہاتھیوں کو دبائے گھسے آتے تھے

جانہنہ کال کرہنہ دی پھانکے
گویا ملک الموت کو بھی دو ٹکڑے کر دیں گے

جن جمکات کرہنہ سب بھوں
گویا ملک الموت کی تلواریں چمک رہی ہیں

سیل سرپ جن چاہنہ ڈسا
برچھیاں سانپ کی طرح ڈسنا چاہتی ہیں

لینہ کاڑھہ جیو مکھہ بکھہ بسا
اُن کے منھ زہر آلودہ ہیں جان لیکر چھوڑتی ہیں

	تہنہ سامہنہ گورارن کو یا انکے مقابلے میدان جنگ میں گورا نے مورچا لیا	انگد سرس پانوں بھئیں دیا مثل انگد کے زمین میں پانوں اڑا دیا	
دوہا	سُپرکھہ بھاگ سجانے بھئیں جو پھر پھیری مرد بہادر میدان جنگ سے بھاگتا نہیں جانتا چاہے وہ زمین پر بار بار گرتا رہے	سورگے دو و کر سوام کاج جیو دیئی دونوں ہاتھ میں قلم لئے ہوئے مالک کی خاطر جان دے رہا ہے	
بھئی بگمیل سیل گھنگھورا دوتل نو گھوڑ سوار فوج نے چھپیوں سے بے تحاشا حملہ کیا	او گجپیل اکیل سو گورا دوسرے ہاتھیوں کی ریل پیل لیکن گورا اکیلا ڈٹا رہا	سہس کنور سہسوست باندھا اُسکے ساتھی ہزاروں کنور نے عہد کیا	بھار پہار جو جھہ کر کاندھا کہ اس جنگ کا بار ہم لوگ اپنے کندھے پر لیتے ہیں
لگے مرے گورا کے آگے پس گورا کے سامنے وہ سب کنور مرنے لگے	پاگ نہ مور گھا ؤ کھہ لاگے منہ پر زخم کھا کر بھی گھوڑے کی باگ نہ موڑی	جیس پتنگ آگ دھنس لیئی جسطرح پروانے آگ میں کودنے لگتے ہیں	ایک موے دوسر جیو دیئی ایک مرتا تو دوسرا جان دینے کو اُسی جگہ آموجود ہوتا
ٹوٹہنہ سیس ادھر دھر مارے سر کٹ جاتا تو دھڑ اُس کا دشمن کے دھڑ پر وار کرتا تھا	لوٹہنہ کند رھہنہ کندھہ نزارے بیشمار دھڑ زمین پر کندے سے کندھا ملائے پڑے تھے	کوئی پرہنہ رُہر ہوئے رُلتے کوئی سُرخ لہو میں ڈوبے گرے پڑے تھے	کوئی گھائل گھو مہنہ ماتے اور کوئی زخمی ہو کر دیوانے کی طرح چیختے چلاتے
	کوی کھڑ کھیہہ گئے بھر بھوگی گویا اُس سردار گھوڑے کی ٹاپ سے نکلی ہوئی دھول میں بھر گئے۔ گویا وہ جوگی بنکر خاک مائے زمین پر پڑے ہیں	بھسم چڑھائی پرہوی جوگی بھسم ملے ہوئے جوگی کی طرح	
دوہا	گھری ایک بھارت بھا بھا اسوار نہہ میل گھڑی بھر سخت معرکہ ہوا اور بچے ہوئے سوار آ ہم ملے	جوجھہ کنور سب نبرے گورا رہا اکیل ہزاروں کنور سب کام آ گئے صرف اکیلا گورا بچا	
گورے دیکھہ ساتھ سب جوجھا گورا نے جب دیکھا کہ ہمارے سب ساتھی لڑائی میں کام آ گئے	آپن کال نیڑ بھا بوجھا تو اپنے کو بھی موت کے نزدیک سمجھا	کوپ سنگھہ سامہنہ رن میلا پس غصہ میں بھر کر شیر کی طرح میدان جنگ میں کود پڑا۔ اور اکیلا ہونے ہوئے لاکھوں سے بھڑ گیا	لاکھنہ سوں نہہ مرے اکیلا لاکھوں سے بھی وہ نہیں مرتا
لیئی ہانک ہستھہ کے ٹھٹا ہاتھ کی جھی ہوئی تلوار کو للکار کر تر تر کر دیا	جیسے پون بدارے گھٹا جس طرح بادل کی گھٹا کو ہوا اُڑا دیتی ہے	جیہ سر دیئی کوپ کروا رو غصے میں بھر کر گورا جس کے سر پر تلوار مارتا	سیو گھوڑے لوٹے اسوارو وہ سوار مع گھوڑے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا
لوٹہنہ سیس کبندھہ نارے سر اور دھڑ زمین پر پڑے، الگ الگ لوٹتے تھے	ماٹھہ مجیٹھہ جنہہ رن ڈھارے مرشل غصے میں بھرے مجیٹھے میدان جنگ میں نظر آتا تھا	کھیل پھاگ سیندر چھڑکاوا گویا پھاگ کھیل کر سیندور چھڑکا گیا ہے	چانچر کھیل آگ جنہ لاوا اور گویا چانچر کھیل کر ہولی میں آگ لگائی گئی ہے
	ہستی گھوڑ دھای جو دھوکا ہاتھی اور گھوڑے دوڑ کر جو گورا پر ٹوٹتے تھے	تاہِ کینھہ سورُ ہیر بجھوکا انھیں لوہان کر کے انگارے کی طرح سرخ کر دیتا	

دوہا

بھئی اگیا سُلطانی بیگ کرہُ یہہ ہاتھہ
سلطان کا حکم ہوا کہ اسے بہت جلد گرفتار کر لو

رتن جات ہے آگے لئے پدارتھہ ساتھہ
ورنہ رتن سین جواہر بے بہا پدماوت کو اپنے ساتھ لیکر ملک عدم جا رہا ہے

سبے کٹک مِل گورہِ چھینکا
سب فوج نے چاروں طرف سے گورا کو گھیر لیا

گو نجت سنگھہ جای نہہ ٹیکا
لیکن گرجتا ہوا شیر کپڑا نہیں جا رہا ہے

ترک بولا وہنہِ بولے ہاہاں
ترکی سکوز بان سے بُلاتے لیکن پولتیں اسکی ہا ہیں

گورے مِیچ دھری جیو ماہاں
گورا اپنے دل میں اپنی موت سمجھ چکا تھا

جنِ جانہہ گورا سوا کیلا
یہ نہ سمجھنا کہ گورا اکیلا ہے

سنگھہ کے مونچھہ ہاتھہ کو میلا
شیر کی مونچھ کو ہاتھ کون لگا سکتا ہے

جیہ دِس اوٹھے سوہی جن کھاوا
جس کی طرف دوڑتا اُسے گویا کھا لیتا

کرے سنگھہ مُکھہ سو نہہ ڈیٹھی
شیر منہ کے سامنے ہی نگاہ رکھتا ہے

پلٹ سنگھہ تیہ ٹھانوں نہ آوا
وہ شیر پھر اُس مقام پر لوٹ کر نہ آیا

مُئے پُن جوجھہ جاج جگدیوہ
جاجا اور جگدیو میدان میں لڑ کر مر گئے

جیئت نر ہا جگت مہنہ کیوہ
دنیا میں کوئی شخص زندہ نہ رہا

سنگھہ جیت نہہ آپ دھراوا
شیر جیتے جی اپنے کو گرفتار نہیں کرا سکتا

مُئے پاچھہ کوئی گھسیاوا
مرنے پر نعش کو جا ہے جو کوئی گھسیٹے

جو لاگ جیئے دیئی نہہ پیٹھی
جب تک زندہ رہتا ہے پیٹھ نہیں دکھلاتا

دوہا

رتن سین جو باندھا مِس گورا کے گات
راجہ رتن سین جو گرفتار ہوا اسکی سیاہی گورا کے جسم میں لگی ہے

جو لاگ رُہر نہ دھووُں تو لاگ ہوی نہ رات
جب تک اُس کو خون سے نہ دھوؤں گا تب تک سرخروئی حاصل نہیں ہو سکتی

سرجا بیر سنگھہ چڑھہ گا جا
بہادر سرجا شیر پر چڑھ کر گرجا

آی سو نہہ گوراسوں باجا
اور میدان میں آکر گورا کو للکارا

مدد ایوب سیس چڑھہ کوپے
غصہ ور ایوب پہلوان بھی سر پر سوار ہوا

مہا مال جے نائوں الوپے
اور بہادر مہامال جسکا نام مذہ حاضر ہے وہ بھی مرنے پر تیار تھا

اوتا یا سالار سو آئے
اور سالار مسعود غازی بھی آئے

جیئی کورو پانڈو پنڈ پائے
جن کی شخصیت مثل کورو پانڈو کے تھی

مارسیں سانگ پیٹ نہہ دھنسی
سر جانے گورا کے پیٹ میں بلم مارا جو گھس گیا

پہلوان سو بکھانا بلی
وہ ایک مشہور طاقت ور پہلوان تھا

لند ھور دھرا دیو جس آدی
جس طاقت نے لند ھور دیو کو مغلوب کیا تھا

پہنچا آی سنگھہ اسوارو
وہ سر جا شیر پر سوار آ پہونچا

کاڑھیں ٹھک آنت بھئیں گھسی
اور جینے ورسے کھینچکر نکالا تو آنتیں زمین پر گر پڑیں

مدد میر حمزہ اوسے علی
جسکی مدد میں میر حمزہ اور مرتضیٰ علی کا اقبال تھا

اور کو بر باندھے کو بادی
اور کس شمن کی طاقت ہو جو اس سے مقابلہ کر سکے

جہاں سنگھہ گورا بر یارو
جہاں مثل شیر کے طاقتور بہادر گورا تھا

دوہا

بھانٹ کہا دھن گورا تو بھارا ون راؤ
بھاٹ نے کہا شاباش گورا تو مثل راجہ راون کے بہادر ہے

آنت سمیٹ باندھ کے ترے دیت ہے باؤ
آنت سمیٹ کر باندھ لے گھوڑا ٹاپ رہا ہے

کہیں انت اب بھاجُہیں پرتا
گورا نے کہا آخر اب تو نہ میں پر گرنا ہی ہے

سرجے لینھہ سانگ پرگھاؤ
سرجا نے اپنی سانگ پر گورا کے تلوار کی چوٹ لی

جانہہُ بجر بجر سوں باجا
گویا سخت پتھر آپس میں لڑ رہے ہیں

انت تے کھسے کھیہہ سر بھرنا
اب جہاں گرے کہ مٹی میں ملنا ہوگا

پر اکھڑگ جن پر انہاؤ
گورا کی تلوار سرجا کی سانگ مثل نہائی کے پڑی

سب ہی کہا پری اب لگا جا
سب نے کہا کہ بجلی گری

تیسر کھڑگ کونڑ پہ لاوا
تیسرا وار سر کے ٹوپ آہنی پر کیا

کہہ کے گرج سنگھہ اس دھاوا
گورا ایسا کہکر گرجا اور شیر کی طرح دوڑ کر

بجرک سانگ بجر کے ڈانڑا
سانگ اور تلوار دونوں مثل سخت پتھر کے تھے

دوسر کھڑگ کندھہ پر دینھا
گورا نے تلوار کا دوسرا وار کندھے پر کیا

کاندھہ گرج ہت گھاؤ نہ آوا
لیکن کندھے پر گزر کے خاص زخم نہ لگا

سرجا سار دول پہنہ آوا
سرجا طیر کے پاس آیا

اٹھی آگ تس باجا کھانڑا
باہم دونوں کی ضرب پڑتے ہی آگ پیدا ہوگئی

سرجے وہ اوڑن پر لینھا
سرجا نے اُسے ڈھال پر روک لیا

دوہا

تس مارا ہٹھہ گورے اٹھی بجر کے آگ
کوی نیڑے نہنہ آوے سنگھہ سدورہ لاگ

ضد میں آکر گورا نے سرجا پر ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ سخت پتھر کی طرح آگ پیدا ہوگئی
کوئی نزدیک کیسے آسکتا ہے جب دو شیر آپس میں جنگ کر رہے ہیں

تب سرجا کو نیا برسنڈا
تب زبردست زور آور سرجا غضب میں آیا

جنہہُ سدور کیر بھجبنڈا
جس کے بازو مانند شیر کے تھے

کوپ گرج ماریس تس باجا
غصہ میں آکر گرجا اور ایسا ہاتھ مارا

جانہہُ پری ٹوٹ سرگا جا
گویا سر پر بجلی ٹوٹ کر گر پڑی

ٹھانٹھر ٹوٹ پھوٹ ستراسو
سر پھوٹ کر ہڈیاں چور چور ہوگئیں

سیو سمیر جن ٹوٹ اکاسو
گویا کوہ سمیر کو لیکر آسمان ٹوٹ پڑا

دھمک اوٹھا سب سرگ تارو
آسمان سے تحت الثری تک دھماکا اٹھی

پھرے گے دیٹھہ پھر اسنارو
نگاہیں دنیا سے پھر کر محشر کی طرف ہوگئیں

بھے پرلے اس سب ہی جانا
سب نے جانا کہ قیامت آگئی

کاڑھا کھڑگ سرگ نیڑانا
مجروح جسم سے تلوار کھینچتے ہی موضع بہشت کو پہنچ گئی

تس ماریس سیو گھوڑے کاٹا
سرجا نے ایسی تلوار ماری تھی کہ گھوڑے کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے

دھرتی پھاٹ سیس پھن پھاٹا
زمین کے پھٹنے سے سیس ناگ کا پھن پھٹ گیا

جواتِ سنگھہ بری ہوی آئی
شیر جاہے جتنا زور آور ہو کر مقابلہ کرے

سار دول سوں کون بڑائی
لیکن سیمرغ سے وہ ہرگز بڑا نہیں ہوسکتا

دوہا

گورا پرا کھیت مہنہ سُر پہنچا وا پان
بادل لیگا راجا لے چت اُر نیڑان

گورا میدان جنگ میں پڑا کہ فرشتوں نے اُسے بہشت کی دعوت دی
اور بادل راجا رتن سین کو لے جا کر چتوڑ گڑھ پہونچا

بندھن موکش و پدماوتی ملن کھنڈ

پدماوتِ من رہی جوجھوی
پدماوت کا دل جو سوکھ رہا تھا

مُنت سرووَر رہیہ گا پوری
وہ راجا کی آمد کا مانند تالاب کے بھر گیا

اور اہہ ہُلاس جم ہوئی
اور انچھتر برسنے سے زمین سرسبز ہوتی ہے

سُکھ سُہاگ آدر بھاسوئی
اسی طرح پدماوت سکھ سہاگ اور عزت سے پر ہو گئی

تِلن نیک دل کینھہ انکورو
کنول کی ڈنڈی میں پھر انکھوا پیدا ہوا

بگسا کنول اُواجب سورو
اور آفتاب کے طلوع ہونے پر کنول کھلتا

اوسر آن دھرا بدھہ چھاتا
خدا نے پدماوت کے سر پر چھتر آراستہ کیا

لاگیو اودے ہوی جس بھوا
جس طرح آفتاب طلوع ہونے پر صبح ہوتی ہے

رین گئی دِن کینھہ انجورا
کہ رات گزری اور دن کا اُجالا ہوا

استِ استِ کے پائی کلا
واہ واہ کرکے راحت حاصل ہوئی

آگے بلی کٹک سب چلا
فوج نے تیار ہو کر سلامی دی

دیکھہِ چانداس پدمنِ رانی
مثل چاند کے پدماوت رانی کو دیکھکر

سکھی کمود سے بگسانی
سہیلیاں مثل گل نیلوفر کے شگفتہ ہوئیں

دوہا

گہن چھوٹ دنیر کر سِس سوں بھیو میراو
آفتاب کا گہن چھوٹا اور چاند سے ملاقات ہوئی

مندر سنگھاسن ساجا جانگ بدھاو
راج محل میں تخت آراستہ ہوا اور شہر بھر میں شادیانے بجنے لگے

بہنس چاندیئی مانگ سیندورو
چاند پدماوت بخوشی مانگ میں سیندور بھر کر

آرت کرے چلی جہنہ سورو
آفتاب کے مانند شوہر کو آرتی اُتارنے چلی

جن بسنت رِت پلھی چھوٹی
گویا موسم بہار میں نئی کونپلیں نکلی ہیں

کی ساون مہنہ بیر بہوٹی
یا کہ ساون مہینے میں بیر بہوٹی کی طرح

ڈھپہ مردنگ مندر بہ باجے
محلوں میں دفعہ مردنگ باجے بجوں بجانے لگے

اِندر سید سُن بسے سولاجے
جسکی آواز سے شت کا راجا اندر نادم ہوا

چِت اُرکے رانی جہنہ تائیں
جو مانحت چتوڑ گڑھ راج کی رانیاں تھیں

اوگو ہن سِس نکھت تم ائیں
چاند پدماوت کے ساتھ مثل ستاروں کے

جگت بات ہوی چلا سیندورو
سیندور کی سُرخی سے تمام عالم سرخ ہو گیا

بھا انند باجا گھن تورو
ترہی وغیرہ شادیانے باجے کثرت سے بجنے لگے

پدماوتِ مکھہ کنول بگا سا
کہ پدماوت کا چہرہ مانند گل کنول کے شگفتہ ہو گیا

راجا جہاں سورپگا سا
جیوں ہی راجا مانند آفتاب کے طلوع ہوا

سورُج کنول آن سر دھرا
آفتاب راجا نے کنول پدماوت کے آگے سر خم کیا

دوہا

سیندُر پھول تمول سوں سکھی سہیلی ساتھ
مہ سکھی سہیلیوں کے پدماوت سیندور - پھول اور پان سے

دھنِ پوجے پیو پائیں دوی پیو پوجا دھن ہاتھ
شوہر کے دونوں قدموں کی اور شوہر نے اہلیہ کی پیشانی کی پوجا کی

پوجا کون دیوں تمھ راجا
اے راجا تمھیں کیا نذر کروں

تن من جوبن آرت کروں
جسم، دل اور جوانی کی آرتی کرے

جیو کا ڑھہ نیوچھاور دِھروں
جان لیکر تم پر نچھاور کرتی ہوں

پنتھہ پورے دستِ بچھاؤں
تمھاری راہ بھر میں آنکھیں بچھاتی ہوں

پائیں نہارت پلک نہ ماروں
قدموں کو دیکھتے ہوئے پلک نہ ماروں

ہیہ سو مندر تمھرے ناہیں
اے مالک یہ دل تمھارا ہی محل ہے

بیٹھہ پاٹ چھتر نوپھیری
نیا چھتر پھر اکر تخت پر بیٹھو

تمھرے گرب گروی میں چیری
میں کنیز تمھاری شان شان والی ہوں

سبے تمھا رآ و موہنہ لاجا
سب کچھ تمھارا ہی ہے اس لئے مجھے شرم آتی ہے

تم پگ دھرہ سیس میں لاؤں
جہاں تم قدم رکھو وہاں میں اپنا سر رکھوں

نین پنتھہ پیٹھہ تیہ ملہاں
آنکھوں کی راہ سے اس دل میں گھس کر بیٹھو

کہے جو جیو کرے سو کیا
روح جو کہے جسم وہی کرے

تم جیو میں تن جولہہ میا
جب تک یہ دنیا ہے تم روح ہو اور میں جسم

دوہا

جو سورُج سر اوپر تورے کنول سرچھات
جب تک سر پر آفتاب ہے تب تک کنول کے سر پر چھتر ہے

ناہنت بھرے سرور سوکھے پُرُن پات
ورنہ بھرے تالاب میں بھی کنول کے پتے سوکھ جاتے ہیں

پرسِ پائیں راجا کے رانی
رانی پدماوتی نے راجا کی مذہبوسی کرکے

پُن آرت بادل کہنہ آنی
بادل کیلئے آرتی سجائی

بوجے بادل کے بھجنڈا
بادل کے بازوؤں کی پوجا کی

ترے کے پانوں داب کر گھنڈا
اور اپنے ہاتھوں سے گھوڑے کے پاؤں دبائے

یہ گج گون گرب جو مورا
یہ جو میری شان مانند رفتار فیل مست کے ہے

تھہ راکھا بادل اوگورا
اُسے گورا بادل تم دونوں بہادروں نے رکھ لیا

سیندُر تلک جو آنکس اہا
مثل آنکس کے یہ جو سیندور اور تقشہ ہے

تھہ راکھا ماتھے تورہا
اسکی حفاظت تمھارے ہی کرنے پر ہوئی

کا چھہ کا چھہ تم جیو پر کھیلا
کمر کس کر تم جان پر کھیل گئے

تھہ جیو آنِ منجو کھا میلا
تم نے روح لاکر میرے جسم میں پنہاں کردی

راکھا چھات چنورا ودھارا
تم نے چھتر تان کر کے چنور ڈھلایا

راکھا چھدر گھنٹ جھنکارا
اور گھونگرو دار کردھنی کی حفاظت تمنے کی

تم ہنونت ہوی دُھجا پیٹھے
جب تم ہنومان بنکر جھنڈا پر بیٹھے

تب چت اُرپہ آی بیٹھے
تب محبوب نے چتوڑ گڑھ کا تخت حاصل کیا

دوہا

پُن گج مت چڑھا وانیت بچھائی کھاٹ
پھر راجا کو مست فیل پر چڑھایا اور اسکے لئے ارشی چادر سے آراستہ پلنگ بچھایا

باجت گاجت راجا آی بیٹھہ سکھہ پاٹ
اور باجے گاجے کے ساتھ راجا آکر سکھ چین سے تخت پر بیٹھا

نس راجے رانی کنٹھہ لائی
رات ہونے پر راجا نے رانی کو گلے لگایا

پیو مرجیا نا رجن پائی
محبوب مرکر زندہ ہوا اور محبوبہ کو پایا

رتِ رتِ راجے دُکھہ گسارا
تھوڑا تھوڑا بیان کرکے راجہ نے دُکھ نکالا

جیت جیو نہنہ ہوُں نارا
اور کہا کہ جیتے جی اب الگ نہیں ہونگا

ا ایک مقال میں جو ہنومان کے جوانی بھلا کر حسن کا زیادہ عظمت مشہور ہوئی ہے اور یہ بھی ہے کہ سیتا دیوی نے ہنومان کو یہ کہکر کہ تم بوڑھے ہو گئے ہو اپنے کانوں کے کنڈل دیئے تھے ۱۲

کٹھن بندِ تُرکنھہ لیئی گھا
ترکوں نے سخت قید میں ڈالا تھا

جو سنوروں جیو پیٹ نہ رہا
جب اسکی یاد کرتا ہوں تو پیٹ میں جان نہیں رہتی

گھالِ نگڑ اوبری لیئی ہیلا
پاؤں میں بیڑی ڈال کر تنگ کوٹھری میں ڈالا

سانکر اوندھیار دُہیلا
اوّل تو نہایت تنگی دوسرے سخت تاریکی

کھِن کھِن کرہنہ سنڈاسنھہ آنکا
تھوڑا تھوڑا سنسیوں سے داغتے تھے

اونت دُوم چھوا ونہہ بانکا
اور ڈوم روزانہ بانک[1] چھواتے تھے

بھوجن سوی رہے بھر سانسا
کھانا صرف اتنا ملتا تھا جس سے دم باقی رہے

پاچھے سانپ رہے ہنہ چھانہ پاسا
علاوہ اس کے ہر چہار طرف سانپ پھرتے تھے

رانڈھہ نہ تہنواں دوسر کوئی
وہاں کوئی دوسرا پاس نہ تھا

سنجنوں پون پان کس ہوئی
اسکا گمان بھی نہ پاتا کہ ہوا پانی کس طرح چلتا ہے

دوہا

آس تمھارِ ملن کے تب سو رہا جیو پیٹ
تمھارے ملنے کی امید تھی اسی لئے اُس وقت جسم میں جان رہ گئی

تا نہنت ہوت نراس جو کت جیون کِ بھینٹ
ورنہ اگر تمھاری ملاقات سے مایوس ہو جاتا تو پھر کہاں زندگی اور کہاں ملاقات

تمھ پیو آسی پری اس سیرا
اے پیارے تمہیں تو ایسا وقت پڑا تھا

اب دُکھہ سُنہہ کنول دھن کیرا
اور اب اپنی اہلیہ کنول پدماوت کا دُکھ سُکھ

سرور سوکھہ کیو بن توہیں
تو تمھارے بغیر تالاب سوکھ گیا

چھوڑ گیو سرور ہنہ موہیں
جب تم مجھ کنول کو تالاب میں چھوڑ کر چلے گئے

کیل جو کرت ہنس اُڑ گیوؤ
جو پرندے ہر تالاب میں کھیلتے تھے وہ اُڑ گئے

دِنیر نیٹ سو بیری بھیوؤ
سورج ایک دم دشمن ہو گیا

گیں تج لہریں پُرن پاتا
لہریں کنول کے پتوں کو چھوڑ کر غائب ہو گئیں

بھیوں دھوپ سر ہیو نہ چھاتا
سر پر چھپر کا سایہ نہ رہا دھوپ میں مرنے لگی

بِرہ آسی بیٹھا ہوی کاگا
ہجر کوّا بن کر آ بیٹھا

کاگ چونچ تس سانے نہاں
اے شوہر مانند کوّا کے ہجر مجھے اسطرح تکلیف دیتا ہے

بھیوں مین تن تلپھے لاگا
مثل مچھلی کے جسم تڑپنے لگا

کہوں کاگ اب تہنہ لیئی جاہی
اُس ہجر سے میں کہتی تھی کوّے مجھے وہاں لیچل

جہنواں پیو دیکھے موہنہ کھاہی
جہاں محبوب دیکھے کہ تم مجھے کھا رہے ہو

جس بندِ تو رسال ہیہ ماہاں
جس طرح تمھارا قید ہونا دلیں جھتا تھا

دوہا

کاگ اوگدھہ نہ کھنڈ ہنہ کا مارہنہ بہہ منہ
کوّے اور گدھہ مجھے مار کر کھانے سے تھے آخر کار مارتے کیا میں یوں ہی بالکل لاغر ہو گئی

یہہ پچھتاوے سُٹھہ میوں گیوں نہ پیو سنگ بنہ
اس پچھتاوے سے اور بھی مری جا رہی تھی کہ شوہر کے ساتھ قید ہو کر نہ گئی

تیہ اوپر کاکہوں جو ماری
اس کے بعد مصیبت کیا بیان کروں

دِکھم پہار پر اُدکھہ بھاری
ایک تو سخت پہاڑ اور اُسپر یہ بھاری دُکھ

دوتی ایک دیو پال پٹھائی
راجہ دیو پال نے ایک کٹنی بھیجی تھی

باھن بھیس چھرے موہنہ آئی
باھمنی کے بھیس میں آکر مجھے ٹھگنا چاہا

کہے تو رہوں آہنہ سہیلی
اُس نے کہا کہ میں تمھاری سہیلی ہوں

چل لیئی جاؤں بھنورا رہنہ بیلی
اے بیلی چل جہاں بھنورا ہے ہاں تجھے لیچلوں

اوہ کر بول لاگ بکھہ ساندھا
اُسکی بات زہر آلودہ معلوم ہوتی تھی

تب میں گیان کینھہ ست باندھا
تب میں نے راستی اختیار کر کے دانشمندی سے کام لیا

کہوں کنول نہنہ کرت اہیرا
گل کنول کبھی بھنورے کو راغب کرنے نہیں جاتا

چاہے بھنورا کرے سے پھیرا
چاہے بھنورا سیکڑوں پھیرے لگائے

پانچ بھوت آتما نواریوں
عناصر مجسمہ کے انفاس کو قابو میں کیا

بارہ بار پھرت من ماریوں
اِدھر اُدھر دوڑتے ہوئے دل کو روکا

روی بجھایوں آپن ہیرا
رو کر دل کی جلن کو دفع کیا

کنت نہ دور اہے سُٹھ نیرا
یہ صبر کرکے کہ محبوب اپنے پاس ہی ہے دور نہیں

دوہا

پھول باس گھیو چھپ جیوں نیر ملے ایک ٹھائیں
جس طرح پھول میں خوشبو اور دودھ میں گھی ملا رہتا ہے

تس کنتا گھٹ گھر کے جیوں اگن کہنہ کھائی
اُسی طرح اے شوہر تجھیں اپنے جسم میں پیوست سمجھا اور آتش فراق کو کھا کر زندہ رہی

رتن سین دیو پال جُدّھہ کھنڈ

سُن دیو پال رای کرچالو
دیو پال راے کی سزارت کو سُنکر

راجہہ کٹھن پراہیہ سالو
راجا رتن سین کے دل میں سخت کانٹے کیطرح چبھنے لگا

دادُر کتہنہ کنول کہنہ پیکھا
کیا مینڈک کنول کو دیکھ سکتا ہے

گادُر مکھہ نہ سور کر دیکھا
اور چمگادڑ نے کبھی آفتاب کو نہیں دیکھا

اپنے رنگ جس ناچ میورو
طاؤس جس طرح اپنے رنگ میں ناچتا ہے

تیہ سر سادھہ کرے تچورو
افسوس کہ اسکی برابری کرنیکا ارادہ مرغ کرتا ہو

جو لگ آی ترک گڑھہ باجا
جب تک ترک آکر قلعہ پر حملہ کرتا ہے

تو لگ دھر آنوں تو راجا
تب تک دیو پال راے کو گرفتار کرکے لاتا ہوں

نیند نہ لینہہ رین سب جاگا
راجا کو تمام رات نیند نہ آئی جاگتا رہا

کنبھلنیر اگم گڑھہ بانکا
کنبھلنیر کا قلعہ نہایت ہی پیچدار اور دشوار گذار تھا

ہوت بہان جای گڑھہ لاگا
صبح ہوتے ہی دیو پال راے کے قلعہ کو گھیر لیا

بکھم پنتھہ چڑھہ جای نہ جھاکا
راستہ بہت تیز تھا پڑھا اور چڑھنے پر نگاہ نہیں ٹھہرتی

راجہہ تہاں گیو لیئی کالو
راجا رتن سین کو وہاں موت بلا لے گئی

ہوی سامہنہ رو پا دیو پالو
الغرض سامنے سے دیو پال راے کا مقابلہ ہوا

دوہا

دوؤ انی سنکھہ بھئیں لوہا بھیو اسوجھہ
دونوں فوجیں مقابل ہوئیں اور بہت سخت معرکہ ہوا

سُتر جوجھہ تب نیورے ایک دوؤ مہنہ جوجھہ
اجا ہم دشمنوں کی لڑائی اسوقت ختم ہوتی ہے جب دونوں مقابل میں سے کوئی ایک مارا جائے

جو دیو پال راؤ رن گاجا
جس دیو پال راے نے میدان جنگ میں آکر للکارا

موہنہ توہنہ جوجھہ ایکو جھا
اے راجا ہمارا اور تمھارا مقابلہ تنہا ہو

میلیس سانگ آی بکھہ بھری
مقابلہ ہوتے ہی دیو پال راے نے زہر آلودہ سانگ کا ایک ایسا وار کیا

میٹ نجای کال کے گھری
موت کی گھڑی ٹالی نہیں جاسکتی

نابھہ بیدھہ نکسی سو پیٹھی
اس نافہ کو چھیدکر وہ سانگ پیٹھ کے پار ہو گئی

چلا مار تب راجے مارا
جیسں ہی دیو پال مار کر چلا کہ رتن سین نے بھی اُس پر ایک وار کیا

ٹوٹ کندھہ دھڑ بھیو نارا
کندھے سے سر کٹ کر دھڑ الگ ہو گیا

سیس کاٹ کے بیری باندھا
دشمن دیوپال کا سر کاٹ کر اسپر فتحیاب ہوا

پاوا دانوں بیر جس سادھا
دیوپال راجہ سے جسے دشمنی کی تھی اُس کا بدلہ لیا

جیئت پھرا آیو بل بھرا
راجا رتن سین زندہ تو رہا مگر زندگی ختم ہو چکی تھی

مانجھ باٹ ہوی لوہے دھرا
آدھے راستے میں آکر ہتھیار چھوڑ دیئے

کاری گھاؤ جاہی نہہ ڈولا
زخم کاری ایسا لگا تھا کہ جنبش بھی کر سکتا تھا

رہی جیبھ جم گہی کو بولا
صرف زبان تھی وہ بھی موت نے پکڑ لی تھی بولتا کون

دوہا

سدھہ بدھہ توسب بسری بھار پرا منجھ باٹ
ہوش و حواس سب جاتے رہے بیچ راستے میں صرت ایک بوجھ کی طرح ٹوٹ گیا

ہست گھور کو کا کر گھر آنی گے کھاٹ
ہاتھی اور گھوڑے کون کس کے ہیں بس چارپائی پر ڈال کر گھر لائے گئے

راجا رتن سین بیکنٹھ باس کھنڈ

توہہ سانس پیٹ مہنہ اہی
دم کی دھکدھکی پیٹ میں سوت تک رہی

جولہہ دساجیو کے رہی
جب تک جسم میں روح باقی تھی

کال آی دیکھرائی سانٹی
القصہ ملک الموت نے آکر چھڑی دکھلائی

اُٹھہ جیو چلا چھوڑ کے ماٹی
کہ مٹی چھوڑ کر روح روانہ ہو گئی

کا کر لوگ کٹنب گھر بارو
کسکے یہ لوگ کسکا کنبہ اور کس کے گھر بار

کا کرار تھہ درب سنسارو
کس کا مال و متاع اور کسکی دنیا دولت

وہی گھری سب بھیو پراوا
اسی وقت سب کچھ دوسرے کا ہو گیا

آپن سوی جو پر ساکھا وا
اپنا وہی رہا جو خود کھایا اور دوسرے کو کھلایا

اہے جے ہتو ساتھ کے نیگی
جو کوئی دوست ساتھی اور حقدار تھے

سبے لاگ کاڑھے تیہ بیگی
بہت جلد باہر نکالنے لگے۔ گھر سے

جب ہست جیو رتن سب کہا
جبتک جان تھی تب تک سب نے جتن جو اپر کئے تھے

بھابن جیو نہ کوڑی لہا
اور اب جان نکل جانے پر دام ایک کوڑی بھی نہ ملی

ہاتھہ جھارجس چلے جواری
جس طرح جوا کھیلنے والے ہاتھ جھاڑ کر خالی چلے جاتے ہیں۔ اُسی طرح راج پاٹ چھوڑ کر تمام ملک چلے

تجا راج ہوی چلا بھکھاری

دوہا

گڑھہ سونپا بادل کہنہ گئے ٹکٹھہ بس دیو
چتوڑ گڑھ کا قلعہ بادل کے سپرد کر کے راجہ ٹکھٹی پر لد کر چلے گئے

چھوڑی رام اجودھیا جو بھاوے سو لیو
رام نے اجودھیا چھوڑ دی جس کا جی چاہے لے لے

پدماوتی۔ ناگمتی ستی کھنڈ

پدماوت پرن مہر پوری
پھر پدماوت بیش قیمت پشمینے کے کپڑے پہنکر

چلی ساتھہ پیوکے ہوی جوری
شوہر کے ساتھ اُسکی جوڑی بکرر روانہ ہوئی

سورج چھپا رین ہوی گئی
آفتاب چھپ جانے سے رات ہو گئی

پو نمس سوا ماوس بھئی
چودھویں چاند کے مانند پدماوت ماوس کی طرح تاریک ہو گئی

چھوڑے کیس موتِ لر چھوٹی
اِل بکھر گئے موتی کی لڑیاں ٹوٹ گئیں

جا نہنہ رینِ بکھت سب ٹوٹی
گویا رات میں ستارے ٹوٹ پڑے

سیندُر پرا جو سیس اُگھارا
سر کھولا تو مانگ میں بھرا ہوا سیندور معلوم ہوا

آگ لاگ جیہہ جگ اندھیارا
گویا اس تاریک دنیا میں اب آگ لگانا چاہتی ہے

یہی دِوس ہوں چاہت ناہنہ
اسی دن کے لئے شوہر کی خواہش تھی

چلوں ساتھ پیوے گل باہنہ
کہ اپنے پیارے کے گلے میں باہیں ڈال کر اُسکے ساتھ چلوں

سارس پنکھ نہ جیئے ناہنہ
جبکہ پرندہ سارس بھی تنہا زندہ نہیں رہتا

ہوں تھہ بُرکا جیوں پیارے
تو اے پیارے میں تمھارے بغیر کیا زندہ رہوں

نیو چھاور کے تن چھراوؤں
جان تم پر نچھاور کرکے جسم بکھرا دوں گی

چھار ہوؤں سنگ بُہر نہ آوؤں
تمھارے ساتھ خاک میں ملکر پھر اس دنیا میں لوٹ کر نہ آؤنگی

دیپک پریت پتنگ جیوں جنم بناہ کریوں
جیسے پروانے کو چراغ سے محبت ہوتی ہے اُسی طرح تمام زندگی گزاری

دوہا

نیو چھاور رہنہ پاس ہوی کنٹھہ لاگ جیوؤں
ہر چار طرف سے تم پر قربان ہو کے گلے لگ کر جان دے رہی ہوں

ناگمتی پدماوتِ رانی
رانی ناگمتی اور پدماوت

دوؤ مہاست ستی بکھانی
درحقیقت یہ دونوں قابل تعریف ستی (زن باوفا) تھیں

دوؤ سوت چڑھہ کھاٹ بیٹھیں
دونوں سوتنیں ٹکٹکی پر چڑھکر بیٹھ گئیں

اوسیو لوک پرا تھہ دیٹھیں
اُن کی نگاہیں بہشت پر لگی تھیں

بیٹھو کوی راج او پاٹا
کوئی راج پاٹ ہی کیوں نہ کرے

انت سبے بیٹھے پُن کھاٹا
آخرکار ایکدن سب کو ٹکٹھی پر بیٹھنا ہے

چندن اگر کاٹھہ سر ساجا
صندل اگر وغیرہ اشیاء خوشبودار اور لکڑیوں سے چتا تیار کیگئی۔ اور آخری رسم ادا کرنے کو راجا کی نعش لیچلے

اوگت دیئی چلے لیئی راجا
اور آخری رسم ادا کرنے کو راجا کی نعش لیچلے

یا جن باہنہ ہوی اگوتا
پیش روی سے باجے بجنے لگے

دوؤ کنت لیئی چاہنہ سوتا
دونوں سوتنیں شوہر کو لیکر ہمیشہ کیلئے سونا چاہتی ہیں

ایک جو باجا بھیو بیاہو
ایکبار جو باجا بجا تھا تو شادی ہوئی

اب دُسرے ہوی اور بیاہو
اور اب دوسری بار باجے کیساتھ آخری رسم ادا کیجارہی ہے

جیئت جو جرے کنت کے آسا
زندہ رہ کر جو محبوب کی امید میں جلے

موئیں رہس بیٹھے ایکپاسا
تو مرنے پر خوش ہو کر ایک پاس بیٹھے

دوہا

آج سورِ دِن اتھو آج رینِ سسِ بوڑ
آج دن کے آفتاب کو لیکر رات کا ماہتاب غروب ہونا چاہتا ہے

آج ناچ جیو دیجیہ آج آگ ہمھ جوڑ
آج بخوشی ناچ کو کہ جان دینا چاہئے آج کی آگ ہمارے لئے ٹھنڈی ہے

سر رچ دان پُن بہہ کینھا
لکڑیوں سے چتا تیار کرکے بہت سی خیرات کی

سات بار پھر بھانور لینھا
اور چاروں طرف گھوم کر سات بار بھانور لیا

ایک جو بھانور بھیئں ساہی
ایکبار جو بھانوریں پڑیں تو شادی ہوئی

اب دُسرے ہوی گوہن جاہی
اب یہ دوسری بار بھانوریں دیکر ساتھ جارہی ہیں

جیئت کنت تھہ ہمھ گرلائیں
اے شوہر زندگی بھر تم نے ہم کو گلے لگایا

موئے کنٹھہ نہ چھوڑہنہ تائیں
اب مرنے پر بھی گلا ہم نہیں چھوڑ سکتے

آدِ انت لہہ جاہی نچھوری
وہ شروع سے آخر تک نہیں کھلا جاسکتی

اے پیارے تم نے جو ہمسے گانٹھ جوڑی ہے

یہہ جگ کاہ جواچھہنہ آتھی
غیر مستقل اور بے سود دنیا بغیر بچھائے کیا چیز ہے

ہم تم ناہ دُہوں جگ ساتھی
اے شوہر ہم اور تم تو دونوں جہاں کے ساتھی ہیں

لیئی سِراو پرکھاٹ بچھائی
راجا کی نعش چتا کے اوپر رکھی گئی

پوڑھیں دوو کنت گرلائی
اور دونوں رانیاں خاوند کے گلے لگ کر لپٹ گئیں

لاگیں کنٹھہ آگ دیئی ہوی
گلے لگنے کے بعد ہولی کی طرح آگ لگا دی گئی

چھار بھئیں جرِانگ مُوری
جلکر خاک ہو گئیں لیکن حرکت نہ کی

دوہا

راتیں پیوکے نیہہ گئیں سرگ بھیو رتنار
شوہر کی محبت سے سرخرو دونوں ایک ساتھ گئیں جس سے بہشت میں بھی سرخروئی حاصل ہوئی

جورے اُو اسو اتھوا رہا نہ کوی سنسار
جو بھی اس دنیا میں آیا وہ گیا یہاں کوئی رہا نہیں

وے سہگون بھئیں جب جائی
وہ دونوں رانیاں جب اہا کی نعش کے ساتھ چل گئیں۔ تو بادشاہ نے

بادساہ گڑھ چھینکا آئی
تو قلعہ چتوڑ گڑھ کو گھیر لیا

تو لاگ سواو سرہوی بیتا
اُسوقت تو وہاں سب کچھ ہو چکا تھا یعنی مثل ام بیتا کے راجا کے ساتھ وہ دونوں رانیاں خاوند کی

بھئے الوپ ام اوسیتا
اور اسے اُڑا کر کہا کہ یہ دُنیا دولت سب جھوٹی ہے

آئی ساہ جو سُنا اکھارا
بادشاہ نے آکر دربار میں جو یہ خبر سنی

ہوی گا راتِ دِوس اُجیارا
تو اُجیالے دن میں ہی رات کی تاریکی ہو گئی

چھار اُٹھای لینہہ ایک مُوٹھی
جلی ہوئی چتا میں سے مٹھی بھر خاک اٹھالی

دینہہ اُڑای پرتھمی جھوٹھی
اور اسے اُڑا کر کہا کہ یہ دُنیا دولت سب جھوٹی ہے

سگرِ یو کٹک اُٹھائی ماٹی
تمام فوج نے وہاں کی مٹی اُٹھائی

پُل باندھا جہنہ جہنہ گڑھہ گھاٹی
اور اسکے قلعہ کی سب گھاٹیوں پر پُل باندھا

جو لہہ اوپر چھار نہ پرے
جبتک اوپر خاک نہیں پڑتی یعنی درگور نہیں ہوتا

تو لہہ یہ تسنا نہہ مرے
تب تک یہ دنیا کی ہوس نہیں جاتی

بھاد ھاوا بھے جوجھہ سوجھا
حملہ ہوا اور جنگ عظیم برپا ہوئی

بادل آی پنوِر پر جوجھا
بادل نے ڈیوڈھی پر مقابلہ کیا اور مارا گیا

دوہا

جوہر بھئیں سب اِستری پُرکھہ بھئے سنگرام
سب عورتیں جوہر کر کے جلکے راکھہ ہو گئیں اور مرد میدان جنگ میں کام آئے

بادساہ گڑھہ چہ راجت اُربھا اسلام
علاؤالدین بادشاہ نے قلعہ کو نہس نہس کر دیا اور چتوڑ گڑھ پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی

اُپ سنگھار

میں یہ ارتھہ پنڈتھہ بوجھا
میں نے اس کا مطلب پنڈتوں سے دریافت کیا

کہا کہ ہمھہ کچھہ اور نہ سوجھا
تو اُنھوں نے کہا کہ ہمکو اسکے سوا اور کچھ نہیں معلوم ہوتا

تے سب مانکھہ کے گھٹ ماہیں
وہ سب انسان کے جسم میں موجود ہیں

چودہ بھون جو تر اُپراہیں
چودہ طبقات جو زمین اور آسمان کے ہیں

تن چیتوڑ من راجا کینھا
یہ جسم چتوڑ گڑھ ہے اور جان راجا

ہیہ سنگھل بُدھہ پدمنی چینھا
دل سنگلدیپ ہے اور عقل رانی پدمنی

بن گرو جگت کو نرگن پاوا
بغیر مرشد کے اس دنیا میں کسکو خدا ملا

گرو سوا جیئی پنتھہ دیکھاوا
طوطا مرشد ہے جس نے راہ بتلائی

مایا علاؤ دین سُلطانو
سلطان علاؤالدین حرص و ہوا ہے

راگھو دوت سوی سیطانو
راگھو چیتن گمراہ کرنے والا شیطان ہے

یہ صفحہ موجودہ کاپی میں نہیں ہے۔ یہ صفحہ ۳۳۵ کی فوٹو کاپی سے لیا گیا ہے۔ یہ صفحہ ۳۳۵ کی فوٹو کاپی سے لیا گیا ہے۔

	پیم کتھا یہہ بھانت بچارہ اس طرح محبت کی اس کہانی کا شمار کرو	بوجھہ لیہہ جو بوجھے پارہ اگر سمجھ سکتے ہو تو سمجھ لو	
دوہا	ترکی عربی ہندوئی بھاکھا جیتی آہنہ ترکی۔ عربی اور ہندی جتنی بھی زبانیں ہیں	جیہہ مہنہ مارگ پیم کرسے سراہیں تاہِ جس میں راہ محبت کی تشریح کی گئی ہے اُسکی سب تعریف کرتے ہیں	
محمدکب یہ جور سناوا شاعر ملک محمدؒ نے الفاظ جوڑ کر یہ کہانی سنائی ہے	سُنا سو پیر پیم کرپاوا جس نے سُنا وہی درد محبت سے بیقرار ہوا	جوری لای رکت کے لیئی اس شاعری کو میں نے لہو کی لوئی سے جوڑا ہے	گاڑھہ پریت مینھہ جل بھیئی اور گاڑھی محبت کو آنکھوں کے آنسو سے بھگو کر گیلا کیا
اومیں جان گیت اس کینھا اور میں نے سمجھ بوجھ کر اسکو گیت کے لہجہ میں لکھا	مُکٹ یہ رہے جگت جہہ چینھا کہ شاید دنیا میں یہ بطور یادگاری کے رہے	کہاں سو رتن سین اب جا کہاں اب وہ راجا رتن سین ہے	کہاں سُوا اس بُدھہ اُپراجا اور کہاں وہ ہیرامن طوطا جس نے راجا کو یہ قصہ سنایا تھا
کہاں علاؤ دین سلطانو کہاں وہ سلطان علاء الدین خلجی	کہنہ راکھو جیئی کینھہ کھانو اور کہاں وہ راگھو چیتن جس نے پدماوتی کے حسن کی تعریف کی تھی	کہنہ سرُوپ پدماوت رانی کہاں وہ خوبصورت رانی پدماوتی	کوئی نہ رہا جگ رہی کہانی کوئی بھی نہ رہا صرف دنیا میں ایک کہانی باقی رہ گئی
		دھن سوئی جس کیرت جاسو خوش قسمت وہی ہے جسکی نیکنامی عالم میں مشہور ہے	پھول مرے پے مرے نہ باسو پھول چاہے مرجائے لیکن خوشبو نہیں مرتا
دوہا	کینھی نہ جگت جس بینچا کیئی نہ لینھہ جس مول کسی نے دنیا میں اپنی نیکنامی فروخت نہیں کی اور کسی نے خریدی نہیں	جو یہ پڑھے کہانی ہمھہ سنورے دوی بول جو اس کہانی کو پڑھے ہم کو دعائے خیر سے یاد کرے	
محمد برِدھہ بیس جو بھئی اے محمد اب جو ضعیفی آئی	جوبن ہُت سواو ستھا گئی تو جوانی کی عمر چلی گئی	بل جو گیو کے کھیں سریرو طاقت جو گئی تو جسم کو لاغر بنا دیا	دسٹ گئی نینھہ دیئی نیرو بینائی گئی تو آنکھوں سے پانی جاری ہوا
دسن گئے کے بچا کیولا دانت گرے تو گال پچک گئے	بین گئے انرچ دیئی بولا قوت گفتار گئی تو منھ سے بات ٹھیک نہیں نکلتی	بُدھہ جو گئی دیئی ہیہ بوراہیٔ عقل جو گئی تو دل میں بوکھلاہٹ پیدا ہوئی	گرب گیو ترہُت سر نائی غرور جو گیا تو سر نیچے جھک گیا
سرون گئے اونچ جو سُنا قوت سامعہ گئی تو اونچا سنائی پڑنے لگا	سیا ہی گئی سیس بھا دُھنا بالوں کی سیاہی گئی تو سر قدرتی طور پر دھنی کے خنیف ہوگیا	بھنور گئے کیسہہ دیئی بھوا بالوں کو بھورا بنا کر بھنورے اُڑ گئے	جوبن گیو جیت لیئی جوا جوانی جو اجیت کر چلی گئی (دعا ہے) کہ
دوہا	برِدھہ جو سیس ڈولائے سیس ڈھنے تیر بیس ضعیف اسی غصہ سے سر ہلاتا ہے اور سر پیٹتا ہے	بوڑھی آیو ہوہُ مُھہ کیئی یہ دینھہ اسیس اس نے بیکار یہ دعا دی کہ تم ضعیف عمر والے (بڈھے) ہو جاؤ	

نام کتاب	قیمت
ایضاً جلد سوم دو حصہ کامل معہ جلد چہارم ہے	
ایضاً جلد پنجم	عہ
دستور النجاۃ عن مصائب الحمیات	۶/
ترجمہ جواہر النفیس	عہ
ترجمہ کامل الصناعہ جلد اول للعہ جلد دوم	صہ
ترجمہ نفیسی	صہ/
ترجمہ قانونچہ -	۶/
اکسیر القلوب ترجمہ مفرح القلوب -	۲
طب اکبر اُردو	ے/
مجموعہ میزان الطب اُردو -	۱۰/
ترجمہ قرابادین کبیر -	معہ
ترجمہ قرابادین اعظم -	ے/
ترجمہ قرابادین شفائی	۸/
قرابادین نجم الغنی	ہے
کیمیاے عناصری ترجمہ قرابادین قادری	عہ
مجمع البحرین -	ہے
مجربات اکبری	۷/
علاج الغربا	۹
امرت ساگر اُردو	۴
قرابادین نوکائی	عہ/
ترکیب العلاج -	۱۲
علاج الامراض	۸

نام کتاب	قیمت
طب احسانی -	۰۴/
انیس الغربا -	۰۲/
کفایہ منصوری - اُردو	۶
رموز الحکمت -	۲۰/
رسالہ تعریف النبض -	۰۲/
مفید الاجسام فن جراحی مین -	۴/
مرکبات احسانی -	۰۶/
رسالہ قارورہ -	۱/
حفظان صحت -	۲
ہندوستانی گھرون مین تیمارداری حصہ اول	۲
(حصہ دوم)	عہ/
ترجمہ قرابادین ذکائی -	عہ/
دستور العلاج اُردو -	۲
تحقیقات انسانی -	۴/
تندرستی کا بیمہ -	۰۸/
رسالہ ادویہ -	۰۱/
زبدۃ الحکمت -	۲/
طب نبوی -	۲/
صحیفہ حکمت غریبہ	۴/
سل اور دق کا قدرتی علاج -	۰۸/
تریاق مسموم -	۱۳/
مجربات بشیر - اُردو	۰۲/

خزانۃ الادویہ

ہمارا دعویٰ ہے کہ خزانۃ الادویہ سے بہتر فن مفردات طب مین کوئی کتاب علیحدہ نہیں ہوئی اور تلاش کے بعد بھی زمانہ ماضی مین ایسی جامع کتاب کا وجود نہیں پایا جاتا - اللہ اکبر کتاب کیا ہے ایک زخار دریا ہے جسے مصنف کی معلومات نے گویا دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے کسی طرح اور کسی صورت سے قیاس مین نہین آسکتا کہ اتنا بڑا کام کیونکر ایک ذات نے انجام دیا آپ نے سمجھا ہوگا کہ یہ معمولی سی دواؤن کے خواص کی ایک کتاب ہے مگر ایسا نہین ہے بلکہ یہ عجیب وغریب کتاب ہے - پہلے اس مین کرۂ ارض کی تمام مخلوق کا حال بیان کیا ہے پھر مزاج ادویہ کا - پھر ذائقہ کے لحاظ سے خواص ادویہ دکھائے ہین اسی طرح تمام دواؤن کی اصلاح اور تدبیر یعنی جلانا - کشتہ کرنا صاف کرنا - دھونا - سرکہ کرنا - عرق کرنا اور ادویہ مرکب و منفرد کے استعمال کے طریقے مرکب دواؤن کے مختلف نام اور نوطریقے بعض ڈاکٹری مصطلحات دواسازی کے آلات ہر قسم کے کیمیاوی طریقے مرکب نسخون کے مزاج نکالنے کا بیان ڈاکٹری طریقے پر دوائین تیار کرنا - بہت سے عجیب وغریب اسرار ساتون ستارون کے حالات اور یہ بیان کہ کتنی دوائین کس ستارے سے متعلق ہیں - اور طب کی قدیم کتابون مین جو فن لکھے ہین ان کی پوری پوری تشریح کے بعد حروف تہجی کے حساب سے دواؤن کے خواص لکھے ہین اور اس مین بھی پہلے دوا کے ہر زبان کے نام اس کے صفات اور دوا کی شناخت دوا کی طبیعت اس کے خواص اس کے مرکبات اس کے بدل دواؤن کے مصلح - بدل اور اسی کے ساتھ مقدار خوراک اور بعدہ ویدون اور ڈاکٹرون کی رائین - غرضکہ اس قسم کی کوئی جامع کتاب کہین نہین مل سکتی - چوتھی جلد مین دواؤن کے یونانی ناموں کے ترجمے ہین اور وہ لغت ہے - چار جلدین ہیں - قیمت فی جلد ۵ اور کامل کی قیمت ۲۰ علیحدہ علیحدہ حصے بھی فروخت ہوتے ہین -

المشتہر

منیجر نول کشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ